اس میں سے کوئی بھی موتی آپ کے دل کی دنیا بدل سکتا ہے

مجموعۂ افادات

حکیم الامۃ مجدد الملۃ تھانوی رحمہ اللہ
حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ
شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ
شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی
مبلغ اسلام مولانا محمد یونس پالن پوری مدظلہ العالی
ودیگر اکابرین امت رحمہم اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

سینکڑوں مستند کتب سے دوران مطالعہ چنے ہوئے
اصلاح افروز واقعات... عبرت ونصیحت آموز حکایات... دین ودنیا کی فلاح کے
ضامن مجرب مختصر اعمال جیسے عنوانات پر مشتمل اصلاح افروز مجموعہ جس کا مطالعہ
عملی جذبہ بیدار کرنے میں نہایت مجرب ہے

اس میں سے کوئی بھی موتی
آپ کے دل کی دنیا بدل سکتا ہے

جلد-۴

مرتب
محمد اسحٰق ملتانی

ادارۂ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

منتخب

انمول موتی

تاریخ اشاعت.................ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

ناشر.....................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت..................سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ ... چوک فوارہ ... ملتان | مکتبہ رشیدیہ ... راجہ بازار ... راولپنڈی

ادارہ اسلامیات ... انار کلی ... لاہور | یونیورسٹی بک ایجنسی ... خیبر بازار ... پشاور

مکتبہ سید احمد شہید ... اردو بازار ... لاہور | ادارۃ الانور ... نیو ٹاؤن ... کراچی نمبر 5

مکتبہ رحمانیہ ... اردو بازار ... لاہور | مکتبہ المنظور الاسلامیہ ... جامعہ حسینیہ ... علی پور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K (ISLAMIC BOOKS CENTERE

119-121- HALLIWELL ROAD BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دینی کتب کی ورق گردانی کی توفیق ملتی رہتی ہے دوران مطالعہ ایسی مختصر اور اصلاح افروز باتیں جمع کرنیکا معمول ہے جو قاری کے دل ودماغ پر فکر عمل کی دستک دے اور عملی جذبہ متحرک کرنے میں مجرب ہو۔

اسی طرح اپنے اکابر ومشائخ کے حالات اور ملفوظات سے وہ باتیں جن کی عصر حاضر میں اُمت مسلمہ کو زیادہ ضرورت ہے انہیں بھی نشان زدہ کیا جاتا رہا۔ اس طرح مختصر لیکن اصلاح افروز ملفوظات.... حکایات اور تاریخی اسلام سے ماخوذ ان واقعات کا خاطر خواہ مجموعہ تیار ہو گیا جس کی روشنی میں ہم اپنے تابناک ماضی سے بہت کچھ سیکھ کر اپنے حال کو درست کر سکتے ہیں۔ حالت کی یہی درستگی ان شاء اللہ مستقبل کو روشن اور آخرت کو منور کرنیکا ذریعہ ہوگا۔

زیر نظر کتاب دوران مطالعہ منتخب ملفوظات.... حکایات، مجرب وظائف وعملیات اور اصلاح افروز واقعات اور عبرت ونصیحت سے مزین حکایات کا گلدستہ ہے جو سابقہ سلسلہ "ایک ہزار انمول موتی" کی چوتھی جلد ہے۔ آج کے مصروف حضرات جو طویل مضامین سے گریز کرتے ہیں وہ بھی فرصت کے چند لمحات میں ایسی کتب کے ایک صفحہ کا مطالعہ کر کے اپنے دل ودماغ کو معطر کر سکتے ہیں۔

اس کتاب کے تمام مضامین ترغیبی ہیں اگرچہ کوشش کی ہے کہ ہر بات باحوالہ ہو لیکن ماخذ سب کے مستند ہیں اسی طرح ان چیزوں سے دینی احکام پر عمل پیرا ہونیکی ترغیب تو حاصل کی جا سکتی ہے لیکن ان سے مسائل کا استنباط اور دلیل پکڑنا مناسب نہیں۔ یہ کام اہل علم کا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس سلسلہ کی پہلی جلدیں بھی کافی مقبول ہوئیں زیر نظر جدید مجموعہ بھی ان شاء اللہ قارئین کی دینی ودنیاوی صلاح وفلاح میں معین ثابت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اس پُرفتن دور میں اپنے اسلاف واکابر کی تعلیمات اور ان کے نقش قدم پر چلنے اور ہم سب کو دین اسلام کی معتدل تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق سے نوازیں آمین۔

والسلام .... محمد اسحٰق غفرلہ .... ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

بسم الله الرحمن الرحیم

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

كتبه العبد نفيس الحسيني [illegible] في رمضان المبارك سنة ١٤١٣

فہرست عنوانات

ستر کلمات استغفار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشاد الساری میں ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ کوئی مظلوم قید خانہ میں چلا گیا وہاں اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس قیدی کو استغفار کے ستر (۷۰) کلمات تعلیم فرمائے کہ روزانہ دس استغفار اس طرح پڑھنے کیلئے فرمایا کہ جمعہ سے شروع کر کے جمعرات کو ختم کر لے۔ قیدی نے ان استغفارات کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو نجات دیدی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کو روزانہ صبح پڑھا کرتے تھے۔

ان کلمات استغفار کا ترجمہ حضرت مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ کا ہے۔

اصل کتاب میں ہر استغفار کے بعد یہ درود شریف لکھا ہوا ہے

فَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاغْفِرْهُ لِيْ يَا خَيْرَ الْغَافِرِيْنَ

اس لئے ہر استغفار کے بعد اس درود شریف کو پڑھ لیا جائے۔

حقیقی استغفار: کتاب ''حصن حصین'' میں ہے کہ جب کوئی غافل دل سے استغفار کرے گا کہ جس دل میں مغفرت مانگنے کا مضمون حاضر نہ ہو اور دل سے خدا تعالیٰ کی طرف التجا نہیں کر رہا تو اُس کا پھر نتیجہ یہ ہے کہ مغفرت کاملہ سے محروم رہے گا۔ حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ ایسے ہی استغفار کی نسبت فرماتی ہیں ''کہ ہمارا استغفار خود بہت سے استغفار کا محتاج ہے''

اللّٰہ .... اللّٰہ .... اللّٰہ

1- یا اللہ! آپ نے مجھے عافیت بخشی... آپ کے فضل وکرم سے بہت نعمتیں آپ کی کھائیں اور برتیں آپ نے کبھی بھوکا نہیں رکھا... برابر روزی پہنچائی۔ آپ کی ان نعمتوں کے کھانے سے قوت آئی لیکن میں نے اس قوت کو بجائے آپ کی فرمانبرداری کے نافرمانی میں خرچ کیا... کتنے ہی میں نے عیب کئے۔ آپ نے لوگوں سے پردہ میں رکھا... کبھی آپ کا خوف آیا تو آپ کے امن وعافیت سے دھوکہ کھا گیا اور سمجھا کہ مجھے آپ نہ پکڑیں گے اور آپ کی پکڑ کا خیال بھی آیا تو آپ کے حلم کی طرف دھیان گیا اور عفوو کرم کی امید میں گناہ کر بیٹھا۔ اے اللہ! میں ہر ایسے گناہ سے معافی چاہتا ہوں۔ مجھے بخش دیجئے۔

2- یا اللہ! میں آپ سے ہر اس گناہ کی معافی چاہتا ہوں جو آپ کے غضب کا باعث ہو۔ اور ہر اس گناہ سے بھی جس کو آپ نے منع کیا تھا اور میں کر گزرا اور اس گناہ سے بھی معافی مانگتا ہوں جس کی نحوست سے میں آپ کی عبادت واطاعت سے محروم ہوا۔

3- یا اللہ! میں ہر اس گناہ کی بھی معافی چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کی مخلوق میں سے کسی کو گناہ میں لگا دیا ہو حیلہ وحوالہ کر کے اس کو گناہ کی بات میں پھنسا دیا ہو... یا اسے تو اس گناہ کی بات کا علم نہ تھا میرے بتانے سے اس نے گناہ کو مانا اور کیا... کسی کے گناہ کا باعث ہوا ہوں... کل قیامت کے روز ان گناہوں کو لے کر کس طرح سامنے آؤں گا۔ الٰہی! مجھے اور میرے ہر ایسے گناہ کو معاف فرمادے۔

4- یا اللہ! میں ہر ایسے گناہ سے پناہ چاہتا ہوں جو گمراہی اور کفر کی طرف لے جائے... راہ سے بے راہ کر دے... لوگوں میں بے وقار کر دے... دنیا وآخرت میں رسوائی ہو جائے اور دیگر ایسے گناہ کر گزرا تو الٰہی مجھے معاف فرمادے۔

5- یا اللہ! ایسے گناہ کہ جن کے ارتکاب سے میں نے اپنے جسم کو تھکا دیا اور مخلوق سے پردہ کرتا رہا لیکن ہائے تجھ سے پردہ نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن تجھ سے پردہ میں ہو جانے کا خیال بھی نہ آیا۔ اس کے باوجود کہ آپ مجھ کو رسوا کر سکتے تھے مجھے رسوائی سے بچا لیا اور حقیقت میں آپ کے سوا اور کون ایسا ہے کہ گناہ دیکھتا ہو اور پردہ پوشی کرتا ہو۔ اے اللہ! میرے ہر گناہ کو معاف فرمادے۔

6- یا اللہ! میں تو نافرمانی کرتا رہا لیکن آپ نے اپنے حلم سے مجھے ڈھیل دیدی... مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھ کر بھی مجھے چھوڑے رکھا... اس بداعمالی کے ساتھ میں نے جو مانگا آپ نے دیا۔ آپ کا کہاں تک شکر ادا کروں... مجھ پر میرے دشمنوں نے خفیہ وعلانیہ حملے کئے مجھے ایذا پہنچانی چاہی لیکن آپ نے مجھے ان سے ان کے حملوں سے بچا لیا اور مجھے رسوا نہ ہونے دیا۔ آپ نے مجھ گنہگار و عاصی کی اس طرح مدد کی جیسے آپ اپنے اطاعت گزار بندوں کی مدد فرماتے ہیں۔ مجھے اس طرح رکھا

جیسے اپنے پسندیدہ بندوں کو رکھا کرتے ہیں لیکن اے پروردگار! اس کرم کے ہوتے ہوئے بھی میں گناہوں کا ارتکاب کرتا رہا اور باز نہ آیا... الٰہی! مجھے محض اپنے فضل و کرم سے بخش دیجئے۔

7- یا اللہ! میں نے کتنی بار توبہ کی... قسمیں کھائیں... واسطے دیئے کہ اب یہ گناہ نہ کروں گا لیکن جب شیطان نے اس گناہ کی طرف دعوت دی... مجھے میرے نفس نے اس کو مزین کر کے سامنے کیا تو میں نے بے دھڑک اس گناہ کا ارتکاب کیا۔ افسوس مجھے لوگوں سے تو حیا آئی لیکن آپ سے بھی حیا نہ کی کہ آپ ہر وقت دیکھنے اور خبر رکھنے والے ہیں۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ آپ سے کہاں چھپ سکتا ہوں نہ کوئی مکان... نہ اندھیرا... نہ کوئی حیلہ و تدبیر آپ سے اوجھل کر سکتا ہے۔ افسوس میری اس جرأت پر کہ جس کام کو آپ نے منع کیا تھا میں نے جان کے بھی مخالفت کی پھر بھی آپ نے پردہ فاش نہ کیا بلکہ اپنے بندوں میں اس طرح شامل رکھا کہ گویا میں بھی آپ کا فرمانبردار بندہ ہوں۔ ان گناہوں سے شرمندہ ہوں کہ ان کو سوائے آپ کے اور کوئی نہیں جانتا اگر آپ چاہتے گناہ کرنے کے بعد کوئی نشان چہرے پر لگا دیتے لیکن اے اللہ! تو نے نیکوں کا سا چہرہ بنائے رکھا... لوگوں کی نگاہ میں باعزت رہا۔ لوگ مجھے اپنے نزدیک اچھا ہی سمجھتے رہے ورنہ میں تو جیسا تھا آپ کے علم میں ہے... یہ محض آپ ہی کا فضل و کرم تھا۔ الٰہی! ایسے سب گناہ میرے بخش دیجئے۔

8- یا اللہ! میں ہر اس گناہ کی معافی چاہتا ہوں جس کی لذت سے میں نے ساری رات کالی کر دی... اس کی فکر میں دماغ سوزی کرتا رہا... رات سیاہ کاری میں گزاری اور صبح نیک بن کر باہر آیا حالانکہ میرے دل میں بجائے نیکی کے وہی گناہ کی گندگی بھری رہی۔ اے پروردگار! تیری ناراضگی کا کوئی خوف ہی نہ کیا... میرا کیا حال ہوگا۔ الٰہی! مجھے اپنی مہربانی سے معاف فرما دے۔

9- یا اللہ! میں اس گناہ کی بھی معافی چاہتا ہوں جس کے سبب آپ کے کسی ولی پر ظلم کیا ہو یا آپ کے کسی دشمن کی مدد کی ہو یا تیری مخالفت میں چل کھڑا ہوا ہوں یا تیرے اوامر و نواہی کے خلاف تگ و دو میں لگا رہا ہوں ایسے سب گناہ معاف فرما دیجئے۔

10- یا اللہ! اس گناہ سے بھی معافی دے کہ میں نے مسلمانوں میں بغض و عداوت اور منافرت پھیلا دی ہو یا میرے گناہوں کے باعث مسلمانوں پر آفت و مصیبت آ گئی ہو یا میرے گناہ کی وجہ سے دشمنان اسلام کو ہنسنے کا موقع ملا ہو یا دوسروں کی میرے گناہ کی وجہ سے پردہ دری ہوئی ہو یا میرے گناہ کے باعث مخلوق پر بارش برسانے سے روک لی گئی ہو۔ الٰہی! میرے سب گناہ بخش دیجئے۔

11- یا اللہ! آپکی ہدایت آ جانے کے بعد اور دین کی بات کا علم ہو جانے کے بعد بھی میں نے اپنے آپکو غافل بنائے رکھا۔ آپ نے حکم دیا... یا منع کیا... کسی عمل کی رغبت دلائی... اپنی رضا و محبت کی طرف بلایا اور اپنے قریب کرنے کیلئے اعمال خیر کی دعوت دی۔ آپ نے سب کچھ

انعام کیا لیکن میں نے کوئی پرواہ نہ کی۔ الٰہی! میری ہر ایسی خطا کو معاف فرما دے۔

12 - یا اللہ! جس گناہ کو کر کے میں بھول گیا ہوں لیکن آپکے یہاں وہ لکھا ہوا ہے میں نے اسکو ہلکا سمجھا لیکن نافرمانی پھر نافرمانی ہے وہ آپکے یہاں موجود پاؤں گا۔ میں نے بارہا اعلانیہ گناہ کیا آپ نے چھپالیا... لوگوں نے دھیان نہ کیا اور ہر ایسا گناہ جس کو آپ نے اس لئے رکھ چھوڑا ہے کہ توبہ کریگا تو معاف کریں گے الٰہی! میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں مجھے معاف فرما دیجئے اور میری توبہ قبول فرمالیجئے۔

13 - یا اللہ! میں نے ایسے گناہ بھی کئے کہ میں کرتا رہا اور ڈرتا رہا ہوں کہ اب پکڑا جاؤں گا مگر آپ نے بچائے رکھا... میں نے گناہ کرنے میں پوری کوشش صرف کر دی... رسوائی کا بھی خیال نہ کیا لیکن آپ نے پردہ پوشی ہی فرمائی۔ الٰہی وہ گناہ بھی میرے معاف کر دے۔

14 - یا اللہ! مجھے اس گناہ کی وعید اور سزا معلوم تھی آپ نے اس کے عذاب سے ڈرایا۔ اس کی برائی بیان کی مجھے علم تھا لیکن نفس و شیطان نے اسے ایسا سجایا کہ میں نے آپ کی وعید د دھمکی سے بے اعتنائی برتی۔ اے اللہ! مجھے معاف فرما دے۔

15 - یا اللہ! میں ہر ان گناہوں سے معافی چاہتا ہوں جو آپ کی رحمت سے دور کر دیں اور عذاب میں مبتلا کرنے کا ذریعہ ہوں۔ عزت سے محروم کر دیں اور برائی کے لائق کر دیں۔ آپ کی نعمتوں کے زوال کا سبب ہوں۔

16 - یا اللہ! میں ہر اس گناہ سے معافی چاہتا ہوں جس سے میں نے آپ کی کسی مخلوق کو عار دلائی ہو... یا آپ کی مخلوق کو فعل قبیح میں مبتلا کر دیا ہو اور خود میں بھی اس میں لگ گیا ہوں اور جرأت کے ساتھ کر رہا ہوں۔

17 - یا اللہ! گناہ کر کے توبہ اور توبہ کرنے کے بعد پھر وہی کیا۔ اپنی توبہ کو جانتا رہا اور گناہ کرتا رہا۔ رات کو معافی مانگی دن کو پھر وہیں چلا گیا اور بار بار یہی حال رہا۔ الٰہی! میں اپنے گناہوں کا اقراری ہوں اور آپ کی نعمتوں کا بھی اقرار کرتا ہوں مجھے معاف فرما دے۔

18 - یا اللہ! میں نے آپ سے کوئی وعدہ کیا ہو یا نذر مان کر کوئی عبادت واجب کی ہو یا آپ کی کسی مخلوق سے وعدہ کر کے پھر گیا ہوں یا غرور میں آ کر اس کو ذلیل و حقیر سمجھا ہو۔

اے اللہ! اس کی ادائیگی کی توفیق عطا فرما اور مجھے معاف فرما دے۔

19 - یا اللہ! آپ نے نعمت پر نعمت عطا کی اس سے قوت آئی لیکن آپ کی دی ہوئی قوت کو میں نے آپ ہی کی نافرمانی میں خرچ کیا۔ کتنا برا کیا... آپ نے تو کھلایا پلایا اور میں نے آپ ہی کی مخالفت کی آپ کو ناراض کر کے مخلوق کو راضی کیا... نادم ہوں برا کیا... اے اللہ! مجھے معاف فرما دے۔

20 - یا اللہ! کتنی بار ایسا ہوا کہ میں نیکی کے ارادے سے چلا مگر راستے ہی میں گناہ کی طرف

چلا گیا اور جہاں تیرا غضب نازل ہوتا وہاں نفس کو راضی کیا اور آپ کی ناراضگی کی پرواہ نہ کی۔ میں آپ کے غضب وعذاب کو بھی جانتا تھا مگر شہوت نے ایسا حجاب ڈال دیا یا کسی دوست نے ایسا ورغلایا کہ گناہ ہی اچھا معلوم ہوا۔ الٰہی! یہ سب کرتوت کر کے آیا ہوں اور اس امید میں آیا ہوں کہ آپ ضرور سب گناہ معاف فرمادیں گے۔۔اب اس امیدوار کو ناامید نہ فرمانا۔۔میرے سب گناہ معاف فرمادیجئے۔

21- یا اللہ! میرے گناہوں کو آپ مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں۔۔۔میں تو کر کے بھول بھی گیا ہوں مگر آپ کے علم میں سب ہیں۔ کل بروز قیامت آپ مجھ سے سوال کریں گے۔۔۔سوائے اقرار کرنے کے اور کیا جواب دوں گا۔۔اے اللہ! مواخذہ نہ فرمانا آج ہی وہ سب گناہ معاف فرمادیجئے۔

22- یا اللہ! بہت سے گناہ اس طرح کیے ہیں کہ میں جانتا تھا کہ آپکے سامنے ہوں مگر خیال کیا توبہ کرلونگا۔۔۔معافی چاہ لونگا۔ الٰہ العالمین! گناہ کرلیا اور نفس وشیطان نے توبہ واستغفار سے باز رکھا۔۔۔گناہ پر گناہ کرتا چلا جاتا رہا۔ الٰہی! میری اس جراءت پر نظر نہ فرمانا۔۔۔اپنی شان کریمی کے صدقے مجھے معاف فرمادے میں توبہ کرتا ہوں۔۔۔معافی چاہتا ہوں۔

اے اللہ! مجھے معاف کردے۔ آپکے سوا اور کون معاف کرنیوالا ہے۔

23- یا اللہ! ایسا بھی ہوا کہ گناہ کر کے میں نے آپ سے حسن ظن رکھا کہ آپ عذاب نہ دیں گے۔۔۔آپ معاف کردیں گے اس وقت میرے نفس نے یہی پٹی پڑھائی کہ اللہ کا کرم ورحمت تو بہت وسیع ہے اور آپ پردہ ڈالتے رہے بس میں سمجھا کہ جب وہ پردہ پوشی فرمارہے ہیں تو عذاب بھی نہ دیں گے۔ بس اسی خیال میں آکر بہت سے گناہ کرلئے۔۔۔اے اللہ! مجھے معاف فرمادے۔

24- یا اللہ! ان گناہوں کی بھی معافی چاہتا ہوں جن کی وجہ سے دعا کے قبول ہونے سے محروم ہوگیا۔۔۔روزی کی برکت اور خیر نہ رہی۔ ان گناہوں کو بھی معاف فرمادے۔

25- یا اللہ! جن گناہوں کے سبب لاغری آتی ہے اور نقاہت چھاجاتی ہے بروز قیامت حسرت وندامت ہوگی ان گناہوں کو بھی معاف فرمادے۔

26- یا اللہ! جو گناہ باعث تنگی رزق ہوں۔۔۔ باعث مانع خیر وبرکت ہوں۔۔۔ باعث محرومی حلاوت عبادت ہوں سب معاف فرمادے۔

27- یا اللہ! جس گناہ کی میں نے تعریف کی ہو یا کینہ کی طرح دل میں چھپایا ہو یا دل میں عزم مصمم کرلیا ہو کہ یہ گناہ کروں گا یا زبان سے اظہار بھی کردیا ہو یا وہ گناہ جو میں نے اپنے قلم سے لکھا ہو یا اعضاء سے اس کا ارتکاب کرلیا ہو یا اپنے ساتھ دوسروں کو بھی اس گناہ کے کرنے پر آمادہ کیا ہو ایسے سب گناہوں کو معاف فرمادیجئے۔

28- یا اللہ! میں نے گناہ رات کو بھی کیے دن کو بھی کیے۔ لیکن آپ نے اپنے حلم سے پردہ پوشی فرمائی کہ کسی مخلوق کو اس کا علم نہ ہونے دیا... میں نے آپ کی اس ستاری فرمانے کا کچھ خیال نہ کیا۔ میرے نفس نے اس گناہ کو پھر مزین کر کے پیش کیا اور گناہ کو گناہ سمجھتے ہوئے پھر کر گزرا۔ میں بار بار ایسا ہی کرتا رہا۔ الٰہ العالمین! میرے اس حال کو خوب جانتے ہیں آئندہ ایسا نہ کروں گا آپ سے توفیق مانگتا ہوں میں توبہ کرتا ہوں معافی چاہتا ہوں۔ الٰہی! معاف فرما دیجئے۔

29- یا اللہ! بہت سے گناہ بڑے تھے لیکن میں نے ان کو چھوٹا سمجھا اور محض اس خیال سے کہ کرلو... دیکھا جائے گا میں کر گزرا۔ اب آئندہ ایسا نہ کروں گا آپ نیچنے کی توفیق دیدیں اب میں معافی چاہتا ہوں ایسے سب گناہ بخش دیجئے۔

30- یا اللہ! میں نے آپ کی کسی مخلوق کو گمراہ کیا ہو... اس کو گناہ کی بات بتائی ہو... اکسایا ہو... اپنے آپ کو بچانے کی خاطر اس کو گناہ میں پھنسا دیا ہو یا میرے نفس نے گناہ کو ایسا سجا دیا ہو کہ مجھے دیکھ کر دوسرا اس گناہ میں مبتلا ہو گیا ہو۔ اور جان بوجھ کر گناہ کرتا رہا۔ الٰہ العالمین! سب گناہوں کو معاف کر دیجئے۔

31- یا اللہ! میں نے امانت میں خیانت کی ہو... خیانت مال کی ہو یا زبان کی ہو اور نفس نے اس کو مزین کر دیا اور میں اس میں مبتلا ہو گیا یا شہوانی خیانت کر لی ہو یا کسی کو گناہ کرنے میں امداد دی ہو یا کسی بھی طریقہ سے اس کو گناہ کرنے پر قوت پہنچائی ہو یا اس کا ساتھ دیا ہو... کبھی کوئی نصیحت کرنے والا آیا میں نے اس کو برا بھلا کہا ہو... کسی قسم کی اس کو ایذا دی ہو یا تکلیف پہنچائی ہو یا کسی حیلہ کے ذریعہ اس کو ناحق ستایا ہو اے اللہ! میں معافی چاہتا ہوں مجھے معاف فرما دے۔

32- یا اللہ! میں آپ سے گناہ کی معافی چاہتا ہوں جس کی وجہ سے آپ کے غضب کے قریب ہو گیا ہوں یا کسی مخلوق کو گناہ کی طرف لے گیا یا ایسی خواہش دلائی ہو کہ وہ اطاعت و عبادت سے دور ہو گیا ہو۔

33- یا اللہ! میں نے عجب کیا ہو... ریاکاری کی ہو... کوئی آخرت کا عمل شہوت کی نیت سے کیا ہو... کینہ... حسد... تکبر... اسراف... کذب... غیبت... خیانت... چوری... اپنے اوپر اترانا... دوسرے کو ذلیل کرنا یا اس کو حقیر سمجھ کر یا حمیت و عصبیت میں آ کر بے جا سخاوت... ظلم... لہو و لعب... چغلی یا اور کوئی گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہو جس کے سبب میں ہلاکت میں آ گیا ہوں... الٰہی! مجھے معاف فرما دے۔

34- یا اللہ! غیر اللہ سے عقلی طور پر ڈر گیا ہوں... تیرے کسی ولی سے دشمنی کی ہو الٰہی! تیرے دشمنوں سے دوستی کی ہو اور تیرے دوستوں کو رسوا کیا ہو یا تیرے غضب میں آ جانے کا کام

کیا ہوتو الٰہی! مجھے معاف فرمادے... میری توبہ ہے۔

35- یا اللہ! وہ گناہ جو آپ کے علم میں موجود ہیں اور میں بھول گیا ہوں ان سب گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔

36- یا اللہ! کوئی گناہ کیا اور اس سے توبہ کی لیکن جرأت کر کے پھر اس توبہ کی پرواہ نہ کی ہو یکے بعد دیگرے گناہ کرتا چلا گیا۔ الٰہی! ان تمام گناہوں سے پناہ دیدے اور مجھے بخشدے۔

37- یا اللہ! جس گناہ کے کرنے سے عذاب کے قریب ہوگیا ہوں اور آپ سے محروم ہوگیا ہوں یا تیری رحمت سے وہ گناہ حجاب میں ہوگیا ہو یا اس کی وجہ سے تیری کسی نعمت سے محروم ہوگیا ہوں ان تمام گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔

38- یا اللہ! میں نے آپ کے مقید حکم کو مطلق کر دیا ہو یا مطلق حکم کو مقید کر دیا ہو اور میں اس کی وجہ سے خیر سے محروم کر دیا گیا ہوں اے اللہ! اس کو معاف فرمادے۔

39- یا اللہ! جو گناہ آپ کے عافیت دینے کے باوجود عافیت میں بھوک کھا کر کرلیا ہو یا تیری نعمت کو غلط ناجائز استعمال کیا ہو یا آپ کے رزق کی وسعت کی وجہ سے گناہوں میں مبتلا ہوگیا یا عمل تیری رضا کیلئے کرر ہا تھا لیکن نفس کی شہوت کے غلبہ سے وہ کام تیری رضا سے نکل گیا ہو اس کی معافی دیدے۔

40- یا اللہ! کوئی گناہ تھا میں نے رخصت سمجھ کر کرلیا... جو حرام تھا اس کو حلال سمجھ کر کرلیا ہو تو آج اسے بھی معاف فرمادیجئے۔

41- یا اللہ! بہت سے گناہ آپ کی مخلوق سے چھپا کر کر لئے لیکن آپ سے کہاں چھپا سکتا تھا۔ الٰہی! میں اپنا عذر پیش کرتا ہوں اور آپ سے معافی چاہتا ہوں معافی چاہنے کے بعد بھی گناہ ہو جائے تو اس کی بھی معافی چاہتا ہوں۔ مجھے بخش دیجئے۔

42- یا اللہ! جس گناہ کی طرف میرے پیر چلے ہوں... میرے ہاتھ بڑھے ہوں... میری نگاہوں نے ایسا ویسا دیکھا ہو... زبان سے گناہ ہوئے ہوں... آپ کا رزق بے جا برباد کر دیا ہو لیکن آپ نے باوجود اس کے اپنا رزق مجھ سے نہیں روکا اور عطا کیا۔ میں نے پھر اس عطا کو تیری نافرمانی میں لگایا اس کے باوجود میں نے زیادہ رزق مانگا.. آپ نے زیادہ دیا... میں نے گناہ علی الاعلان کیا لیکن آپ نے رسوا نہ ہونے دیا۔ میں گناہ پر اصرار کرتا رہا آپ برابر حلم فرماتے رہے۔ پس اے اکرم الاکرمین! میرے سب گناہ معاف فرمادیجئے۔

43- یا اللہ! جس گناہ کے صغیرہ ہونے سے عذاب آئے... جس گناہ کے کبیرہ ہونے سے عذاب زیادہ ہو جائے اور ان کے وبال میں ابتلا ہو جائے اور ان پر اصرار کرنے سے نعمت زائل ہو جائے ایسے سب گناہ میرے معاف کر دیجئے۔

44- یا اللہ! جس گناہ کو صرف آپ نے دیکھا آپ کے سوا کسی نے نہ دیکھا اور سوائے آپ کے عفو ونجات کا کوئی ذریعہ نہیں انہیں بھی آپ معاف فرما دیجئے۔

45- یا اللہ! جس گناہ سے نعمت زائل ہو جائے... پردہ دری ہو جائے... مصیبت آ جائے... بیماری لگ جائے... درد ہو جائے یا وہ کل کو عذاب لائے ان گناہوں کو بھی معاف فرما دیجئے۔

46- یا اللہ! جس گناہ کی وجہ سے نیکی زائل ہوگئی... گناہ پر گناہ بڑھے... تکالیف اتریں اور تیرے غضب کا باعث ہوں ان سب گناہوں کو معاف فرما دے۔

47- یا اللہ! گناہ تو صرف آپ ہی معاف کر سکتے ہیں۔ آپ نے بہت سے گناہ اپنے علم میں چھپا لئے ہیں آپ ان کو معاف کر دیجئے۔

48- یا اللہ! میں نے تیری مخلوق پر کسی قسم کا ظلم کیا یا تیرے دوستوں کے خلاف چلا۔ تیرے دشمنوں کی امداد کی ہو... اہل اطاعت کے مخالف... اہل معصیت سے جا ملا ہوں... ان کا ساتھ دیا ہو... الٰہی! ان گناہوں کو بھی معاف فرما دے۔

49- یا اللہ! جن گناہوں کے باعث ذلت وخواری میں آ گیا ہوں یا تیری رحمت ہی سے ناامید ہو گیا ہوں یا طاعت کی طرف آنے سے گریز کرتا رہا... اپنے گناہ کو بڑا سمجھ کر... ناامیدی پیدا کر لی ہو اسے معاف فرما دیجئے۔

50- یا اللہ! بعض گناہ ایسے بھی کئے ہیں کہ میں جانتا تھا کہ یہ گناہ کی بات ہے اور آپ میرے حال کو جانتے ہیں لیکن گناہ کو ہلکا خیال کیا اور تیری پکڑ کا خیال نہ کیا۔ اپنی رو میں کر گزرا... الٰہی! ان کو بھی معاف فرما دیجئے۔

51- یا اللہ! دن کی روشنی میں تیرے بندوں سے چھپ کر گناہ کیا اور رات کے اندھیرے میں تیرا حکم توڑا یہ صرف میری نادانی ہی تھی کیونکہ میں یہ جانتا ہوں کہ آپ کے نزدیک ہر پوشیدہ ظاہر ہے۔ آپ جو چاہیں کر سکتے ہیں آپ کے یہاں سوائے آپ کی رحمت کے نہ مال کام آئے گا نہ اولاد کام آئے گی۔ اے اللہ! مجھے قلب سلیم عطا فرما اور مجھے معاف فرما۔

52- یا اللہ! ان گناہوں سے جن کی وجہ سے تیرے بندوں میں ناپسندیدہ ہو جاؤں اور تیرے دوست نفرت کرنے لگیں اور تیرے اہل طاعت کو وحشت ہونے لگے ایسے گناہوں کا ارتکاب کر لیا ہو تو آپ معاف فرما دیجئے اور ان حالات سے پناہ میں رکھیے۔

53- یا اللہ! جو گناہ کفر تک پہنچائے... تنگی اور محتاجی لائے تنگی وسختی کا سبب ہو جائے... خیر سے دور کر دے... پردہ دری کا سبب بن جائے... فراخی کو روک لے... اگر کر لئے ہوں معاف فرما، ورنہ محفوظ رکھ یا الٰہ العالمین!۔

54- یا اللہ! جو گناہ عمر کو خراب کریں امید سے ناامید کردیں۔ نیک اعمال کو برباد کردیں الٰہی! ایسے گناہوں سے بچا کر رکھنا اگر کرلئے ہوں تو معاف فرمانا۔

55- یا اللہ! آپ نے قلب کو پاک کیا... میں نے گناہوں سے ناپاک کرلیا... آپ نے پردہ رکھا میں نے خود اس کو چاک کردیا اپنے برے اخلاق کو مزین کیا اور نیک بنا رہا ایسے گناہ بھی معاف فرمادے۔

56- یا اللہ! وہ گناہ جن کے ارتکاب سے آپ کے وعدوں سے محروم ہوجاؤں اور آپ کے غصہ و عذاب میں آجاؤں۔ الٰہی! مجھ پر رحمت رکھنا اور ایسے سب گناہ معاف فرمادیں۔

57- یا اللہ! ایسے گناہوں سے معافی چاہتا ہوں جس کی وجہ سے آپ کے ذکر سے غافل رہا ہوں اور آپ کی وعیدوں اور ڈرانے کی آیات سے لاپرواہ ہوگیا اور سرکشی کرتا رہا الٰہی! معاف فرمادے۔

58- یا اللہ! تکالیف میں مبتلا ہوکر کبھی میں نے شرک کرلیا ہو یا آپ کی شان میں گستاخی کرلی ہو۔ آپ کے بندوں سے آپ کی شکایت کی ہو بجائے آپ کے در پر آنے کے بندوں پر حاجت اتاری ہو یا آپ کی مخلوق کے سامنے اس طرح مسکینی کا اظہار کیا ہو یا چاپلوسی کی ہو کہ جیسے حاجت روائی اسی کے قبضے میں ہے۔ الٰہ العالمین ایسے گناہوں کی بھی معافی عطا فرما۔

59- یا اللہ! ان معاصی کی مغفرت کا طلبگار ہوں کہ بوقت معصیت تیرے سوا کسی دوسرے کو پکارا ہو اور غیر اللہ سے امداد کی دعا کی ہو۔

60- یا اللہ! تیری عبادت میں جانی و مالی گناہ کا اختلاط کرلیا یا مال کی طمع میں شریعت کا خیال نہ کیا ہو یا کسی مخلوق کی اطاعت کی اور تیری نافرمانی کی... تیرے حکم کو ٹالا اور اس کے برخلاف مخلوق کے حکم کو سراہا ہو۔ محض دنیا کی خاطر ناجائز منت و سماجت کی ہو حالانکہ میں جانتا بھی ہوں کہ آپ کے سوا کوئی حاجت پورا کرنے والا نہیں۔ الٰہی! ان گناہوں کو بھی معاف فرمادے۔

61- یا اللہ! گناہ تو بڑا تھا مگر نفس نے معمولی سمجھا اور اس کے کرتے ہوئے نہ ڈرا نہ رکا۔ الٰہی! ان کی بھی معافی دیدے۔

62- یا اللہ! آخری سانس تک جتنے گناہ ہوچکے ہوں گے سب بخش دیجئے۔ اول بھی... آخر کے بھی... بھولے سے کئے یا جان بوجھ کے کئے... خطا ہوگئی... قلیل و کثیر۔ صغیرہ و کبیرہ... باریک اور موٹے... پرانے اور نئے... پوشیدہ و ظاہر الٰہ العالمین! ان سب گناہوں کو بخش دیجئے۔

63- یا اللہ! جتنے حقوق تیری مخلوق کے مجھ پر ہیں میں ان کے عوض مرہون ہوں۔ الٰہی! ان سب کو میری طرف سے ان کے حقوق ادا کردیجئے بلکہ ان کے حقوق سے اور ان کو زیادہ دیدیجئے اور مجھے ان سے معاف کرادیجئے۔ میرے تمام ہر قسم کے اہل حقوق کو بخش دیجئے ان کو

دوزخ سے بچا کر جنت الفردوس عطا فرمائیے۔ اے اللہ! اگرچہ حقوق بہت ہیں مگر آپ کے پردۂ عفو میں کچھ بھی نہیں مجھے سبکدوش فرما کر عفو و عافیت و معافات کے ساتھ دنیا سے اٹھائیے۔

64- **یا اللہ!** کسی آپ کے بندے یا بندی کا مال ناحق لیا ہو... کسی کی آبرو خراب کر دی ہو... اس کے جسم کے کسی حصہ پر مارا ہو۔ اس پر ظلم کیا ہو۔ انہوں نے مطالبہ حق کیا لیکن میں نے طاقت نہ ہونے کی وجہ سے نہ دیا ہو یا لاپرواہی برتی ہو ان سے بھی معاف نہ کرا سکا ہوں آپ کے سب اختیار میں ہے میری معافی فرما دیجئے۔

65- **یا اللہ!** جتنے میرے گناہ آپ کے علم میں ہیں۔ سب معاف فرما دیجئے۔

66- **یا اللہ!** آپ کا وعدہ ہے کہ اگر کوئی بندہ اتنے کہ زمین و آسمان بھر جائے گناہ لے کر بھی آئے تو میں اتنی مغفرت لے کر چلتا ہوں اور اسے معاف کر دیتا ہوں... الٰہی! مجھے بھی معاف فرما دیجئے۔

67- **یا اللہ!** جب بندہ تین مرتبہ رب اغفرلی کہتا ہے تو آپ فرماتے ہیں اے بندے! میں نے معاف کیا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں الٰہ العالمین! میں تین مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

رب اغفرلی .... رب اغفرلی .... رب اغفرلی

68- **یا اللہ!** کل حساب کے وقت مجھ سے حساب نہ لیں بلاحساب جن بندوں کو آپ جنت میں بھیجیں گے مجھے بھی معاف فرما کر انکے ساتھ کر دینا۔

69- **یا اللہ!** **استغفر اللہ الذی لآ الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ** کہتا ہوں اور میری دعا یہ ہے کہ ہر آن ہر حرکت و سکون پر ابدالآباد تک میرے نامۂ اعمال میں لکھے جانے کا حکم دیدیں کہ ہر وقت میری معافی ہوتی رہے اور میرے نامۂ اعمال میں اتنے استغفار کثرت سے ہو جائیں تا کہ اس دن مجھے خوشی حاصل ہو۔

70- **یا اللہ!** رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ ستر بار استغفار فرماتے تھے میں نے بھی یہ عدد پورا کیا ہے... اے اللہ! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل و واسطہ سے میری مغفرت فرما دے۔ آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَ
اَصْحَابِہٖ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِکَ بَاقِیَۃً بِبَقَائِکَ لَامُنْتَھٰی
لَھَا دُوْنَ عِلْمِکَ صَلٰوۃً تُرْضِیْکَ وَتُرْضِیْہِ وَتَرْضٰی بِھَا
عَنَّا یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

اخلاص

اخلاص دین کی حقیقت ہے اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی دعوت کی کنجی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ''وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ'' (البینہ) اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ''اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ'' (الزمر)

اخلاص عبادت کا دل اور اس کی روح ہے.... جیسا کہ ابن حزم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نیت بندگی کا راز اور اعمال بمنزلہ روح اور جسم کے ہیں اور یہ بات محال ہے کہ عبودیت میں عمل تو ہو لیکن روح نہ ہو.... یہ اس طرح ہے کہ جسم تو ہو لیکن اس میں روح نہ ہو.... تو وہ جسم بیکار ہے....

اخلاص اعمال کی قبولیت اور عدم قبولیت کی بنیاد ہے.... جو کامیابی اور ناکامی کا ذریعہ بنتی ہے اور وہ جنت یا جہنم کی طرف لے جانیوالی ہے.... کیونکہ اخلاص میں ریاکاری جہنم میں لے جانے کا سبب بنتی ہے اور خالص اخلاص (جس میں ریاکاری نہ ہو) وہ جنت میں لے جانے کا ذریعہ بنتی ہے.... (اعمال القلوب)

کام میں لگنے کا نسخہ

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ریا سے بھی کوئی عمل کرتا ہو تو اس کو کرتا رہے.... اور ترک نہ کرے کیونکہ اول اول ریا ہوگی پھر عادت ہو جائے گی.... اور عادت سے عبادت ہو جائے گی کیسی حکیمانہ تحقیق ہے کہ مایوسی کا کہیں نام ونشان نہیں.... سو بعض اوقات شیطان ریا کا اندیشہ دلا کر ساری عمر کے لئے عمل سے روک دیتا ہے.... جو بڑا خسارہ ہے.... پس عمل کرو.... چھوڑو مت، اخلاص کی فکر میں بھی اتنا غلو نہ چاہئے.... کام میں لگے رہو.... اگر کوتاہی ہو جائے تو استغفار سے اس کمی کو پورا کرلو.... غرض یہ کہ کام میں لگو.... (مواعظ اشرفیہ)

پانچ آدمی اللہ کی ذمہ داری میں ہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا....

۱- جو آدمی اللہ کے راستے میں نکلتا ہے ۲- جو کسی بیمار کی عیادت کرنے جاتا ہے

۳- جو صبح یا شام کو مسجد میں جاتا ہے ۴- جو مدد کرنے کیلئے امام کے پاس جاتا ہے

۵- جو گھر بیٹھ جاتا ہے اور کسی کی برائی اور غیبت نہیں کرتا.... (حیاۃ الصحابہ)

اسلام میں بڑھاپے پر انعام

یحییٰ بن اکثمؒ ایک محدث گزرے ہیں.... آپ قاضی بھی تھے.... جب ان کا انتقال ہوا ....تو ایک شخص نے ان کو خواب میں دیکھا جب ان سے پوچھا کہ آپ پر کیا گزری؟

تو انہوں نے فرمایا جب میری پیشی اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ہوئی تو مجھ سے فرمایا او گنہگار بوڑھے! تو نے فلاں فلاں گناہ کیا تھا.... تجھے کون میرے عذاب سے بچائے گا؟

میں نے عرض کیا یا رب العالمین! مجھے آپ کی طرف سے ایک حدیث پہنچی ہے.... اللہ تعالیٰ نے فرمایا کون سی حدیث پہنچی ہے؟

میں نے عرض کیا مجھ سے عبدالرزاق نے کہا.... عبدالرزاق سے معمر نے کہا....

معمر سے زھری نے کہا.... زھری سے عروہ نے کہا.... عروہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا.... ان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا....

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا....

اور حضرت جبرائیل علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ جو شخص اسلام کی حالت میں بوڑھا ہوا اور میں اس کو اس کے اعمال کی وجہ سے عذاب دینے کا ارادہ بھی کروں....

لیکن اس کے بوڑھاپے سے شرما کر اسے معاف کر دیتا ہوں .... اور یا رب العالمین! آپ کو معلوم ہے.... کہ میں اسلام میں بوڑھا ہو چکا ہوں.... اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث بالکل صحیح آپ نے بتلا دی.... اس بوڑھاپے کی وجہ سے میں تجھے معاف کرتا ہوں.... اور پھر مجھے جنت میں داخل فرمایا.... (ابن خلکان)

اہل وعیال سے حسن سلوک کی تاکید

اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کی نیت سے.... کچھ وقت اپنے گھر کے اندر اپنے اہل وعیال کے ساتھ صرف کرنا چاہیے.... اس سے ان کو تقویت اور انشراح رہتا ہے ....اور خود اپنی زندگی میں بھی ان کے ساتھ.... اُنس ومحبت پیدا ہونے سے نشاط خاطر رہتا ہے.... فاور بہت سے امور خانہ داری.... اور حسن انتظام میں مدد ملتی ہے.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ شفقت ومحبت.... اور حسن سلوک کے لیے.... خاص طور پر بہت تاکید فرمائی ہے.... (اصلاحی خطبات)

دنیا سے نفس کے رابطے

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نفس کو دنیا کی طرف مائل کرنے والی چیزیں کثرت سے ہیں.... مزید یہ کہ وہ خود نفس کے تقاضے ہیں اور آخرت کی یاد ایسا معاملہ ہے جو طبعی تقاضوں سے خارج بھی ہے اور نگاہوں سے اوجھل بھی.... بعضے بے علم قرآن کریم کی وعیدوں کو سن کر یہ گمان رکھتے ہیں کہ آخرت کی طرف مائل کرنے والی چیزیں زیادہ قوی ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ دنیا کی طرف مائل ہونے میں طبیعت کی مثال اس بہتے ہوئے پانی جیسی ہوتی ہے جو نشیب چاہتا ہے اور جسے اوپر چڑھانے میں قدرے تکلف کی ضرورت پڑتی ہے....

یہی وجہ ہے کہ معاون شرع نے جواب دیا:

بِالتَّرْغِیْبِ وَالتَّرْهِیْبِ یَقْوَیٰ جُنْدُالْعَقْلِ

(ترہیب وترغیب سے عقل کو قوت حاصل ہوتی ہے)

رہی طبیعت تو اس کو مائل کرنے والی چیزیں کثرت سے ہیں جن کا غالب ہونا ذرا بھی تعجب خیز نہیں.... مغلوب ہونا البتہ قابل تعجب ہے.... (صید الخاطر)

فضیلت نکاح

بعض روایات میں نکاح کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے.... جس سے معلوم ہوا کہ آدمی جتنا بھی متقی پرہیز گار ہو مگر نکاح کے بغیر ایمان کامل نہیں.... اسلئے یہ فضیلت جلد حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے.... (پرسکون گھر)

قرض سے نجات کا عمل

ایک صاحب نے حکیم الامت رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ قرض دار ہوں دعا فرما دیجئے اور کچھ پڑھنے کو بتلا دیجئے.... فرمایا کہ یا مغنی بعد نماز عشاء گیارہ سو بار پڑھا کرو.... اور اول وآخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھا کرو یہ عمل حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے.... (مواعظ اشرفیہ)

نظام الاوقات

نظام الاوقات بنانے......اور اس کی پابندی کرنے کی برکت یہ ہے......کہ ذرا سے وقت میں بہت سے کام ہو جاتے ہیں....(ارشادات عارفی)

سنت کے تذکرے

حیات طیبہ کے تذکرہ کے لیے...... صرف ایک مہینہ مقرر نہ کریں...... ہر مہینہ...... ہر ہفتہ محفلیں......وعظ اور سیرت کی مقرر کر کے اہتمام سے کرائیں...... اور سنت کے مطابق دُرود کی کثرت کریں......اور عمل کی اللہ سے توفیق مانگیں...... اس طرح آپ کی سنت پر جو قدم ہمارا پڑے گا دین مضبوط ہوگا....(ارشادات مفتی اعظم)

خیر الامم

مسلم کو خیر الامم کہا جس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء علیہم السلام ہیں......اسی طرح آپ کی امت بھی امام الامم ہے......اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے تو مقتدیوں کی تو نماز بھی باقی نہیں رہ سکتی......پھر مسلمانوں میں سب سے زیادہ اصلاح خلق اللہ کی ذمہ داری علماء پر عائد ہوتی ہے......افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اپنی ذمہ داری بھلا دی ہے......اگر وہ خود خلیق ہوں تو تب دوسرے با اخلاق بن سکتے ہیں....(جواہر حکمت)

لوگوں سے ملنے میں میانہ روی

جس شخص کو کوئی ضروری...... حاجت دینی یا دنیوی...... نہ دوسروں سے متعلق ہو...... اور نہ دوسروں کی کوئی ایسی......دینی یا دنیوی حاجت......اس شخص سے متعلق ہو......اس کے لئے خلوت جائز ہے...... بلکہ افضل ہے...... خصوصاً ایام فتن وشرور میں...... جب کہ اختلاط کے خلجانات وتشویشات...... وایذاؤں پر صبر کرنے کی...... توقع وہمت نہ ہو...... احادیث میں جو ترغیب......خلوت کی آئی ہے......وہ ایسی ہی حالت میں ہے....(خطبات مسیح الامت)

ماں کی خدمت کی برکت

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا یا اللہ! میرا جنت کا ساتھی کون ہے؟

تو فرمایا فلاں قصائی... قصائی کا پتہ بتایا... نہ کسی ابدال کا... نہ کسی قطب کا... نہ کسی شہید کا ... نہ محدث کا... کہا کہ فلاں قصائی! حضرت موسیٰ علیہ السلام حیران ہو گئے.... پھر اس قصائی کو دیکھنے چلے گئے.... قصائی بازار میں بیٹھا گوشت بیچ رہا تھا... شام ڈھلی اس نے دکان بند کی اور گوشت کا ٹکڑا تھیلے میں ڈالا اور گھر چل دیا.... موسیٰ علیہ السلام بھی ساتھ ہو گئے.... کہنے لگے بھائی تیرے ساتھ جاؤں گا.... اس کو پتہ نہیں تھا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں.... کہنے لگا آ جاؤ.... گھر گئے.... اس نے بوٹیاں بنا کر سالن چڑھایا... آٹا گوندھا... روٹی پکائی.... سالن تیار کیا.... پھر ایک بڑھیا تھی اسے اٹھا کر کندھے کا سہارا دیا... سیدھے ہاتھ سے لقمے بنا بنا کر اسے کھلائے.... اس کا منہ صاف کیا.... اس کو لٹایا.... وہ کچھ بولی بڑبڑائی.... موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا یہ کون ہے؟

اس نے کہا کہ میری ماں ہے.... صبح کو اس کی ساری خدمت کر کے جاتا ہوں اور رات کو آ کر پہلے اس کی خدمت کرتا ہوں.... اب اپنے بچوں کو دیکھوں گا.... موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ کچھ کہہ رہی تھی؟

کہا ہاں جی! روز کہتی ہے۔ عجیب بات ہے۔ میں روز اس کی خدمت کرتا ہوں تو کہتی ہے اللہ تجھے موسیٰ علیہ السلام کا ساتھی بنائے۔ میں قصائی اور موسیٰ علیہ السلام نبی کہاں؟ (اللہ اکبر) (یادگار ملاقاتیں)

تھکاوٹ دور کرنیکا روحانی ٹانک

ایک موقع پر فقرائے مہاجرین نے مال داروں کا گلہ کیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ لوگ ثواب میں ہم سے بڑھ گئے ہیں.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ.... ۳۳ بار الحمد للہ.... ۳۴ بار اللہ اکبر اور ایک بار چوتھا کلمہ پڑھ لیا کرو تو تم بھی ثواب میں کم نہ رہو گے اور تمہارے گناہ بھی بخش دیئے جائیں گے اگرچہ کتنے ہی ہوں.... اس کو تسبیح فاطمہ بھی کہتے ہیں....

جو شخص یہ کلمات رات کو سوتے وقت پڑھ لے اور ہمیشہ پڑھتا رہے تو اس کا بدن چست و چالاک رہے گا سارے دن کی تھکان دور ہو جائے گی.... دشوار کام اس پر آسان ہو جائے گا.... سستی اور تھکنے کی تکلیف سے محفوظ رہے گا.... (محاسن اسلام)

نکاح میں شرعی معیار و مزاج

تمام ازواج مطہرات میں یہ شرف صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنواری بیوی تھیں' ان کے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ممتاز تاجر اور صاحب ثروت تھے' اگر چاہتے تو نکاح کے موقع پر بہت کچھ کر سکتے تھے لیکن ان کا نکاح بھی اسلام کی سادگی کی حقیقی تصویر تھا اور رخصتی بھی اس طرح ہوئی کہ نہ ڈھولک' نہ مہندی' نہ ڈولی' نہ سہرا' نہ دعوت' نہ نیوتہ.... فرماتی ہیں: ''میں سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی' ماں نے آواز دے کر بلایا' منہ دھلایا' بال درست کیے' انصار کی عورتیں انتظار میں تھیں' گھر میں داخل ہوئی تو سب نے مبارکباد دی اور کچھ ہی دیر بعد میری رخصتی کر دی گئی....''

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی اور لاڈلی بیٹی تھیں.... بہت سے لوگ ان کے جہیز کا بڑا تذکرہ کرتے ہیں اور اس سے جہیز کے جواز پر استدلال کرتے ہیں' حالانکہ قصہ صرف اتنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شادی سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں تھے' شادی کے بعد الگ ہوئے تو گھر کے ضروری سامان کے طور پر شاہِ مدینہ نے سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کو ''جہیز'' دیا وہ بان کی چارپائی' چمڑے کا گدا جس کے اندر روئی کی بجائے کھجور کے پتے تھے' ایک چھاگل' دو مٹی کے گھڑے' ایک مشک اور دو چکیاں.... (پرسکون گھر)

خدمت خلق

متقی وہ شخص ہے.... جو نیکی کر کے اللہ تعالیٰ ہی سے عوض کا طالب ہو.... مخلوق سے بدلہ طلب نہ کرے.... نیکی کا تعلق مخلوق سے ہے ہی نہیں.... اور نہ کوئی مخلوق اس کا عوض دے سکتی ہے.... مخلوق سے توقع خام توقع ہے.... تم نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا .... اور احسان جتلانا تو بہت بری بات ہے.... جذبہ محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے .... اس کا شکر کرے اور مخلوقات سے اجر کو اُٹھا کر رکھ دے.... فرمایا کہ وہ لمحات زندگی کس کام کے.... جو کسی کی خدمت میں صرف نہ ہوں.... (یادگار باتیں)

گناہوں کے قریب بھی نہ جاؤ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو بھی کسی معصیت کے قریب ہوا اس سے سلامتی دور ہوئی اور جو قریب جا کر صبر کا دعویٰ کرے اس کی حفاظت اسی کے حوالہ کردی جاتی ہے....

بعض نظریں مہلت نہیں دیتیں (مبتلا کردیتی ہیں)

اور سب سے زیادہ حفاظت اور نگرانی کے لائق دو چیزیں ہیں زبان اور نگاہ

خبردار! کسی معصیت کے قریب رہ کر اس سے بچنے کے پختہ عزم سے دھوکہ نہ کھانا کیونکہ خواہش نفس بڑی چالباز ہے.... جنگ کی صف میں کھڑے کتنے بہادر اور شجاع دھوکہ سے مارے گئے کیونکہ بے سان وگمان انہیں ایسے معمولی شخص سے ہتھیار لگا جس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں ہوتا.... یاد کرو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ (حضرت) وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ:

فَتَبَصَّرْا وَلَا تَشِمْ كُلَّ بَرْقٍ رَبَّ بَرْقٍ فِيْهِ صَوَاعِقُ حَيْنٍ وَاغْضُضِ الطَّرْفَ تَسْتَرِحْ مِنْ غَرَامٍ تَكْتَسِيْ فِيْهِ ثَوْبَ ذُلٍّ وَشَيْنٍ فَبَلَاءُ الْفَتٰى مُوَافَقَةُ النَّفْسِ وَبَدْءُ الْهَوٰى طُمُوْحُ الْعَيْنِ

''سوچ سمجھ کر نگاہ اُٹھاؤ! ہر بجلی (حسین چہرے) کی طرف مت دیکھنے لگو کیونکہ بہت سی بجلیوں میں موت کی کڑک ہوتی ہے اور نگاہ نیچی رکھا کرو تاکہ اس عشق سے محفوظ رہو جس میں ذلت اور عیب کا لباس پہننا پڑتا ہے.... حاصل یہ کہ ابتلاء کا سبب نفس کی موافقت ہے اور خواہش نفسانی کی ابتداء نگاہ اُٹھانے سے ہوتی ہے.... (صید الخاطر)

مؤمن کی روح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی روح ایک پرندہ ہے جو جنت کے درختوں کے پھل کھاتی پھرتی ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن جب کہ اللہ تعالیٰ سب کو کھڑا کرے تو اسے بھی اس کے جسم کی طرف لوٹا دے گا.... اس حدیث کے راویوں میں تین جلیل القدر امام ہیں جو ان چار اماموں میں سے ہیں جن کے مذاہب مانے جارہے ہیں.... (ابن کثیر)

وعظ کا ضابطہ

جب وعظ کا اعلان دس منٹ کا ہو......تو دس منٹ پر وعظ کو ختم کر دینا چاہئے...... کیونکہ یہ اعلان بھی ایک عہد اور وعدہ ہے......بعض لوگ مختصر وقت سمجھ کر شرکت کر لیتے ہیں ......اور دس منٹ بعد ان کو کوئی ضروری کام ہوتا ہے......اب اگر وعظ طویل ہوا تو مجمع سے اٹھتے ہوئے شرم محسوس کر کے بیٹھے رہ جاتے ہیں......اور دوبارہ جب اس کا اعلان سنتے ہیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ یہ محض زبانی اعلان ہے عمل اس کے خلاف ہوگا......اس سے اہل علم کے وقار کو نقصان پہنچتا ہے اور ان کے ساتھ قول فعل کے تطابق کا حسن ظن قائم نہیں رہتا...... البتہ دس منٹ کے بعد دعا مانگ کر وعظ ختم کرنے کے بعد بھی لوگ شوق ظاہر کریں......تو پھر مضمون کو طویل کیا جا سکتا ہے جب تک وہ شوق سے بیٹھیں....(مجالس ابرار)

نظم اوقات

زندگی میں......تنظیم الاوقات بڑی چیز ہے......دنیا میں جتنے بھی بڑے لوگ گزرے ہیں......ان کی زندگی کے حالات اُٹھا کر دیکھو......تو یہی پتہ چلتا ہے......کہ ان کی زندگی میں نظام الاوقات کی بڑی اہمیت رہی ہے....(ارشادات عارفی)

بدعت....گمراہی

بدعت کہتے ہیں......مقاصد شرعیہ کے بدلنے کو......غیر مقصود کو مقصود بنا دے......یا مقصود کو غیر مقصود بنا دے......آخرت کے عمل کے مناسب سعی وہی ہے......جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے......ذکر اللہ ہو......تلاوت......حج......نماز......روزہ ساری طاعتیں اگر سنت سے ہٹ کر کی گئیں......وہی بدعت ہیں......وہی ضلالت اور گمراہی ہیں....(ارشادات مفتی اعظم)

بڑی نصیحت

سب سے بڑی نصیحت تقویٰ ہے......اور سلف صالحین کی عادت بھی یہی تھی......کہ ایک دوسرے سے رخصت ہوتے وقت کسی نصیحت کی فرمائش کرتے تھے......تو جواب میں تقویٰ وطہارت کی ہدایت اور تاکید کیا کرتے تھے....(جواہر حکمت)

سلف صالحین اور اخلاص کی انواع

سلف صالحین کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص کی کئی اقسام ہیں جیسا کہ بعض حضرات نے اخلاص کے بارے میں فرمایا....

۱....کہ وہ عمل خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہو اس میں کوئی شریک نہ ہو....

۲....اللہ کو ایک جاننے میں کسی کو شریک نہ بنانا....

۳....وہ عمل مخلوق کے دکھاوے کیلئے نہ ہو.... ۴....وہ عمل ہر عیب سے پاک ہو....

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر عمل خالص ہو لیکن ثواب کا امیدوار نہ ہو تو پھر بھی یہ عمل قابل قبول نہیں....اسی طرح اگر وہ عمل ثواب کی نیت سے ہو لیکن اخلاص پر مبنی نہ ہو تو پھر بھی وہ عمل قابل قبول نہیں....الا یہ کہ عمل بھی خالص ہو اور ثواب کی نیت بھی ہو تو وہ عمل قابل قبول ہے....آگے فرمایا کہ خالص ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ عمل للہ کیا جائے اور ثواب ہونے کی علامت یہ ہے وہ عمل سنت کے مطابق ہو....اس پر اللہ تعالیٰ کا فرمان تلاوت فرمایا....

"فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا" الآیہ (الکھف) (اعمال القلوب)

امام تستری رحمہ اللہ

فرمایا: سوال کیا گیا: کہ فقیر کو راحت کس وقت ملتی ہے؟ فرمایا: فقیر راحت سے اس وقت ہوتا ہے جب وہ جان لے کہ جو وقت مجھ پر گذر رہا ہے بس یہی وقت ہے....

جادو کا روحانی علاج

قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ○ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا. اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ. وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ○

اگر آپ کو شک ہے کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے....یا علامتیں محسوس ہو رہی ہوں تو جادو کے اثر کو ختم کرنے کے لئے گیارہ دن تک سو دفعہ مذکورہ آیت پڑھ کر اپنے اوپر پھونکیں....یا اور کسی پر شک ہو تو اس پر پڑھ کر پھونکیں....اس عمل کے دوران کوئی دوسرا عمل نہ پڑھیں....(قرآنی مستجاب دعائیں)

علم کی فضیلت

۱...حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ (پ۱۱، سورہ توبہ)

ترجمہ: سو کیوں نہ نکلا ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تا کہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور تا کہ خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جبکہ لوٹ کر آئیں ان کی طرف تا کہ وہ بچتے رہیں....

۲...ایک دوسری آیت میں فرمایا: قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

فرمایئے کیا برابر ہوتے ہیں سمجھ دار اور بے سمجھ".....

۳....ایک اور آیت میں فرمایا: وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ

"لیکن یوں کہے کہ تم اللہ والے ہو جاؤ جیسے کہ تم سکھاتے تھے.... کتاب علماء تفسیر نے کونوا ربانیین کی تفسیر کونوا فقہاء علماء کے ساتھ کی ہے یعنی تم فقیہ اور عالم بنو.....

۴....حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا فضل العلم خیر من العمل وملاک دینکم الورع. علم کی زیادتی (اور ترقی) عمل سے بہتر ہے اور تمہارے دین کی جڑ پرہیزگاری ہے.... (بستان العارفین)

حافظہ کیلئے مجرب عمل

ایک صاحب نے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ حضرت میرے ایک لڑکا ہے.... اس کو قوت حافظہ کے ضعف کی شکایت ہے فرمایا کہ ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے لئے یہ فرمایا کرتے تھے کہ صبح کے وقت روٹی پر الحمد شریف (مکمل سورۃ فاتحہ) لکھ کر کھلایا جائے حافظہ کے لئے مفید ہے.... میں نے اس میں بجائے روٹی کی ترمیم کردی ہے.... کیونکہ بوجہ ملاست کے اس پر لکھنے میں سہولت ہوتی ہے.... پھر ایک سوال پر فرمایا کہ حضرت کم از کم چالیس روز کھانے کو فرمایا کرتے تھے.... اسی سلسلہ میں فرمایا کہ ان تعویذ گنڈوں میں عامل کی قوت خیالیہ کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے کلمات کی قید میں چنانچہ حضرت سید احمد صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تعویذ میں صرف یہ لکھ دیا کرتے تھے خداوندا اگر منظور داری حاجتش را براری اور جس کام کیلئے دیتے تھے حق تعالیٰ پورا فرما دیتے.... (اعمال قرآنی)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام و مرتبہ

ابن ابی حاتم میں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عادت تھی کہ مہمانوں کے ساتھ کھائیں ....ایک دن آپ مہمان کی جستجو میں نکلے ....کوئی نہ ملا....واپس آئے ....گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا ہے .... پوچھا اے اللہ کے بندے! تجھے میرے گھر میں آنے کی اجازت کس نے دی؟ اس نے کہا اس مکان کے حقیقی مالک نے .... پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں ملک الموت ہوں! مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ میں اسے یہ بشارت سنادوں کہ خدا نے اسے اپنا خلیل کرلیا ہے....یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: پھر تو مجھے ضرور بتایئے کہ وہ بزرگ کون ہے؟ خدا کی قسم گو وہ زمین کے کسی دور کے گوشے میں ہوں ....میں ضرور ان سے جا کر ملاقات کروں گا....پھر اپنی باقی زندگی ان کے قدموں میں ہی گزاروں گا....یہ سن کر حضرت ملک الموت نے کہا: وہ شخص خود آپ ہیں....آپ نے پھر دریافت فرمایا: کیا سچ مچ میں ہی ہوں؟ فرشتے نے کہا: ہاں آپ ہی ہیں....آپ نے پھر دریافت فرمایا: کہ کیا آپ مجھے یہ بھی بتائیں گے کہ کس بنا پر کن امور پر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا؟ فرشتے نے فرمایا: اس لئے کہ تم ہر ایک کو دیتے رہتے ہو....اور کسی سے خود کچھ طلب نہیں کرتے....

اور روایت میں ہے کہ جب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل خدا کے ممتاز اور مبارک لقب سے خدا نے ملقب کیا تب سے ان کے دل میں اس قدر خوف خدا اور ہیبت رب سما گئی کہ ان کے دل کا اچھلنا دور سے اس طرح سنا جاتا تھا جس طرح فضا میں پرندہ کی پرواز کی آواز....(تفسیر ابن کثیر)

مجرب عمل

جب گھر سے روانہ ہو تو نکلتے وقت آیۃ الکرسی اور سورہ قریش پڑھنے سے گھر واپسی تک گھر پر کوئی آفت نہیں آئے گی....☆ جمعہ کے دن بعد نماز عصر پوری آیت آیۃ الکرسی ستر مرتبہ پڑھنے کے بعد جس مقصد کیلئے بھی دعا کی جائے وہ قبول ہوگی....

☆ جو شخص کسی غم میں مبتلا ہو وہ ایک ہزار مرتبہ الباقی کا ورد کرے....(گنجینۂ اسرار)

ایک عجیب نکاح

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے کئی دفعہ یہ واقعہ سنایا: ”جب میری بڑی لڑکی سن بلوغ کو پہنچ گئی تو میرے پاس علماء کرام کی ایک جماعت دورہ تفسیر کے لیے آئی ہوئی تھی، جب وہ جماعت فارغ ہوئی تو میں نے ایک مولوی صاحب کو علیحدہ لے جا کر پوچھا کہ کیا آپ شادی کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ پردیس میں مجھے کون رشتہ دیتا ہے؟ میں نے کہا کہ میری لڑکی ہے اگر آپ راضی ہوں تو ابھی نکاح کر دیتے ہیں ورنہ اس بات کی تشہیر نہ کرنا! مولوی صاحب راضی ہو گئے.... اسی روز جلسہ ہوا، جس میں کامیاب علماء کو سندیں دی گئیں اور مولوی نور اللہ صاحب کو سند دے کر میں نے اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا، کئی سال ہو گئے ہیں مجھ کو اب تک معلوم نہیں ہے کہ مولوی نور اللہ کس قوم سے تعلق رکھتے ہیں....“ (پرسکون گھر)

دلوں کی موت

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ سزا پانے والے کو اس سزا کا احساس نہ ہو اور اس سے سخت یہ ہے کہ ایسے امور پر مسرور ہو جو درحقیقت سزا ہوں جیسے مال حرام کما کر خوش ہو اور گناہوں پر قابو پا کر اتراوے اور جس کی یہ حالت ہو جائے وہ کبھی طاعت میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا.... میں نے اکثر علماء اور زاہدوں کے حالات میں غور کیا تو انہیں ایسی سزاؤں میں گرفتار پایا جن کا انہیں احساس نہ تھا اور ان کو بیشتر سزائیں طلب جاہ کی راہ سے پہنچی ہیں.... چنانچہ ان میں کا عالم.... اگر اس کی خطا پر گرفت کر لی جاوے تو غضب ناک ہو جاتا ہے اور ان کا واعظ اپنے وعظ میں فنکاری اور ریاکاری کرتا ہے اور زہد کے نمائشی یا تو منافق نظر آئے یا ریاکار....

ان کی سب سے پہلی سزا یہ ہے کہ مخلوق میں مشغولیت کے سبب حق تعالیٰ سے کٹے ہوئے ہیں اور ایک مخفی سزا یہ ہے کہ مناجات کی شیرینی اور بندگی کی لذت سے محروم ہیں.... ہاں! کچھ مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ہیں جن کے طفیل اللہ تعالیٰ روئے زمین کی حفاظت فرماتے ہیں ان کے باطن ظاہر جیسے ہیں بلکہ اور روشن! ان کے راز علانیہ جیسے ہیں بلکہ اور پاکیزہ! ان کی ہمتیں ثریا تک ہیں بلکہ اس سے بھی بلند! اگر ان کو پہچان لیا جائے تو بھیس بدل دیتے ہیں اور اگر ان کی کرامت دیکھ لیجائے تو انکار کر دیتے ہیں.... لوگ تو اپنی غفلتوں میں پڑے ہیں اور یہ میدان سر کیے جاتے ہیں.... زمین کا گوشہ گوشہ ان سے محبت کرتا ہے اور آسمان کا چپہ چپہ ان سے مسرور ہوتا ہے....

ہم اللہ عزوجل سے ان کے اتباع کی توفیق مانگتے ہیں اور اس بات کی دعا کرتے ہیں کہ ہمیں ان کی پیروی کرنے والا بنا دیں.... (صید الخاطر)

ضرورتِ شیخ

عادت اللہ یوں ہی جاری ہے..... کہ کوئی کمال بدوں استاد کے حاصل نہیں ہوتا..... تو جب اس راہِ طریقت میں آنے کی توفیق ہو..... استادِ طریق کو ضرور تلاش کرنا چاہیے..... جس کے فیض تعلیم و برکتِ صحبت سے..... مقصود حقیقی تک پہنچے....

گر ہوائے ایں سفر داری دلا　　دامن رہبر بگیر و پس بیا

بے رفیقے ہر کہ شد در راہِ عشق　　عمر بگذشت و نشد آگاہِ عشق

یعنی اے دل اگر اس سفر کی خواہش ہو..... تو رہبر کا دامن پکڑ کر چلو..... اس لئے جو بھی عشق کی راہ میں..... بغیر رفیق کے چلا اس کی عمر گزر گئی..... اور وہ عشق سے آگاہ نہ ہوا.... (خطبات مسیح الامت)

دعا کا ادب

دعا میں دونوں ہاتھوں کو سینے کے سامنے ہونا چاہیے..... اور دونوں ہتھیلیوں میں تھوڑا سا فصل ہونا چاہیے..... فتاویٰ عالمگیری میں اس کی تصریح موجود ہے.... (مجالس ابرار)

قیمتی سرمایہ

وقت زندگی کا بڑا سرمایہ ہے..... اس لیے اس کی بڑی قدر کرنی چاہیے..... اس کے لیے ضروری ہے..... کہ صبح و شام تک کی زندگی میں جس قدر مشاغل ہیں..... ان کے لیے نظام الاوقات مرتب کیا جائے..... تا کہ ہر کام مناسب وقت پر آسانی سے ہو جائے.... (ارشادات عارفی)

اہتمام سنت

یقین کیجئے کہ عبادت کا جو طریقہ..... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ..... اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اختیار نہیں کیا..... وہ دیکھنے میں کتنا ہی دلکش اور بہتر نظر آئے..... وہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک..... اچھا نہیں.... (ارشادات مفتی اعظم)

دستاویز کی عبارت... بخشش کا ذریعہ

نظام الملک اپنی علمی دوستی کی وجہ سے بہت مشہور تھا.... وہ اپنے زمانے کا اہم ترین آدمی تھا.... نام تو اس کا حسن تھا اور کنیت ابوعلی اس کا سب سے بڑا کارنامہ جامعہ بغداد تھا.... جس کو مدرسہ نظامیہ بھی کہتے ہیں.... یہی وہ مدرسہ ہے جس میں امام غزالی.... شیخ عبدالقادر جیلانی.... شیخ سعدی رحمہم اللہ نے تعلیم حاصل کی.... ایک روز نظام الملک نے حکم دیا کہ ایک محضر نامہ تیار کراؤ اور اس پر عوام.... علماء اور امراء کے دستخط کراؤ وہ اس بات کی تصدیق کر دیں کہ میں نے اپنے طویل دورہ وزارت میں کوئی ظلم اور زیادتی نہیں کی تاکہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دستاویز میرے کام آسکے.... یہ محضر نامہ جب دستخط کے لئے امام الحرمین ابواسحٰق شیرازی رحمہ اللہ جو جامع بغداد کے وائس چانسلر تھے کے پاس پیش کیا گیا انہوں نے فرمایا قلم لاؤ جو کچھ وہ اس وزیر کے بارے میں جانتے ہیں نہایت دیانتداری سے لکھ دیں گے سب لوگ خوش تھے اور حیرت میں تھے کہ دیکھو کیا لکھتے ہیں انہوں نے اپنی یہ رائے لکھی.... ''حسن یعنی نظام الملک دوسرے ظالموں سے بہتر ہے....''

نظام الملک کی وفات کے بعد ایک ساتھی نے اسے خواب میں دیکھا پوچھا کیا معاملہ ہوا بارگاہ رب العزت میں.... فرمایا: اس مرد خود آگاہ اور درویش خدامست نے میرے محضر نامے پر جو جملہ لکھا تھا وہ شہادت کام آئی اس سچے جملے کو جسے پڑھ کر میں نے ندامت کے آنسو بہائے تھے اسی سے بارگاہ خداوندی نے مجھ پر کرم فرما دیا گیا.... (یادگار ملاقاتیں)

بلند ہمتی

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عقل کے کامل ہونے کی علامت یہ ہے کہ انسان بلند ہمت ہو اور جو پستی پر راضی و مطمئن ہو وہ پست حوصلہ ہے....

وَلَمْ اَرَ فِیْ عُیُوْبِ النَّاسِ عَیْبًا کَنَقْصِ الْقَادِرِیْنَ عَلَی التَّمَامِ.... ''میں نے اس سے بڑا اور برا کوئی عیب نہیں دیکھا کہ تکمیل پر قدرت کے باوجود کوتاہی کی جائے....'' (صید الخاطر)

حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ کا مثالی نکاح

آپ کا نکاح آپ کے ماموں ڈاکٹر عبدالقوی لقمان کے گھر ہوا جو لاہور میں بڑی عزت اور شہرت کے مالک تھے.... انہوں نے بارات پر سو آدمی لانے کو کہا مگر شیخ التفسیر رحمہ اللہ نے بیٹے کے ساتھ صرف داماد (مولانا عبدالمجید صاحب) کو لیا اور کل تین آدمی نکاح کر کے دلہن ساتھ لے آئے' البتہ گھر آ کر دعوت ولیمہ کیا جس میں تمام دوست واحباب کو دعوت دی....

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

''میں نے دو اپنی اور بہن' بھانجی' بیٹے' بیٹیوں اور پوتوں' نواسوں کی تقریباً سولہ سترہ شادیاں کیں اور ہر شادی میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وہ کرم فرمایا کہ کبھی یہ پتہ نہ چلا کہ نکاح کیا یا دو رکعت پڑھ لی.... نکاح ایک عبادت تھی جس کو لوگوں نے ایک مصیبت بنالیا....'' (پرسکون گھر)

سلف صالحین اپنے اوقات کی کیسے حفاظت کرتے تھے؟

قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ جو کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے جب ان پر موت کی بیہوشیاں طاری ہوئیں تو ان کے پاس ان کے شاگرد ابراہیم بن جراح آئے تو آپ ان سے فرمانے لگے:

امام ابو یوسف: ''اے ابراہیم! تیرا کیا خیال ہے؟ اگر حاجی جمرات کو سوار ہو کر رمی کرے.... یہ افضل ہے یا کہ پیدل چل کر اسے رمی کرے....''؟

ابراہیم بن جراح: امام صاحب! اس (جان کنی کی) حالت میں آپ کو مسئلہ یاد آ رہا ہے؟

امام ابو یوسف: شاید کہ ہمارے اس مذاکرہ سے اللہ تعالیٰ کسی بندے کو نفع پہنچادے اور اس وجہ سے اس کا حج صحیح طور پر ادا ہو جائے.... (کاروان علم)

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ

فرمایا: آدمی چار قسم کے ہوتے ہیں نامرد، مرد، جواں مرد، فرد، دنیا کے طالب نامرد آخرت کے طالب مرد، آخرت اور لقاء الٰہی کے طالب جواں مرد اور صرف مولیٰ کے طالب فرد ہیں.... (اقوال صوفیا)

مفتی کے اوصاف واخلاق

۱- فقیہ ابواللیث رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص منصب افتاء پر فائز ہو (یعنی مفتی بنے) مسلمانوں کے معاملات اس کے سامنے پیش ہونگے لوگ اس کی طرف رجوع کریں گے.... اسے چاہیے کہ لوگوں کی حاجات اور مسائل کا تصفیہ کئے بغیر ان کو واپس نہ لوٹائے.... الا یہ کہ کوئی معقول عذر مانع ہو.... اور ان کے ساتھ نرمی اور بردباری کا برتاؤ کرے....

۲- قاسم بن محمد ابن ابی مریم سے (جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صحبت یافتہ ہیں) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کو مسلمانوں کے امور کی ذمہ داری سونپی گئی.... پھر وہ ان کی ضرورت اور حاجت کے وقت درون پردہ چھپ بیٹھے تو اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اس کی احتیاج اور ضرورت کے وقت اس سے حجاب کرے گا.... مفتی کو متواضع نرم خو ہونا چاہیے نہ کہ متکبر ضدی، بدمزاج اور درشت خو. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (پ۴ سورۃ آل عمران)

ترجمہ: ''سو کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے جو تو نرم دل مل گیا ان کو، اور اگر ہوتا تو تند خو سخت دل تو متفرق ہو جاتے تیرے پاس سے''.... (بستان العارفین)

حافظہ کیلئے عمل

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰىٓ ۝ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ.... اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝ (سورۃ الاعلیٰ: ۶-۷-۸)

ترجمہ: عنقریب ہم پڑھائیں گے تجھ کو پس نہیں بھولے گا تو مگر جو چاہے اللہ تحقیق وہ جانتا ہے ظاہر اور جو چھپا ہے اور ہم آسان کر دیں گے تیرے لئے شریعت کو....

اگر کسی کے اندر بھول زیادہ ہو گئی ہو یا یادداشت کمزور ہو گئی ہو وہ روزانہ عشا کی نماز کے بعد ۴۱ مرتبہ پڑھیں ان شاء اللہ برسوں کی باتیں یاد رہیں گی ....(قرآنی مستجاب دعائیں)

حضرت داؤد علیہ السلام کی موت کا واقعہ

مسند امام احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "حضرت داؤد علیہ السلام بہت ہی غیرت والے تھے جب آپ گھر سے باہر جاتے تو دروازے بند کرتے جاتے پھر کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی.... ایک مرتبہ آپ اسی طرح باہر تشریف لے گئے.... تھوڑی دیر بعد ایک بیوی صاحبہ کی نظر اٹھی تو دیکھتی ہیں گھر کے بیچوں بیچ ایک صاحب کھڑے ہیں.... حیران ہوگئیں اور دوسروں کو دکھایا آپس میں سب کہنے لگیں یہ کہاں سے آگئے؟

دروازے بند ہیں یہ داخل کیسے ہوئے؟

خدا کی قسم حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے ہماری سخت رسوائی ہوگی.... اتنے میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی آگئے.... آپ علیہ السلام نے بھی انہیں کھڑا دیکھا اور دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا وہ جسے کوئی روکے اور دروازہ روک نہ سکے وہ جو کسی بڑے سے بڑے کی مطلق پروانہ کرے.... حضرت داؤد علیہ السلام سمجھ گئے اور فرمانے لگے.... مرحبا مرحبا آپ ملک الموت ہیں.... اسی وقت ملک الموت نے آپ کی روح قبض کی.... (تفسیر ابن کثیر)

عمل حسب صلاحیت

اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو جداگانہ صلاحیت اور ظرف عطا فرمایا ہے..... اسی کے مطابق وہ مکلف بھی ہے..... اور اگر کوئی شخص اپنی صلاحیتوں کا شریعت کے مطابق..... پورا پورا صحیح استعمال کرے..... تو مقصود حاصل ہے..... لہٰذا یہ دیکھو کہ اپنی صلاحیتوں کے مطابق تم کن امور کے مکلف ہو..... بس ان کو انجام دینے کی فکر کرو..... اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی انجام دہی کی توفیق ہو جائے..... تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو..... اور بڑے لوگوں کے حالات سے ان کا مقابلہ کر کے ان کی ناقدری نہ کرو..... کیونکہ تمہیں اپنی صلاحیت کے مطابق..... جن اعمال کی توفیق ہوئی ہے..... تمہارے لیے وہی عین کرم ہے..... جب اس توفیق کی قدر دانی کے ساتھ اس پر شکر ادا کرو گے تو "**لازیدنکم**" ..... کے وعدے کے مطابق ان شاء اللہ ..... اس توفیق کو دوام و استحکام عطا ہوگا اور اپنے ظرف و صلاحیت کے مطابق..... ترقی کے مدارج بھی طے ہوں گے.... (ملفوظات عارفی)

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا نکاح

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کا جو اپنا نکاح ہوا اس کی ''بارات'' آپ کے چچا جان' حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ اور ان کے دو خادموں پر مشتمل تھی.... آپ کی ہمشیرہ کے نکاح میں کل پانچ آدمی شریک ہوئے اور ان کا نکاح بیماری کی وجہ سے حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ نے اپنے کمرے میں لیٹے لیٹے پڑھا دیا.... نکاح کے بعد صبح کے وقت ہمشیرہ کو ان کے خاوند کے ساتھ بھیج دیا نہ کچھ سامان تھا' نہ کپڑے' نہ برتن' چونکہ والد گرامی انتقال فرما چکے تھے اس لیے حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے سمجھا ''بچہ ہے' یتیم ہے'' (بے چارہ کیا دے سکتا ہے) کسی نے ان چیزوں کی طرف التفات نہیں کیا' البتہ میری والدہ نے کچھ برتن پہلے سے رکھے تھے اور کچھ کپڑے بھی' اس وقت تو کچھ نہیں دیا گیا' البتہ بعد میں حسب ضرورت وہ لے جاتی رہی لیکن جب وہ سسرال والوں سے علیحدہ ہو کر اپنے مستقل مکان میں مقیم ہوئی' اس وقت میں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ گھر کے سامان میں سے کھانے پکانے کا ہو' استعمال کا ہو جو تیرا جی چاہے لے جا.... نیز میں نے اپنی والدہ نور اللہ مرقدہا کے انتقال پر عام گھروں کے دستور کے موافق کہ بہنیں اپنی رضا و خوشی سے اپنا حصہ بھائیوں کے دے دیا کرتی ہیں' اس کا حصہ لینے سے انکار کر دیا....'' (آپ بیتی)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور وقت کی قدر

جب آپ کی وفات ہونے لگی تو آپ کے پاس آپ کے شاگرد امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے تو ان سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے حالانکہ وہ موت کی کشمکش میں مبتلا تھے....

امام صاحب! اگر حاجی مزدلفہ میں رات نہ گزارے تو کیا اس پر ''دم'' لازم ہے یا نہیں؟''

ابویوسف: اے امام صاحب! اس نازک حالت میں آپ یہ مسئلہ پوچھ رہے ہیں؟

امام صاحب: اللہ کی قسم! میرا اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملنا کہ میں اس مسئلہ کو جاننے والا ہوں اس بات سے بہتر ہے کہ میں اس مسئلہ کو نہ جاننے والا ہوں....

وہ لوگ اس طرح اپنی عمروں اور اوقات کی حفاظت کیا کرتے تھے اور عمر اور وقت کی قیمت سے بخوبی واقف تھے.... (وقت ایک عظیم نعمت)

زندگی کے تین شعبے اوران کی اصلاح

سیرت کا جامع خلاصہ

یہ سیرت مقدسہ اصولاً زندگی کے تین شعبوں پر مبنی ہے

۱-تعلق مع اللہ ۲-تعلق مع الخلق ۳-تعلق مع النفس

لیکن ان تینوں تعلقات میں..... "تعلق مع اللہ"..... ہی دونوں تعلقات کی استواری کی روح تھی..... جونفس وخلق کے تعلقات کوصحیح نہج پر قائم کرتی ہے..... آج بھی جو اللہ سے منقطع ہوکران تعلقات کوخوشنما بنانے کی فکر میں ہیں..... تو طرح طرح کی مہلک لغزشوں سے دنیا فتنہ وفساد کا گھرانہ بنی ہوئی ہے"..... "خدمت خلق بلا عبادت انانیت ہے..... خدمت نفس بلا خداترسی نفسانیت ہے..... انقطاعی عبادت بلا خدمت رہبانیت ہے..... اور ریاست بلا عبادت ملوکیت واستبدادیت ہے..... اور ظاہر ہے کہ نہ رہبانیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے..... نہ ملوکیت نہ نفسانیت اور نہ انانیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے.....(جواہر حکمت)

مجاہدہ کی حقیقت

مجاہد کی حقیقت..... نفس کی مخالفت کی مشق وعادت ہے..... کہ حق تعالیٰ کی رضا وطاعت کے مقابلے میں..... نفس کی جانی مالی وجاہی..... خواہشات ومرغوبات کو..... مغلوب رکھا جائے.....(خطبات مسیح الامت)

قرآنی حرف کا صحیح تلفظ

جولوگ ضالین کو والین پڑھتے ہیں..... پلاؤ چھوڑ کر دال کھاتے ہیں دال کے حروف ابجد چار ہیں اور ضاد کے ۸۰۰ ہیں..... ایک دم سے ۷۹۶ درجہ کم ہوجاتے ہیں..... تفسیر ابن کثیر میں ضاد کو مشابہ ظا لکھا ہے..... کسی ماہر فن سے مشق کرنی چاہئے.....(مجالس ابرار)

بے پایاں محبت

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کس قدر پاکیزہ ہے وہ ذات جس کی محبت اپنے دوستوں کے لیے بے پایاں ہے کیونکہ اس نے اپنے بندوں کی ان فضائل پر مدح کی جو خود عطا کیے اور ان سے وہ چیزیں خریدیں جو خود انہیں دی تھیں.... ان کے معمولی اوصاف کو بھی ان کے ایثار کی قدر کر کے بڑا درجہ دیا.... چنانچہ ان کے روزوں پر فخر فرمایا اور ان کے منہ کی بُو کو (جو روزے سے پیدا ہوتی ہے) پسندیدہ بتلایا.... ہائے! وہ محظوظ حالت جس پر ہر طالب قدرت نہیں پا سکتا اور جس کے وصف کی تہہ کو ہر ایک نہیں پہنچ پاتا.... (صید الخاطر)

نصف صدی بعد شہداء کی تروتازہ حالت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب معاویہؓ نے چشمہ (نہر) جاری کرایا تو ہم اپنے شہداء احد کے مزاروں پر چیختے ہوئے پہنچے اور ان کو باہر نکالا تو دیکھا وہ تروتازہ ہیں اور ان کے ہاتھوں اور پاؤں میں (زندوں کی طرح) لچک ہے محمد بن عمرو کے مشائخ کا بیان ہے کہ لوگوں نے حضرت جابرؓ کے والد کو ایسی حالت میں پایا کہ ان کا ہاتھ اپنے زخم پر رکھا ہوا تھا.... جب ہاتھ زخم سے الگ کیا گیا تو خون ابلنے لگا مجبوراً ہاتھ کو پھر اسی جگہ لوٹا دیا گیا تو خون تھم گیا.... حضرت جابرؓ کا بیان ہے میں نے اپنے باپ کو قبر کے اندر دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ سو رہے ہیں اور جس دھاریدار کمبلی کا ان کو کفن دیا گیا تھا وہ بھی ویسی ہی تھی.... حالانکہ اس کو چھیالیس برس ہو چکے تھے.... ان شہداء میں ایک شخص کی ٹانگ میں (زمین کھودتے وقت) پھاوڑہ لگ گیا تو اس سے خون ابل پڑا مشائخ نے کہا یہ حضرت حمزہؓ تھے.... حضرت ابوسعید خدری نے فرمایا اس کے بعد کوئی منکر (حیات شہداء کا) انکار نہیں کر سکتا.... لوگ (ان مزاروں کی) مٹی کھودتے تھے جب تھوڑی سی ہی مٹی کھودتے تھے تو مشک کی خوشبو مہکنے لگتی تھی.... (تفسیر مظہری اردو جلد دوم)

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ

فرمایا: اگر تم کسی شخص کو ہوا میں چہار زانو بیٹھا ہوا دیکھو تو تم اس کی طرف التفات مت کرو، جب تک کہ اس کو کتاب وسنت کا پابند نہ دیکھ لو.... (اقوال زریں)

اخلاص کا ایک اہم فائدہ

اخلاص کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ چھوٹا عمل بھی بڑے اجر وثواب کا باعث بن جاتا ہے جیسا کہ بڑا عمل دکھاوے کی بنیاد پر کیا جائے تو اس کا کوئی وزن اور اجر نہیں ہوتا....

ابن مبارک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ بہت سارے چھوٹے اعمال اخلاص نیت سے بڑا اجر ملتا ہے اور بہت سارے بڑے اعمال نیت کے دارومدار سے چھوٹے ہو جاتے ہیں....(اعمال القلوب)

مسلمان کا ہر کام عبادت

تمام مسلمانوں کی تین عبادت گاہیں ہیں....

ایک عبادت گاہ مسجد ہے.... جہاں اللہ تعالیٰ کے فرائض وواجبات ادا ہوتے ہیں....

دوسری عبادت گاہ ہمارا گھر ہے....

تیسری عبادت گاہ ہمارے کام کی جگہ ہے....

تو جس طرح پہلی عبادت گاہ مسجد سبق آموز ہے اس میں ہمارے لئے استقامت کا سبق ہے....اب یہ تینوں چیزیں آپ کو گھر کی عبادت گاہ میں ادا کرنی پڑیں گی....سب سے پہلے آپ کو صبر وتحمل اور استقامت سے کام لینا ہوگا اور اس طرح جہاں جھک جانے کا موقع ہوگا وہاں جھکنا پڑے گا کبھی ان (اہلیہ) کی ناگواریوں کو سن کر عجز ونیاز کی باتیں کرنی ہوں گی....کہیں طبیعت کو نرم کرنا پڑے گا....کبھی لہجہ بدلنا پڑے گا اور وہ بھی تادیبانہ کہ نفسانیت سے اور کسی وقت بے بسی کا عالم ہو تو ''اللہ رب العالمین'' پڑھتے ہوئے سجدے میں چلے جاؤ اور کہو یا اللہ! یہ معاملہ ایسا ہے جس میں آپ کی مدد کی ضرورت ہے....میں آپ کا بندہ ہوں آپ کی مدد چاہتا ہوں....اس طرح سے تیسری عبادت گاہ (دفتر وغیرہ) میں ایک ذوق اور جذبہ لے کر بیٹھو....وہ جذبہ کیا ہے؟ اخلاص نیت اور جذبہ ایثار کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس وقت اس کام پر لگایا ہے....مجھے خلوص وایثار کے ساتھ کام کرنا چاہئے....شیطان کو قریب نہ آنے دو جہاں کہیں مخلوق سے واسطہ پڑتا ہو وہاں انتہائی تواضع سے کام لو....جھک جاؤ....جذبات کو انتہائی قابو میں رکھو....اگر جذبات بے قابو ہو جائیں تو اس کی تلافی کرلو....(ملفوظات عارفی)

علم کی فرضیت

فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے فرمایا جاننا چاہیے کہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر بقدر ضرورت دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے۔...مثلاً وضو، نماز.... دیگر احکام ضروریہ اور معاش کے مسائل...اس کے بعد علم دین کا حاصل کرنا فرض تو نہیں البتہ بہتر اور افضل ہے .... اگر کوئی بقدر ضرورت علم دین حاصل کرنے کے بعد مزید علم حاصل نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں....اور ہم نے یہ جو کہا ہے کہ بقدر ضرورت علم دین حاصل کرنا فرض ہے....اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

۱- فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ.... اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھو....اور ایک دوسری آیت میں یوں ارشاد فرمایا ہے....

۲- وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ.... اور بولے کہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو اہل جہنم سے نہ ہوتے....پس اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ یہ لوگ اس لئے اصحاب نار میں سے ہوئے کہ اس کا سبب ان کی جہالت ہے....

۳-مکحول نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة** ، علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے....

۴....ایک دوسری حدیث میں ہے **اطلبوا لعلم ولو باالصین فان طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة** .... علم حاصل کرو اگر چہ تمہیں اس کی خاطر چین جانا پڑے کیونکہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے....

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ علم کے اٹھ جانے سے پہلے پہلے تمہارے اوپر علم حاصل کرنا لازم ہے اور علم کا اٹھنا یہ ہے کہ علم والے اٹھ جائیں....اور تم پر علم حاصل کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ نا معلوم تمہیں کب علم کی احتیاج ہو جائے.... (بستان العارفین)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ

فرمایا: نہ تو پچھلوں میں کوئی ایسا بزرگ ہوا ہے اور نہ آئندہ ہی ہوگا ، جو منافق ہونے کے خیال سے نہ لرزتا ہو.... (اقوال صوفیا)

چار چیزیں اور ان کے خریدار

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ابلیس سے ہوئی....وہ چار گدھوں کو ہانک رہا تھا ....ان گدھوں پر سامان لدا ہوا تھا....حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابلیس سے ان گدھوں کے ہانکنے اور سامان کے بارے میں پوچھا....ابلیس نے جواب میں کہا کہ تجارت کا سامان ان گدھوں پر لدا ہوا ہے....اور خریدنے والوں کی تلاش کر رہا ہوں....حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کی بات سن کر پوچھا پہلے گدھے پر کیا سامان ہے؟

ابلیس نے کہا ظلم....حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اسے کون خریدے گا؟

ابلیس نے کہا بادشاہ....دوسرے گدھے کے بارے میں پوچھا کہ اس پر کیا لدا ہوا ہے؟

ابلیس نے کہا حسد....حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کون خریدے گا؟

شیطان کہنے لگا....علماء....حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تیسرے گدھے پر کیا لاد رکھا ہے؟

ابلیس نے کہا ''خیانت'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کون خریدے گا؟

شیطان نے کہا کہ تاجر....پھر چوتھے گدھے کے بارے میں پوچھا کہ اس پر کیا لاد رکھا ہے؟

ابلیس نے کہا ''مکروفریب'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اسے کون خریدے گا ....شیطان نے کہا ''عورتیں....'' (المستطرف)

فضول تفریحات

مشغلہ اخبار بینی یا غیر ضروری کتابوں کا مطالعہ کرنا یا رسمی تقریبات میں شرکت کرنا فضول ولایعنی تفریحات میں وقت صرف کرنا....ان امور میں جو وقت ضائع ہوتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ضروری باتیں سرانجام دینے سے رہ جاتی ہیں اور طبیعت میں فکر وتشویش پیدا ہو جاتی ہے....

بچوں اور بچیوں کے اچھے رشتوں کیلئے قرآنی عمل

چلتے پھرتے یہ قرآنی دعا بکثرت پڑھیں

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (سورۃ الفرقان:۷۴)

خوشگوار ازدواجی زندگی

نکاح خاندان کی بنیاد ہے اگر نکاح نہ ہو تو نہ خاندان وجود میں آئیں اور نہ ہی انسانی ماحول و معاشرہ بن سکے اسی لئے اسلام نے بغیر شادی کے زندگی گذارنے کو اچھا نہیں کہا ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نکاح میری سنت ہے جو میری سنت سے منہ موڑے گا وہ میری امت میں سے نہیں ہے، علاوہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد نکاح فرمائے، بلکہ ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ نکاح کئے اور وفات کے وقت نو ازواج موجود تھیں....

اسلام نے نہ صرف یہ کہ نکاح کی ترغیب دی ہے بلکہ نکاح کے بعد ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کا حکم دیا ہے اور اس کے اصول اور طریقے بھی بتائے ہیں قرآن کریم میں ارشاد ہے (ترجمہ) ''اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی بسر کرو....'' (سورۃ النساء:۱۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی اور ارشادات و تعلیمات میں ہمارے لئے کامل رہنمائی موجود ہے چنانچہ آپ کے ارشادات گرامی میں سے ہے کہ: ''مؤمنوں میں کامل ایمان والا اپنی عورتوں کے ساتھ حسن اخلاق والا ہے اور تم میں سے پسندیدہ وہی ہیں جو اپنی عورتوں کے نزدیک پسندیدہ ہیں اور ایک ارشاد یہ ہے کہ: ''میں اپنی ازواج کیلئے تم سب سے بہتر ہوں....'' (ذکر و فکر)

ابن جریر الطبری رحمہ اللہ

آپ ایک فقیہ، مفسر اور عالم تھے....

ان کے کچھ شاگرد کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے شیخ کے تالیفی صفحات کو جمع کر کے.... ان کی ولادت سے وفات تک کے ایام پر تقسیم کیا تو ہم پر یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ نے ہر روز چودہ ورق تالیف کیے یا اس کے برابر....

پس کون خوش قسمت ہے جو ہر روز نفع بخش علم کا ایک ہی صفحہ پڑھتا ہو یا وعظ و نصیحت.... حدیث شریف.... قرآن مجید اور تفسیر اور کسی مسنون مواد کا مطالعہ کرتا ہو.... (تذکرۂ اسلاف)

سفرآخرت کیلئے تیار رہنا چاہیے

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر ذی ہوش کے لیے ضروری ہے کہ سامان سفر تیار رکھے کیونکہ اسے یہ خبر نہیں کہ کب اس کے پاس موت کا پیغام آجائے اور وہ اس سے ناواقف ہے کہ کب بلالیا جائے.... میں نے بیشمار لوگوں کو دیکھا کہ شباب نے انہیں دھوکہ میں مبتلا رکھا اور وہ اپنے ساتھیوں کی موت کو بھول گئے اور لمبی لمبی آرزوؤں نے غفلت میں ڈال دیا....

چنانچہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ عالم غیر عارف اپنے جی میں سوچتا ہے کہ آج میں علم میں مشغول رہوں.... عمل بعد میں کرلوں گا.... پھر راحت کا بہانہ کرکے لغزشوں میں سُستی برتتا ہے.... سچی توبہ کی تیاری کو مؤخر کردیتا ہے.... غیبت کرنے اور اس کے سننے سے بچتا نہیں ہے اور شبہ کی آمدنی سے پرہیز نہیں کرتا.... پھر یہ اُمید رکھتا ہے کہ آئندہ عمل کرکے ساری خطاؤں کو مٹادے گا اور یہ بھولا رہتا ہے کہ موت اچانک ہی آتی ہے....

پس سمجھدار وہی ہے جو ہر موقعہ کے واجبات ادا کرتا رہتا ہے تاکہ اگر موت اچانک آجائے تو اسے تیار پاوے اور اگر اپنی آرزو کے مطابق تادیر باقی رہے تو نیکیوں میں اضافہ کرتا رہے....(صید الخاطر)

اعمال کیلئے اخلاص کی شرط

عمل تابع ہے اخلاص متبوع ہے عمل اس وقت قابل قبول ہے جب اس کی اصلاح اخلاص سے نہ ہو.... جیسا کہ شاعر کا قول....

لیت شعری کیف تصلح نیة   من لایعرف حقیقة النیة

ترجمہ.... اپنے اشعار کی اصلاح نیت سے کیسے کرسکتا ہوں حالانکہ جو شخص نیت کی حقیقت کو نہ جانتا ہو....(یعنی جو شخص نیت کو نہ پہچانے وہ اعمال کی درستگی کیسے کرسکتا ہے)

اور اخلاص کی درستگی نیت سے کیسے ہوسکتی ہے جو اخلاص کی حقیقت کو نہ جانتا ہو اور کیسے مخلص اپنے نفس کو صدق کے ساتھ مزین کرسکتا ہے جبکہ وہ اس کا معنی ہی نہ جانتا ہو....(اعمال القلوب)

علم دین کی فضیلت

ا... حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ آدمی کا علم سیکھنا پھر اسے لوگوں کو سکھانا یہ بھی عمل ہی کا حصہ ہے.... حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رات کو ایک گھڑی (گھنٹہ بھر) علم کا مذاکرہ کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری رات کی عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہے....

۲.... حضرت عوف بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں علم سیکھوں لیکن ڈرتا بھی ہوں کہیں اس پر عمل نہ کر کے ضائع نہ کر بیٹھوں.... حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے اس شخص سے فرمایا تیرے لئے علم پر بھروسہ کرنا بہتر ہے جہالت پر جمے رہنے سے.... پھر وہ حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا ان سے بھی یہی سوال کیا.... حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ اپنی اپنی قبروں سے اسی حالت میں اٹھینگے جس حالت پر وہ مرے تھے.... عالم علم کے ساتھ، جاہل جہالت کے ساتھ.... پھر وہ شخص حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا آپ سے بھی یہی پوچھا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم کا چھوڑ دینا ہی اس کا کافی ضیاع ہے....

۳.... حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انسان تو دو ہی قسم کے ہیں ایک عالم ربانی دوسرے متعلم جو علماء ربانی کے طریقہ پر علم سیکھتے ہیں.... باقی سب لوگ بے علم گنوار، رذیل، ہر چرواہے کے پیچھے لگنے والے جدھر کی ہوا ادھر کا رخ کرنے والے ہیں اور علماء ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں ان کے اجسام اگرچہ فنا ہو جاتے ہیں مگر ان کے کارنامے (اور علمی خدمات) لوگوں کے دلوں میں ہمیشہ ثبت ونقش رہتے ہیں.... کیونکہ عمل کا فائدہ اپنی ذات کیلئے ہوتا ہے جبکہ علم کا فائدہ عام طور پر اپنی ذات کے علاوہ تمام لوگوں کیلئے ہوتا ہے.... پس علم کا افضل ہونا ثابت ہوا.... کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے....

۴... مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کونسا عمل سب سے بہتر ہے آپ نے فرمایا علم اس نے دوسری تیسری بار پھر یہی سوال کیا.... آپ نے اس کو وہی پہلا جواب دیا.... اس نے عرض کیا آپ پر سلامتی ہو یا رسول اللہ میں عمل کے متعلق پوچھتا ہوں.... آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کوئی عمل بغیر علم کے قبول نہیں فرماتا....

۵.... مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.... آدمی کی طرف سے بہترین صدقہ یہ ہے کہ خود علم سیکھے پھر لوگوں کو سکھائے اس سلسلہ یعنی (فضیلت علم) میں احادیث اور اخبار بہت ہیں....

حضرت سلیمان علیہ السلام سے شیطان کی ملاقات

شجاع بن نصر رحمۃ اللہ علیہ نے شامیوں کے کسی شخص سے روایت کیا ہے کہ....

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک عفریت جن سے فرمایا:

تو تباہ ہو جائے.... یہ بتا کہ ابلیس کہاں رہتا ہے؟

اس نے عرض کیا.... اے اللہ کے نبی آپ کو اس کے متعلق کوئی حکم ملا ہے

فرمایا.... حکم تو نہیں ملا لیکن وہ رہتا کہاں ہے؟

تو اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی میں آپ کو اس کے پاس لے چلتا ہوں چنانچہ وہ عفریت آپ کے آگے آگے دوڑ رہا تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام اس کے ساتھ تھے....

حتیٰ کہ آپ اچانک سمندر میں جا پہنچے اور ابلیس کو پانی کی سطح پر بیٹھے دیکھا....

جب اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو دیکھا تو ڈر کے مارے کانپنے لگا پھر کھڑا ہوا آپ سے ملاقات کی اور کہا اے اللہ کے نبی آپ کو میرے متعلق کوئی حکم ملا ہے....

سلیمان علیہ السلام نے اس سے فرمایا....

نہیں تمہارے پاس صرف اس لئے آیا ہوں کہ تم سے یہ پوچھوں کہ تمہارا سب سے پسندیدہ کام کون سا ہے.... جو اللہ کے نزدیک بھی سب سے زیادہ برا ہو....

ابلیس نے کہا قسم خدا کی اگر آپ میرے پاس چل کر نہ آئے ہوتے تو میں کبھی بھی آپ کو اس کا نہ بتلاتا.... اللہ کے نزدیک سب سے برا یہ ہے.... کہ مرد مرد سے منہ کالا کرے اور عورت عورت سے.... (طرطوسی کتاب تحریم الفواحش)

میاں بیوی میں محبت پیدا کرنے کا نسخہ

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً.... اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ....

اگر آپ کو اپنی بیوی سے اختلاف ہے.... آپس میں محبت نہیں ہے تو اس آیت کو ننانوے دفعہ کسی مٹھائی پر تین دن پڑھ کر دم کریں اور دونوں کھائیں.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

انسانی لغزشیں

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک دن میں نے اس پر غور کیا کہ آخر علماء ان شہوات کو کیونکر اختیار کر لیتے ہیں جن کی ممانعت نصوص میں موجود ہے اور یہ ایسا مقام ہے کہ اگر ایک حقیقت واضح نہ ہوتی تو کفر کے قریب ہو جاتے اور وہ حقیقت یہ ہے کہ عین گناہ کے وقت ان کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں....

بعضے تو گناہ کے گناہ ہونے سے ناواقف ہوتے ہیں تو یہ ایک درجہ کا عذر رہے اور بعضے حرام کو مکروہ سمجھتے ہوتے ہیں تو یہ بھی پہلی قسم کے قریب ہیں.... ممکن ہے حضرت آدم علیہ السلام اسی قسم میں داخل ہوں (کہ اکل شجرہ میں درجہ حرمت کی ممانعت نہ سمجھی ہو اور جنت میں رہنے کی شدید خواہش کی وجہ سے ارتکاب فرما لیا ہو لیکن تحقیق یہ ہے کہ آپ نے اپنے اجتہاد سے بالکل جائز امر کا ارتکاب فرمایا تھا.... ایسا نہیں ہے کہ مکروہ سمجھتے ہوئے ارتکاب فرمایا ہو اور اجتہاد میں چوک انبیاء سے ممکن ہے ان کی شان کے خلاف نہیں ہے....۱۲ مترجم)

اور کچھ ایسے ہیں کہ تاویل کرتے ہیں اگرچہ غلط کرتے ہیں.... جیسا کہ بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ایک متعین درخت کے (پھل کے) کھانے سے روکا گیا تھا لیکن آپ نے اسی جنس کا دوسرا پھل کھا لیا (یہ سمجھا کہ خاص اسی درخت سے ممانعت ہے....۱۲ مترجم)

اور بعضے اس فعل کی حرمت سے واقف ہوتے ہیں مگر شہوت کے غلبہ کے سبب انہیں حرمت یاد نہیں رہ جاتی.... گویا جو چیز دیکھ رہے ہیں وہ انہیں اس حرمت سے مشغول کر لیتی ہے جس کا انہیں علم ہے.... یہی وجہ ہے کہ چور کو ہاتھ کا کٹنا یاد نہیں رہتا بلکہ مال کا لطف حاصل کرنے میں بالکل بے خبر ہو جاتا ہے اور زانی کو عین زنا کے وقت رسوائی اور حد زنا یاد نہیں رہتی کیونکہ نظر آنے والی چیز ذہن میں رہنے والی چیز سے ذہول کرا دیتی ہے....

اور بعض لوگ اس کا گناہ ہونا بھی جانتے ہیں اور یہ انہیں یاد بھی رہتا ہے تو ان کے معاملہ پر سکوت مناسب ہے.... حاصل یہ ہے کہ ہوش مند کو احتیاط پر عمل کرنا چاہیے اور کیوں نہ کرے گا جب کہ اسے معلوم ہے کہ اس حکمت والی اور سلطنت والی ذات نے ربع دینار چرانے پر ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے اور مضبوط جسم کو پتھروں سے رجم کے ذریعہ ہلاک کرنے کا قانون بنایا ہے اور یہ سب صرف ایک لحمہ کی لذت کے سبب.... اور کتنی قوموں کو زمین میں دھنسا دیا کتنوں کی صورتیں مسخ کر دیں اور کتنوں کو غرقاب کر دیا.... (صید الخاطر)

شادی کہاں کریں؟

ایک بزرگ فرماتے ہیں ماں باپ اپنی مرضی کے رشتے کر کے اپنی انا کو راضی کر لیتے ہیں مگر دیندار بچوں کے لئے مشکلات کے پہاڑ کھڑے کر دیتے ہیں، بلکہ بعض اوقات دیندار بچوں کو تو سولی پر لٹکا دیتے ہیں بیٹا عالم مگر بیوی جاہل فیشن پرست، بیٹی عالمہ مگر داماد پرلے درجے کا بے عمل، کاش کہ ماں باپ دینی نظر سے رشتے پسند کرتے، اس لئے ہمیں حدیث شریف کو مدنظر رکھنا چاہیے، شادی حسن دیکھ کر کی جاتی ہے یا خاندان دیکھ کر، یا مال پیسہ دیکھ کر شادی کی جاتی ہے، یا دینداری دیکھ کر شادی کی جاتی ہے. حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دینداری دیکھ کر شادی کیا کرو....

انبیاء علیہم السلام اور فکر آخرت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ملاقات ہوئی.... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کثیر التبسم تھے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کثیر البکا تھے.... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے یحییٰ! کیا تم خدا تعالیٰ کی رحمت سے بالکل ناامید ہو گئے ہو کہ کسی وقت تمہارا رونا ختم ہی نہیں ہوتا.... حضرت یحییٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ! کیا تم خدا تعالیٰ کے قہر سے بالکل مامون ہو کہ تم کو ہر وقت ہنسی ہی آتی رہتی ہے.... آخر ایک فرشتہ آیا اور کہا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم دونوں میں فیصلہ کرتے ہیں کہ اے عیسیٰ جلوت میں تو ایسے رہو جیسے اب رہتے ہو لیکن خلوت میں یحییٰ کی طرح گریہ وزاری کیا کرو اور اے یحییٰ خلوت میں تو ایسے ہی رہو جیسے رہتے ہو لیکن لوگوں کے سامنے کچھ تبسم بھی کر لیا کرو کہ لوگوں کو میری رحمت سے مایوسی نہ ہو جائے کہ جب نبی کا یہ حال ہے تو ہم کو نجات کی کیا امید ہے.... (مواعظ اشرفیہ)

مشکل کو آسان کرنے کا گُر

میں نے دو گُر ایسے سیکھے ہیں کہ ان سے مجھے زندگی کی تمام مشکلات میں آسانی ملی ہے.... ایک "ہمت" اور دوسرے "پابندی اوقات" ان دو چیزوں سے مشکل سے مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں میں نے زندگی کے ہر مرحلے میں ان سے کام لیا ہے.... (ملفوظات عارفیؒ)

عامر بن عبدالقیس رحمۃ اللہ علیہ

یہ (دنیا سے بے رغبت) تابعین میں سے ہیں جنہوں نے عمر اور وقت کی قدر و قیمت کو پہچانا... ان کے پاس ایک آدمی آ کر کہنے لگا کہ: ''آؤ باتیں کریں'' آپ اس سے کہنے لگے کہ: ''کیا تو اس سورج کو دیکھ رہا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''ہاں'' آپ نے فرمایا: ''اس کو روک لے'' یعنی وقت کو روکے رکھ تاکہ میں تجھ سے باتیں کرتا رہوں اور وقت ضائع نہ ہو...... لیکن اگر سورج اور وقت چلتے رہیں تو میرے پاس تیرے ساتھ بات کرنے کا کوئی وقت نہیں ہے....'' (وقت ایک عظیم نعمت)

شہداء کا مقام اور ان کی خواہش

حدیث شریف میں ہے کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کی طرح ہوتی ہیں (بہر حال) ان پرندوں کے لئے سونے کی قندیلین (پنجرے) عرش سے آویزاں ہیں وہ جنت میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں.... پھر لوٹ کر قندیلوں میں آ جاتی ہیں.... اللہ ان کو ایک بار جھانکتا ہے اور فرماتا ہے کیا تم کچھ چاہتے ہو ایسا (روزانہ) تین بار کرتا ہے دوسری روایت میں آیا ہے کہ اللہ فرماتا ہے مجھ سے مانگو جو کچھ چاہو وہ جواب دیتے ہیں، اے رب! ہم کیا مانگیں جس جنت میں ہم چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں جب وہ دیکھتے ہیں کہ بغیر مانگے ان کو نہیں چھوڑا جاتا تو عرض کرتے ہیں کہ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں کے اندر دوبارہ لوٹا دیا جائے تاکہ ہم ایک بار اور تیرے راستے میں جہاد کریں (اللہ فرماتا ہے میں لکھ چکا ہوں کہ دوبارہ دنیا میں لوٹنا نہیں ہوگا) آخر جب اللہ دیکھتا ہے کہ ان کی کوئی ضرورت (باقی) نہیں تو ان کو (ان کی حالت پر) چھوڑ دیا جاتا ہے.... (شہدائے اسلام)

قرض کا اصول

بغیر ضرورت شدیدہ کے قرض لینا اور خصوصاً جب کہ وقت پر ادائیگی کا کوئی یقینی ذریعہ نہ ہو تو بجائے قرض کے کچھ دنوں کی تنگی و کلفت برداشت کر لینا زیادہ بہتر ہے یا مروتاً قرض دینا جبکہ خود اس کی استطاعت نہ ہو اکثر شدید خفت اور کلفت کا باعث ہوتا ہے.... اس لئے شروع ہی میں کچھ بے مروتی سے کام لیا جائے اسی میں مصلحت ہے.... (ملفوظات عارفی)

اختلاف امت رحمت ہے

موسیٰ الجہنی سے روایت ہے کہ طلحہ بن مطرفؒ کی مجلس میں جب کبھی علماء کے اختلاف کا ذکر ہوتا تو فرماتے اختلاف مت کہو گنجائش کہو.....

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے مروی ہے آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اختلاف کے عوض مجھے سرخ اونٹ بھی پسند نہیں۔۔ یعنی ان کا اختلاف میرے نزدیک سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم اختلاف نہ کرتے تو ان کے بعد کسی کیلئے اختلاف کرنا جائز نہ ہوتا۔۔ اگر ایسا ہوتا تو لوگوں کیلئے دین میں تنگی ہو جاتی۔۔ قاسم بن محمد سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف مسلمانوں کیلئے رحمت ہے۔۔۔ (بستان العارفین)

ابلیس کا سجدہ سے انکار

زمانہ نوح میں ایک مرتبہ شیطان اپنے کیے پر بہت پچھتایا.... حضرت نوح علیہ السلام نے سبب پوچھا: تو اس نے خواہش کی کہ مجھے توبہ کی تلقین کیجئے..... حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: ''کہ اگر درحقیقت یہی ارادہ ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کی قبر پر سجدہ کر.....''

شیطان نے برجستہ جواب دیا: ''واہ حضرت! جب میں نے زندہ کو سجدہ نہ کیا تو قبر کو کیا سجدہ کروں گا''؟ (بحوالہ ''چمنستان ظرافت'')

علماء کا عوام کو اخلاص کی تعلیم دینا

علماء کرام عوام الناس کو اخلاص کی تعلیم اہتمام کے ساتھ دینی چاہئے ابن ابی جمرۃ جو کبار علماء میں شامل ہیں.... فرماتے ہیں کہ وہ فقہاء کرام جن کی کوئی مشغولیت نہ ہو لوگوں کو ان کے مقاصد کی تعلیم دیں آگے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ خود درس و تدریس کیلئے بیٹھ کر لوگوں کو ان کے اعمال کی نیت کی تعلیم دوں کیونکہ بہت سارے لوگ اپنے اعمال کو نیت کی عدم درستگی کی وجہ سے ضائع کر دیتے ہیں.... اس لئے علماء کرام کو وقتاً فوقتاً اخلاص کی تعلیم بھی دینی چاہئے.... (اعمال القلوب)

نصیحتوں کا اثر

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مواعظ سنتے وقت تو سننے والے کو غفلت سے بیداری ہوتی ہے لیکن جونہی ان مجالس سے جدا ہوتا ہے غفلت اور قساوت لوٹ آتی ہے.... میں نے اس کے سبب میں غور کیا اور اس کی حقیقت پا گیا....

میں نے دیکھا کہ لوگ اس باب میں مختلف حالات کے ہیں لیکن یہ تو ایک عام حالت ہے کہ لوگوں کے دل مواعظ اور تقریریں سننے کے وقت اور سننے کے بعد یکساں حالت پر نہیں رہتے جس کے دو سبب ہیں....ایک تو یہ کہ مواعظ کی مثال کوڑوں جیسی ہے کہ کوڑے لگنے کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے بعد میں اس کا درد باقی نہیں رہتا....

دوسرے یہ کہ مواعظ سننے کی حالت میں انسان ہر مرض باطنی سے الگ.... جسم اور فکر کو اسباب دنیا سے علیحدہ کیے ہوئے.... حضور قلب کے ساتھ خاموش ہو کر بیٹھتا ہے پھر جب دنیوی مشاغل کی طرف لوٹ کر جاتا ہے وہ اپنی تمام آفتوں کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں.... پھر ان پر کشش مشاغل کے ساتھ پچھلی حالت پر باقی رہنا بھلا کیسے ممکن ہے....

یہ حالت تو سب کو عام ہے.... البتہ اس اثر کے باقی رہنے میں لوگوں کے درجات مختلف ہیں.... چنانچہ کچھ تو بلا پس و پیش کے پختہ عزم کر لیتے ہیں بغیر اور ادھر اُدھر متوجہ ہوئے راستے سے گزر جاتے ہیں اور اگر کسی موقعہ پر طبیعت کے تقاضے انہیں روک دیتے ہیں تو گھبرا جاتے ہیں.... جیسے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا: نَافَقَ حَنْظَلَةُ (حنظلہ منافق ہو گیا)

اور بعض ایسے ہیں کہ کبھی طبیعت ان کو غافل کرتی ہے اور کبھی سنے ہوئے مواعظ عمل کی طرف کھینچ لیتے ہیں.... گویا ان کی مثال اس پودے جیسی ہے جسے ہوائیں ادھر اُدھر مائل کر رہی ہوں اور کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ان پر صرف سننے کے وقت اثر ہوتا ہے.... جیسے کسی چکنے پتھر پر پانی بہایا جائے.... (صید الخاطر)

دوستی کا معیار

ہمیشہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہئے.... دوستوں کے انتخاب میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے.... ظاہری اخلاق سے متاثر نہ ہونا چاہئے بلکہ معیار صداقت وخلوص اور دین داری اور صفائی معاملات ہے.... (ملفوظات عارفی)

اخلاص کے فوائد میں سے ایک اہم فائدہ

اخلاص کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ مباح کام کو خالص نیت سے کرو تو وہ بھی عبادت بن جائیگا جیسا کہ خوشبو لگانا ایک مباح کام ہے لیکن اگر اس کو سنت سمجھ کر لگانا یا مسجد میں جانے کی غرض سے لگانا یا لوگوں کو ایذاء رسانی سے بچانے کیلئے.... یا ملائکہ کو تکلیف سے بچانے کیلئے خوشبو لگائے تو وہ اجر کا مستحق ہے....

قال احد السلف.... کہ اس بات کو مستحب سمجھتے ہیں کہ ہر کام میں نیت ہونی چاہئے حتی کہ کھانے پینے اور دخول فی الخلاء اور خروج فی الخلاء میں بھی....

انہی مستحبات میں سے یہ بھی ہے کہ جو شخص کھانا کھائے اس نیت سے کہ وہ عبادت کر سکے تو وہ اجر کا مستحق ہے....اسی طرح کوئی شخص نکاح (وطی) کرے اپنے نفس کی تحسین کیلئے اور اپنے اہل کی تطہیر قلب کیلئے تو اس پر اجر ہے....اس سے ایسی اولاد کی خواہش کرنا جو اللہ کی عبادت کرے تو پھر ان سب کاموں پر اجر ملے گا....لہٰذا مباح امور کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے کیونکہ یہ کبھی کبھار آخرت میں نکاح کا ذریعہ بن جاتے ہیں....(اعمال القلوب)

بغدادی ابوالعباس المبرد

تاریخ بغداد کے مشہور مصنف خطیب بغدادی ابوالعباس المبرد کے حوالے سے اپنی کتاب تقیید العلم (ص۱۳۹) میں لکھتے ہیں کہ میں نے تین آدمیوں سے زیادہ کسی کو علم کا حریص نہیں پایا اور وہ امام ادب جاحظ (۱۶۳ تا ۲۵۵ھ)....مشہور ادیب اور شاعر فتح بن خاقان (وفات:۲۴۷ھ) اور فقہ مالکی کے امام اسماعیل بن اسحاق تھے.... جاحظ کتاب فروشوں کی دکانیں کرایے پر لے کر ساری رات کتابیں پڑھتا رہتا تھا....فتح بن خاقان خلیفہ عباسی المتوکل کا وزیر تھا....وہ اپنی آستین میں کوئی نہ کوئی کتاب رکھتا تھا اور جب بھی اسے سرکاری کاموں سے ذرا فرصت ملتی تو کتاب آستین سے نکال کر پڑھنے لگ جاتا تھا....

رہا اسماعیل بن اسحاق القاضی تو جب بھی ہم اس کے گھر جاتے تو اس کو لکھنے پڑھنے میں مصروف پاتے....(تذکرہ اسلاف)

انجام کا اندازہ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس نے ہر کام کے شروع میں اپنی نگاہ بصیرت سے اس کا انجام دیکھ لیا وہ ان کاموں کے خیر کو پا گیا اور ان کے شر سے محفوظ رہا اور جس نے انجام کو نہیں سوچا اس پر طبیعت غالب رہی.... پھر وہ ان چیزوں سے رنج اُٹھاتا ہے جن سے سستی کا طالب ہوتا ہے اور ان چیزوں سے مشقت پاتا ہے جن سے راحت کا امیدوار ہوتا ہے....

اس کی وضاحت اپنے ماضی کو یاد کرنے سے ہوسکتی ہے.... وہ اس طرح کہ تم نے اپنی زندگی میں یا تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہوگی یا فرمانبرداری... تو غور کرو تمہاری نافرمانیوں اور معصیتوں کی لذت کہاں ہے؟ اور تمہاری فرمانبرداریوں کا تعب کہاں رہا؟ افسوس دونوں اپنے اثرات لے کر جا چکے اور کاش! جب گناہ گزرے تھے اسی وقت فنا بھی ہوجاتے....

میں اس کی مزید وضاحت کرتا ہوں کہ ذرا موت کی گھڑی کا تصور کیا کرو اور اس وقت کوتاہیوں پر حسرت اور ندامت کی تلخی کو سوچو....

اور میں یہ نہیں پوچھتا کہ لذتوں کی شیرینی کہاں گئی؟ کیونکہ وہ تو کڑواہٹ سے بدل چکی ہے اور اب صرف غم کی تلخیاں باقی رہ گئی ہیں....

اب تم ہی بتاؤ کیا تمہیں یقین نہیں ہوگیا کہ ہر کام کا ایک انجام ہے....

"مَرَاقِبِ الْعَوَاقِبَ تَسْلَمْ وَلَا تَمِلْ مَعْ هَوَىٰ الْحِسِّ فَتَنْدَمْ"

(لہٰذا انجام کو سوچ لیا کرو تاکہ محفوظ رہو اور خواہشات کی طرف مت جھکو کہ ندامت اُٹھاؤ) (صید الخاطر)

علم محبت اور اخلاق

''علم راستہ بتلاتا ہے کہ کرنے کا طریقہ یہ ہے اور نچنے کا طریقہ یہ ہے لیکن اس طریقہ پر آدمی چل پڑے تو چلا دینا علم کا کام نہیں ہے یہ کام اندرونی قوت کا ہے جو اخلاقی قوت ہے اگر قلب میں محبت ہے تو آدمی شجاعت اختیار کرے گا محبوب کی خاطر لڑے گا اور اس کے دشمنوں کو فنا کردیگا.... اس سے معلوم ہوا کہ محبت اخلاق کو چلاتی ہے علم نہیں چلاتا.... غرض ہر چیز کا ایک وظیفہ ہے علم کا کام راہ دکھلانا ہے محبت کا کام حرکت میں لانا ہے اور اخلاق کا کام عمل کرا دینا.... ہر چیز اپنے اپنے دائرہ کار میں عمل کرے گی'' .... (جواہر حکمت)

عشق کا نرالا انداز

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک مجذوب خدا تعالیٰ کا عاشق صادق بکریاں چرایا کرتا تھا اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں مخلوق سے دور عشق الٰہی میں چاک گریباں روتا پھرتا تھا اور حق تعالیٰ سے درخواست کرتا تھا کہ اے خدا.... اے میرے اللہ آپ مجھ کو کہاں ملیں گے اگر آپ مجھ کو مل جاتے تو میں آپ کا نوکر ہو جاتا اور آپ کی گدڑی سیا کرتا اور آپ کے سر میں کنگھی کیا کرتا اور آپ کو کبھی بیماری پیش آتی تو میں آپ کی خوب غمخواری کرتا.... اے اللہ اگر میں آپ کا گھر دیکھ لیتا تو صبح و شام آپ کے لئے گھی دودھ لایا کرتا اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا اور آپ کے پیروں کی مالش کیا کرتا اور جب آپ کے سونے کا وقت ہو جاتا تو آپ کے سونے کی جگہ کو جھاڑو سے خوب صاف کرتا اے اللہ آپ کے اوپر میری تمام بکریاں قربان ہوں اے اللہ بکریوں کے بہانے سے میں جو الفاظ ہائے ہائے کرتا ہوں وہ دراصل آپ کی محبت کی تڑپ میں کرتا ہوں.... بکریاں تو صرف بہانہ ہیں....

اس طرح وہ چرواہا محبت کی باتیں اپنے رب سے کر رہا تھا کہ اچانک موسیٰ علیہ السلام کا اس طرف سے گزر ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ باتیں سنیں تو ارشاد فرمایا کہ اے چرواہے! کیا حق تعالیٰ کو نوکروں کی ضرورت ہے یا ان کے سر ہے کہ تو بالوں میں کنگھا کرے گا یا ان کو بھوک لگتی ہے کہ تو ان کو بکریوں کا دودھ پلائے گا.... حق تعالیٰ کیا بیمار ہوتے ہیں جو تو ان کی غمخواری کرے گا اے جاہل حق تعالیٰ کی ذات نقصان و احتیاج کی تمام باتوں سے پاک اور منزہ ہے.... تو جلد توبہ کر تیری ان باتوں سے کفر لازم آتا ہے.... بے عقل کی دوستی عین دشمنی ہوتی ہے.... حق تعالیٰ تیری ان خدمات سے بے نیاز ہیں....

اس چرواہے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ باتیں سنیں تو بہت شرمندہ ہوا اور غلبہ خوف و یاس اور شدت حزن و اضطراب سے گریبان پھاڑ ڈالا اور روتا ہوا جنگل کی طرف بھاگ گیا.... حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی .... مولانا رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی

ترجمہ: اے موسیٰ تم نے میرے بندے کو مجھ سے کیوں جدا کر دیا.. تم کو میں نے بندوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے بھیجا ہے نہ کہ جدا کرنے کیلئے تمہارا کام وصل کا تھا نہ کہ فصل کا.... (دینی دسترخوان)

دو حلال راستے

اللہ تعالیٰ نے جنسی جذبے پر کوئی پابندی اور قدغن نہیں لگائی لیکن اس کے لیے دو راستے قرآن کریم نے بیان فرمائے کہ یہ دو راستے تو حلال ہیں اور ان دو کے علاوہ جنسی خواہش پوری کرنے کے سارے راستے حرام ہیں اور ایک مومن کے لیے واجب ہے کہ وہ ان سے پرہیز کرے.... دو حلال راستوں میں سے ایک تو نکاح کا راستہ کہ انسان نکاح کر کے اپنی بیوی کے ذریعہ جنسی خواہش کی تسکین کرے.... یہی راستہ اس کے لیے حلال ہے بلکہ باعث اجر وثواب بھی ہے.... دوسرا راستہ یہ ہے کہ کسی زمانے میں کنیزیں ہوا کرتی تھیں جن کو باندی اور لونڈی بھی کہا جاتا ہے.... پہلے زمانے میں جنگ کے دوران جو لوگ قیدی ہو جاتے تھے تو ان کے مردوں کو غلام اور عورتوں کو کنیز اور باندی بنالیا جاتا تھا....

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں تشریف لائے تو ساری دنیا میں یہ طریقہ جاری تھا اور آپ کے بعد بھی صدیوں تک جاری رہا.... ان کنیزوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کے آقاؤں کے لیے حلال کر دیا تھا.... بشرطیکہ وہ کنیز مسلمان ہو یا اہل کتاب میں سے ہو.... قرآن کریم نے فرمایا کہ جنسی خواہش پوری کرنے کے یہ دو طریقے تو حلال ہیں ان کے علاوہ انسان جنسی خواہش کی تکمیل کے لیے جو بھی طریقہ اختیار کرے وہ حرام ہے اور جو ان طریقوں کو اختیار کرے وہ حد سے گزرنے والا ہے اور اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے.... (پرسکون گھر)

بدلہ نہ لینے پر مغفرت

ایک حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کے بدن پر چوٹ کسی نے لگائی مگر اس نے اللہ کیلئے بدلہ لینا چھوڑ دیا تو یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا.... (احمد)

کامیابی کا گر

ہائے ہائے مت کرو.... یہ نہ کہو کہ.... "کچھ بن نہیں پڑتا.... ہم کیا کریں کیسے کریں؟.... کہاں تک کریں؟".... حق تعالیٰ کی وسعت رحمت پر نظر رکھو.... سب کچھ بن پڑے گا.... سب ٹھیک ہو جائے گا.... اپنے ضعف و ناتوانی کو نہ دیکھو ورنہ کچھ بھی نہ کر سکو گے.... حق تعالیٰ پر نظر رکھو سب کچھ کر سکو گے.... ان کو راضی رکھنے کی فکر کرتے رہو.... ان شاء اللہ کامیاب ہو جاؤ گے.... (یادگار باتیں)

دنیا کا دھوکہ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص دنیا کے انجام پر غور کرتا رہتا ہے وہ احتیاط کی راہ اختیار کرتا ہے اور جسے یہ یقین ہوتا ہے کہ راستہ طویل ہے وہ سفر کے لیے تیاری کرتا ہے....

اے شخص تیرا حال کتنا عجیب ہے کہ ایک معاملہ کا یقین رکھتے ہوئے بھی اسے بھولا رہتا ہے اور جس حالت کے نقصان کا یقین رکھتا ہے اسی کی طرف لپکتا ہے اور تو لوگوں سے ڈرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ تو اس سے ڈرے....

جو چیزیں محض خیالی ہیں اس میں تیرا نفس تجھ پر غالب آ جاتا ہے اور جس کا تجھے یقین ہے اس میں تو اپنے نفس پر غالب نہیں آ پاتا....

سب سے زیادہ قابل تعجب تیرا اپنے دھوکہ پر خوش ہونا ہے....اپنے لہو و لعب میں رہ کر ان سزاؤں کو بھول جانا ہے جو تیرے لیے چھپادی گئی ہیں تو اپنی صحت پر مغرور ہوتا ہے اور قریب آنے والی بیماریوں کو بھولا رہتا ہے....اپنی عافیت پر اتراتا ہے اور تکالیف کے قرب سے غافل ہے....

دوسروں کی بربادی تجھے تیری بربادی پر متنبہ کر رہی ہے....غیروں کے انجام نے تجھ پر موت سے پہلے ہی تیرا انجام ظاہر کر دیا ہے لیکن تیری لذتوں کے حصول نے تجھے اپنی بربادی سے غافل کر رکھا ہے....

كَاَنَّكَ لَمْ تَسْمَعْ بِاَخْبَارِ مَنْ مَضٰى وَلَمْ تَرَ فِي الْبَاقِيْنَ مَا يَصْنَعُ الدَّهْرُ فَاِنْ كُنْتَ لَاتَدْرِيْ فَتِلْكَ دِيَارُهُمْ مَحَاهَا مَجَالُ الرِّيْحِ بَعْدَكَ وَالْقَبْرُ....

''ایسا لگتا ہے تو نے گزشتہ دنوں کے حالات نہیں سنے اور نہیں دیکھا کہ موجودہ لوگوں کے ساتھ زمانہ کیا سلوک کرتا ہے اور اگر تجھے اب تک علم نہ ہوا ہو تو دیکھ! یہ ان کے مکانات ہیں جنہیں ہواؤں کی گردش اور قبر کے گڑھے نے مٹا رکھا ہے....''

اس پر حیرت اور افسوس ہے جس کا ہر لمحہ اسے ایسی (تکلیف دہ) منزل کی طرف لے جا رہا ہو اور اس کے مشاغل ان لوگوں کے سے ہوں جو نہ کچھ سمجھتے ہیں نہ جانتے....

وَكَيْفَ تَنَامُ الْعَيْنُ وَهِيَ قَرِيْرَةٌ وَلَمْ تَدْرِ مِنْ اَيِّ الْمَحَلَّيْنِ تَنْزِلُ

''وہ آنکھ بھلا کیسے سکون سے سوتی ہے جسے یہ خبر نہیں ہے کہ کس منزل پر اترتا ہے....'' (صید الخاطر)

اخلاص سے دل کا پاک ہونا

اخلاص یہ دل کو پاک کرنے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے اور قبول اعمال کا ذریعہ ہے اخلاص دل کو کینہ... دھوکہ اور دوسرے رذائل سے پاک کرتا ہے اور عمل کی قبولیت کا سبب بنتا ہے.... (اعمال القلوب)

شکر کی اہمیت

جنت میں کوئی عبادت بھی نہیں ہوگی... نماز... روزہ... زکوۃ... حج سب عبادتیں ختم ہو جائیں گی... صرف عیش و عشرت ہوگی... لیکن ایک عبادت وہاں بھی رہے گی یعنی شکر... حدیث میں آتا ہے کہ اہل جنت کے منہ سے ہر وقت حمد جاری رہے گی... جس طرح دنیا میں بغیر کسی ارادے اور محنت کے سانس جاری رہتا ہے اسی طرح جنت میں بلا اختیار حمد جاری رہے گی.... (سکون قلب)

حضرت شقیق بلخی رحمہ اللہ

ایک بوڑھے شخص نے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا حضرت میں نے بہت گناہ کئے ہیں توبہ کرنے آیا ہوں فرمایا! بہت دیر سے آئے ہو، جواب میں بوڑھے نے کہا نہیں میں جلدی آیا ہوں کیونکہ جو شخص موت سے پہلے آجائے وہ جلدی آگیا ہے یہ جواب سن کر آپ نے فرمایا تم نے خوب کہا اور تم خوب آئے.... (محاسن اسلام)

دل اور چہرے کو نورانی بنانے کا مجرب عمل

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

اگر آپ کو اپنے دل میں اور چہرے پر نور پیدا کرنا ہے تو روزانہ مذکورہ آیت ایک مرتبہ اپنے اوپر پڑھ کر پھونکیں.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

علم مستند لوگوں سے حاصل کرنا چاہیے

۱.... فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم ثقہ اور امین عالم سے اخذ کرنا چاہیے کیونکہ دین کا مدار علم پر ہے لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اپنے دین پر اسی شخص کو امین بنائے جس کو وہ اپنی ذات پر بھی امین بنا سکے....

۲.... عباد بن کثیرؒ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جن لوگوں کی شہادت قابل قبول نہیں ان سے حدیث نہ لیا کرو....

۳.... امام محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے کہ یہ علم دین ہے پس دیکھ لیا کرو کہ تم اپنا دین کس سے لے رہے ہو....

۴.... حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے کہ جس کا قول اچھا ہو اور عمل برا اس سے علم مت سیکھو اور اس پر اعتماد بھی نہ کرو.... اگر یہ کہا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث جو حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا علم مومن کی گم شدہ متاع ہے جہاں سے اسے ملے حاصل کرنا چاہیے'' مگر یہ جب ہے کہ صاحب علم ثقہ ہو اور اس کی کلام درست ہو.... اگر عالم غیر ثقہ ہو تو اس سے علم اخذ نہیں کرنا چاہیے.... چنانچہ اگر کوئی شخص کسی غیر ثقہ عالم سے کوئی حدیث یا مسئلہ سنے.... تو وہ نا قابل قبول ہوگا.... الا یہ کہ اصول شریعت کے مطابق ہو تو اس پر عمل جائز ہے مگر اس سے یقینی علم حاصل نہیں ہوگا.... ﴿اسی طرح اگر کسی کو لکھی ہوئی حدیث یا لکھا ہوا مسئلہ ملے تو اگر وہ اصول شریعت کے مطابق ہو تو اس پر عمل کرنا جائز ہے ورنہ نہیں﴾....

۵.... عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ حضرت علیؓ بن ابی طالب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس نے جاننے کے باوجود جھوٹی حدیث بیان کی وہ کاذب ہے.... (بستان العارفین)

اولاد سے محروم افراد کیلئے بہترین تحفہ

اگر آپ اولاد سے محروم ہیں تو روزانہ ایک سو ایک دفعہ سورۃ الکوثر بسم اللہ کے ساتھ پڑھیں.... ان شاء اللہ آپ کی مراد ضرور پوری ہوگی.... (اعمال قرآنی)

مغفرت کا بہانہ

زبیدہ خاتون ایک نیک ملکہ تھی.... اس نے نہر زبیدہ بنوا کر مخلوق خدا کو بہت فائدہ پہنچایا... اپنی وفات کے بعد وہ کسی کو خواب میں نظر آئی....

اس نے پوچھا کہ زبیدہ خاتون! آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟

زبیدہ خاتون نے جواب دیا کہ اللہ رب العزت نے بخشش فرمادی....

خواب دیکھنے والے نے کہا کہ آپ نے نہر زبیدہ بنوا کر مخلوق کو فائدہ پہنچایا آپ کی بخشش تو ہونی ہی تھی.... زبیدہ خاتون نے کہا نہیں.... نہیں.... جب نہر زبیدہ والا عمل پیش ہوا تو پروردگار عالم نے فرمایا کہ یہ کام تو تم نے خزانے کے پیسوں سے کروایا.... اگر خزانہ نہ ہوتا تو نہر بھی نہ بنتی.... مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے میرے لئے کیا عمل کیا.... زبیدہ نے کہا کہ میں تو گھبرا گئی کہ اب کیا بنے گا.... مگر اللہ رب العزت نے مجھ پر مہربانی فرمائی.... مجھے کہا گیا کہ تمہارا ایک عمل ہمیں پسند آ گیا....

ایک مرتبہ تم بھوک کی حالت میں دستر خوان پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی کہ اتنے میں اللہ اکبر کے الفاظ سے اذان کی آواز سنائی دی.... تمہارے ہاتھ میں لقمہ تھا اور سر سے دوپٹہ سرکا ہوا تھا.... تم نے لقمے کو واپس رکھا پہلے دوپٹے کو ٹھیک کیا پھر لقمہ کھایا... تم نے لقمہ کھانے میں تاخیر میرے نام کے ادب کی وجہ سے کی.......... چلو ہم نے تمہاری مغفرت فرمادی.... (یادگار ملاقاتیں)

شکر کی عادت اللہ کو بہت پسند ہے

شکر کی عبادت اللہ کو کتنی پسند ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں میں سب سے عظیم اور محبوب کتاب قرآن کریم ہے اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو سورۃ فاتحہ سے شروع فرمایا اور سورۃ فاتحہ کو الحمدللہ کے الفاظ سے شروع کیا.... پورے قرآن کا خلاصہ سورۃ فاتحہ میں ہے اور سورۃ فاتحہ کا پہلا لفظ ہی الحمدللہ ہے.... آخر کچھ تو بات ہے جو شکر کو اتنی اہمیت سے بیان کیا جا رہا ہے اور یہ سورۃ اللہ تعالیٰ کو کتنی پسند ہے اس کا اندازہ اس سے لگائیے کہ اس سورۃ کو نہ صرف ہر نماز میں بلکہ ہر رکعت میں پڑھنے کا حکم دیا ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں خدا کی حمد و تعریف ہے اور خدا تعالیٰ کو اپنی تعریف بہت پسند ہے.... (زلزلہ)

اسلام کا طریقہ اعتدال

اللہ تعالیٰ نے جو دین عطا فرمایا ہے اس کی ہر چیز میں اعتدال اور توازن کو مدنظر رکھا ہے.... ایک طرف انسان کی ایک فطری خواہش ہے اور کوئی انسان اس خواہش سے مستثنیٰ نہیں ہے.... کوئی بڑے سے بڑا پیغمبر.... بڑے سے بڑا بزرگ.... بڑے سے بڑا ولی اس خواہش سے مستثنیٰ نہیں.... ہر ایک کے دل میں یہ خواہش پائی جاتی ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس انسانی خواہش کو نسل انسانی کی بڑھوتری کا ذریعہ بنایا ہے کہ انسان کی نسل اسی خواہش کے نتیجے میں بڑھتی ہے.... لہٰذا یہ خواہش فطری ہے اور جب یہ خواہش فطری ہے تو شریعت نے یہ نہیں کہا کہ یہ جنسی جذبہ خراب ہے یا گندہ ہے یا ناپاک ہے یا حرام ہے اس جذبہ کو حرام قرار نہیں دیا البتہ اس جذبہ کو تسکین دینے کے لیے ایک جائز راستہ مقرر کر دیا.... اس جائز راستے سے اس جذبے کی جتنی تسکین چاہو کر وہ تمہارے لیے حلال ہے لیکن اس کے علاوہ جو راستے ہیں وہ چونکہ دنیا میں فساد پھیلانے والے ہیں وہ انسان کو انسانیت کے جامے سے نکال دینے والے ہیں اور حیوانیت کے راستے ہیں اس لیے شریعت نے ان پر پابندی عائد کر دی ہے ان کو ناجائز قرار دیا ہے.... اسلام میں یہ اعتدال اور توازن ہے.... (پرسکون گھر)

ابن جوزی رحمہ اللہ اور وقت کی قدر

ابن جوزی (۵۰۸ تا ۵۹۷ھ) کے بارے میں ابن رجب حنبلی نے امام ابن تیمیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ابن جوزی کی چھوٹی اور بڑی کتابوں کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ ہے.... وہ اپنی عمر کا ایک منٹ بھی ضائع نہیں کرتے تھے.... مطالعہ و تحقیق.... تصنیف و تالیف اور وعظ و تذکیر سے ان کی طبیعت سیر نہیں ہوتی تھی.... وہ قلم کے تراشے سنبھال کر رکھ چھوڑتے تھے.... چنانچہ ان کی وفات کے بعد ان تراشوں سے پانی گرم کر کے پانی کو غسل دیا گیا.... وہ صید الخاطر میں (جوان کی زندگی کا دلچسپ روزنامچہ ہے) ان لوگوں پر کف افسوس ملتے نظر آتے ہیں جو کھیل تماشے میں لگے رہتے ہیں.... اِدھر اُدھر بلا مقصد گھومتے رہتے ہیں.... بازاروں میں بیٹھ کر آنے جانے والوں کو گھورتے رہتے ہیں اور قیمتوں کے اُتار چڑھاؤ پر رائے زنی کرتے رہتے ہیں.... (وقت ایک عظیم نعمت)

گناہوں کے مطابق سزا

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دنیا میں جو اس قدر شدید مصائب اور بلائیں آتی ہیں جن کا انجام ہمیشہ انتہائی تکلیفوں پر ہوا کرتا ہے ان کے متعلق میرے دل میں ایک خیال آیا....

میں نے سوچا سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ تو کریموں سے بڑھ کر کریم ہیں اور کرم کا تقاضا چشم پوشی ہے پھر ان سزاؤں کی کیا وجہ ہے؟

اس خیال پر غور کیا تو بہت سے لوگوں کی یہ حالت پائی کہ ان کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے وہ وحدانیت کے دلائل پر نظر نہیں ڈالتے اور اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کو نہیں دیکھتے بلکہ جانوروں کی طرح اپنی عادات پر زندگی گزارے چلے جارہے ہیں.... اگر شریعت ان کی مراد کے موافق ہوئی تو ٹھیک ورنہ اپنی اپنی اغراض پر جمے رہتے ہیں.... دینار ودرہم پالینے کے بعد اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ حلال ہے یا حرام؟ اگر نماز آسان معلوم ہوئی پڑھ لی ورنہ ترک کردی....

اور انہی میں کچھ ایسے ہیں جو بڑے بڑے گناہوں کو علی الاعلان کیا کرتے ہیں.... باوجود اس کے کہ ان کی حرمت انہیں معلوم ہوتی ہے....

اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان میں سے کسی عالم کی معرفت قوی ہوتی ہے اور اس کے گناہ بے حد وحساب.... یہ سب دیکھ کر مجھے یقین ہوگیا کہ سزائیں اگرچہ بڑی اور سخت ہیں لیکن لوگوں کی خطاؤں سے کم ہیں.... جب کوئی سزا کسی گناہ کو مٹانے کے لیے نازل ہوتی ہے تو کوئی فریاد کرتا ہوا کہتا ہے.... لوگو! غور کرنا چاہیے کہ یہ سزا کس گناہ کی ہے؟ اور خود اپنے کیسے گناہ ایسے جن میں کے بعض گناہوں سے زمین کانپ جائے.... بھولا رہتا ہے....

کسی بوڑھے کو اس کے بڑھاپے میں اس قدر رذلیل کیا جاتا ہے کہ لوگوں کے دل اس پر ترس کھانے لگتے ہیں اور اسے اس کا احساس نہیں ہوتا کہ یہ تذلیل وتوہین جوانی میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ترک کرنے کا نتیجہ ہے....

پس جب تم کسی مبتلا سزا کو دیکھو تو سمجھ لو کہ یہ اس کے گناہوں کی وجہ سے ہے.... ("تَنبِیۡہَ از مُترجِم" سزا میں اور امتحان میں فرق ہے جو مصائب ذلت اور توہین کے ساتھ ہوں وہ سزا ہیں اور جن میں ذلت اور توہین نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کا امتحان ہیں اور مؤمن کے لیے رحمت اور باعث اجر ہیں.... حضرات انبیاء علیہم السلام اور حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو بڑے بڑے ابتلاءات پیش آئے.... ظاہر ہے کہ وہ سزا نہ تھے ۱۲) (صید الخاطر)

مجاہد فی سبیل اللہ کی فضیلت

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص راہ خدا میں جہاد کرے اور صرف جہاد فی سبیل اللہ (کا خیال) اور کلمۃ اللہ کی تصدیق ہی اس کے گھر سے نکلنے کا سبب ہو تو اللہ نے اس کے متعلق ذمہ لیا ہے کہ (اگر مر گیا تو) اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اس گھر میں جس سے وہ نکلا ہے ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ واپس لے آئے گا ... قسم ہے اسکی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کوئی راہ خدا میں زخمی ہوگا اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخم کھاتا ہے (اور کون نام آوری اور شہرے کے لئے زخمی ہوتا ہے) جب وہ قیامت کے دن (سامنے) آئے گا تو اس کے زخم سے خون ابلتا ہوگا جس کا رنگ تو خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی.... (رواہ البغوی)

مجلس وعظ منعقد کرنا

فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض لوگوں کے نزدیک مجلس وعظ منعقد کرنا مکروہ ہے.... بعض نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں.... جب کہ نیت خالص اللہ کی رضا کی ہو یہی قول صحیح تر ہے.... کیونکہ یہ مجالس دینی مسائل معلوم ہونے کا ذریعہ ہیں.... (بستان العارفین)

شکر کی عادت اور اس کے مواقع

صبح سے شام تک سینکڑوں کام ایسے ہوتے ہیں جو آدمی کی مرضی کے موافق ہوتے ہیں.... صبح آنکھ کھلی صحت بالکل ٹھیک ہے تو کہہ دیا الحمدللہ.... گھر والوں کو دیکھا کہ وہ بھی سب تندرست ہیں تو چپکے سے کہہ دیا الحمدللہ.... نماز کو گئے جماعت مل گئی الحمدللہ.... صبح وقت پر ناشتہ مل گیا.... الحمدللہ کام پر جانے لگے خطرہ ہے کہ دیر نہ ہو جائے مگر صحیح وقت پر کام پر پہنچ گئے.... الحمدللہ.... بس میں جانے کو خطرہ ہے بس ملے یا نہ ملے مل گئی الحمدللہ.... بس میں چڑھ گئے تو معلوم نہیں سیٹ ملے نہ ملے سیٹ مل گئی الحمدللہ.... واپس آنے پر اہل خانہ کو ہشاش بشاش دیکھا کہ الحمدللہ.... گرمی میں ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آیا تو کہہ دیا الحمدللہ.... غرض جو کام بھی چھوٹا ہو یا بڑا طبیعت کے موافق ہو جائے یا کوئی دعا قبول ہو جائے .... جس بات سے بھی دل کو لذت و مسرت حاصل ہو.... جس کار خیر کی بھی توفیق ہو جائے اس پر اللہ کا شکر دل اور زبان سے ادا کرنے کی عادت ڈال لیں اس کام میں نہ وقت لگتا ہے نہ مال خرچ ہوتا ہے.... اور نہ ہی کوئی محنت لگتی ہے.... (زلزلہ)

ایک عجیب ضیافت

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب ساری دنیا پر حکومت عطا فرمادی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی یا اللہ جب آپ نے مجھے ساری دنیا پر حکومت عطا فرمادی تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کی ساری مخلوق کی ایک سال تک دعوت کروں....اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کام تمہاری قدرت اور بس میں نہیں....انہوں نے پھر درخواست کی یا اللہ ایک ماہ کی دعوت کی اجازت دے دیں....اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمہاری قدرت میں نہیں ....آخر میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یا اللہ ایک دن کی اجازت دے دیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اس کی بھی قدرت نہیں رکھتے....لیکن اگر تمہارا اصرار ہے تو چلو ہم تمہیں اس کی اجازت دے دیتے ہیں.... جب اجازت مل گئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات اور انسانوں کو اجناس اور غذائیں جمع کرنے کا حکم دیا....اور کھانا پکنا شروع ہوا....اور کئی مہینوں تک کھانا تیار ہوتا رہا اور پھر سمندر کے کنارے ایک بہت لمبا چوڑا دستر خوان بچھایا گیا اور اس پر کھانا چنا گیا....اور ہوا کو حکم دیا کہ وہ اس پر چلتی رہے تاکہ کھانا خراب نہ ہوجائے.... اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی یا اللہ کھانا تیار ہوگیا ہے....آپ اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھیج دیں....اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم پہلے سمندری مخلوق میں سے ایک مچھلی کو تمہاری دعوت کھانے کے لئے بھیج دیتے ہیں.... چنانچہ ایک مچھلی سمندر سے نکلی اور کہا کہ اے سلیمان.... معلوم ہوا ہے کہ آج تمہاری طرف سے دعوت ہے؟

انہوں نے فرمایا ہاں تشریف لائیں....کھانا تناول کریں چنانچہ اس مچھلی نے دستر خوان کے ایک کنارے سے کھانا شروع کیا اور دوسرے کنارے تک سارا کھانا ختم کرگئی....پھر حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ اور لائیں....حضرت سلیمان نے فرمایا کہ تم تو سارا کھانا کھا گئی.... مچھلی نے کہا کہ کیا میزبان کی طرف سے مہمان کو یہی جواب دیا جاتا ہے....جب سے میں پیدا ہوئی ہوں....اس وقت سے لے کر آج تک ہمیشہ پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہے....لیکن آج تمہاری دعوت کی وجہ سے بھوکی رہی ہوں....اور جتنا کھانا تم نے تیار کیا تھا اللہ تعالیٰ روزانہ مجھے اتنا کھانا دن میں دو مرتبہ کھلاتے ہیں....مگر آج پیٹ بھر کے کھانا نہیں ملا بس....حضرت سلیمان علیہ السلام فوراً سجدے میں گر گئے....اور استغفار کیا....(تحفۃ العرب)

نکاح اور عیسائیت

''عیسائیت'' کو آپ دیکھیں تو یہ نظر آئے گا کہ عیسائی مذہب میں راہبوں اور تارک الدنیا لوگوں کا ایک نظام مشہور ہے جس کو ''رہبانیت'' کہا جاتا ہے.... عیسائی راہبوں کا کہنا یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرنی ہے تو اس کا اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے کہ دنیا کی ساری لذتوں کو چھوڑ دو اور ان کو خیر باد کہہ دو جب تک دنیا کی ساری لذتیں نہیں چھوڑو گے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہوگا.... لہٰذا اگر کھانا کھانا ہے تو بس بقدر ضرورت روکھا پھیکا اور بدمزہ کھانا کھاؤ.... مزے کی خاطر اور لذت کی خاطر کوئی اچھا کھانا مت کھاؤ اور اگر کھانے میں لذت حاصل کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ نہیں مل سکتے.... اسی طرح تمہیں اس جنسی خواہش کو بھی دبانا پڑے گا....

اگر جنسی خواہش کی تکمیل کے لیے نکاح کا راستہ اختیار کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہوگا.... اللہ تعالیٰ اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک تم شادی کو نہیں چھوڑو گے.... بیوی بچوں کو نہیں چھوڑو گے اور دنیا کے سارے کاروبار کو نہیں چھوڑو گے....

چنانچہ انہوں نے خانقاہیں بنائیں.... ان خانقاہوں میں راہبوں کی کھیپ کی کھیپ آ کر مقیم ہوئی اور ان کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم دنیا کو چھوڑ کر آئے ہیں.... (پرسکون گھر)

رجوع الی اللہ کا طریقہ

اگر گھر سے باہر جانا ہے..... تو پہلے اللہ تعالیٰ سے رجوع کرلو..... کہ اے اللہ! میں باہر جارہا ہوں..... میری آمد و رفت کو عافیت و سلامتی اور خیر و برکت کے ساتھ پورا فرمادیجئے ..... کھانا کھانا ہے..... پانی پینا ہے یا اور کوئی کام کرنا ہے..... تو اللہ تعالیٰ سے دل ہی دل میں مناجات کرلو.... فرمایا کرتے تھے شروع میں قدرے الجھن ہوگی..... لیکن کچھ عرصہ کے بعد یہ عادت میں داخل ہوجائے گا..... اور بلا تکلف ہر ہر لمحہ رجوع الی اللہ..... کی سعادت حاصل ہوجائے گی.... (یادگار باتیں)

قانونِ جزا

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو بھی اللہ تعالیٰ کے افعال میں غور کرے گا ان کو قانون عدل کے مطابق پاوے گا اور اسے یہ اندازہ ہوگا کہ ہر کام کا بدلہ ضرور ملتا ہے خواہ کچھ مدت بعد ہی....

لہٰذا جس شخص کی غلطیوں پر چشم پوشی کی جا رہی ہو اسے دھوکہ نہ ہونا چاہیے کیونکہ بدلہ ملنے میں تاخیر بھی ہوا کرتی ہے....

سب سے بدتر گناہ جس کی سزا بھی بڑی ہے.... اپنے گناہوں پر اصرار کرنا ہے....

کیوں پھر ایسا شخص دکھلاوے کا استغفار و نماز اور عبادتیں کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ یہ ریا کاری مفید ہوگی (حالانکہ اصرار گناہ کے ساتھ ظاہری عبادتیں بیکار ہیں)....

اور سب سے زیادہ دھوکہ میں وہ شخص مبتلا ہے جو خود تو ایسے افعال کرے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند فرمائیں اور اللہ تعالیٰ سے ان چیزوں کی آرزو باندھے جنہیں وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے.... جیسا کہ حدیث شریف میں مروی ہے:

وَالْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ الْاَمَانِیَّ....

''وہ بڑا احمق ہے جس نے اپنے نفس کو خواہشات کے تابع کر لیا اور اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی آرزوئیں باندھیں....''

اس لیے سمجھدار آدمی کو اس کا یقین رکھنا چاہیے کہ کیے کا بدلہ ضرور ملتا ہے.... چنانچہ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو عار دلاتے ہوئے کہہ دیا اے مفلس! جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود میں افلاس میں مبتلا ہو گیا.... چالیس سال کے بعد....

اور حضرت ابن الجلا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں ایک امرد کی طرف دیکھ رہا تھا.... میرے شیخ نے دیکھ لیا تو فرمایا یہ کیا حرکت ہے؟ آئندہ تمہیں اس کا انجام بھگتنا پڑے گا.... چنانچہ چالیس سال کے بعد میں قرآن شریف بھول گیا....

اس کے برعکس جنہوں نے نیک اعمال کیے اور نیت درست رکھی تو انہیں اس کے اچھے بدلہ کا منتظر رہنا چاہیے.... اگرچہ کچھ مدت بعد سہی....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّهٗ مَنْ یَّتَّقِ وَیَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ....

''بیشک جنہوں نے اللہ کا تقویٰ اختیار کیا اور صبر کا راستہ اپنایا تو اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں فرماتے....''

اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ غَضَّ بَصَرَهُ عَنْ مَحَاسِنِ اِمْرَأةٍ اَثَابَهُ اللّٰهُ اِيْمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِيْ قَلْبِهٖ....

''جس نے اپنی نگاہ کسی اجنبی عورت کو گھورنے کے بجائے نیچی کر لی اللہ تعالیٰ اس کے عوض ایمان میں ایسا اضافہ فرما دیں گے جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا....''

حاصل یہ کہ عقلمند آدمی کو اس کا یقین رکھنا چاہیے کہ:

"مِيْزَانُ الْعَدْلِ لَايُحَابِيْ" (عدل کی ترازو بیجا کسی طرف نہیں جھکتی) (صید الخاطر)

شہادت کی تکلیف کی مثال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید قتل کا دکھ بس اتنا (اتنی دیر) پاتا ہے جتنا (یعنی جتنی دیر) تم چیونٹی کے کاٹنے سے پاتے ہو.... (رواہ الدارمی والترمذی - گلدستہ تفاسیر جلد اول)

اخلاص گناہوں کو مٹا دیتا ہے

اخلاص گناہوں کو مٹا دینے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے....ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ عمل کی ایک قسم یہ ہے کہ کوئی شخص کسی عمل کو مکمل اخلاص سے کرتا ہے تو اللہ اس کے کبائر کو مٹا دیتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک سرکش عورت نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تو اس کی بخشش ہو گئی یہ محض اخلاص ہی تھا جو اس کے خدا کے سوا کسی کو معلوم نہ تھا....اسی طرح راستے سے ٹہنی یا ایذاء دینے والی چیز کو ہٹا دینا یہ بھی گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے....

ہم لوگ کتنے سارے مباح کام کرتے ہیں لیکن ان میں اخلاص نہیں ہوتا اور وہ کام ایسے ہیں جس میں ہر شخص مشغول ہے جیسے کہ ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو کھانا نہ کھاتا ہو....بیت الخلاء نہ جاتا ہو....نکاح نہ کرتا ہو....کپڑے نہ پہنتا ہو....خوشبو نہ لگاتا ہو.... اپنے اہل وعیاں کیلئے اشیاء کی خرید وفروخت نہ کرتا ہو اور اگر کوئی مدرس ہے وہ تدریس نہ کرتا ہو....تو یہ اعمال اچھے ہو سکتے ہیں جب ان کو اخلاص کے ساتھ کیا جائے اور صحیح نیت سے کیا جائے تو امید ہے کہ ثواب کا حقدار ہو گا.... (اعمال القلوب)

وعظ گوئی میں احتیاط کی ضرورت

۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے جو عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے مروی ہے ....آپ نے فرمایا: **لا یقص علی الناس الا امیر اومامور اومراءٍ**.... یعنی وعظ وتقریر امیر کرتا ہے یا مامور (جس کو امیر کا حکم ہو) یار یاکار....

۲۔حضرت تمیم داری سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہفتہ میں ایک دن لوگوں کو وعظ کہنے کی اجازت طلب کی....آپ نے فرمایا تمہارا مقصد اس سے کیا ہے عرض کیا لوگوں کو نصیحت....فرمایا کہہ لیا کرو لیکن جان لو کہ یہ ذبح ہے....

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس سے فیصلہ طلب کیا گیا وہ تو بغیر چھری کے ذبح کیا گیا....حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے **القاص ینتظر المقت والمستمع ینتظر الرحمۃ** (قصہ گو واعظ یا خطیب منتظر غضب ہے اور سننے والا منتظر رحمت)....

۳۔ابو قلابہ سے روایت ہے کہ وہ نماز سے فارغ ہوئے ایک شخص مسجد میں آیا اور چیخ چیخ کر تقریر کرنی شروع کر دی....آپ نے اسے کہا کہ تو ایک گدھا ہے ہینگنے والا اگر تو دوبارہ ہمارے پاس آیا تو ہم تجھے عقل سکھائیں گے....(پٹائی کریں گے)....

۴۔ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں تین آیتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے وعظ کہنے کو مکروہ سمجھتا ہوں....

(۱) اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ

ترجمہ: کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو....

(۲) لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ، وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ....

ترجمہ: ایسی باتیں کیوں کرتے ہو جو کرتے نہیں ہو اور میں یہ نہیں چاہتا کہ خود وہ کام کروں جو تم سے چھڑاتا ہوں....

۵....ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے عیسیٰ پہلے اپنی ذات کو نصیحت کر پھر لوگوں کو نہ کر ورنہ مجھ سے حیا کر.... (بستان العارفین)

حرص وہوس کی داستان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ سفر پر جا رہے تھے راستے میں ایک نوجوان لڑکا بھی ساتھ مل گیا اور کہا کہ حضرت جی! میں راستے میں آپ کی خدمت کروں گا....اور دین کی باتیں آپ سے سیکھنے کی کوشش کروں گا....حضرت عیسیٰؑ نے راستے میں اپنے ایک مخلص دوست کے پاس قیام کیا....جب صبح ہو گئی تو اس مخلص دوست نے آپ کے لئے تین روٹیاں بنوائیں کہ سفر میں یہ روٹیاں آپ کے کام آئیں گی....دوران سفر حضرت عیسیٰ نے اپنے ساتھی سے فرمایا کہ دستر خوان بچھا دو اور روٹیاں نکال دو....ایک روٹی دوران سفر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کھائی....اور دوسری آپ کے ساتھی نے کھائی....تیسری روٹی بچ گئی....حضرت عیسیٰ علیہ السلام وضو بنانے کے لئے چلے گئے....جب واپس آئے تو وہ تیسری روٹی غائب تھی....اللہ کے پیارے پیغمبرؑ نے ساتھی سے پوچھا کہ تیسری روٹی کدھر گئی؟

اس نے کہا مجھے کوئی علم نہیں....حالانکہ اسی نے کھائی تھی....راستے میں دریا آ گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور دریا کے اوپر سے گزار دیا....آگے جا کر انہوں نے پوچھا کہ آپ نے میرا معجزہ بھی دیکھ لیا....کہ دریا کے اوپر سے گزار دیا اب بتلاؤ کہ تیسری روٹی کدھر گئی؟

اس نے کہا مجھے کوئی پتہ نہیں آگے گئے ایک ہرنی اپنے دو چھوٹے بچوں کے ساتھ گھاس میں چر رہی تھی....حضرت عیسیٰؑ نے اشارے سے دونوں بچوں کو بلایا....اور دونوں آ گئے بسم اللہ کے ساتھ دونوں کو ذبح کیا....آگ پر گوشت پکایا دونوں نے خوب کھایا....پھر دونوں کی ہڈیوں سے مخاطب ہو گئے....کہ اللہ تعالیٰ کے اذن پر دونوں زندہ ہو جائیں....ہڈیاں آپس میں جڑ گئیں....اور دونوں بچے زندہ ہو کر اپنی ماں کی طرف دوڑ پڑے....حضرت عیسیٰؑ نے پھر اپنے ساتھی سے فرمایا کہ اب بتلاؤ وہ تیسری روٹی کدھر گئی؟

''کہا مجھے کوئی پتہ نہیں....حضرت عیسیٰؑ نے ریت کی تین ڈھیریاں بنائیں اور دعا کی کہ وہ تینوں ڈھیریاں سونا بن گئیں....اس پر حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ ان تین ڈھیریوں میں ایک

ڈھیری تو میری ہے.... ایک آپ کی ہے اور تیسری ڈھیری اس کی ہے.... جس نے وہ تیسری روٹی کھائی ہے.... اس کے ساتھی نے کہا کہ جناب وہ تیسری روٹی تو میں نے کھائی تھی.... حضرت عیسیٰؑ مسکرائے اور فرمایا میں نے سونے سے کیا کرنا ہے.... میں چاہوں تو اللہ تعالیٰ میرے لئے پہاڑ بھی سونے کے بنوا دیں گے.... یہ سارا سونا آپ ہی لے لو.... اس پر ساتھی نے کہا کہ جناب میں پھر ادھر رہ جاتا ہوں.... آپ نے اجازت دے دی.... اوپر سے دو ڈاکو آ گئے.... دیکھا کہ بندہ ایک بیٹھا ہے اور اتنا بڑا سونا سامنے پڑا ہے.... اسے جب قتل کرنے لگے تو اس نے کہا مجھے مارنا نہیں.... تین ڈھیریاں تو ہیں اور ہم بھی تین بندے ہیں.... آپس میں تقسیم کرتے ہیں.... اس پر سب راضی ہو گئے.... تینوں میں سے ایک روٹی لینے کے لئے قریب ایک بستی میں چلا گیا.... ادھر اس کی نیت خراب ہو گئی اور کھانے میں زہر ملایا.... کہ یہ دونوں مر جائیں گے.... سونا اکیلا میرا ہو جائے گا.... جب وہ واپس آ گیا ادھر ان دونوں کی نیت خراب ہو گئی اس بیچارے کو قتل کر دیا کہ سونا ہم آدھا آدھا تقسیم کریں گے.... جب کھانے سے وہ دونوں فارغ ہو گئے تو وہ بھی مر گئے.... حضرت عیسیٰؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس آ رہے تھے سونا پڑا تھا مگر وہ تینوں مر چکے تھے.... اور پھر آپ نے بذریعہ وحی پوری تفصیل بتلا دی.... (احیاء العلوم از غزالیؒ)

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ

امام فخر الدین رازی (۵۴۳ تا ۶۰۶ھ) کی چھوٹی بڑی کتابوں کی تعداد ایک سو سے کم نہ ہو گی.... صرف تفسیر کبیر تیس جلدوں میں ہے.... وہ کہا کرتے تھے کہ کھانے پینے میں جو وقت ضائع ہوتا ہے.... میں ہمیشہ اس پر افسوس کرتا رہتا ہوں.... (وقت ایک عظیم نعمت)

کام سے مراقبہ

جب بھی کوئی کام کرنا ہو.... بڑا ہو یا چھوٹا.... آسان ہو یا مشکل.... علمی یا عملی.... دینی ہو یا دنیوی.... فوراً دل ہی دل میں اللہ کی طرف رجوع ہو جائیں.... اور عرض کریں.... یا اللہ! آپ میری مدد فرمائیے.... آسان فرما دیجئے.... پورا فرما دیجئے.... قبول فرما لیجئے.... پھر دیکھئے آپ کے کاموں میں کیسی آسانی اور سہولت پیدا ہوتی ہے.... (یادگار باتیں)

گوشہ نشینی اور ذکر وفکر کی اہمیت

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے دنیا اور آخرت کے متعلق غور کیا تو دنیاوی تمام چیزیں حسی اور طبعی نظر آئیں اور آخرت کے سارے امور ایمان اور یقین سے متعلق معلوم ہوئے اور یہ مسلم ہے کہ ان لوگوں کے لیے جن کا یقین پختہ اور مضبوط نہ ہو حسی چیزیں زیادہ کشش رکھتی ہیں....

کوئی بھی معاملہ ہو جس قدر اس کے اسباب سے تعلق ہوگا اتنی ہی اس میں قوت پیدا ہوگی.... چنانچہ لوگوں سے زیادہ میل جول.... خوبصورت اشیاء کا دیکھنا اور پر لطف چیزوں کا کثرت استعمال یہ سب امور حس کو قوی کرتے ہیں اور گوشہ نشینی غور وفکر اور علوم کا مطالعہ وتکرار یہ سارے امور اخروی یقین کو پختہ بناتے ہیں... اس کی توضیح یہ ہے کہ انسان جب بازاروں میں نکلتا ہے اور دنیا کی آرائش وزیبائش کو دیکھتا ہے پھر قبرستان کی طرف جاتا ہے اور موت کے متعلق سوچتا ہے جس سے اس کا دل نرم پڑتا ہے تو اس وقت دونوں حالتوں کے درمیان واضح فرق محسوس ہوتا ہے جس کا سبب اسباب سے تعلق ہے ....

پس تم گوشہ اختیار کرلو اور ذکر وفکر اور علوم کے مطالعہ میں لگے رہو کیونکہ گوشہ نشینی پرہیز ہے اور فکر ومطالعہ دوائیں ہیں اور بد پرہیزی کے ساتھ دوائیں بے فائدہ ہوا کرتی ہیں.... خصوصاً جب کہ تمہارے اوپر مخلوق سے اختلاط اور افعال میں بد پرہیزیوں کا غلبہ ہوجائے تو اس کی بس وہی دوا ہے جو میں نے بیان کی اور اگر تم یہ چاہو کہ مخلوق سے اختلاط بھی رہے اور شہوات نفسانی کے پیچھے بھی لگے رہو اور ساتھ ساتھ قلب کی درستگی چاہو تو تم ایک امر محال کے طالب ہو....(صید الخاطر)

اخلاص سے مشکلات کا حل

اخلاص کے ذریعے مشکلیں آسان ہوجاتی ہیں.... حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ تین اشخاص جو غار میں بند ہوگئے تھے تو ان میں سے ہر ایک نے اپنے اخلاص والے اعمال کو آگے پیش کر کے دعا کی....

ان میں سے پہلے شخص نے یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ میں اپنے والدین کی خدمت کرتا ہوں اپنے اہل وعیال سے بھی مقدم کر کے اگر یہ عمل تجھے قبول ہے تو یہ چٹان ہٹادے تو وہ چٹان تھوڑی سی سرک گئی....

دوسرے شخص نے یہ دعا کی کہ اے اللہ میں صرف تیرے خوف سے گناہ سے بچا حالانکہ اسباب بھی مہیا ہوچکے تھے اگر یہ عمل تجھے پسند ہے تو اس چٹان کو ہٹادے پھر وہ چٹان تھوڑی سی سرک گئی....اور اسی طرح تیسرے شخص نے اپنے اخلاص والے عمل کو پیش کیا تو وہ چٹان ہٹ گئی اور وہ آزاد ہوگئے.... ان تینوں اشخاص نے اپنے اخلاص والے اعمال کو پیش کیا تو مصیبت سے بچ گئے ....(اعمال القلوب)

شہادت کی موت

گھر میں بیٹھ رہنے سے موت تو رک نہیں سکتی، ہاں آدمی اس موت سے محروم رہتا ہے جس کو موت کے بجائے حیات جاودانی کہنا چاہیئے..... شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک خاص طرح کی زندگی ملتی ہے جو اور مردوں کو نہیں ملتی، ان کو حق تعالیٰ کا ممتاز قرب حاصل ہوتا ہے.... بڑے عالی درجات ومقامات پر فائز ہوتے ہیں.... جنت کا رزق آزادی سے پہنچتا ہے، جس طرح ہم اعلیٰ درجہ کے ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر ذرا سی دیر میں جہاں چاہیں اڑے چلے جاتے ہیں، شہداء کی ارواح "حواصل طیور خضر" میں داخل ہو کر جنت کی سیر کرتی ہیں.... ان "طیور خضر " کی کیفیت کو اللہ ہی جانے، وہاں کی چیزیں ہمارے احاطۂ خیال میں کہاں آسکتی ہیں.... اس وقت شہداء بے حد مسرور ہوتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے دولت شہادت عنایت فرمائی، اپنی عظیم نعمتوں سے نوازا اور اپنے فضل سے ہر آن مزید انعامات کا سلسلہ قائم کر دیا، جو وعدے شہیدوں کے لئے پیغمبرؐ کی زبانی کیے گئے تھے انہیں آنکھوں سے مشاہدہ کر کے بے انتہا خوش ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی محنت ضائع نہیں کرتا بلکہ خیال اور گمان سے بڑھ کر بدلہ دیتا ہے.... نہ صرف یہ کہ اپنی حالت پر شاداں وفرحاں ہوتے ہیں.... بلکہ اپنے ان مسلمان بھائیوں کا تصور کر کے بھی انہیں ایک خاص خوشی حاصل ہوتی ہے جن کو اپنے پیچھے جہاد فی سبیل اللہ اور دوسرے امور خیر میں مشغول چھوڑ آئے ہیں کہ وہ بھی اگر ہماری طرح اللہ کی راہ میں مارے گئے یا کم از کم ایمان پر مرے تو اپنی اپنی حیثیت کے موافق ایسی ہی پرلطف اور بے خوف زندگی کے مزے لوٹیں گے.... نہ انکو اپنے آگے کا ڈر ہوگا نہ پیچھے کا غم، مامون ومطمئن سیدھے خدا کی رحمت میں داخل ہو جائینگے.... (شہدائے اسلام)

اذکار وتسبیحات کیلئے نیت

تسبیحات واذکار شروع کرنے سے پہلے یہ تصور کر لیا کریں کہ یہ اذکار اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائے ہیں اور انہیں محبوب ہیں تو کیا اذکار پڑھنے والا ان کا محبوب نہ ہوگا! یہ نیت اور اس کی دعا کر لیا کریں کہ یا اللہ مجھے ان انوار وتجلیات کا مورد بنا دیجئے جو ان تسبیحات میں پوشیدہ ہیں.... (محاسن اسلام)

وعظ و نصیحت کی ضرورت

۱... جن کے نزدیک مجلس وعظ منعقد کرنے میں کوئی حرج نہیں ان کی دلیل یہ ارشاد خداوندی ہے.... وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ اور سمجھاتا رہ کیونکہ سمجھانا مومنوں کے کام آتا ہے....

۲.... دوسری آیت میں ہے.... وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ اور تاکہ خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جبکہ لوٹ کر آئیں ان کی طرف تاکہ وہ بچتے رہیں....

۳.... حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرمایا کرتے تھے اے واعظوں کی جماعت تم اب وعظ کہنا چھوڑ دو.... کیونکہ لوگوں کو دین کی فہم حاصل ہو چکی ہے بس آپ کا یہ ارشاد اس امر کی دلیل ہے کہ جب لوگ دین کے احکام سے ناواقف ہوں ان کی تعلیم کیلئے وعظ کہنا چاہیے اور اس میں کوئی حرج نہیں....

۴.... حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا معمول خمیس کی رات لوگوں کو وعظ کہنے کا تھا آپ کھڑے ہو کر وعظ کہتے اور دعا پر ختم کرتے....

۵.... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جس نے لوگوں سے اپنا علم چھپایا (یعنی ان کی رہنمائی نہ کی) قیامت کے دن اسے آگ کی لگام دیجائیگی.... اسی طرح کا ایک ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منقول ہے....

۶.... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر قرآن کریم کی یہ آیت نہ ہوتی تو میں کبھی لوگوں کو وعظ کہنے کیلئے نہ بیٹھتا وہ آیت یہ ہے.... إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ....

۷.... حضرت عبداللہ بن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں.... آپ نے فرمایا میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو.... بنی اسرائیل کے قصے بیان کیا کرو اس میں کوئی حرج نہیں اور ان کی حکایات عجیب ہیں.... ہاں جس نے مجھ پر جھوٹ بولا اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنایا....

۸.... حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے کہ اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ سارے کے سارے چوپائیوں کی مثل بن جاتے.... (بستان العارفین)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمنا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا رب! میں الواح میں لکھا پاتا ہوں کہ ایک بہترین امت ہوگی جو ہمیشہ اچھی باتوں کو سکھاتی رہے گی اور بری باتوں سے روکتی رہے گی.... اے اللہ! وہ امت میری امت ہو.... تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ موسیٰ! وہ تو احمد کی امت ہوگی....

پھر کہا یا رب! ان الواح سے ایک ایسی امت کا پتہ چلتا ہے جو سب سے آخر میں پیدا ہوگی لیکن جنت میں سب سے پہلے داخل ہوگی.... اے خدا! وہ میری امت ہو.... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد کی امت ہے...

پھر کہا یا رب! اس امت کا قرآن ان کے سینوں میں ہوگا دل میں دیکھ کر پڑھتے ہوں گے حالانکہ ان سے پہلے کے سب ہی لوگ اپنے قرآن پر نظر ڈال کر پڑھتے ہیں دل سے نہیں پڑھتے حتیٰ کہ ان کا قرآن اگر ہٹا لیا جائے تو پھر ان کو کچھ بھی یاد نہیں.... اور نہ وہ کچھ پہچان سکتے ہیں.... اللہ نے ان کو حفظ کی ایسی قوت دی ہے کہ کسی امت کو نہیں دی گئی یا رب! وہ میری امت ہو.... کہا اے موسیٰ! وہ تو احمد کی امت ہے.... پھر کہا یا رب! وہ امت تیری ہر کتاب پر ایمان لائے گی وہ گمراہوں اور کافروں سے قتال کریں گے حتیٰ کہ کانے دجال سے بھی لڑیں گے الہٰی! وہ میری امت ہو.... اللہ نے کہا یہ احمد کی امت ہوگی....

پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا رب! الواح میں ایک ایسی امت کا ذکر ہے کہ وہ اپنے نذرانے اور صدقات خود آپس کے لوگ ہی کھالیں گے حالانکہ اس امت سے پہلے تک کی امتوں کا یہ حال تھا کہ اگر وہ کوئی صدقہ یا نذر پیش کرتے اور وہ قبول ہوتی تو اللہ آگ کو بھیجتے اور آگ اسے کھا جاتی اور اگر قبول نہ ہوتی اور رد ہو جاتی تو پھر بھی وہ اس کو نہ کھاتے بلکہ درندے اور پرندے آکر کھا جاتے.... اور اللہ ان کے صدقے ان کے امیروں سے لے کر ان کے غریبوں کو دے گا.... یا رب! وہ میری امت ہو تو فرمایا یہ احمد کی امت ہوگی....

پھر کہا یا رب! میں الواح میں پاتا ہوں کہ وہ اگر کوئی نیکی کا ارادہ کرے گی لیکن عمل میں نہ لا سکے گی پھر بھی ایک ثواب کی حقدار ہو جائے گی.... اور اگر عمل میں لائے گی تو دس حصے ثواب ملے گا بلکہ سات سو حصے تک.... اے خدا! وہ میری امت ہو.... تو فرمایا وہ احمد کی امت ہے....

پھر کہا کہ الواح میں ہے کہ وہ دوسروں کی شفاعت بھی کریں گے اور ان کی شفاعت بھی دوسروں کی طرف سے ہوگی اے اللہ! وہ میری امت ہوتو کہا نہیں یہ احمد کی امت ہوگی ....قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے پھر الواح رکھ دیں اور کہا: "یَا لَیْتَنِیْ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" کاش! میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوتا....(تفسیر ابن کثیر)

اسلاف کی علمی کاوشیں

صلاح الدین صفدی نے الوافی بالوفیات میں لکھا ہے کہ ابن نفیس اپنی گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود لکھنے پڑھنے کے لیے بھی وقت نکال لیتے تھے....انہوں نے طب کے علاوہ علم فقہ میں بھی بہت سی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں....ان کا دستور تھا کہ وہ لکھتے وقت دیوار کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے تھے اور کتاب دیکھے بغیر سیل رواں کی طرح لکھتے جاتے تھے....ان کے پاس قلموں کا ڈھیر لگا رہتا تھا....ایک قلم گھس جاتا تو وہ فوراً دوسرا قلم لے کر لکھنا شروع کر دیتے تھے....(وقت ایک عظیم نعمت)

فلسفیانہ خیال

جنت میں رہنا لامتناہی ہے......کیونکہ جنت کے دخول کا سبب ایمان ہے......اور صفت ایمان لامتناہی ہے......کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات بھی لامتناہی ہیں......اور لامتناہی صفات پر ایمان لانا بھی لامتناہی ہے......اور لامتناہی ایام تک ایمان رکھنے کا ارادہ ہے......اسی لیے جنت کا دخول بھی لامتناہی ہوگا......باقی اعمال تو فانی ہیں اس لیے اعمال پر دخول جنت موقوف نہیں ہے......ایمان کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہے......اور اعمال کا تعلق ہمارے ساتھ ہے......باقی رہے معاصی......وہ ایک استغفار میں ختم ہو جاتے ہیں....(یادگار باتیں)

عبادت میں اتباع سنت کی نیت

ہر عبادت میں یہ بھی نیت کر لیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع ہے اس سے دوہرے ثواب کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑھے گی....

وقت کی قدر و قیمت

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انسان کو چاہیے کہ اپنے اوقات کی قدر و قیمت کو جانے.... اپنا ہر لمحہ نیکی اور طاعت میں صرف کرے اور جو نیکیاں خواہ عملی ہوں یا قولی.... افضل ہوں پہلے ان میں لگے پھر دوسری اور تیسری میں اور اعمال شاقہ میں کوتاہی کیے بغیر ہر عمل خیر میں نیت تو ضرور درست رہنی چاہیے.... جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِه ''مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے....''

حضرات سلف کی جماعت کا یہ حال تھا کہ اپنا ایک ایک منٹ عمل میں لگانے کی کوشش کرتے تھے.... چنانچہ حضرت عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ ان سے ایک شخص نے عرض کیا تھوڑی دیر مجھ سے بات کر لیجئے.... آپ نے فرمایا سورج کو روک لو (تاکہ یہ لحات فضول ضائع نہ ہوں)

اور حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد کو (نزع کے وقت) تلقین شروع کی تو فرمایا بیٹے مجھے چھوڑ دو میں اس وقت اپنے چھٹے وظیفہ میں مشغول ہوں....

بعض بزرگان دین کے پاس لوگ نزع کے قریب گئے تو انہیں اسی حالت میں نماز پڑھتے ہوئے پایا.... ان سے عرض کیا گیا (کہ کیوں اس قدر مشقت برداشت کرتے ہیں؟) تو فرمایا: یہ وہ وقت ہے کہ میرا صحیفہ اعمال بند کیا جاتا ہے....

واقعی بات ہے کہ جب انسان کو اس کا یقین ہو جاتا ہے.... اگرچہ اس نے خوب مجاہدے کیے ہوں اور اعمال کا ذخیرہ کر چکا ہو کہ موت اسے عمل سے روک دے گی تو اپنی زندگی میں ایسے اعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے جس کا اجر موت کے بعد بھی جاری رہے....

چنانچہ اگر اس کو کچھ مال دنیا میسر ہوا تو وقف کرتا ہے.... سڑکوں پر درخت لگاتا ہے.... نہریں کھدواتا ہے اور ایسی اولاد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اس کے بعد اللہ کا ذکر کرے تاکہ ان سب کا اجر اُسے پہنچے.... اور اگر عالم ہوا تو علمی کتابیں تصنیف کرتا ہے کیونکہ عالم کی تصنیف اس کے حق میں باقی رہنے والی اولاد کی طرح ہے.... نیکیوں کو سیکھ سیکھ کر ان پر عمل کرتا ہے تاکہ دوسرے لوگ اس کا عمل دیکھ کر اس کی نقل کریں (اور یہ صدقہ جاریہ ہو جائے)

یہی وہ حضرات ہیں جو (مرجانے کے باوجود) کبھی مرتے نہیں ہیں.... "قَدْمَاتَ قَوْمٌ وَهُمْ فِي النَّاسِ اَحْيَاءٌ" کچھ لوگ بظاہر مر گئے لیکن لوگوں کے دلوں میں (اپنی اچھی یاد کی وجہ سے) زندہ ہیں.... (صید الخاطر)

شہید کسے کہتے ہیں؟

اس سلسلہ میں چند باتیں سمجھ لینی چاہئیں....

۱.....شہید کس کو کہا جاتا ہے؟

اصل شہید تو آپ کو معلوم ہے کہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے کافروں کے ہاتھ سے قتل ہو جائے...میدان جہاد میں کافروں کے ہاتھ سے جو مسلمان قتل ہو جائے تو وہ شہید ہے ....

الف:.....حضرات فقہاء کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص میدان جہاد میں مقتول پایا گیا اور اس کے بدن پر زخم کا نشان تھا لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ اس کو کسی کافر نے قتل کیا ہے تو وہ بھی شہید کہلائے گا....

ب: اسی طرح میدان جہاد سے کسی شخص کو زخمی ہونے کی حالت میں زندہ اُٹھالیا گیا ہو لیکن دوا دارو کی...مرہم پٹی کی...کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تھی کہ اس نے دم توڑ دیا تو وہ بھی شہید ہے....

ج: اسی طرح جس شخص کو ڈاکوؤں نے قتل کر دیا یا ڈاکوؤں سے مقابلہ کرتے ہوئے وہ مارا گیا یا باغیوں سے مقابلہ کرتے ہوئے مارا گیا تو وہ بھی شہید ہے.....

د: اسی طرح جس شخص کو کسی مسلمان نے بغیر کسی وجہ کے ظلماً قتل کر دیا ہو تو وہ بھی شہید ہے....

یہ شہداء کی پانچ قسمیں ہوئیں جو دنیا کے احکام کے اعتبار سے بھی شہید ہیں اور آخرت کے اعتبار سے بھی شہید ہیں....گویا:

۱- جو شخص کسی کافر کے ہاتھ سے قتل ہوا....

۲- جو شخص میدان جہاد میں مرا ہوا پایا گیا اور اس پر زخم کا نشان تھا....غالب یہی ہے کہ کسی کافر نے اس کو قتل کیا ہوگا یا کافر کے زخم لگانے سے قتل ہوا ہوگا....

۳- جو شخص زخمی حالت میں میدان جہاد سے لایا گیا اور ابھی تک کھانے پینے کی یا مرہم پٹی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ اس کا پیمانہ حیات لبریز ہو گیا....

۴- جس شخص کو ڈاکوؤں یا باغیوں نے قتل کر دیا....

۵- جس شخص کو کسی مسلمان نے ظلماً قتل کر دیا....

یہ پانچ قسم کے افراد فقہی اعتبار سے شہید کہلاتے ہیں....(شہدائے اسلام)

اخلاص رفع درجات کا سبب ہے

اخلاص کے ساتھ عمل میں اجر ملتا ہے خواہ وہ شخص عمل کرنے میں عاجز ہو بلکہ وہ شہداء اور مجاہدین کے اجر کو بھی پہنچ سکتا ہے اگرچہ وہ اپنے بستر پر فوت ہو.... جیسا کہ بخاری شریف کتاب الجہاد میں حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ بعض لوگ مدینہ میں پیچھے رہ گئے تھے وہ نہ ہمارے ساتھ چلے اور نہ وادی تیہ کی بلکہ وہ ہمارے ساتھ تھے لیکن ان کو مجبوریوں نے جنگ میں آنے سے روک دیا تھا (لیکن ان لوگوں کو بھی ثواب ملا حالانکہ وہ جنگ میں شامل نہیں ہوئے) صرف اس وجہ سے کہ ان میں اخلاص تھا.... (اعمال القلوب)

سخت امراض کیلئے مجرب قرآنی عمل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیلئے ایک چھوٹا لشکر روانہ فرمایا اور یہ حکم دیا کہ صبح اور شام یہ آیتیں پڑھا کریں

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ (النور)

صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم نے حسب الارشاد یہ آیتیں پڑھیں تو ہم صحیح سالم مال غنیمت لے کر واپس آئے.... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا گذر ایک ایسے بیمار پر ہوا جو سخت امراض میں مبتلا تھا.... آپ نے اسکے کان میں سورۂ مومنون کی یہی آیتیں پڑھ دیں وہ اسی وقت اچھا ہو گیا.... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو ان سے دریافت کیا کہ تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا.... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ آیتیں پڑھی تھیں.... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر کوئی آدمی جو یقین رکھنے والا ہو یہ آیتیں پہاڑ پر پڑھ دے تو وہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے.... (معارف القرآن)

واعظ کے لئے ضروری آداب

۱....امام فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پہلی چیز جو واعظ کیلئے از بس ضروری ہے اس کا فی نفسہ صالح ہونا ہے اگر وہ خود صالح نہیں ہوگا تو عقلاء اسکے قریب نہیں پھٹکینگے اور احمق اس کی اقتدا کریں گے....اس سے عالم میں فساد ہوگا....لوگوں کے قلوب میں اس کا کلام موثر نہیں ہوگا....

۲....واعظ کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ متقی ہو وعظ میں غیر صحیح کلام بیان نہ کرے.... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے....آپ نے فرمایا جس نے جانتے بوجھتے ہوئے جھوٹی حدیث بیان کی وہ کاذب ہے....

۳....مجلس وعظ کو اتنا لمبا نہ کرے کہ لوگ اکتا جائیں کہ اس سے علم کی برکت جاتی رہیگی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک وقت قلوب کے نشاط اور توجہ کا ہوتا ہے....اور ایک وقت اکتاہٹ اور بے توجہی کا....سو وعظ اس وقت تک کہنا چاہیے جب تک لوگ نشاط اور توجہ سے سنیں....

۴....امام زہریؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (مرسلا روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا (روحوا القلوب ساعة فساعة) تھوڑے تھوڑے وقفہ سے دلوں کو راحت پہنچاتے رہو....

۵....زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک واعظ تھا جو لمبی لمبی تقریر سے لوگوں کو اکتا دیا کرتا تھا....اللہ تعالیٰ نے اس پر اور ان پر لعنت فرمائی....

۶....واعظ کو متواضع نرم خو ہونا چاہیے....متکبر، بدمزاج، درشت طبع نہ ہو، کیونکہ تواضع نرم خوئی، خلق نبوی ہے....اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے.... فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ''سو کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے جو تو ان کو نرم دل مل گیا اگر ہوتا تو تندخو، سخت دل تو متفرق ہو جاتے تیرے پاس سے''....

۷....واعظ کو چاہیے جب وہ نماز، روزہ، صدقہ خیرات وغیرہ کے فضائل لوگوں کو سنانا چاہے تو پہلے خود ان کا عامل بنے تا کہ وہ اس آیت کا مصداق نہ ٹھہرے...

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ.... ''کہ حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو''....

۸.... حضرت ابراہیم نخعی کا قول ہے کہ قرآن مجید کی تین آیتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے میں وعظ کو مکروہ سمجھتا ہوں، ہم ان کو مجلس وعظ کے بیان میں ذکر کر آئے ہیں....

۹.... واعظ کیلئے قرآن کی تفسیر، احادیث اور اقوال فقہا کا جاننا ضروری ہے.... حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے انہوں نے ایک شخص کو وعظ کہتے ہوئے دیکھا... تو فرمایا کیا تم ناسخ منسوخ کو پہچانتے ہو.... عرض کیا نہیں.... فرمایا خود بھی برباد ہوئے اور دوسروں کو بھی برباد کیا....

۱۰.... واعظ کیلئے دوران وعظ کسی مخصوص شخص کی طرف متوجہ رہنا مناسب نہیں.... بلکہ تمام سامعین کی طرف یکساں توجہ رکھے حبیب ابن ثابت سے مروی ہے کہ طریق مسنون یہی ہے کہ دوران وعظ واعظ اپنی توجہ ایک شخص پر مرکوز نہ رکھے بلکہ سب کی طرف یکساں توجہ رکھے....

۱۱.... واعظ کو لالچی بھی نہیں ہونا چاہیے.... کیونکہ لالچ انسان کو رسوا کر دیتا ہے چہرے اور علم کی رونق کو ختم کر ڈالتا ہے.... البتہ اگر بغیر طلب اور سوال کے کسی کی طرف سے کوئی ہدیہ ہو تو اس کے قبول کر لینے میں کوئی حرج نہیں....

۱۲.... مجلس وعظ میں خوف و رجا دونوں قسم کے مضامین ہونے چاہئیں صرف ایک ہی پہلو خوف کا یا رجا کا اختیار نہ کیا جائے کیونکہ یہ ممنوع ہے....

۱۳.... اگر واعظ مجلس وعظ کو طویل کرنے کی ضرورت سمجھے تو اس کیلئے مستحب ہے کہ دوران وعظ ظرافت اور خوش مزاجی کی باتوں سے مجلس کو کشت زعفران بناتا رہے اس سے سامعین کے نشاط اور توجہ میں اضافہ ہوگا.... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب وعظ فرمانے بیٹھتے تو لوگوں کو دنیا سے بے رغبتی، آخرت کا شوق دلاتے لیکن جب دیکھتے کہ سامعین پر اکتاہٹ چھا گئی ہے تو کھیتی باڑی باغات و عمارات کا ذکر چھیڑتے جب دیکھتے کہ سامعین میں نشاط اور توجہ آ گئی تو پھر آخرت کی طرف متوجہ ہو جاتے.... (بستان العارفین)

اخلاص اجر کے حصول کا سبب ہے

اخلاص سے انسان کو اجر ملتا ہے خواہ وہ خطاء پر کیوں نہ ہو جیسا کہ مجتہد.... (اپنے اجتہاد میں خطا کرے تو پھر بھی وہ ثواب ہے) عالم.... فقیہ.... اجتہاد میں حق تک پہنچنے کی نیت ہو اللہ کی رضامندی سے پھر تو ثواب کا حقدار ہے ورنہ وہ عنداللہ ماجور ہوگا.... (اعمال القلوب)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالی شفقت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کسی کام کیلئے بھیجا کہ فلاں کام کر آؤ.... میں گھر سے نکلا تو باہر کچھ کھیل تماشا ہو رہا تھا.... میں اس کھیل تماشے میں لگ گیا اور جس کام کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا وہ بھول گیا.... اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس انتظار میں تھے کہ میں واپس آ کر بتاؤں کہ اس کام کا کیا ہوا؟

جب کافی دیر گزر گئی اور میں واپس نہ پہنچا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور جا کر وہ کام خود کر لیا جس کیلئے مجھے بھیجا تھا.... آپ وہ کام کر کے واپس آئے تو آپ نے دیکھا کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہوں.... جب میری نظر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑی تو مجھے خیال آیا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی.... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کام سے بھیجا تھا اور میں کھیل میں لگ گیا.... مجھے صدمہ بھی ہوا اور فکر بھی ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوں گے چنانچہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب گھر سے باہر نکلا تو میں وہ کام کرنا بھول گیا اور بچوں کے ساتھ کھیل میں لگ گیا.... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں.... میں وہ کام خود کر آیا.... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو نہ ڈانٹا.... نہ ڈپٹا اور نہ کوئی اور سزا دی.... (اصلاحی خطبات ج ۱۲)

ہمت کی قدر

ہمت کا سرمایہ کسی کے پاس موجود ہے.... تو اس کا جائز استعمال ہونا چاہیے.... ناجائز استعمال نہ ہونا چاہیے.... ہمت اچھی چیز ہے.... مگر جب حدود کے اندر ہو....

''ہمت مرداں مدد خدا'' .... یہ تو صحیح ہے مگر جہاں ہمت کا مصرف صحیح ہو.... وہاں ہمت کرو لیکن ہمت کرنے سے.... اگر اپنے نفس پر ظلم ہو رہا ہو.... تو اپنے نفس پر ظلم کر کے ہمت کرنا جائز نہیں.... (یادگار باتیں)

سامعین کیلئے آداب

ا.... امام فقیہ ابواللیث رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں .... سامع (یعنی سننے والے) کو چاہیے کہ مقرر کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھے اس کے کلام کو پوری رغبت سے سنے کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہو......

۲.... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے جس نے کوئی مسئلہ یا حدیث سنی پھر اس پر عمل کیا وہ زندہ اور نجات پانے والا ہے.... جس نے حدیث تو سنی پھر اس پر عمل نہ کیا وہ برباد ہوگا....

۳.... سامعین کیلئے مستحب ہے کہ واعظ جب بھی کوئی حدیث یا آیت بیان کرے اس کی تصدیق اور تحسین کریں تاکہ واعظ کا شوق وعظ بڑھے اور سامع کو یہ بھی چاہیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک سنے تو آپ پر درود بھیجے .... ہر قسم کے شیطانی وساوس دل سے نکال کر بیٹھے دوران وعظ مت سوئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص دینی مجلس میں سویا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم اور شیطان کا دوست ہے.... (بستان العارفین)

مختصر معمولات

کچھ وقت بلکہ سب سے بہتر وقت.... نماز فجر کے بعد ذکر اللہ کے لیے...... اوراد و وظائف.... تلاوت کلام پاک..... ماثورہ دعاؤں کے لیے مقرر کرنا چاہیے...... یہ معمولات اس قدر مختصر ہونے چاہئیں..... کہ ان پر بلا تکلف دوام ہو سکے.... (یادگار باتیں)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

دنیا اور آخرت کا کوئی کام ہو..... اس کو اس اُمید پر منحصر کرنا..... کہ کسی فرصت کے وقت اطمینان سے کرلیا جائے گا..... ایک ایسا فریب ہے.... جو اکثر بڑے نقصان وخسران کا باعث ہوتا ہے....

جو وقت بھی سکون سے گزرے بڑے نصیب　　　کیا اعتبار گردش لیل و نہار کا

(عارفی)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

ساتویں.....آٹھویں صدی ہجری کی ایک ممتاز اور یگانہ روزگار شخصیت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں.....وہ اپنے وقت کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتے تھے.....اگر ان کے دن پڑھنے پڑھانے..... مناظرے ومذاکرے اور دعوت وتذکیر میں صرف ہوتے تھے راتیں تلاوت ونوافل اور اللہ کے ذکر میں گزرتی تھیں.....بعض تفردات کی وجہ سے انہیں قید وبند کے مصائب سے بھی گزرنا پڑا.....انہوں نے تاتاریوں کے خلاف جہاد میں بھی قائدانہ حصہ لیا تھا اور ان کو شکست فاش دی تھی.....آلام ومصائب سے بھرپور زندگی کا تقاضا تھا کہ وہ تصنیف وتالیف سے دلچسپی نہ رکھتے لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ ان کی چھوٹی بڑی کتابوں اور رسائل وفتاویٰ کی تعداد ساڑھے تین سو سے زیادہ ہے.....ان کے محبوب شاگرد امام ابن قیم نے ان کی تصانیف کی فہرست بائیس صفحات میں لکھی ہے جو مشہور شامی فاضل صلاح الدین المنجد کی علمی کاوش سے شائع ہو چکی ہے.....کثیر التصانیف مصنفین میں خطیب بغدادی.....ابن عساکر مصنف تاریخ دمشق.....ابن حزم اندلسی.....الذہبی.....السیوطی.....بدر عینی اور حافظ ابن حجر شارح صحیح بخاری خاص طور پر قابل ذکر ہیں جو تعلیم وتدریس اور وعظ ونصیحت کی مصروفیات کے باوجود تصنیف وتالیف اور ذکر وعبادت میں مصروف رہا کرتے تھے.....ان میں بعض علماء قلم تراشنے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی زبانی تلاوت بھی کرتے رہتے تھے.....(وقت ایک عظیم نعمت)

خدائی رحمت ومغفرت کے بہانے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رحم کرو.....تم پر رحم کیا جائیگا.....معاف کرو.....تم کو بخش دیا جائیگا.....(احمد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مغفرت کے اسباب میں سے اپنے بھائی مسلمان کو سرور اور مسرت پہنچانا ہے.....ایک روایت میں ہے کہ مغفرت کے اسباب میں سے سلام کرنا اور اچھا کلام کرنا ہے.....(طبرانی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جسکو اللہ کے راستے میں سر میں درد ہوا اور اس نے اللہ سے اچھا گمان رکھا تو اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں.....(طبرانی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو مسلمان جب ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے..... (ابوداؤد)

علماء آخرت اور علماء دنیا

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے علماء کے درمیان پائے جانے والے عام مرض حسد کے بارے میں غور کیا تو مجھے اس کا منشاء حب دنیا معلوم ہوئی کیونکہ علماء آخرت تو آپس میں محبت اور مودت کا برتاؤ رکھتے ہیں.... ایک دوسرے سے حسد نہیں کرتے.... جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

وَلاَ يَجِدُوْنَ فِىْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا....

''اور وہ اپنے دلوں میں تنگی نہیں محسوس کرتے اس مقدار پر جو انہیں دی گئی....''

اور فرمایا: وَالَّذِيْنَ جَاؤُا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلاَ تَجْعَلْ فِىْ قُلُوْبِنَا غِلاًّ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا....

''اور جو لوگ ان کے بعد آئے وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما دیجئے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لیے کھوٹ نہ رکھئے....''

چنانچہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر رات اپنے معاصرین کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے سے فرمایا! تمہارے ابا جان ان چھ حضرات میں سے ہیں جن کے لیے میں ہر رات تہجد کے وقت دُعا کیا کرتا ہوں....

اور دونوں جماعتوں کو ممتاز کرنے والی علامت یہ ہے کہ علماء دنیا دنیا میں اقتدار پر نگاہ رکھتے ہیں اور مجمع کی کثرت اور اپنی تعریف چاہتے ہیں جبکہ علماء آخرت ان باتوں سے کوسوں دور ہیں بلکہ ان باتوں سے ڈرتے ہیں اور جو لوگ اس میں مبتلا ہو گئے ان پر ترس کھاتے ہیں.... چنانچہ حضرت امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ ستون کی ٹیک بھی نہ لگاتے تھے....

اور حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے یہ سخت ناپسند ہے کہ میرے پیچھے پیچھے لوگ چلیں اور کہا جائے کہ دیکھو علقمہ کی یہ شان ہے....

اور بعض علماء کا یہ حال تھا کہ جب ان کے پاس چار سے زیادہ لوگ بیٹھ جاتے تو مجلس سے اُٹھ جاتے.... یہ حضرات فتویٰ دوسروں پر ٹال دیتے اور گمنامی ہی پسند کرتے تھے.... گویا ان کی مثال بحر ذخار

میں سفر کرنے والے مسافر کی سی ہے کہ اسے جب تک نجات کا یقین نہ ہو جائے متفکر رہتا ہے....

یہ حضرات ایک دوسرے کے لیے دعائیں کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے استفادہ کرتے ہیں اس لیے کہ یہ ایک ہی منزل کے ایسے راہی ہیں جو ساتھ رہتے ہیں اور آپس میں محبت کرتے ہیں...دن ورات کی گردش ان کی سواری ہے جو انہیں جنت کی طرف لیے جارہی ہے...(صید الخاطر)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں....اور سابقین اولین جو بالکل ابتداء اسلام میں ہی اسلام لے آئے یہ ان میں سے ہیں....اور ان دس خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری سنائی کہ یہ جنت میں جائیں گے....یہ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ آ گئے ایک دن یہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لئے آئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آپ نے دیکھا کہ ان کے کپڑوں پر زرد رنگ کی خوشبو لگی ہے....حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ یہ تمہارے کپڑے یہ زرد رنگ کیسے لگا ہوا ہے؟

انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک خاتون سے نکاح کیا ہے ....اس نکاح کے وقت خوشبو لگائی تھی....یہ اس خوشبو کا نشان ہے....اب دیکھئے کہ نکاح کرلیا اور اس نکاح کی تقریب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا تک نہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان سے کوئی شکایت نہیں کی کہ واہ بھائی! تم نے اکیلے اکیلے نکاح کرلیا ہمیں بلایا بھی نہیں....کیوں؟

اس لئے کہ یہ ساری شرطیں اور قیدیں جو ہم نے لگا رکھی ہیں کہ جب تک ہزار آدمی نہ بلائے جائیں جب تک شامیانہ نہ لگایا جائے جب تک ہال بک نہ کرایا جائے اس وقت تک شادی نہیں ہوگی....اسلام میں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان چیزوں کا تصور نہیں تھا....تاکہ نکاح کو اتنا آسان کر دیا جائے کہ انسان جنسی خواہش کی تسکین کے لئے غلط راستے تلاش نہ کرے....(اصلاحی خطبات ج ۱۵)

شہادت کی موت کا درجہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی تھی اور شہداء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتوں کی خاک ہیں.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے سردار ہیں.... اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

لَوَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْیٰ ثُمَّ اُقْتَلُ.... ثُمَّ اُحْیٰ ثُمَّ اُقْتَلُ.... ثُمَّ اُحْیٰ ثُمَّ اُقْتَلُ ○ (مشکوۃ ص: ۳۲۹)

ترجمہ: ''میرا جی چاہتا ہے کہ میں اللہ کے راستے میں قتل ہو جاؤں... پھر زندہ کیا جاؤں.... پھر قتل ہو جاؤں ..پھر زندہ کیا جاؤں... پھر قتل ہو جاؤں.... پھر زندہ کیا جاؤں.... (یہ سلسلہ چلتا ہی رہے)....''

ذرا اندازہ فرمالیں! جس موت کی تمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں وہ موت کتنی اشرف اور کتنی قیمتی ہوگی؟ صحیح احادیث میں حضرات شہداء کے بہت فضائل وارد ہوئے ہیں.... اللہ تعالیٰ ہم سب کو شہادت کی موت نصیب فرمائے.... آمین (شہدائے اسلام)

اہل علم کی فضیلت

فقیہ ابواللیثؒ (مصنف کتاب) فرماتے ہیں انسان کو چاہیے کہ علم سیکھے جہل پر قناعت کر کے نہ بیٹھا رہے.... اللہ پاک کا ارشاد ہے قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ.... فرما دیجئے کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں.... پس اللہ تعالیٰ نے اہل علم کو غیر اہل علم پر فضیلت و بزرگی عطا فرمائی ہے.... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے آپ نے فرمایا اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو عالم یا متعلم نہیں.... (بستان العارفین)

برائے سہولت نکاح

بعد نماز عشاء يَالَطِيْفُ يَاوَدُوْدُ گیارہ سو گیارہ بار....

اول آخر درود شریف کیساتھ چالیس روز تک پڑھے.... اور اس کا تصور کرے ان شاء اللہ مقصود حاصل ہوگا.... اگر مقصود پہلے پورا ہو جائے چھوڑے نہیں.... (بیاض اشرفی)

علامہ شہاب الدین محمود آلوسی

علامہ شہاب الدین محمود آلوسی مشہور مفسر قرآن نے اپنی رات کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا.... پہلے حصے میں آرام واستراحت فرماتے تھے....دوسرے میں اللہ کو یاد کیا کرتے تھے اور تیسرے میں لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے....وہ رات کے پچھلے پہر میں اتنا کچھ لکھ لیتے تھے جسے ان کے کاتب سارا دن لکھتے (نقل کرتے) رہتے تھے.... اسی دور میں سیدی مرتضیٰ بلگرامی شارح قاموس واحیاء علوم الدین اور مولانا عبدالحیٰ فرنگی محلی بھی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں جنہوں نے اپنی عمر عزیز کا ایک ایک لمحہ عوام الناس کی دینی رہنمائی اور علوم دینیہ کی نشر واشاعت کے لیے وقف کر رکھا تھا....(وقت ایک عظیم نعمت)

مسجد میں دنیادی باتوں پر وعید

ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی مسجد میں دنیا کی باتیں شروع کرتا ہے تو فرشتے پہلے کہتے ہیں اے اللہ کے ولی چپ رہ پھر اگر وہ چپ نہیں ہوتا اور باتوں میں لگا رہتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے اللہ کے دشمن چپ رہ پھر اگر اس پر بھی خاموش نہیں ہوتا اور باتیں کرتا چلا جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں تجھ پر خدا کی لعنت چپ رہ....تو مسجد میں آئے تھے کہ ثواب لے کر جائیں اور نور ہدایت سے قلب منور کریں اس کی بجائے فرشتوں کی بددعائیں لے کر لوٹتے ہیں....

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مساجد میں دنیا کی باتیں کرنے سے ہم کو کامل طور پر بچائیں....

کثیر المنافع قرآنی دُعا

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ط قَلِيْلاً مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف۔۱۰)

اگر کسی کے پاس رہنے کی جگہ یا مکان نہ ہو یا روزی کا ذریعہ نہ ہو یا رزق سے تنگ ہو یا مسافر ہو اور اس کے پاس کوئی سامان نہ ہو تو وہ اس آیت کو ۱۵۱ دفعہ روزانہ پڑھے جب تک کامیابی نہ ہو....ان شاء اللہ کامیابی ہوگی....(قرآنی مستجاب دُعائیں)

اعتبار باطن کا ہوتا ہے

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرنے والے دلائل پر نظر ڈالی تو انہیں تعداد میں ریت سے زیادہ پایا.... ان میں ایک دلچسپ دلیل یہ نظر آئی کہ انسان اپنی غلط حرکتوں کو چھپانا چاہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اسے ظاہر فرما دیتے ہیں.... اگر چہ کچھ مدت بعد ہی اور لوگوں کی زبانوں پر ان کا تذکرہ آ جاتا ہے.... اگر چہ سب نے ان کا مشاہدہ نہیں کیا ہوتا ہے.... اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی نافرمان شخص ایسی نافرمانی کر بیٹھتا ہے جو اسے لوگوں کے درمیان رسوا کر دیتی ہے تو یہ ان تمام گناہوں کا جواب ہو جاتی ہے جو اس نے چھپا کر کیے ہیں اور ایسا اس لیے ہوتا ہے تاکہ لوگوں کو یقین ہو جائے کہ ایسے موقعوں پر ایک ایسی ذات نگراں ہوتی ہے جو لغزشوں پر سزا دے سکتی ہے اور اس کی قدرت کے مقابلے میں کوئی حجاب اور کوئی پردہ کام نہیں آ سکتا اور اس سے کسی کا کوئی عمل چھوٹتا نہیں ہے.... اسی طرح انسان اپنی طاعتوں کو چھپاتا ہے لیکن وہ ظاہر ہو جاتی ہیں.... لوگ ان کا تذکرہ کرنے لگتے ہیں بلکہ بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں.... حتیٰ کہ اس کے لیے گناہ کا تصور بھی چھوڑ دیتے ہیں صرف نیکیاں ہی بیان کرتے ہیں اور یہ سب اس لیے ہوتا ہے کہ لوگوں کو یقین ہو جائے کہ ان موقعوں پر ایک رب تھا جو کسی عمل کرنے والے کا عمل رائیگاں نہیں جانے دیتا....

اور بے شک لوگوں کے دل کسی کی حالت کو سن کر اس سے محبت کرتے ہیں یا نفرت کرتے ہیں یا کسی کی مذمت کرتے ہیں اور کسی کی مدح کرتے ہیں تو یہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے تعلق کے مطابق معاملہ ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کے ہر غم کی کفایت فرماتے ہیں اور ان سے ہر شر کو دور فرماتے ہیں....

لہٰذا جس بندے نے بھی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مخلوق کے درمیان اچھا بننا چاہا اس کا مقصود اُلٹ جاتا ہے اور اسکی مدح کرنیوالے مذمت کرنیوالے ہو جاتے ہیں.... (صید الخاطر)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی دربار رسالت میں حاضری

فتح مکہ کے موقع پر اپنی جان کے خوف سے مکہ سے بھاگ نکلے ان کی بیوی ام حکیم فتح مکہ کے دن اسلام لے آئیں اور جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ عکرمہ ملک یمن بھاگ گئے.... انہیں اپنے قتل کئے جانے کا بہت بڑا اندیشہ ہے لہذا آپ ان کو امن دے دیجئے..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں میری طرف سے امن ہے.... یہ اپنے ایک غلام کے ہمراہ آپ کے سامنے کھڑے تھے اور ان کے ساتھ ان کی بیوی تھیں.... تو عکرمہ نے عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میری بیوی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ نے میرے لئے امن کا حکم دیا ہے.....

آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا اور تمہارے لئے امن ہے.... عکرمہ نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس چیز کی طرف بلاتے ہیں.... آپ نے فرمایا کہ میں تم کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم گواہی دو کہ سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اپنے شوہر کی طلب میں نکلیں آخر عکرمہ کے پاس جا پہنچیں اور ان سے کہا میں نے تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امن طلب کر لی ہے.... عکرمہ نے تعجب سے کہا تم نے؟

ام حکیم بولیں ہاں میں نے تمہارے لئے امن طلب کر لی ہے.... چنانچہ عکرمہ وہیں سے بیوی کے ساتھ واپس ہو گئے.... جب یہ مکہ کے قریب ہوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا تم لوگوں کے پاس عکرمہ بن ابو جہل مومن اور مہاجر ہو کر آ رہے ہیں تم ان کے باپ کو برا نہ کہنا.... مرے ہوئے کو برا کہنے سے اس کے زندہ رشتہ داروں کو تکلیف پہنچتی ہے.... میت کا کچھ نہیں بگڑتا....

اللہ اکبر! کیا خلق عظیم تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فداہ ابی و امی

(میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں)

عکرمہ جب مکہ معظمہ پہنچے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھتے ہی لپکے اور آپ کے جسم اطہر پر چادر تک نہ تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی آمد سے انتہائی خوش ہوئے اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور عکرمہ سے فرمایا کہ بیشک

میں اللہ کا رسول ہوں اور نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور یہ کرو اور یہ کرو چند اور اسلام کے فضائل واحکام آپ نے سمجھائے.... عکرمہ نے کہا خدا کی قسم آپ نے حق ہی کی طرف بلایا ہے اور آپ نے اچھی ہی باتوں کی دعوت دی ہے.... خدا کی قسم آپ تو دعوت حق کی طرف بلانے سے پہلے ہی ہم میں زیادہ صادق القول مشہور تھے اور ہم سب میں آپ زیادہ اچھے تھے اس کے بعد عکرمہ نے کلمہ شہادت پڑھا.... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اسلام لانے سے بہت ہی خوش ہوئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج جو کچھ بھی تم مجھ سے مانگو گے میں تم کو دے دوں گا.... حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی درخواست پر آپ نے ان الفاظ میں دعا فرمائی.... اے میرے اللہ عکرمہ کی ہر وہ عداوت جو انہوں نے میرے ساتھ برتی اور ہر وہ نقل وحرکت جس کے ذریعہ وہ ایسی جگہ چلے جس سے تیرے نور کے بجھانے کا ارادہ کیا ہو ان سب کو معاف کر دے اور جو کچھ انہوں نے میری آبروریزی میں مقابلہ میں یا پس پشت کیا ان سب کو معاف فرمادے.... (درس قرآن)

سجدے میں اخلاص

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کوئی بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے سجدہ سے اٹھنے سے قبل ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور ایک خطاء (گناہ) مٹادی جاتی ہے.... (رواہ مسلم)

تحصیل علم کی ضرورت

۱.... حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے.... میں دیکھ رہا ہوں کہ علماء اٹھتے جارہے ہیں اور تمہارے جاہل علم نہیں سیکھتے.... علم کو اس کے اٹھ جانے سے پہلے سیکھ لو.... علم کا اٹھنا علماء کا ختم ہوجانا ہے....

۲.... عروہ بن زبیر نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا.... بیٹو علم سیکھو اگر تم قوم کے چھوٹے ہو تو دوسری قوم کے بڑے بنو گے.... میرے نزدیک اس بوڑھے سے زیادہ بدصورت کوئی نہیں جس کے پاس کچھ علم نہیں....

۳.... امام شعبی کا ارشاد ہے کہ کسی نے اقصاء شام سے اقصاء یمن تک سفر کیا اور ایک کلمہ بھی ایسا سیکھ لیا جو اس کی زندگی میں فائدہ مند ہوسکتا ہے تو میں کہوں گا اس کا سفر ضائع نہیں ہوا.... (بستان العارفین)

ہمت

ہمت بہت بڑی چیز ہے...... اس سے تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں......اور عمل آسان ہو جاتا ہے.... (ارشادات عارفی)

مضبوط روحانی عقیدہ

دنیا کا تجربہ اس بات کا گواہ ہے...... کہ نرا قانون......کبھی کسی قوم کی اصلاح نہیں کرسکا...... جب تک قانون کی پشت پر ایک...... ''مضبوط روحانی عقیدہ''...... نہ ہو ظلم و استحصال کو روکا نہیں جا سکتا.... (ارشادات مفتی اعظم)

دل میں محبت یا نفرت کا القاء

نیک آدمی کو ساری دنیا نیک کہتی ہے...... کسی نے جا کے تو اس کو دیکھا نہیں کہ اس نے کیا کیا نیکیاں کی ہیں...... خواہ مخواہ دنیا کی زبان پر یہ ہوتا ہے کہ فلاں بڑا نیک ہے یہ اسی لئے کہ اللہ دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتے ہیں...... اور بد ہمیشہ ساری بدیاں چھپا کر کرتا ہے...... مگر دنیا کی زبان پر ہے کہ فلاں آدمی بڑا بدکار سیاہ کار اور بیہودہ ہے...... یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلوں کو اطلاع دی جاتی ہے.... (خطبات حکیم الاسلام)

مجاہدہ میں اعتدال

مجاہدہ سے مقصود نفس کو...... پریشان کرنا نہیں ہے...... بلکہ نفس کو مشقت کا عادی بنانا ......اور راحت و تنعم کی...... عادت نکالنا ہے اور اس کیلئے...... اتنا مجاہدہ کافی ہے...... جس سے نفس پر کسی قدر مشقت پڑے...... بہت زیادہ نفس کو پریشان کرنا اچھا نہیں...... ورنہ وہ بالکل معطل و بے کار ہو جائے گا...... خوب سمجھ لو...... محنت و مشقت ہمیشہ اور ہر حال...... میں مستحسن نہیں بلکہ جب اعتدال سے ہو...... اور اس پر نتیجہ اچھا مرتب ہو...... اسی وقت مستحسن ہے...... پس مجاہدہ میں افراط بھی مذموم ہے...... لہٰذا اعتدال کی رعایت لازم ہے.... (خطبات مسیح الامت)

اہل قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

ایک مرتبہ چند امرائے قریش ابو طالب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) کے پاس آئے اور کہا تیرا بھتیجا ہماری قدیم رسومات کو باطل ٹھہراتا ہے.... ہمارے خداؤں کو برا کہتا ہے یا تو تم اس کو سزا دو ورنہ ہم خود اس کو سیدھا کریں گے یا تم بھی اس کے طرف دار ہو جاؤ تا کہ تم دونوں کا ہم ایک ہی دفعہ فیصلہ کر دیں....

ابو طالب نے یہ دیکھ کر کہ بھتیجا کے ساتھ چچا کی جان کو بھی خطرہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوایا اور سارا واقعہ بیان کر کے التجا کی کہ مجھ پر ایسا بوجھ نہ ڈالو جو میری طاقت سے باہر ہو.... تمہاری اور تمہارے ساتھ میری جان بھی خطرہ میں ہے اور ان دونوں کا بچانا تمہارے اختیار میں ہے....

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت اطمینان کے ساتھ جواب دیا کہ اگر یہ لوگ سورج کو میرے داہنے ہاتھ پر لے آئیں اور چاند کو بائیں ہاتھ پر تب بھی میں تبلیغ حق سے نہ رکوں گا.... اس استقلال کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابو طالب بے اختیار بول اٹھے....

اے محمدؐ! تو جو چاہتا ہے کر خدائے کعبہ کی قسم میں تجھے کبھی نہ چھوڑوں گا....''

جب قریش نے دیکھا کہ ظلم وستم اور قتل کی دھمکیاں بھی محمدؐ کو اس کے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتیں تو انہوں نے خوشامد.... لالچ اور بڑے بڑے عہدوں کی طمع دے کر تبلیغ حق سے ان کی اخلاقی جرأت اور ان کی حیرت انگیز استقامت کو پامال کرنے کی ناکام کوشش کی....

چنانچہ قریش نے اپنے بااثر سردار عتبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس غرض کی تکمیل کے لئے بھیجا.... اس نے سلسلۂ کلام اس طرح شروع کیا....

''اگر تم تبلیغ حق سے روپیہ جمع کرنا چاہتے ہو تو ہم اہل قریش تمہاری خواہش کے مطابق روپیہ دینے کو تیار ہیں.... اگر کسی بڑے منصب کی خواہش ہے تو ہم تمہیں اپنا سردار مان لینے کو تیار ہیں.... اگر تم حسین بیویاں چاہتے ہو تو ہم قبائل قریش میں سے جن کو تم چاہو پسند کر سکتے ہو یہاں تک کہ اور تم بادشاہی چاہتے ہو تو ہم تم کو اپنا بادشاہ بھی تسلیم کر لیتے ہیں

اور اگر تمہارے دماغ میں ہی خلل آ گیا ہے تو ہم اس کا علاج کرانے کو بھی تیار ہیں....''

خدا کا یہ بندۂ پاک جو حق وصدق کے مقابلہ میں بادشاہی تک کی پروا نہیں کرتا.... جواب دیتا ہے تم میری نسبت سخت غلطی پر ہو.... مجھے ان چیزوں میں سے کسی کی بھی خواہش نہیں نہ دولت نہ عزت.... نہ منصب نہ بادشاہی نہ بیویاں مجھے کچھ نہیں چاہئے.... خوب یاد رکھو میں پاگل بھی نہیں.... خدا کی طرف سے مجھ پر جو پیغام آتا ہے اس کا پہنچانا اور سنانا میرا فرض ہے اور کوئی طاقت مجھے اپنے اس فرض سے روک نہیں سکتی.... (ناقابل فراموش واقعات)

نکاح کے فوائد و برکات

حدیث شریف کے مطابق سب سے کم خرچ والا نکاح سب سے زیادہ برکت والا ہوتا ہے.... معلوم ہوا کہ گنجائش سے زیادہ خرچ کرنا مناسب نہیں بالخصوص رسومات سے بچ کر بیاہ ہوگا تو اس میں برکت ہی برکت ہے....

انسان مرد ہو یا عورت نکاح سے باوقار بنتا ہے فطری تقاضے پورے ہوتے ہیں.... غیر فطری تقاضوں سے بچنا آسان ہوتا ہے.... ایمان کی سلامتی کا بہت بڑا اور بہت مؤثر ذریعہ نکاح ہے.... امت محمدیہ کی بڑھوتری کی سعادت ملتی ہے.... بدنگاہی سے بچنے کا بہترین علاج ہو جاتا ہے.... ثواب ملتا ہے.... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نکاح سے متعلق مصروفیات اپنانا نفلی عبادت سے بہتر ہے.... مثلاً بیوی کے ساتھ ملنا اور بچوں سے بات چیت وغیرہ شامل ہے.... رزق حلال کمانے کا فریضہ بھی شادی کی بدولت پورا ہوتا ہے بیوی آدمی کا انتہائی قریب دوست اور زندگی بھر کیلئے مشیرہ (مشورہ دینے والی) ہوتی ہے.... نیک اولاد آٹومیٹک صدقہ جاریہ ہوتی ہے اور یہ صدقہ بغیر نکاح کے ممکن نہیں....

وقت کی قدردانی کا ایک عجیب قصہ

ایک بزرگ محمد الفضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے چالیس سال ہوئے اپنے کاتبین (اعمال والے فرشتے) کو ایک برائی بھی نہیں لکھوائی.... ایسا کرنے سے مجھے حیا آتی ہے....''

بندے کو غور کرنا چاہیے کہ وہ اپنے اعمال میں ترقی کیسے کر سکتا ہے؟ اگر کوئی لغزش سرزد ہو جائے تو توبہ واستغفار سے اس کی تلافی کرے.... نیز اپنی نگاہ کو پست رکھے.... (وقت ایک عظیم نعمت)

اہل تقویٰ کی زندگی

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جسے اپنے حالات کی درستگی کی خواہش ہو اسے اعمال کی درستگی کی کوشش کرنا چاہیے.... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَاَنْ لَّوِاسْتَقَامُوْا عَلَی الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا....** ''اور یہ کہ اگر وہ صراط مستقیم پر ثابت قدم رہے تو ہم انہیں خوشگوار پانی پلائیں گے....''

اور حدیث قدسی میں ہے: **لَوْ اَنَّ عِبَادِیْ اَطَاعُوْنِیْ لَسَقَیْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّیْلِ وَاَطْلَعْتُ عَلَیْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ وَلَمْ اُسْمِعْهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ....**

''اگر میرے بندے میری فرمانبرداری کریں تو رات میں انہیں بارش سے سیراب کردوں اور دن میں سورج نکالا کروں اور انہیں بجلی کی کڑک اور گرج نہ سناؤں کیونکہ دن کو بارش ہونا اور سورج کا نہ نکلنا نیز بجلی کی کڑک اور گرج تکلیف دہ ہوتی ہے....''

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْبِرُّ لَایَبْلٰی وَالْاِثْمُ لَایُنْسٰی وَالدَّیَّانُ لَایَنَامُ وَکَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ....

''نیکیاں پرانی نہیں ہوتیں.... گناہ بھلائے نہیں جاتے اور بدلہ دینے والا سوتا نہیں ہے (کہ کوئی معاملہ اس سے مخفی رہ جائے) بس جیسا کرو گے ویسا بھرو گے....''

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مَنْ صَفّٰی صُفِّیَ لَهٗ وَمَنْ کَدَّرَ کُدِّرَ عَلَیْهِ وَمَنْ اَحْسَنَ فِیْ لَیْلِهٖ کُوْفِیَ فِیْ نَهَارِهٖ وَمَنْ اَحْسَنَ فِیْ نَهَارِهٖ کُوْفِیَ فِیْ لَیْلِهٖ....

''جس نے اعمال صاف ستھرے رکھے اس کے حالات نکھار دیئے گئے اور جس نے اعمال میں کدورت ملائی اس کے احوال.... مکدر کر دیئے گئے اور جس نے رات میں حسن عمل کیا دن میں اسے اس کا بدلہ دیا گیا (کہ بشاشت اور اطمینان حاصل رہا اور پریشانی سے امن رہا) اور جس نے دن میں اچھے اعمال کیے رات میں نوازا گیا (مناجات کی حلاوت اور عبادت میں سرور سے)''

ایک شیخ لوگوں کی مجالس میں گھوم گھوم کر کہتے ''کہ جسے دائمی عافیت مطلوب ہو اسے

اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا چاہیے....''

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے جب کسی معصیت کا صدور ہوتا ہے تو مجھے اس کا احساس اپنی سواری اور باندی کے برتاؤ سے ہو جاتا ہے....

اور یہ خوب سمجھ لو کہ غافل اور مدہوش کو تو ضرب شدید کا بھی احساس نہیں ہوتا جبکہ اپنا محاسبہ کرنے والا ذرا سے تغیر کو محسوس کر لیتا ہے....

لہٰذا جب تم اپنے کسی حال میں تغیر محسوس کرو تو غور کرو کہ کسی نعمت کی ناشکری تو نہیں ہوگئی یا کوئی لغزش تو سرزد نہیں ہوگئی اور نعمتوں کے چھن جانے اور ذلتوں کے اچانک آ پڑنے سے ڈرتے رہو.... حلم خداوندی کی وسعت سے دھوکہ میں نہ ہو کبھی اس کے انقباض کا ظہور جلدی ہو جاتا ہے....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ لَایُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَابِاَنْفُسِہِمْ.

''بیشک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک اسے خود اپنی حالت بدلنے کا خیال نہ ہو....'' اور حضرت ابو علی رود باری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے یہ تمہارا دھوکہ ہے کہ تم گناہ کرو اور تمہارے ساتھ بھلائی کی جائے تو تم توبہ اس گمان سے چھوڑ بیٹھو کہ تم سے ساری غلطیوں پر چشم پوشی کی جائے گی.... (صید الخاطر)

شہید جنت الفردوس میں

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حارثہ بن سراقہ کی ماں اُم ربیعہ بنت براء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرا لڑکا سراقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر میں شہید ہو گیا ہے.... اگر تو اس کی بخشش ہوگئی ہے اور وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں ورنہ میں اس پر رنج وغم اور صدمہ کا اظہار کروں اور اپنا حق ادا کروں.... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حارثہ کی ماں! جنت ایک نہیں بہت ساری جنتیں ہیں (اوپر نیچے سو جنتیں ہیں اور ہر جنت سے دوسری جنت کا فاصلہ اتنا ہے جتنا آسمان و زمین کا فاصلہ ہے.... سو جنتیں اوپر نیچے اتنی ہیں اور سب سے اوپر جو جنت ہے وہ جنت الفردوس ہے) اور تیرا بیٹا سب سے اوپر کی جنت جنت الفردوس میں ہے....'' (مشکوٰۃ)

روزے میں اخلاص

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کا روزہ ایمان واحتساب کے ساتھ رکھا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے....(بخاری شریف)

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ کے راستے میں روزہ رکھا اللہ اس کو ستر سال جہنم کی آگ سے دور رکھیں گے....(بخاری شریف)

فقہ کی فضیلت

علم کی کئی اقسام ہیں اور سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہیں مگر جو بزرگی علم فقہ کی ہے وہ کسی کی نہیں....لہٰذا انسان کو چاہیے کہ دیگر علوم کی نسبت فقہ حاصل کرنے میں زیادہ اہتمام کرے....کیونکہ جس نے فقہ حاصل کر لی دیگر علوم کا حصول اس کیلئے بہت آسان ہے....دین کا مدار فقہ پر ہے....

ا....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ پاک کی کوئی عبادت فقہ فی الدین سے بڑھ کر نہیں....یہ بھی فرمایا کہ ایک فقیہہ عالم شیطان پر ہزار بے علم عابدوں سے بھاری ہے....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ فقہ سیکھنے کیلئے ایک ساعت بیٹھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری رات کی عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہے....

۲....سیدنا عمر ابن خطابؓ کا ارشاد ہے....**تفقهوا قبل ان تسودوا**....قبل اس کے کہ تمہیں سیادت ملے دین میں سمجھ (فقہ) حاصل کرو....(بستان العارفین)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار راستے میں تشریف لے جا رہے تھے....ایک صحابی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی تو اس صحابیؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو مسواکیں پیش کیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بخوشی قبول کیا....ان دو مسواکوں میں سے ایک بالکل سیدھی اور ایک ٹیڑھی تھی....حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق دیکھئے کہ جو سیدھی تھی وہ اپنے ساتھی کو دی اور جو ٹیڑھی تھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس رکھی (احیاء علوم الدین غزالی)

نکاح نہ کرنے پر سخت وعید

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نکاح سے اعراض کرے یعنی بلاوجہ شادی نہ کرے اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں میرا طریقہ تو نکاح کرنا ہے.... اس جگہ حدیث میں فلیس منی فرمایا باقی جگہ ذخیرہ احادیث میں فلیس منا آتا ہے.... اس سے معلوم ہوا کہ بے نکاح رہنا شریعت میں بہت ناپسند ہے....

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے پوچھا شادی شدہ ہو؟ اس نے کہا نہیں.... فرمایا شرعی لونڈی ہے اس نے کہا نہیں فرمایا شادی کی گنجائش ہے؟ اس نے کہا جی ہاں پھر آپ نے فرمایا کہ تم شیطان کے بھائی ہو اور فرمایا کہ ہماری سنت نکاح کرنا ہے.... تم میں بدترین آدمی وہ ہیں جو بے نکاح ہوں اور تمہارے مردوں میں سب سے گھٹیا وہ ہیں جو بے نکاح مر گئے.... (تفسیر مظہری)

وقت کے قدردان

حضرت سری السقطی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۲۵۳ھ) کا حال یہ تھا کہ وہ اسی وقت سوتے تھے جب نیند کا غلبہ ہو جاتا.... کچھ لوگ حضرت ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے.... وہ اس وقت موت کی کشمکش میں مبتلا تھے اور نماز میں رکوع اور سجدہ کر رہے تھے.... اس حالت میں انہوں نے نماز میں اپنا پاؤں موڑنا چاہا تو نہ موڑ سکے.... اس لیے کہ پاؤں میں جان نہیں تھی.... اس دوران ایک شخص نے عرض کیا: کہ ابوالقاسم یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ "یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتیں ہیں...." (الحلیۃ لابی نعیم)

پتھری کا علاج

وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ ۷۴)

گردے اور پتے کی پتھری دور کرنے کیلئے ۲۱ بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے اس وقت تک پلائیں جب تک کامیابی نہ ہو.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

اکابر سے اکرام کا معاملہ

اگر بڑوں کی پیالیوں میں چائے پیتے وقت مکھیاں گر جائیں...... تو چھوٹے فوراً اس کو نکال دیتے ہیں...... اور اس بات سے بڑے بھی خوش رہتے ہیں...... تو منکرات میں بھی یہی معاملہ ہونا چاہیے...... ہرگز ہرگز اس منکر میں شریک نہ ہو...... اور موقع سمجھ کر ادب سے اکابر کی خدمت میں بھی عرض کر دے...... لیکن ایسے وقت اکابر کا اکرام اور اپنی پستی و کمتری کا استحضار بھی ضروری ہے.... (مجالس ابرار)

دعا کا ایک ادب

جب بھی کسی چیز کی ضرورت ہو...... تو پہلے اپنے اللہ سے مانگیں...... پھر اس شخص سے کہیں...... جس سے وہ مل سکتی ہے.... (ارشادات عارفی)

تقدیر پر ایمان

حدیث میں ہے...... کہ تقدیر پر ایمان رکھنا سب افکار...... (غموں) کو دور کر دیتا ہے.... (ارشادات مفتی اعظم)

حافظ قرآن کی سند متصل

اس امت کی سب سے بڑی عظمت یہ ہے کہ...... اس امت میں اللہ تعالیٰ کا کلام مستند طریق پر موجود ہے...... آج قرآن کے بارے میں کوئی دعویٰ کرے کہ ...... اس کی سند کیا ہے...... ؟ تو امت کے علماء اپنی جگہ ہیں...... میں یہ کہوں گا کہ میری سند اللہ تعالیٰ سے متصل ہے...... مجھے یہ قرآن میرے اساتذہ نے پڑھایا...... ان کو ان کے فلاں استاذ نے پڑھایا...... اسی طرح یہ سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے گا...... اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جبرائیلؑ نے پڑھا...... اور جبرائیلؑ کے سامنے حق تعالیٰ جل شانہ نے تکلم فرمایا...... تو حافظ کی سند حق تعالیٰ جل شانہ تک پہنچ جاتی ہے.... (خطبات حکیم الاسلام)

اصحاب علم کی حسرت

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اصحاب فضیلت کے احوال پر غور کیا تو ان میں سے بہتوں کو دیکھا کہ وہ مال دنیا سے محروم ہیں اور دنیا عام طور پر کم درجہ کے لوگوں کے پاس نظر آئی....

پھر مجھے اصحاب فضیلت کا معاملہ یہ نظر آیا کہ وہ اس دنیا کے نہ پانے پر حسرت وافسوس میں مبتلا ہیں جسے اہل نقص نے حاصل کرلیا ہے بلکہ بعض حضرات تو اس کے افسوس میں گھلنے لگے.... یہ حال دیکھ کر میں نے ایسے ہی حسرت میں مبتلا ایک صاحب کو پکڑا اور ان سے کہا تمہارا برا ہو.... اگر تم اپنی حالت کو سوچو تو تمہیں اندازہ ہوگا کہ چند وجوہ تم غلطی پر ہو....

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اگر تمہارے اندر دنیا کے حاصل کرنے کا حوصلہ ہے تو اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرو تاکہ نہ ملنے پر جس افسوس میں پڑے ہو اس سے راحت پا جاؤ کیونکہ تمہارا ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھا رہنا اور دوسروں کے مال و دولت کو دیکھ کر اظہار حسرت کرنا انتہا درجہ کے عجز کا مظاہرہ ہے....

دوسری وجہ یہ ہے کہ دنیا کے حاصل کرنے کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ تم سہولت سے دنیا سے گزر جاؤ نہ یہ کہ (بلاضرورت) تعمیر پر تعمیر کرتے جاؤ.... یہ ایسی بات ہے کہ خود تمہاری معلومات اور تمہارا فہم بھی اس کی رہنمائی کرتا ہے...

اور جو زائد دنیا اہل نقص نے حاصل کر رکھی ہے وہ ان کے جسم و جان اور دین و ایمان دونوں کے لیے مضر ثابت ہوتی ہے... تم یہ سب جانتے ہو اس کے باوجود تم اس دنیا کے نہ ہونے پر غمگین ہو جس کا نہ ہونا ہی تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے.... زیادہ سے زیادہ تمہاری یہ حسرت اور افسوس اس مال کے ترک پر.... جس کا تم سے دور رہنا ہی قرین مصلحت تھا.... ایک سزا ہے.... تو اگر تم اس کے سبب آخرت کے عذاب سے بچ سکتے ہو تو اس دنیاوی سزا پر قناعت کرلو....

اور تیسری وجہ یہ ہے کہ تم کو فی الجملہ اس کا علم ہے کہ دنیاوی غذاؤں اور لذتوں کے حصوں میں جانوروں کے مقابلے میں انسانوں کا حصہ بے حد کم ہے کیونکہ یہ ساری چیزیں جانور امن کے ساتھ حاصل کرلیتا ہے اور تم خوف کے ساتھ اور تھوڑی مقدار میں پاتے ہو تو اب اگر تمہاری خواہش کے مطابق تمہارا دنیوی حصہ بڑھا دیا جائے تو گویا تم کو اس معنی کر جانوروں کے ساتھ لاحق کر دیا گیا کہ یہ دنیا تمہارے فضائل کے حاصل کرنے میں رکاوٹ

ہے جبکہ خرچ کی کمی مراتب کے حصول پر ابھارتی ہے....

پس جب تم نے دنیوی لذات کے کم ہونے کے باوجود دنیا ہی کو ترجیح دی تو تم نے اس چیز پر اقدام کیا جس کی خرابی تمہیں معلوم تھی اور تم نے اپنے علم کو بدنام کیا اور اپنی رائے کی کمزوری پر دلیل فراہم کردی....(صیدالخاطر)

شہید زندہ ہیں

قرآن کریم میں ارشاد ہے: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ (البقرۃ: ۱۵۴)

ترجمہ: ''اور جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جاتے ہیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر اس کی زندگی کا تم شعور نہیں رکھتے....(اس کی زندگی تمہارے حواس سے بالاتر چیز ہے)....''

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا: بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ (آل عمران: ۱۶۹)

ترجمہ: ''بلکہ وہ زندہ ہیں اور ان کے رب کے پاس ان کو رزق دیا جاتا ہے....''

صحیح بخاری کے حوالے سے مشکوٰۃ میں حدیث ہے کہ:

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے عرش اعظم کے ساتھ قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں اور وہ شہداء کا مستقر ہیں....وہ شہداء کے رہنے کی جگہ ہے اور سبز پرندوں کی شکل میں اللہ تعالیٰ ان کو سواریاں عطا فرماتے ہیں اور ان کی روحیں ان سبز پرندوں میں جنت کے اندر پرواز کرتی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں کھاتی پیتی ہیں....''(مشکوٰۃ)

یہ قیامت سے پہلے کا قصہ ہے....قیامت کے دن ان کے ساتھ جو معاملہ ہوگا وہ تو سبحان اللہ! کیا بات ہے!

قیام اللیل کی فضیلت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے رات کو قیام کیا ایمان واحتساب کے ساتھ تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے....(بخاری شریف)

ماہ محرم میں نکاح سے محرومی کیوں؟

ماہ محرم سے اسلامی ہجری کا نیا سال شروع ہوتا ہے....اور یہ مہینہ چھ متصل قابل احترام مہینوں (رجب....شعبان....رمضان....شوال....ذوالقعدہ....ذوالحجہ) میں چھٹا ہے جسکے احترام کیلئے اس کا نام (محرم) ہی کافی ہے اسکا احترام یہ نہیں ہے کہ ہم سوگ منانے بیٹھ جائیں اور شادی بیاہ پر پابندی لگادیں....شادی کی تیاری ہوجانے پر صرف اسلئے رک جانا کہ آگے دو ماہ (محرم وصفر) گذر جائیں گے تو شادی ہوسکے گی یہ غیر شرعی انتظار اور بلاوجہ تاخیر ہے جو اپنے عقائد کی خرابی کی طرف دھکیل رہی ہے عورت کیلئے اپنے خاوند کی وفات پر صرف اتنا سوگ ہے کہ بن سنور کر نہ پھرے چار ماہ دس دن تک....یہ نہیں کہ چار ماہ ماتم ہی کرتی رہے....اسکے علاوہ گھروں میں جس کی وفات بھی ہو سوگ صرف تین دن تک ہوتا ہے....اس لئے ماہ محرم کو سوگ کا مہینہ کہنا غیر شرعی بات ہے....

دوسری طرف اس بات کا خیال فرمائیں کہ شادی بیاہ زندگی میں عموماً ایک مرتبہ ہوتا ہے اس کے لئے آدمی کو برکت والا مہینہ برکت والا دن (دس محرم یا جمعہ کا دن) برکت والا وقت اور نکاح خوان کیلئے بزرگ شخصیت کی تلاش ہوتی ہے....افسوس کہ ہم خود برکت والے آئے ہوئے مہینہ کو بجائے غنیمت سمجھنے کے ضائع کردیتے ہیں....(پرسکون گھر)

اپنا وقت قیمتی بنائیں اور جنت میں درخت لگائیں

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "جنت ایک چٹیل میدان ہے....وہاں کے فرشتے شجرکاری میں لگے رہتے ہیں....جب اپنے کام سے رُک جاتے ہیں تو ان سے کہا جاتا ہے کہ تم اپنے کام سے کیوں رُک گئے؟ تو کہتے ہیں کہ ہمارا صاحب جب (عمل سے) رُک گیا تو ہم بھی رُک گئے....پھر فرمایا کہ تم ان فرشتوں کی مدد کرو (یعنی اعمال بجالاؤ) اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے...."

حضرت سری السقطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی (۲۵۳ھ) کے پاس ایک صاحب زیارت کے لیے حاضر ہوئے تو دیکھا کہ ان کے پاس لوگوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی ہے....کہنے لگے کہ اے سری! آپ ان بیکار لوگوں کے لیے قیام گاہ بن گئے (یہ کہہ کر) وہ صاحب چلے گئے اور نہیں بیٹھے....(وقت ایک عظیم نعمت)

برزخ کے احوال

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بہت سے لوگوں پر روح کی حقیقت اور ماہیت کا معاملہ مشکل ہوگیا جبکہ اتنے جز پر سب کا اتفاق ہے کہ روح موجود ہے....

اور اگر کسی موجود چیز کے موجود ہونے کا علم ہو (اور اس کی حقیقت اوجھل ہو) تو اس کی حقیقت سے ناواقفیت میں زیادہ مضائقہ نہیں ہے....

اسی طرح جان نکلنے کے بعد اس کے ٹھکانے کا سمجھنا بھی مشکل ہوگیا ہے....اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی جان باقی رہتی ہے اور عیش و آرام یا عذاب و تکلیف اُٹھاتی ہے.... چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مؤمنین کی روحیں جنت میں ہیں اور کافروں کی روحیں جہنم میں اور شہداء کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان کی روحیں سبز پرندوں کے اندر ہیں جو جنت کے درختوں پر رہتے ہیں بعض جاہلوں نے عیش و نعمت کی احادیث کے ظاہر کو لے لیا اور اس کے قائل ہوگئے کہ مردے قبور میں کھاتے پیتے اور نکاح و شادی کرتے ہیں....حالانکہ اس بات میں صحیح مسلک یہ ہے کہ مرنے کے بعد جان یا تو عیش و نعمت کی طرف جاتی ہے یا عذاب و مشقت کی طرف اور اسے یہ چیزیں قیامت تک ملتی رہیں گی....پھر جب قیامت قائم ہوگی تو ساری جانیں جسم میں لوٹا دی جائیں گی تاکہ ان جسموں کے واسطے سے پوری لذت حاصل ہوسکے ...

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ''شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوں گی'' اس پر دلیل ہے کہ روحیں کسی واسطے اور ذریعہ سے لذت پاسکتی ہیں....البتہ یہ ہے کہ لذت سے مراد کھانے پینے کی لذت ہے ورنہ علوم و معارف کی لذتیں ممکن ہے کہ براہ راست ہی روح کو حاصل ہوتی ہوں....

اس تقریر سے مقصود یہ ہے کہ مجھ کو موت کے تصور سے کچھ گھبراہٹ محسوس ہوئی تو اس وقت یہ احساس ہوا کہ میرے نفس کو یہ خیال ہورہا ہے کہ موت کے بعد جان فنا ہوجائے گی....تو میں نے اس سے کہا اے نفس! اگر تو شریعت پر ایمان رکھتا ہے تو میں نے اس کا حکم تجھے بتلا رکھا ہے اور اس کے انکار کی کوئی دلیل نہیں ہے اور اگر تجھے شریعت ہی کی خبر میں کچھ

شک ہے تو پھر شریعت کی صحت میں گفتگو ہونی چاہیے؟ نفس نے جواب دیا مجھے کچھ شک نہیں ہے.... میں نے کہا تو پھر اپنا ایمان صحیح اور مضبوط کرنے کی کوشش کر اور سچا تقویٰ اختیار کر..... اگر تو نے ایسا کر لیا تو پھر موت کے وقت ہی سے راحت کی خوشخبری سن لے کیونکہ مجھے تیرے اوپر سوائے عمل میں کوتاہی کے اور کسی چیز کا اندیشہ نہیں ہے اور اس کا یقین رکھ کہ نعمت و راحت میں فرق فضیلتوں کے درجات کے اعتبار سے ہوگا.....

لہٰذا کوشش اور محنت کے بازوؤں سے سب سے اونچا درجہ حاصل کرنے کی کوشش کر اور خواہشات کے نشانے اور دھوکہ کے جال سے اپنے کو بچا جس کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائیں گے.... (صید الخاطر)

شہادت کی دعا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا فرماتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ بِبَلَدِ رَسُوْلِکَ

یا اللہ! شہادت کی موت نصیب فرما اور اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں موت نصیب فرما.... پھر فرماتے ہیں کہ عمر دو باتیں اکٹھی کیسے ہوں گی؟ شہادت کی موت بھی مانگتے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں بھی مانگتے ہو؟ جہاد تو باہر ہوتا ہے.... مدینہ میں بیٹھ کر کیسے شہادت مل جائے گی؟ خود ہی سوال کرتے تھے اور خود ہی فرماتے تھے کہ اگر اللہ چاہے تو دونوں کو جمع کر سکتے ہیں اور واقعی اللہ تعالیٰ نے دونوں کو جمع کر کے دکھلا دیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی.... (شہدائے اسلام)

جنازہ کے ساتھ جانے میں اخلاص

جو شخص مسلمان کے جنازہ کے ساتھ ایمان و احتساب کے ساتھ چلا اور وہ جنازہ کے ساتھ رہا یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھی گئی پھر اس کے ساتھ دفن تک رہا تو وہ لوٹے گا دو قیراط اجر لیکر اور جو شخص دفن سے پہلے لوٹ آئے تو اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا.... (اعمال القلوب)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دربار نبوت میں حاضری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اپنے گھر کا تمام کام کاج پیسنا پکانا خود اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں..... جب حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت میں کچھ لونڈیاں آئی ہیں..... آپؓ نے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا تم ہمیشہ شکایت کیا کرتی ہو کہ چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں اور گھر کے کام کاج سے مجھ کو اتنی فرصت نہیں ملتی کہ بچوں کی خبر لوں ایسے میں جا کر اپنے والد صاحب سے ایک لونڈی مانگ لاؤ.....

فاطمہ الزہراؓ گئیں..... ان کو معلوم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر مسلمانوں کی تکلیف کے آگے اپنی اور اپنے قرابت مندوں کی تکلیف کی پروا نہیں کرتے مگر کچھ ضرورتاً اور کچھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایماء سے مجبوراً جانا پڑا..... اتفاق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف نہیں رکھتے تھے اس لئے آپ واپس آ گئیں.....

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آنا اور ان کا پیغام سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمانے لگے کیا بات تھی؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو ادب وحیا کی وجہ سے خاموش ہو رہیں..... حضرت علیؓ نے سارا واقعہ بیان کیا..... آپ نے جو کچھ جواب میں ارشاد فرمایا مولانا شبلیؒ نے ذیل کے اشعار میں اسے ادا کیا۔

ارشاد یہ ہوا کہ غریبان بے وطن — جن کا کہ صفۂ نبوی میں قیام تھا
میں ان کے بندوبست سے فارغ نہیں ہنوز — ہر چند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا
جو جو مصیبتیں کہ اب ان پر گزرتی ہیں — میں اس کا ذمہ دار ہوں میرا یہ کام تھا
کچھ تم سے بھی زیادہ مقدم تھا ان کا حق — جن کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا
خاموش ہو کے سیدۂ پاک رہ گئیں — جرأت نہ کر سکیں کہ ادب کا مقام تھا

آخر جب جنگ خیبر کے بعد لونڈی غلاموں کی کثرت ہو گئی تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنیز فضہ نامی آپ کے پاس بھیج دی اور ارشاد فرمایا کہ آدھا کام گھر کا یہ کرے اور آدھا تم کرنا اور دونوں مل کر چکی پیسنا..... جو کھانا تم خود کھاؤ وہی اس کنیز کو کھلانا..... (ناقابل فراموش واقعات)

شیخ کامل کی پہچان

۱-بقدر ضرورت دین کا علم ہو...... خواہ تحصیل علم سے یا...... صحبت علمائے محققین سے....

۲-کسی شیخ کامل...... صحیح السلسلہ سے مجاز ہو....

۳-خود متقی پرہیزگار ہو...... یعنی ارتکاب کبائر سے...... اور صغائر پر اصرار سے بچتا ہو....

۴-کافی مدت تک شیخ کی خدمت...... میں مستفیض ہوا ہو...... خواہ بمکاتبت خواہ بمجالست

۵-اہل علم وفہم...... اس کو اچھا سمجھتے ہوں...... اور اس کی طرف رجوع کرتے ہوں....

۶-اس کی صحبت سے...... آخرت کی رغبت...... محبت الٰہی کی زیادت...... اور محبت دنیا سے نفرت محسوس ہوتی ہو....

۷-اس کے مریدین میں سے...... اکثر کی حالت شریعت کے مطابق ہو....

۸-اس میں حرص وطمع نہ ہو.... ۹-خود بھی ذاکر وشاغل ہو....

۱۰- مریدین کو آزاد نہ چھوڑے...... بلکہ جب کوئی ان کی نامناسب بات دیکھے...... یا معتبر ذریعے سے معلوم ہو...... تو روک ٹوک کرے اور ہر ایک کو اس کی استعداد...... اور حال کے مطابق سیاست کرے...... ہر ایک کو ایک لکڑی نہ ہانکے...... جس میں یہ علامات پائی جائیں...... وہ شخص اس قابل ہے کہ اس کو شیخ بنائے...... اور اس کو اکسیر اعظم سمجھے...... اور اس کی زیارت وخدمت کو...... کبریت احمر جانے...... ان کمالات و علامات کے بعد پھر...... شیخ کامل میں کشف وکرامات...... تصرف وخوارق تارک کسب ہونے کو ہرگز نہ دیکھے کہ...... ان کا ہونا شیخ کامل کیلئے ضروری نہیں....(خطبات مسیح الامت)

ایک مفید وظیفہ

ہر کام سے پہلے...... "ایاک نعبد و ایاک نستعین"...... کہنے کی عادت ڈالو بلکہ ہر وقت دل ہی دل میں یہ رٹ لگاؤ...... کہ "یا اللہ! اب کیا کروں؟...... پھر دیکھو کیا سے کیا ہو جاتا ہے...." (ارشادات عارفی)

اچھی بیوی کی صفات

بیوی مٹادے اپنے کو شوہر کی اطاعت میں' فنا کردے اپنی مرضی کو شوہر کی مرضی میں

اسلام میں اچھی بیوی کا معیار یہ نہیں کہ کالج سے وہ ڈگریاں اور ڈپلومے لے کر نکلے' جو خود مردوں کے حق میں اب بے کار ہو چکے ہیں.....اور بے حیائیوں اور عریانیوں میں درس سینما کی ایکٹرسوں سے لے....

اس دین کے اندر تو شریف بیوی وہ ہے جو اپنے دل کے ولولے' حوصلے' اپنی آرزوئیں' امنگیں' اپنا چین' اپنا آرام سب نثار کردے' بس ایک کے گوشہ چشم پر بیوی بن کر آئے' باندی بنا کر اپنے کو رکھے' ذلتیں ہوں' انہیں عزت سمجھے' کانٹوں کا بستر ملے اس کو پھولوں کی سیج خیال کرے....

پس سن لے اس وقت تک کی معصوم لڑکی! اور چند منٹ میں بن جانے والی بہو! کہ زندگی کا نیا دور شروع ہونے کو ہے' اب تک کھیلی اور کھایا' بے فکری کی نیند سوئی' اور سکھ کی ہنسی ہنسی' کل سے نئی پابندی ہوگی اور نئی محکومی' اب تک زندگی اپنے واسطے تھی' کل سے دوسرے کی خدمت کے لیے وقف ہوگی' اب نہ اپنے لیے کھانا ہوگا نہ اپنے لیے پہننا' نہ اپنے وقت سونا نہ اپنے وقت جاگنا....

اللہ کی شان! اب تک جو دوسروں کی آنکھوں کی پتلیوں میں رہی' آرزوؤں اور ارمانوں کے گہواروں میں پلی اور بڑھی' کل سے وہ خود دوسرے کی خدمت گزاری کے لیے وقف ہوگی.... تعلیم وتربیت ''آرٹس'' کے سایہ سے دور اور ''فائن آرٹس'' کی نمائش گاہ سے بہت دور' بری بھلی جو کچھ بھی ہوئی سب اسی دن کے لیے تھی' دل قدم قدم پر مارنا ہوگا اور طبیعت کو بات بات پر روکنا' منزل بے شبہ سخت ہے اور ذمہ داریاں کڑی' لیکن مسلمان لڑکی! یہ بھی سن لے کہ انعام بھی کیسے اور بشارتیں بھی کیا کیا ہیں؟

مائی اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اور اس کی زبان سے سن کر کہتی ہیں' جو دنیا میں ہر کمزور کا سہارا اور ہر بے بس کا آسرا بنا کر بھیجا گیا تھا کہ:

''جو عورت زندگی کی منزل طے کرتی آخری منزل کی اس حالت میں پہنچتی ہے کہ اس کا شوہر اس سے خوش ہے تو بس جنت اس کی ہے گویا جنت اور اس کے

درمیان کوئی روک نہیں“.... (مشکوۃ)

دنیا کی بڑی سے بڑی تکلیفیں عارضی اور فانی اور یہاں کی سخت سے سخت تلخیاں وقتی اور ہنگامی‘ مسلمان لڑکی! اس آخری منزل کو سامنے رکھ‘ تو انشاءاللہ راہ کا ہر کانٹا‘ پھول اور پتھر پانی بنتا جائے گا....

لڑکی ذات ایک امانت ہوتی ہے‘ ماں باپ کے ہاتھ میں پروردگار کی طرف سے‘ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنی عمر کنوارپنے میں گزری؟ اس میں اس امانت کا حق کہاں تک آدا ہوا اور حق تلفیاں کتنی زائد ہوئیں ان کی خطاؤں کی معافی کا سہارا آخرت میں تو اسی سے ہے‘ جس نے دنیا میں ان پر پردہ ڈالے رکھا.... دنیا کے عیبوں کا ستار‘ کیا آخرت میں غفار نہ بنے گا....؟

لیکن آج جبکہ یہ امانت اسی پروردگار کے حکم کے ماتحت دوسرے کی طرف منتقل ہو رہی ہے‘ موقع ہے کہ علانیہ اور سرمحفل معافی اس سے بھی طلب کی جائے جس کے ساتھ خدا معلوم کتنی بار ظالمانہ برتاؤ ہوا؟

اور جس کی صحیح پرورش و پرداشت کا حق.... سچ یہ ہے کہ شمہ برابر بھی ادا نہ ہو سکا اور امانت کا حق جب بڑوں سے فطری تعلق رکھنے والوں سے نہ ادا ہوا تو اس کی توقع ایک عمر سے اور امانت کے جدید حامل سے کیوں رکھی جائے....؟

پھر بھی دعا یہی ہے کہ اے ظالم باپ کی مظلوم لڑکی! اللہ تیرا نصیب کھول دے‘ جس کے ساتھ عمر بھر نباہ کرنا ہے اس کے دل پر اللہ تجھے حاکم بنا دے‘ عمر بھر تجھے کنیزی نصیب رہے‘ جنتی بیویوں کی سردار فاطمہ زہراؓ کی....

اور اے متقیوں اور تباہ کاروں سب کی سننے والے! جب وقت آئے تیرے دربار میں اس بندی کی حاضری کا تو اس کے نصیب پر پرتو پڑی خوش نصیب خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے نصیب کا جن کا سوگ منایا تیرے حبیب و محبوبؐ نے‘ اس کے نصیب پر سایہ ڈالے خوش نصیب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نصیب‘ کہ تیرے بندے اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دنیا سے سفر اختیار فرمایا تو سر مبارک ہزاروں رفیقوں اور جاں نثاروں کے باوجود انہی کے زانو پر تھا....(پرسکون گھر)

زمانے سے نصیحت حاصل کرو

عالم کتب تاریخ کے پڑھنے سے زمانے سے نصیحت حاصل ہوتی ہے.... آفاق میں آیات الٰہی کے مطالعہ اور تدبر احوال اُمم سے بھی عبرت حاصل ہوتی ہے کہ قومیں کس طرح کھڑی ہوتی ہیں اور کس طرح گر جاتی ہیں اور کس طرح نشوونما اور انحطاط پذیر ہوتی ہیں؟ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ لوگ ان ادوار متعاقبہ کی طرف متوجہ ہوں اور وہ ان سے نفع حاصل کرنے کی طرف مائل ہوں....

انسان دو حالتوں کے درمیان ہے یا تو یہ اس کے اپنے مخصوص تجربات ہوں جنہیں وہ اپنے افکار کی تصحیح اور ایمان کی تقویت میں خرچ کرے یا یہ کہ اسے اس قسم کا علم نہ ہو تو اسے چاہیے کہ دوسروں سے سنے.... دوسروں کے علوم سے فائدہ اُٹھائے اور ان کے تجربات سے عبرت حاصل کرے.... رہا اس طرح آنکھوں کا کھلا ہونا کہ موج در موج حوادث کے بغیر تفکر و تفقہ اور عبرت کے دیکھتا رہے تو یہ اندھا پن اور تاریکی ہے اور یہ مسلمان کی شان کے لائق نہیں.... (وقت ایک عظیم نعمت)

دینی اُمور میں احتیاط

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب رحمہ اللہ میرٹھ میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے عشاء کے وقت ایک مسئلہ پوچھا.... آپ نے اس کا جواب دیا.... مستفتی کے چلے جانے کے بعد ایک شاگرد نے عرض کیا کہ مجھے یہ مسئلہ یوں یاد ہے.... آپ نے فرمایا تم ٹھیک کہتے ہو اور مستفتی کو تلاش کرنا شروع کیا.... لوگوں نے عرض کیا کہ رات زیادہ ہوگئی ہے آپ آرام فرمایئے.... ہم صبح ہونے پر اس کو بتلادیں گے لیکن آپ نے قبول نہیں فرمایا اور اس کے مکان پر تشریف لے گئے.... گھر میں سے اس کو بلایا اور فرمایا کہ ہم نے اس وقت مسئلہ بتلا دیا تھا.... تمہارے آنے کے بعد ایک شخص نے صحیح مسئلہ ہم کو بتلایا اور وہ اس طرح ہے جب یہ فرما چکے تب چین آیا اور واپس آ کر آرام فرمایا.... (مواعظ اشرفیہ)

موذی جانور یا دشمن سے حفاظت

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ:۱۸) راستے میں کسی موذی جانور یا دشمن سے خوف محسوس ہو تو ۷ دفعہ اس پر پڑھ کر پھونکیں.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

تسلیم حکمت الٰہی

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے بعض حالات پر غور کیا... مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان اجسام کو حکمت کے مطابق بہت مضبوط بنایا ہے اس سے اس کی قدرت کا کمال اور حکمت کی خوبی معلوم ہوئی پھر بعد چندے اسے چور چور کر دیا تو اب اس کی حکمت کا یقین ہو جانے کے بعد اس کے اس فعل کے راز میں عقلیں متحیر ہو گئیں.... پھر ان عقلوں کو یہ بتایا گیا کہ سارے جسم قیامت میں دوبارہ بنا دیئے جائیں گے اور یہ سانچہ صرف اس لیے بنایا گیا تا کہ معرفت کا میدان عبور کرلے اور عمل کے موسم میں تجارت کرلے یہ سن کر عقلوں کو کچھ سکون ہو گیا....

پھر انہوں نے کچھ چیزیں دیکھیں جو اس سے بڑھ کر تعجب خیز تھیں... مثلاً ایسے نو جوانوں کو موت دے دینا جو ابھی اپنے مقصد پیدائش میں سے کچھ حاصل نہیں کر سکے تھے اور اس سے زیادہ مقام حیرت اس کا یہ معاملہ ہے کہ بچوں کو ان کے تڑپتے والدین کے ہاتھوں سے چھین لیتا ہے اور اس کا راز ظاہر نہیں ہوتا.... حالانکہ خدا ان بچوں سے بے نیاز تھا اور ان کے والدین ضرورت مند تھے اور اس سے بھی زیادہ تعجب خیز معاملہ ایسے بوڑھوں کو باقی رکھنا ہے جو بیچارے اپنی بقاء کی حقیقت سے بھی غافل ہو چکے ہوں اور ان کو تکلیف کے سوا کچھ حاصل نہیں ہے اور اسی قبیل سے عقل مند مؤمن پر روزی کا تنگ کرنا ہے اور احمق کافر پر وسیع کرنا ہے.... اسی طرح کے اور بہت سے معاملات ہیں جن کی علت اور راز سمجھنے میں عقل متحیر اور مبہوت ہے....

میں اس طرح کی تکالیف پر غور کرتا رہا.... جب عقل ان کی حکمتیں سمجھنے سے عاجز ہو گئی اور وہ اس کی معتقد ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہیں تو اسے یقین ہو گیا کہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام افعال کی حکمتوں کو جاننے سے قاصر ہے... لہٰذا اعتراف عجز کرتے ہوئے جھک گئی اور اتنا کر لینے سے اس کا فرض ادا ہو گیا....

چنانچہ اب اگر عقل سے کہا جائے کہ تم پر اس کی بنائی چیزوں کی حکمت واضح ہو چکی ہے تو کیا یہ مناسب ہوگا کہ اگر وہ ان چیزوں کو توڑ دے تو اس کی حکمت میں قدح کیا جائے؟ عقل جواب دے گی.... "چونکہ میں دلیل قطعی سے جان چکی ہوں کہ وہ حکیم ہے اور میں اس کی حکمتوں کے سمجھنے سے قاصر ہوں.... لہٰذا میں سر جھکا کر تسلیم کرتی ہوں اور اپنے عجز کا اعتراف کرتی ہوں...." (صید الخاطر)

صدقہ کرنے میں اخلاص اور حرام کام سے بچنے میں اخلاص

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سایے کے سوا اور کہیں سایہ نہیں ملے گا ایک انصاف کرنے والا حاکم دوسرے وہ جوان جو جوانی کی امنگ سے خدا کی عبادت میں رہا تیسرے وہ جس کا دل مسجد میں لگا ہے چوتھا وہ آدمی جنہوں نے اللہ کیلئے دوستی رکھی زندگی بھر دوست رہے اور دوستی ہی پر مرے.... پانچواں وہ مرد جس کو ایک مرتبہ والی خوبصورت عورت نے (برے کام کیلئے) بلایا اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں.... چھٹا وہ شخص جس نے اللہ کی راہ میں ایسا چھپا کر صدقہ کیا کہ داہنے ہاتھ سے جو دیا بائیں ہاتھ تک کو اس کی خبر نہ ہوئی.... ساتواں وہ مرد جس نے اکیلے میں اللہ کو یاد کیا اس کی آنکھیں بہہ نکلیں.... (رودیا) (اعمال القلوب)

کامیابی اور جائز مراد کیلئے

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ○ (سورۃ الانفال ۹)

مسلمان پر واجب ہے کہ تمام امور میں اللہ پر توکل کرے اس کے سوا کسی اور پر وثوق نہ کرے.... مدد اور کامیابی اسی قوت والے کے ہاتھ میں ہے جو سب کا پیدا کرنے والا ہے.... ہر جائز مراد کیلئے ۴۱ دفعہ ۱۱ دن تک پڑھیں.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

ایک صحابی کے انتقال کے وقت
رُخسار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر

غزوۂ احد میں زیاد ابن سکن کو یہ شرف حاصل ہوا کہ جب زخم کھا کر گرے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو میرے قریب لاؤ لوگوں نے ان کو آپ کے قریب کر دیا انہوں نے اپنے رخسار آپ کے قدم مبارک پر رکھ دیئے اور اسی حالت میں جان اللہ کے حوالے کی.... اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ .... (ابن ہشام)

دربارِ نبوت میں ایک عجیب مقدمہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا.... اور شکایت کی کہ میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اپنے والد کو بلا کر لاؤ.... اسی وقت جبرئیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جب اس کا باپ آ جائے تو اس سے پوچھئے کہ وہ کلمات کیا ہیں جو اس نے دل میں کہے ہیں.... خود اس کے کانوں نے بھی ان کو نہیں سنا.... جب یہ شخص اپنے والد کو لے کر پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے والد سے کہا کہ کیا بات ہے؟ آپ کا بیٹا آپ کی شکایت کرتا ہے.... کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس کا مال چھین لیں.... والد نے عرض کیا کہ آپ اسی سے یہ سوال فرمائیں کہ میں اس کی پھوپھی.... خالہ یا اپنے نفس کے سوا کہاں خرچ کرتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِیْهٖ" (جس کا مطلب یہ تھا کہ بس حقیقت معلوم ہوگئی اب اور کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں).....

اس کے بعد اس کے والد سے دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا ہیں جن کو ابھی تک خود تمہارے کانوں نے بھی نہیں سنا.... اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ آپ پر ہمارا ایمان اور یقین بڑھا دیتے ہیں (جو بات کسی نے نہیں سنی اس کی آپ کو اطلاع ہوگئی جو ایک معجزہ ہے)

پھر اس نے عرض کیا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے چند اشعار دل میں کہے تھے جن کو میرے کانوں نے بھی نہیں سنا.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: وہ ہمیں سناؤ.....

اس وقت اس نے یہ اشعار سنائے:

غَذَوْتُکَ مَوْلُوْدًا وَّمُنْتُکَ یَافِعًا تُعَلُّ بِمَا اَجْنِیْ عَلَیْکَ وَتُنْهَلُ

ترجمہ:.... "میں نے تجھے بچپن میں غذا دی اور جوان ہونے کے بعد بھی تمہاری ذمہ داری اٹھائی.... تمہارا سب کھانا پینا میری ہی کمائی سے تھا...."

اِذَا لَیْلَةً ضَافَتْکَ بِالسُّقْمِ لَمْ اَبِتْ لِسُقْمِکَ اِلَّا سَاهِرًا اَتَمَلْمَلُ

ترجمہ: "جب کسی رات میں تمہیں کوئی بیماری پیش آ گئی تو میں نے تمام رات

تمہاری بیماری کے سبب بیداری اور بے قراری میں گزاری...."

كَأَنِّي أَنَا الْمَطْرُوقُ دُونَكَ بِالَّذِي　　طُرِقْتَ بِهِ دُونِي فَعَيْنِي تَهْمَلُ

ترجمہ: "گویا کہ تمہاری بیماری مجھے ہی لگی ہے.... تمہیں نہیں.... جس کی وجہ سے تمام شب روتا رہا...."

تَخَافُ الرَّدَى نَفْسِي عَلَيْكَ وَأَنَّهَا　　لَتَعْلَمُ أَنَّ الْمَوْتَ وَقْتٌ مُؤَجَّلُ

ترجمہ:.... "میرا دل تمہاری ہلاکت سے ڈرتا رہا حالانکہ میں جانتا تھا کہ موت کا ایک دن مقرر ہے پہلے پیچھے نہیں ہو سکتی ...."

فَلَمَّا بَلَغْتَ السِّنَّ وَالْغَايَةَ الَّتِي　　إِلَيْهَا مَدَى مَا كُنْتُ فِيكَ أُؤَمِّلُ

ترجمہ:.... "پھر جب تم اس عمر اور اس حد تک پہنچ گئے جس کی میں تمنا کیا کرتا تھا...."

جَعَلْتَ جَزَائِي غِلْظَةً وَفَظَاظَةً　　كَأَنَّكَ أَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمُتَفَضِّلُ

ترجمہ:.... "تو تم نے میرا بدلہ سختی اور سخت کلامی بنا دیا گویا کہ تم ہی مجھ پر احسان وانعام کر رہے ہو...."

فَلَيْتَكَ إِذْ لَمْ تَرْعَ حَقَّ أُبُوَّتِي　　فَعَلْتَ كَمَا الْجَارُ الْمُصَاقِبُ يَفْعَلُ

ترجمہ:.... "کاش اگر تم سے میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں ہو سکتا تو کم از کم ایسا ہی کر لیتے جیسا کہ ایک شریف پڑوسی کیا کرتا ہے...."

فَأَوْلَيْتَنِي حَقَّ الْجِوَارِ وَلَمْ تَكُنْ　　عَلَيَّ بِمَالٍ دُونَ مَالِكَ تَبْخَلُ

ترجمہ:.... "تو کم از کم مجھے پڑوسی کا حق تو دیا ہوتا اور خود میرے ہی مال میں میرے حق میں بخل سے کام نہ لیا ہوتا...."

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سننے کے بعد بیٹے کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا: أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ یعنی جا تو بھی اور تیرا مال بھی سب تیرے باپ کا ہے....(قرطبی)

دو آوازوں پر اللہ کی لعنت

حدیث شریف میں آتا ہے کہ دو آوازیں ایسی ہیں کہ جن پر دنیا و آخرت میں خدا کی لعنت ہے:

۱- ایک خوشی کے موقع پر گانے بجانے کی آواز....

۲- اور دوسرے غمی کے موقع پر رونے دھونے اور نوحہ کرنے کی آواز.... رو رو کر بین کر کے رونے کی آواز....

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ اور وقت کی قدر

علم اور کتابت سیکھنے کا شوق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''کچھ زیارت کرنے والے میرا حرج (نقصان) کرتے.... میرے پاس آ کر میرا وقت اور میری عمر ضائع کرتے لیکن میں ان سے سمجھداری کے ساتھ نمٹتا یعنی ان کے لیے کاغذ تیار کر لیتا.... جب وہ آتے تو ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک بنڈل دے دیتا.... وہ کام کرنے لگ جاتے اور اوراق جمع کرنے میں مشغول ہو جاتے اور یوں ہم بالکل تھوڑا وقت باتیں کر پاتے.... جب وہ چلے جاتے تو میرے پاس بہت کچھ جمع ہو جاتا اور میں اسے لکھنا شروع کر دیتا اور اس پر کافی وقت صرف ہو جاتا.... وقت گزرتا رہتا لیکن ان ملاقاتیوں کی وجہ سے ضائع نہ ہوتا....''

جب ہم ان اور ان جیسی دوسری مثالوں پر غور کریں گے اور اپنے حال کا ان بزرگوں کے حالات سے مقابلہ کریں گے تو ہم محسوس کریں گے کہ ہم تو اس طرح نہیں کرتے اور ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم ان اوقات کی نگہبانی و رعایت اور ان سے فائدہ حاصل کرنے میں کس قدر دور ہیں....

''وقت'' جیسی دولت کے بارے میں ہمارا اجتماعی رویہ قابل تعریف نہیں ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر روزمرہ کی سماجی اور معاشی سرگرمیوں میں قدرت کے اس بے بہا وسیلے کو کفایت.... دیانت اور ذہانت سے استعمال کیا جائے تو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں انقلاب آ سکتا ہے....

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

''اے ابن آدم! تو ایام ہی کا مجموعہ ہے جب ایک دن گزر جائے تو تو یہ سمجھ تیرا ایک حصہ گزر گیا....''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

''یہ ایام تمہاری عمروں کے صحیفے ہیں.... اچھے اعمال سے ان کو دوام بخشو....''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

''میں اس دن سے زیادہ کسی چیز پر نادم نہیں ہوتا جو میری عمر سے کم ہو جائے اور اس میں میرے عمل کا اضافہ نہ ہو سکے....''

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

''دن رات کی گردش آپ کی عمر کم کر رہی ہے تو آپ عمل میں سستی کیوں کرتے ہیں....

امام ابن قیم نے زاد المعاد میں وقت اور اس کی قدر و قیمت پر نہایت عمدہ بحث کی ہے.... اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وقت دیکھتے ہی دیکھتے گزر جاتا ہے جس کا تدارک ناممکن ہے اسے کسی قیمت پر واپس نہیں لایا جاسکتا.... فرصت وقت ضائع کرنے والا ساری عمر ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے اور اس پر ندامت بھی مزید وقت کے ضائع کرنے کے مترادف ہے اس لیے جب موقع ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو سوائے حسرت ومحرومی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا....

وقت کی پوری پوری قدر کرنا اور عمر عزیز کے ایک ایک لمحے سے فائدہ اُٹھانا سلف صالحین کا شعار رہا ہے.... علمائے سلف تعلیم و تدریس.... تصنیف و تالیف.... دعوت و تذکیر.... ذکر و عبادت اور خلق خدا کی خدمت اور راحت رسانی میں لگے رہتے تھے.... ان میں سے بعض اکابر کے حالات وواقعات موجودہ نسل کی رہنمائی کے لیے لکھے جاتے ہیں.... (وقت ایک عظیم نعمت)

مسجد کی طرف نکلنے میں اخلاص

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی کی نماز اکیلے پڑھنے سے جماعت کے ساتھ پڑھنے میں ڈبل اجر ملتا ہے اور بازار والی مسجد میں ۲۵ درجہ زیادہ ثواب ملتا ہے اور یہ کب ثواب ملے گا جب وضو اچھے طریقے سے کرے گا پھر وہ صرف مسجد کی طرف نماز کیلئے نکلے تو اس کے ایک قدم پر ایک درجہ بلند کیا اور ایک گناہ مٹا دیا جائے گا جب وہ نمازی نماز سے فارغ ہو جاتا ہے.... تو فرشتے اس کیلئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں جب تک وہ اپنی جگہ پر موجود ہوتا ہے یا ایک نماز سے دوسری نماز تک منتظر رہتا ہے.... (بخاری شریف)

ناسور یا داغ کا علاج

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا (سورۃ بقرہ ۷۱)

کسی کے بدن پر ناسور ہو یا کوئی داغ دھبہ ہو تو ۴۱ بار دوا یا مرہم پر پڑھ کر پھونکیں اور پھر استعمال کریں.... انشاء اللہ داغ دھبہ دور ہو جائے گا.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

تصحیح تلاوت قرآن

قرآن پاک کے ہر حرف پر دس نیکی ملنے کا جو وعدہ ہے......وہ صحیح پڑھنے پر ہے...... مثلاً قل کے دو حرف پر بیس نیکی کا وعدہ ہے......لیکن اگر کوئی اسی لفظ قل کو کل پڑھے اور قاف نہ ادا کرے تو یہ ثواب کس طرح ملے گا......اگر اردو کا امتحان لیا جا رہا ہو اور کہا جائے کہ لکھو ظالم......اور طالب علم لکھے جالم تو کیا آپ اس کو پاس کریں گے......یا کوئی نمبر دیں گے حالانکہ صرف ایک حرف کو غلط لکھا ہے......اور تین حرف کی اکثریت صحیح ہے......اسی طرح آپ نے کہا لکھو طوطا اس نے لکھا توتا......تو آپ کیا نمبر دیں گے پس جو فیصلہ یہاں کریں گے قرآن پاک کی تلاوت میں بھی کر لیں......بہت اہتمام سے قرآن پاک کی تلاوت کو صحت حروف کے ساتھ مشق کریں......قرآن پاک کی غلط تعلیم سے منتظمین مدرسہ بھی وبال سے نہ بچ سکیں گے......اور صدقہ جاریہ کے بجائے ضد صدقہ جاریہ ہوگا....(مجالس ابرار)

مقبولیت کا راستہ

اللہ کے نزدیک......آج مقبولیت کے دروازے بند ہیں......بجز اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے......اور آج کوئی نجات نہیں پا سکتا......بغیر کامل اتباع کے....(ارشادات مفتی اعظم)

منزل کے لئے چار چیزوں کی ضرورت

جب انسان کسی بھی متعین منزل کی طرف جانے کا ارادہ کرتا ہے......تو اس کے لئے چار باتوں کی ضرورت پیش آتی ہے......ان چار کے بغیر منزل مقصود تک آدمی نہیں پہنچ سکتا....

وہ چار باتیں یہ ہیں......۱-روشنی......۲-راستہ......۳-راہنما......۴-راہ رو

اگر روشنی نہیں ہوتی تو اندھیرے میں چلنا دشوار ہوگا......روشنی ہو......مگر راستہ نہ ہو......تو آدمی چلے کس چیز پر......راستہ بھی ہو مگر رہنما کوئی نہ ہو......تو آدمی چلے کیسے...... اگر یہ تینوں چیزیں موجود ہوں مگر چلنے والا کوئی نہ ہو......تو منزل تک کون پہنچے......الغرض یہ چار باتیں ہیں کہ ان کے بغیر منزل مقصود تک پہنچنا ناممکن ہے....'' (خطبات حکیم الاسلام)

مصیبت کا علاج

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص کسی مصیبت اور بلاء میں گرفتار ہو اور اسے ختم کرنا چاہتا ہو وہ اس مصیبت کو اس قدر بڑھا کر تصور میں لائے کہ پیش آمدہ مصیبت ہلکی معلوم ہونے لگے.... اسی طرح اس کے ثواب کو سوچے اور اس سے بڑی کسی مصیبت کے آ جانے کا تصور کرے تب اسے در پیش مصیبت غنیمت معلوم ہونے لگے گی....

اور اس کے جلد ہی ختم ہو جانے کے وقت پر نگاہ رکھے.... "واقعی اگر مصیبتوں کا رنج نہ ہوتا تو راحت کی گھڑیوں کی اُمید نہ ہوتی" اور اس کا یقین رکھے کہ اس کے پاس اس مصیبت کے ٹھہرنے کی مدت اتنی ہی ہے جتنی ایک ایسے اجنبی مہمان کی ہوتی ہے جو (دوسرے شہر میں جا کر) ہر وقت اپنی ضرورت کا سامان تلاش کرتا ہو کیونکہ ایسا شخص بہت جلد (اپنی ضرورت سے فارغ ہو کر) رخصت ہو جاتا ہے اور پھر اپنی محفلوں اور مجلسوں میں جا کر میزبان کے کرم کی تعریفیں بھی کرتا ہے....

پس یہی حال مصیبت میں مؤمن کا ہونا چاہیے کہ اپنے ایک ایک لمحہ کی فکر کرتا رہے اور اپنے نفس کے احوال کی اور تمام اعضاء کی نگرانی کرتا رہے.... اس خوف سے کہ کہیں زبان سے کوئی کلمہ شکایت نہ نکل جائے (اور مصیبت کا مہمان ناراض ہو جائے) یا دل میں اس مصیبت پر ناراضگی نہ پیدا ہو جائے....

اس طرح کہ گویا وہ اجر کی فجر دیکھ چکا ہے اور مصیبت کی رات ختم ہونے کو ہے اور اندھیریوں کو قطع کرکے چلتے رہنے والے کی مدح ہونے والی ہے.... پھر جونہی جزاء کا سورج طلوع ہو گا یہ شخص سلامتی کی منزل پر جا اُترے گا.... (صید الخاطر)

شہید کامل

شہید کامل وہ ہے جو میدان جنگ میں ایسی حالت میں مارا جائے کہ اس کے جسم پر زخم ہو اور اس نے اس کے بعد کسی دنیاوی چیز سے نفع بھی نہ اٹھایا ہو.... اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہیں دیا جائے گا مگر نماز جنازہ پڑھی جائے گی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک.... اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسے شہید کامل کو نہ غسل دیا جائے گا اور نہ ہی نماز جنازہ پڑھی جائے گی.... (شہدائے اسلام)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں

غزوہ تبوک کا سفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام سفروں میں غالباً سب سے زیادہ پُرمشقت سفر تھا.... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سن کر بہ نفس نفیس تبوک تشریف لے جانے کا فیصلہ فرمایا....اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تیاری کا حکم دے دیا....

وہ وقت صحابہ کرامؓ کے لیے شدید آزمائش کا وقت تھا روم جیسی اس دور کی سپر پاور سے مقابلہ صحرائے عرب میں گرمی کے شباب کا وہ زمانہ جس میں آسمان شعلے برساتا اور زمین آگ اگلتی .... تقریباً آٹھ سو کلومیٹر کا فاصلہ جو دہشت ناک صحراؤں سے گذرتا تھا سواریوں کی قلت.... معاشی خستہ حالی اور مدینہ منورہ میں کھجوریں پکنے کا موسم گویا سال بھر کی محنت کا پھل اسی زمانے میں کھجوروں کی شکل میں سامنے آنے والا تھا جس پر سال بھر کی معیشت کا دارومدار تھا ایسی حالت میں مدینہ منورہ سے سفر اختیار کرنا مزید معاشی مشکلات کو دعوت دینے کے مترادف تھا....

لیکن یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فداکار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی کا حوصلہ تھا کہ وہ ان تمام مشکلات کو عبور کر کے اس صبر آزما سفر کے لیے نکل کھڑے ہوئے اس سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے معجزات ظاہر ہوئے بالآخر تبوک میں اسی جگہ قیام فرمایا جہاں آج یہ مسجد بنی ہوئی ہے....

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں بیس دن قیام فرمایا....لیکن ہرقل بادشاہ کی طرف سے کوئی مقابلہ پر نہیں آیا بظاہر جنگ نہیں ہوئی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنی قربانیاں دے کر یہاں تشریف لانے سے اسلامی فتوحات کے سلسلے میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا....دشمنوں پر مسلمانوں کا رعب طاری ہوا اور آس پاس کے قبائل خود حاضر ہو کر مطیع ہوئے شام ہی کے علاقوں کے حکمرانوں نے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر صلح کی....اور جزیہ ادا کرنے پر راضی ہوئے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صلح نامہ لکھ کر دیا....

یہیں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چار

سو سواروں کیساتھ دومۃ الجندل روانہ فرمایا یہ ہرقل کے زیرنگیں تھا اور اس کا فرمانروا اکیدر شاہ روم کی طرف سے مقرر ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بھیجتے وقت ان سے فرمایا تھا کہ جب تم وہاں پہنچو گے تو اس کا حاکم اکیدر تمہیں شکار کرتا ہوا ملے گا تم اسے قتل کرنے کے بجائے گرفتار کر کے میرے پاس لے آنا....

چنانچہ جب آپ دومۃ الجندل کے قلعے کے قریب پہنچے تو اکیدر گرمیوں کی چاندنی رات میں قلعے کی فصیل پر اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھا گانا سن رہا تھا....اچانک اس نے دیکھا کہ ایک نیل گائے قلعہ کے پھاٹک سے ٹکر مار رہی ہے اکیدر فوراً اس کے پیچھے دوڑا ادھر سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ آپہنچے....

اکیدر کا بھائی حسان مارا گیا....اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکیدر کو گرفتار کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اکیدر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو ہزار اونٹ....آٹھ سو گھوڑے....چار سو زرہیں اور چار سو نیزے دینے کا معاہدہ کر کے صلح کی اور جزیہ ادا کر کے اسلامی ریاست کے زیر دست رہنا منظور کیا....(اصلاحی خطبات)

شراب نوشی کا گناہ

گانے بجانے کے بعد اگلا قدم شراب نوشی کا ہی آتا ہے....اور دنیا کے اندر عیاشی کا یہی طریقہ۔ ہے کہ ناچ گانا ہو اور شراب نوشی ہو....

اور جو قوم عیاشی میں مبتلاء ہو جاتی ہے....وہ خنزیر اور بندر بننے کے قابل ہی رہتی ہے....اب آپ دیکھ لیجئے کہ شادی بیاہ کے موقع پر کیسا خوفناک اور خطرناک گناہ ہو رہا ہے....اور ہمیں پتہ بھی نہیں کہ ہم کیسا خطرناک کام کر رہے ہیں....اس لئے سوچنے اور غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟

جو چیز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور ساری انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے.... عبادت ہے اور باعث اجر و ثواب اور باعث خیر و برکت ہے....دنیا و آخرت کے اندر اس کا بڑا ثواب ہے....اس کے واسطہ سے انسان کو نیک اولاد جیسی نعمت جو کہ بہترین صدقہ جاریہ ہے حاصل ہوتی ہے....اور ہم اس کو گانے بجانے سے آلودہ کر کے تباہ برباد کر رہے ہیں....

قاضی امام ابو یوسف رحمہ اللہ

قاضی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۳ تا ۱۸۲ھ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید اور قاضی القضاۃ تھے.... انہوں نے تین خلفائے عباسیہ یعنی مہدی.... ہادی اور ہارون الرشید کا زمانہ پایا تھا... فقہ و فتاویٰ کی بیشتر دنیائے اسلام پر ان کی حکمرانی تھی.... وہ آخری دفعہ بیمار ہوئے تو ان کے ایک شاگرد ابراہیم بن الجراح ان کی عیادت کو گئے جب کہ ان پر بیہوشی طاری تھی.... جب ذرا ہوش آیا تو امام ابو یوسف نے ابراہیم سے پوچھا کہ حج میں رمی جمار (کنکریاں مارنا) پیدل افضل ہے یا سوار ہو کر؟ ابراہیم نے متعجب ہو کر کہا کہ آپ اس نازک وقت میں بھی علمی مسائل کی تحقیق میں مصروف ہیں.... امام صاحب نے جواب دیا کہ کوئی مضائقہ نہیں.... شاید یہ بات کسی کے کام آسکے.... ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے اپنی رائے ظاہر کی اور امام صاحب نے اپنی تحقیق بیان کی.... اس کے بعد امام صاحب پر حالت نازع طاری ہونے لگی تو میں اُٹھ کھڑا ہوا.... میں ان کے گھر سے باہر نکلا ہی تھا کہ گھر سے رونے اور چلانے کی آوازیں آنے لگیں.... معلوم ہوا کہ میرے باہر نکلتے ہی ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی.... رحمۃ اللہ علیہ.... امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے مہد سے لحد تک تحصیل علم کی علمی مثال پیش کر دی.... (وقت ایک عظیم نعمت)

غلط تاویل کا نتیجہ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میرے نفس نے ایک ایسے مباح میں تاویل سے کام لیا تا کہ کچھ دنیا حاصل کر سکے جس میں کچھ کراہت بھی تھی.... میں نے اس پر غور کیا تو اندازہ ہوا کہ اس معاملہ نے سب سے پہلے میرے دین کا مغز نچوڑا یعنی اللہ کی طاعت کی حلاوت ختم ہوگئی ہے پھر ردعمل کے طور پر میری تاویل کا دروازہ بھی بند ہو گیا.... گویا دونوں طرف سے نقصان ہوا.... یہ محسوس کر کے میں نے اپنے نفس سے کہا ''تیری مثال ایک ظالم حاکم کی سی ہے جس نے بہت سا مال ناجائز طور پر جمع کر لیا ہو پھر اسے معزول کر دیا جائے اور اس کا سارا جمع کردہ مال چھین لیا جائے بلکہ مزید جو پہلے کا تھا وہ بھی چھن جائے۔''

پس غلط تاویل سے بچو! کیونکہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا اور اس کی نافرمانی کر کے اس کی نعمت نہیں حاصل کی جا سکتی.... (صید الخاطر)

وہ لوگ جو شہداء کے حکم میں ہیں

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول اس کی تعداد ۳۷ ہیں وہ حسب ذیل ہیں....

۱-پیٹ کی بیماری والا.... ۲-پانی میں ڈوب کر مرنے والا....

۳-دیوار وغیرہ گرنے سے مرنے والا....

۴-ذات الجنب یعنی سینہ کے اندر کی طرف پسلیوں والے حصہ میں زخم ہو جائے اور سخت درد ہو....

۵-سل کی بیماری یعنی اس بیماری میں پھیپھڑے سے منہ کے راستہ خون آتا ہے....

۶-سفر میں مرنے والا.... ۷-مرگی کے مرض میں مرنے والا....

۸-بخاری میں مرنے والا.... ۹-مال وجان وغیرہ کی حفاظت کرتے ہوئے مرنے والا

۱۰-ظلماً قتل ہو.... ۱۱-پاک دامنی کی محبت میں مرنے والا....اگر گناہ والے عشق میں مرے تو حرام اور گناہ ہے.... ۱۲-جذام وکوڑھ کی بیماری والا....

۱۳-درندے نے پھاڑا ہو....

۱۴-بادشاہ نے ظلماً مارا....اس کے خوف سے چھپا رہا اور اسی میں مرجائے....

۱۵-موذی جانور....سانپ وغیرہ کے کاٹنے سے....

۱۶-علم دین کی طلب میں خواہ تدریس ہو یا تصنیف ہو اس میں مرنے والا....

۱۷-موذن جو ثواب کی نیت سے اذان دے اور تنخواہ نہ لے....

۱۸-سچ بولنے والا تاجر....

۱۹-جو اپنے اہل وعیال وغیرہ کیلئے طلب حلال کی کوشش کرتے ہوئے مرے....

۲۰-سمندر کے سفر میں متلی اور قے آنا....

۲۱-روزانہ پچیس مرتبہ "اللھم بارک لی فی الموت وفیما بعد الموت" پڑھنے والا

۲۲-چاشت کی نماز کا اہتمام کرنے والا اور ہر مہینے میں تین روزے رکھنے والا اور نماز وغیرہ سفر وحضر میں بھی نہ چھوڑنے والا مرے....

۲۳-فساد امت کے وقت سنت کا اہتمام کرنے والا....

۲۴-جو بیماری میں ''لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ.... اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ''
چار مرتبہ پڑھے اور پھر اسی بیماری میں مرنے والا.... ۲۵-ہر رات سورہ یٰسین کو پڑھنے والا

۲۶-جو صبح کے وقت ''اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم''
تین بار پڑھ کر سورت حشر کی آخری تین آیات پڑھنے والا....

۲۷-روزانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سو بار درود شریف پڑھنے والا....

۲۸-سچے دل سے شہادت کی تمنا کرنے والا.... ۲۹-جمعہ کے دن مرنے والا....

۳۰-کفار سے جنگ کیلئے سرحد پر گھوڑا باندھ کر رکھنے والا....

۳۱-سواری سے گر کر مرنے والا.... ۳۲-طاعون کے مرض میں مرنے والا....

۳۳-جل کر مرنے والا.... ۳۴-جو عورت بچہ پیدا ہونے کے وقت مرے.... یا
نفاس کی مدت کے پورا ہونے سے پہلے مرے.... (روضۃ الصالحین)

خواتین ایسی زیب وزینت سے بچیں

قرآن کریم میں ہے وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ .... اور قدیم زمانہ جاہلیت
کے موافق بناؤ سنگھار اور زیب وزینت نہ کرو....

جاہلیت اولیٰ سے مراد اسلام سے پہلے دنیا میں پھیلی ہوئی جہالت ہے اور ہر اولیٰ کے لیے ثانی ہونا چاہئے جس میں اس طرح کی بے حیائی اور بے پردگی پھیل جائے گی ....اور غالباً وہی ہمارے اس زمانہ کی وہ جہالت ہے جس پر علم وادب اور تہذیب وثقافت کا پردہ ڈال دیا گیا ہے اور اس کا مشاہدہ ہر جگہ اور ہر اعتبار سے ہو رہا ہے....اس آیت میں پردہ کے متعلق اصل حکم یہ ہے کہ عورتیں گھروں میں رہیں....

بلاضرورت شرعی ومجبوری شدید ہرگز نہ نکلیں....غرض عورتوں کیلئے گھروں میں ٹھہرنا اس آیت نے واجب کر دیا ہے لیکن عذر شرعی اس سے مستثنیٰ ہے....

اس صورت میں بھی کہ جب وہ عذر شرعی کی وجہ سے باہر نکلے کسی قسم کی زیب وزینت کا اظہار نہ کرے بلکہ برقعہ یا بڑی چادر سر سے پاؤں تک اوڑھ لیا کرے....(پردہ ضرور کروں گی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیم پر شفقت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن گھر سے مسجد کی طرف تشریف لانے لگے.... راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بچوں کو کھیلتے دیکھا انہوں نے اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھے.... بچوں نے سلام عرض کیا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب ارشاد فرمایا.... اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے تو ایک بچے کو خاموشی کے ساتھ اداس بیٹھے دیکھا.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب رک گئے.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اداس اور پریشان نظر آ رہے ہو؟

اس نے رو کر کہا.... اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! میں یتیم مدینہ ہوں.... میرے سر پر باپ کا سایہ نہیں ہے جو میرے لئے کپڑے لا دیتا.... میری امی مجھے نہلا کر کپڑے پہنا دیتی اس لئے میں یہاں اداس بیٹھا ہوں.... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے فرمایا کہ تم میرے ساتھ آؤ....

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے لے کر واپس اپنے گھر تشریف لائے اور سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا.... حمیرا! انہوں نے عرض کیا **لبیک یا رسول اللہ** اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں.... آپؐ نے فرمایا اس بچے کو نہلا دو چنانچہ اسے نہلا دیا گیا .... اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کے دو ٹکڑے کر دیئے.... کپڑے کا ایک ٹکڑا اسے تہبند کی طرح باندھ دیا اور دوسرا اس کے بدن پر لپیٹ دیا گیا.... پھر اس کے سر پر تیل لگا کر کنگھی کی گئی.... حتیٰ کہ جب وہ بچہ تیار ہو گیا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ چلنے لگا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے بیٹھ گئے اور اس بچے کو فرمایا آج تو پیدل چل کر مسجد میں نہیں جائے گا بلکہ میرے نبوت والے کندھوں پر سوار ہو کر جائے گا....

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بچے کو کندھوں پر سوار کر لیا اور اسی حالت میں اسی گلی میں تشریف لائے جس میں بچے کھیل رہے تھے.... جب بچوں نے یہ معاملہ دیکھا تو وہ رو رو کر کہنے لگے کاش ہم بھی یتیم ہوتے اور آج ہمیں بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نبوت

والے کندھوں پر سوار ہونے کا شرف حاصل ہوتا.... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مسجد میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھ گئے تو وہ بچہ نیچے بیٹھنے لگا....

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اشارہ کر کے فرمایا کہ تم آج زمین پر نہیں بیٹھو گے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو اپنے ساتھ منبر پر بٹھایا اور پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا کہ جو شخص یتیم کی کفالت کرے گا اور محبت وشفقت کی وجہ سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرے گا اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اتنی نیکیاں لکھ دے گا....(از خطبات فقیر)

عہدہ قضا کی مشروعیت

۱....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص منصب قضاء کا طالب ہے اور اس کے لئے سفارشیں تلاش کرتا ہے .... اسے اس کے نفس کے سپرد کر دیا جاتا ہے.... اور جس شخص کو قبول کرنے پر مجبور کیا گیا ہو اس پر فرشتے نازل ہوتے ہیں جو اسکی اصلاح کرتے رہتے ہیں....

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ عادل حاکم کا ایک دن کا اجر اس شخص کے اجر سے افضل ہے جو اپنے گھر میں ستر برس سے نماز اور عبادت میں مشغول ہے....

۲....آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ امامت کا مطالبہ مت کرو کیونکہ مانگنے پر اگر تجھے یہ عہدہ مل گیا تو تجھے اس کے حوالے کر دیا جائے گا....اور بلا طلب ملے تو منجانب اللہ تیری اعانت کی جائے گی....

۳....حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ دو آدمی دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہمیں کسی منصب اور عہدہ پر لگا دیا جائے ہم بہتر اور امین ثابت ہونگے آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ہم ایسے شخص کو منصب پر نہیں لگاتے جو اس کا طالب بن کر آتا ہے....(بستان العارفین)

قوت عقل

جس طرح حسن ظاہری...... میں کمی وبیشی ہوتی ہے......کوئی زیادہ خوبصورت ہے...... اور کوئی کم اسی طرح...... حسن باطنی میں بھی لوگ......متفاوت ہوتے ہیں...... پس سب سے زیادہ حسین سیرت......تو سرور عالم رسول مقبول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں...... کہ آپ کی شان میں یہ آیت کریمہ...... اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ نازل ہوئی ہے...... آپ کے بعد جس مسلمان کو آپ...... کے اخلاق کے ساتھ...... جتنی مناسبت ہوگی اسی قدر اس کو حسین سیرت...... کہیں گے اور ظاہر ہے کہ...... سیرت باطنی میں جس قدر...... بھی جس کو حسن حاصل ہوگا......اسی قدر اس کو سعادت اخروی...... حاصل ہوگی....(خطبات مسیح الامت)

صبر وشکر کا معمول

جب طبیعت کے موافق حالات پیش...... ہوں تو شکر سے حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے......اور جب طبیعت کے ناموافق حالات پیش آئیں...... تو صبر سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے...... پس مومن ہر حالت میں نفع میں ہے....(مجالس ابرار)

ہر وقت کی دعا

فرمایا ہر دعا میں یہ دعا بھی کرنی چاہیے...... کہ اللہ تعالیٰ استقامت فی الدین...... واہتمام دین اور مقبول عمل کی توفیق مل جائے....(ارشادات عارفی)

قبولیت نماز کی علامت

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے...... کہ اگر ایک حاضری میں بادشاہ ناراض ہو جائے...... تو کیا دوسری بار وہ دربار میں گھسنے دے گا؟...... ہرگز نہیں....پس جب تم ایک مرتبہ نماز کے لیے مسجد میں گئے......اس کے بعد پھر توفیق ہوئی...... تو سمجھ لو کہ پہلی نماز قبول ہوگئی اور تم مقبول ہو....(ارشادات مفتی اعظم)

اَسلاف اور وقت کی قدر دانی

حضرت عامر بن عبدالقیس رحمۃ اللہ علیہ ہر روز ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے.... ایک مرتبہ ایک آدمی ان سے ملا اور کہا کہ میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں.... فرمایا کہ ٹھیک ہے سورج کو روک لو.... میں بات کرنے کے لیے تیار ہوں.... اسی طرح کسی آدمی نے ان سے کوئی بات پوچھی تو فرمایا کہ جلدی پوچھو کیوں کہ مجھے سبقت لے جانا ہے.... اس نے پوچھا کہ کس چیز سے سبقت لے جانا ہے؟ فرمایا کہ کہیں میری روح پہلے نہ نکل جائے مجھے اس پر سبقت لے جانا ہے.... (قصر الامل لابن ابی الدنیا)

حضرت داؤد بن نصیر الطائی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں.... حضرت سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ ان کی بہت تعظیم کرتے تھے.... ان کا حال یہ تھا کہ روٹی نہیں کھاتے تھے بلکہ اس کا چورہ کھالیتے تھے.... کسی کے پوچھنے پر فرمایا کہ چورہ کھانے اور روٹی چبانے کے درمیان پچاس آیات کے پڑھنے کا فرق پایا جاتا ہے یعنی اگر روٹی کھاؤں تو پچاس آیتیں چھوٹ جائیں گی اس لیے میں روٹی کے چورے اور ریزوں کو پھانک لیتا ہوں تاکہ پچاس آیتوں کی تلاوت اور ان پر ملنے والا اجر وثواب ہاتھ سے نہ جانے پائے....

چند لوگ ایک عبادت گزار بزرگ کے پاس بیمار پرسی کی غرض سے حاضر ہوئے.... جب ان کو عبادت میں مشغول پایا تو کہنے لگے کہ شاید ہم نے آپ کو مشغول کر دیا اور آپ کی توجہ اس سے ہٹادی.... وہ بزرگ کہنے لگے کہ میں تم سے سچ کہوں؟ میں تلاوت میں مشغول تھا تم نے مجھے وظیفہ (عبادت) سے روک دیا....

جو شخص اپنی عمر کی قدر ومنزلت اور اس کی اہمیت سے واقف ہوگا وہ اس کو کبھی ضائع نہیں کرے گا بلکہ اسے غنیمت جانے گا.... صحیح حدیث ہے کہ ''جو شخص کہتا ہے:

سبحان اللّٰہ العظیم و بحمدہ

تو جنت میں اس کے لیے کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے....'' (وقت ایک عظیم نعمت)

حکم رَجم سے متعلق ایک نکتہ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک دن میں نے اس نکتہ پر غور کیا جس کی وجہ سے قرآن کریم سے آیت رَجم تلاوتاً منسوخ کردی گئی ہے جبکہ حکماً بالاجماع باقی ہے تو اس کی دو وجہ سمجھ میں آئی....

ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے لطف کا معاملہ کرتے ہوئے رو در روایسا سخت حکم نہیں سنانا چاہتے اس لیے کوڑے لگانے کا ذکر فرمایا اور رجم کو چھپا لیا.... چنانچہ اسی حکمت کے پیش نظر بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ناپسندیدہ اور مشقت کے احکام میں "کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ" (تمہارے اوپر روزہ فرض کردیا گیا ہے) فعل مجہول سے فرمایا... اگرچہ سب کو اس کا یقین ہے کہ فرض کرنے والا وہی ہے اور جب راحت کی بات ذکر فرمائی تو فرمایا "كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ" (تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت لازم کرلی ہے)

دوسری وجہ یہ کہ اس کے ذریعے اس اُمت کی فضیلت ظاہر کرنا مقصود ہے کہ یہ اُمت (نسبتاً) کمزور دلیل پر بھی اکتفا کرتی ہوئی جان تک دے دیتی ہے.... (تو جب دلیل قوی ہو تو اس کا کیا کہنا) اور ٹال مٹول کے لیے دلیل کی قوت اور ضعف کا بہانہ نہیں تراشتی)

(کمزور اس لیے کہہ دیا کہ) جب کسی حکم پر اُمت کا اجماع ہو تو یہ بھی اگرچہ دلیل شرعی ہے لیکن قرآن وسنت کی دلیل سے مؤخر ہے.... چنانچہ اسی قبیل سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا محض خواب دیکھ کر اپنے لڑکے کو ذبح کرنے لگنا ہے حالانکہ بیداری کی وحی زیادہ مؤکد ہوتی ہے.... (صید الخاطر)

ذکر اللہ ہر حال میں نافع ہے

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت میں اللہ کا نام لیتا ہوں مگر کچھ نفع نہیں.... حضرت نے فرمایا کہ یہ تھوڑا نفع ہے کہ نام لیتے ہو یہ تمہارا نام لینا بھی نفع ہے اور کیا چاہتے ہو....

گفت آں اللہ تو لبیک ماست　　　　ویں نیاز وسوز و دردت پیک ماست

(پس دنیا میں تو یہ رحمت کہ نام لینے کی اجازت دی اور آخرت میں اس پر قبول رضا مرحمت فرمائیں گے....) (مواعظ اشرفیہ)

توبہ میں اخلاص کی ضرورت

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم سے پہلے (بنی اسرائیل کی قوم میں) ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے اس نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا کوئی عالم ہے جس کے پاس جاؤں (اور توبہ کے بارے میں پوچھوں) لوگوں نے اس کو راہب کی رہنمائی کی.... (وہ راہب کے پاس آیا) اور کہا کہ میں نے ننانوے قتل کئے ہیں کیا میرے لئے توبہ ہے راہب نے کہا نہیں....اس شخص نے راہب کو قتل کر دیا اور سو پورے کر دیئے پھر لوگوں سے سوال کیا کہ کوئی عالم دنیا پر ہے جس سے میں توبہ کے بارے میں عرض کروں لوگوں نے اس کو عالم کی رہنمائی کی....وہ شخص عالم کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے سو قتل کئے ہیں کیا میرے لئے توبہ ہے اس عالم نے کہا جی ہاں....

پھر اس عالم نے کہا کہ فلاں جگہ کی طرف چلا جا وہاں پر لوگ اللہ کی عبادت کر رہے ہوں گے تو بھی ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا اور تو پہلے والی زمین (جس میں تو نے قتل کئے) کی طرف نہ لوٹنا وہ ارض سوء ہے وہ شخص چلا گیا یہاں تک کہ جب وہ آدھے راستہ پر پہنچ گیا تو اس کو موت آ گئی....رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہو گیا....رحمت کے فرشتے کہنے لگے کہ یہ توبہ کر کے آیا اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی اور عذاب کے فرشتے کہنے لگے کہ اس نے کوئی نیک عمل نہیں کیا ان کے درمیان ایک فرشتہ انسان کی شکل میں آیا اس نے کہا کہ ماپو زمین کو جس زمین کے قریب ہو گا وہی اس کی روح قبض کریں.... چنانچہ زمین ماپی گئی تو وہ زمین کم نکلی جس کی طرف وہ جا رہا تھا اس کی روح رحمت کے فرشتوں نے قبض کی.... (بخاری شریف)

قرآنی عمل برائے امراض دل

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ (سورۃ الرعد ۲۸)

دل کی بیماری اور گھبراہٹ دور کرنے کیلئے ۱۲۱ بار پانی پر دم کر کے پئیں.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات اور اظہار مسرت

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے علماء یہود سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنے باپ ابراہیم واسماعیل علیہم السلام کی مسجد میں جا کر عید منائیں....مکہ مکرمہ پہنچے....آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہیں تھے.... یہ لوگ جب حج سے واپس ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی....اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مسجد میں تشریف فرما تھے....اور لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے.... یہ بھی مع اپنے ساتھیوں کے کھڑے ہو گئے....آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف دیکھ کر پوچھا کہ آپ ہی عبداللہ بن سلام ہیں....کہا ہاں....فرمایا قریب آ جاؤ.... جب قریب گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرا ذکر تورات میں نہیں پاتے؟

انہوں نے کہا آپ خدا تعالیٰ کے اوصاف میرے سامنے بیان فرمائیے....اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے....آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ کہو "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری سورت پڑھ سنائی.... ابن سلام نے اسی وقت کلمہ پڑھ لیا....مسلمان ہو گئے....مدینے واپس چلے آئے لیکن اپنے اسلام کو چھپائے رہے....جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینے پہنچے....اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کھجور کے ایک درخت پر چڑھے ہوئے کھجوریں اتار رہے تھے.... جب آپ رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی....اسی وقت درخت سے کود پڑے....ماں کہنے لگیں کہ اگر (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) بھی آ جاتے تو تم درخت سے نہ کودتے....کیا بات ہے؟

جواب دیا کہ اماں جی (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کی نبوت سے بھی زیادہ خوشی مجھے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہاں تشریف آوری سے ہوئی....(تفسیر ابن کثیر)

غصہ دور کرنے کا وظیفہ

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○

غصہ کو دور کرنے کیلئے چینی پر ۱۰۱ دفعہ ۲۱ دن تک پڑھیں اور پلائیں....(قرآنی مستجاب دعائیں)

علم وعمل کی ضرورت

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے سوچا کہ آخر بندوں کی تخلیق سے مقصود کیا ہے؟ تو یہ سمجھ میں آیا کہ مقصود اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنا اور اپنے عجز وقصور کا اعتراف کرنا ہے....

چنانچہ میں نے علماء اور عابدین کو دو صفوں میں تصور کیا.... علماء کی صف میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ.... امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ.... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو کھڑا کیا اور عابدین کی صف میں حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بشر بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ کو رکھا....

پھر جس وقت عابدین عبادت وریاضت میں مجاہدہ شروع کرتے اور زبان حال ان سے پکار کر کہتی کہ "تمہاری عبادتوں کا نفع تم سے تجاوز نہیں کرتا ہے اور علماء کا نفع متعدی ہوتا ہے.... وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں.... زمین میں اللہ کے خلیفہ ہیں.... انہی پر ساری اُمت کا اعتماد ہے اور انہی کو فضیلت حاصل ہے فوراً سر جھکا دیتے ہیں.... اظہار تواضع کرتے اور اس قول کی سچائی کا اقرار کر لیتے ہیں.... چنانچہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس علم دین سیکھنے آتے تھے اور فرماتے تھے کہ حسن رحمۃ اللہ علیہ ہمارے استاذ ہیں...."

اور جب علماء کو یہ خیال گزرنے لگتا کہ انہیں علم کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے.... زبان حال ان سے پکار کر کہتی کہ "علم سے مقصود عمل ہی ہے...." جیسا کہ امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"وَهَلْ يُرَادُ بِالْعِلْمِ اِلَّا مَا وَصَلَ اِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ؟" علم سے مقصود وہی منزل ہے جہاں معروف کرخی پہنچے ہیں اور صحیح سند سے حضرت سفیان ثوری کا ارشاد ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "میری خواہش ہے کہ میرا ہاتھ کٹ جاتا اور میں حدیث لکھنا چھوڑ دیتا" (کیونکہ زیادتی علم بلا عمل حجت بنتی جاتی ہے)۔

حضرت اُم درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک آدمی سے فرمایا: "کیا تم نے اپنے علم پر عمل کر لیا" اس نے عرض کیا نہیں! فرمایا: "پھر کیوں تم اپنے اوپر اللہ کی حجت بڑھاتے جا رہے ہو...."

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "جس نے علم نہیں حاصل کیا اور عمل بھی

نہیں کیا اس پر ایک مرتبہ ہلاکت ہے اور جس نے علم تو حاصل کر لیا لیکن عمل نہیں اس پر ستر مرتبہ بربادی ہے....''

اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''عالم کے ایک گناہ کی مغفرت سے پہلے پہلے جاہل کے ستر گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی....''

اور سب سے بہتر اس باب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ'' ہے....

اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت رابعہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تاکہ ان کے ملفوظات سے نفع اُٹھائیں....

حاصل یہ کہ علم نے علماء کو اس کی رہبری کی کہ علم سے مقصود عمل ہے اور علم محض ایک آلہ ہے یہ سن کر علماء بھی جھک گئے اور اپنے قصور کا اعتراف کیا....

گویا سبھی نے اعتراف تقصیر اور تواضع وانکسار سے کام لیا....پس ان کے اعتراف قصور کی وجہ سے میں نے بندگی کی حقیقت معلوم کر لی کہ تمام تکالیف شرعیہ سے یہی مقصود ہے....(صید الخاطر)

حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کی زاہدانہ زندگی

حضرت عمرو بن دینارؒ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کو بیت المال کا ذمہ دار ونگران مقرر کیا اور انہیں تین لاکھ اس خدمت کے عوض دینے چاہے تو حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے لینے سے انکار کر دیا اور حضرت امام مالکؒ کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کو تیس ہزار بطور معاوضہ کے دینے چاہے لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے تو اللہ کے لئے کام کیا تھا....(اخرجہ البغوی)(حیوۃ الصحابہ)

دافع رنج وغم وظیفہ

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَى اللّٰهِ.... اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ (سورۃ المومن:۴۴)

عشا کی نماز کے بعد ۱۰۱ دفعہ پڑھنے سے ہر رنج وغم دور کرنے کیلئے غیب سے مدد کا دروازہ کھلتا ہے....(قرآنی مستجاب دعائیں)

شہادت کی فضیلت واقسام

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا کہ: بے شک سب سے سچا کلام اللہ کی کتاب ہے.... سب سے مضبوط کڑا تقویٰ ہے.... سب سے بہتر ملت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت ہے.... سب سے بہتر طریقہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہے.... سب سے اشرف کلام اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے.... سب سے بہتر قصہ یہ قرآن ہے.... تمام کاموں میں سب سے بہتر وہ ہے جس کو عزیمت سے ادا کیا جائے اور بدترین کام وہ ہیں جو نئے نئے ایجاد کیے جائیں.... سب سے بہتر طور طریقہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طور طریقہ ہے.... سب سے اشرف موت شہداء کی شہادت اور ان کا قتل ہے''....

اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ شہید کا قتل ہونا سب سے اشرف موت ہے.... اشرف کے معنی سب سے زیادہ بزرگی والی.... سب سے زیادہ لائق عظمت....

قرآن کریم نے حضرات شہداء کا تیسرا درجہ بیان فرمایا ہے.... جیسا کہ ارشاد ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النساء: ۶۹)

ترجمہ: ''اور جس نے کہا مان لیا اللہ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہ لوگ ہوں گے نبیوں کے ساتھ اور صدیقین کے ساتھ اور شہداء کے ساتھ اور اعلیٰ درجہ کے نیک لوگوں کے ساتھ اور بہت ہی عمدہ ہیں یہ سب حضرات رفیق ہونے کے اعتبار سے (ان سے زیادہ عمدہ رفیق کس کو میسر آسکتے ہیں؟)....''

قرآن کریم نے پہلا درجہ اللہ کے نبیوں کا بیان فرمایا.... دوسرا صدیقین کا.... تیسرا شہداء کا اور چوتھا صالحین کا یعنی اعلیٰ درجہ کے نیک لوگوں کا جن کو ہم اولیاء اللہ کہتے ہیں.... ہم جیسے گنہگار مسلمان جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں اور اطاعت کی کوشش کرتے رہیں.... اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو خوشخبری دے رہے ہیں کہ قیامت کے دن ان کا حشر نبیوں.... صدیقین.... شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں.... ''ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ'' یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے جس کو

اللہ تعالیٰ نصیب فرمادے.... (اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمادے.... آمین)

تو بہر حال شہیدوں کا مرتبہ اللہ نے تیسرے نمبر پر فرمایا ہے... انبیاء اور صدیقین کے بعد پھر شہداء کا درجہ ہے اس لیے کہ سب سے اشرف و اعلیٰ موت تو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہے اور دوسرے نمبر پر اشرف و اعلیٰ موت صدیقین کی ہے... صدیقین حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ملحق ہوتے ہیں... یعنی اپنے اوصاف اور اپنے کمالات کے اعتبار سے یہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ ہوتے ہیں لیکن ان کے پاس نبوت نہیں ہوتی... ان کے بعد پھر جتنے امتی ہیں ان سب میں سے سب سے زیادہ شریف تر موت حضرات شہداء کی ہے... (شہدائے اسلام)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا واقعہ

عبدہ بن سلیمان فرماتے ہیں کہ ہم بلاد روم میں عبداللہ بن مبارک کے لشکر کے ساتھ تھے کہ ہماری ملاقات دشمن سے ہوگئی جب دونوں صفیں آمنے سامنے ہوگئیں تو دشمنوں کی صفوں میں سے ایک آدمی نکلا اور اس نے للکارا ادھر سے ایک مسلمان صف سے نکلا مسلمان نے یکدم حملہ کر کے اس پر تیر مارا وہ مرگیا پھر دوسرا دشمن لڑائی کیلئے آگے بڑھا اس کو بھی مسلمان نے قتل کر دیا پھر تیسرا دشمن حملہ کیلئے آیا اس کو بھی قتل کر دیا تو لوگوں نے اس شخص کو گھیرے میں لے لیا تا کہ وہ پہچانیں کہ یہ کون شخص ہے (جس نے تین دشمنوں کو مار ڈالا) (نہ پہچاننے کی وجہ) اس مسلمان نے اپنے چہرے پر کپڑا لپیٹا ہوا تھا....

عبدہ بن سلیمان فرماتے ہیں کہ ہم سب انکے پاس جمع ہوگئے تا کہ ان کو پہچانیں ہم نے انکے کپڑے کو ایک طرف سے پکڑ کر کھینچا جس سے انکا چہرہ ظاہر ہوگیا تو وہ عبداللہ بن مبارک تھے.... (اعمال القلوب)

عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ کی وقت کی قدردانی

ایک زاہد مرتاض تابعی تھے.... ایک شخص نے ان سے کہا: آؤ بیٹھ کر باتیں کریں.... انہوں نے جواب دیا: ''تو پھر سورج کو بھی ٹھہرالو....'' یعنی زمانہ تو ہمیشہ متحرک رہتا ہے اور گزرا ہوا زمانہ واپس نہیں آتا ہے اس لیے ہمیں اپنے کام سے غرض رکھنی چاہیے اور بیکار باتوں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے.... (وقت ایک عظیم نعمت)

شادی کی رسومات سے بچنے کے دو راستے

برادری کے بڑے بڑے حضرات جن کا اثر ورسوخ برادری پر ہوتا ہے.....وہ سب اکٹھے ہوکر آپس میں بیٹھ جائیں.....اور آپس میں اس بات کا فیصلہ کرلیں کہ ہماری برادری اور خاندان میں کوئی تقریب تصویر کشی کے ساتھ نہیں ہوگی.....گانے باجے کے ساتھ نہیں ہوگی.....اور اس بات کو مکمل طور پر طے کرلیں..... جب برادری کی سطح پر یہ مسئلہ طے ہوجائے گا تو ایک منٹ میں سب گناہ ختم ہوجائیں گے.....پھر امیر غریب سب کیلئے بچنا آسان ہوجائے گا کہ بڑوں نے طے کردیا ہے.....

دوسرا طریقہ انفرادی ہے..... کہ اگر برادری کی سطح پر یہ فیصلہ نہ ہوتو نہ صحیح.....ہم تو الگ الگ صاحب ایمان ہیں.....جب کارڈ آئے تو کارڈ لانے والے سے معلوم کرلیں کہ بھائی شادی ہو رہی ہے اس میں کیا کیا ہوگا؟ اگر وہ کہے کہ اس میں سب کچھ ہوگا.....تو کہہ دیں کہ میں آپ کو اس تقریب کی ٹیلی فون پر مبارک باد دیتا ہوں.....لیکن میں حاضری سے معذرت چاہتا ہوں.....اور اگر خدانخواستہ انہوں نے دھوکہ سے کام لے لیا اور کہہ دیا کہ کچھ نہیں ہوگا.....آپ بالکل آئیں اور ضرور آئیں.....اور وہاں سب کچھ ہو رہا ہے تو پھر آپ وہاں سے واپس آجائیں..... (پرسکون گھر)

گانا بجانا

اس میں تین گناہ ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں

۱- گانا گانا ۲- گانے باجے کے آلات کا استعمال کرنا ۳- ناچنا

اس موقع پر کہیں عورتیں..... کہیں مرد..... کہیں دونوں مل کر با قاعدہ ناچتے ہیں.....اور یہ ناچنے کی تعلیم اسکول و کالج میں باقاعدہ دی جاتی ہے.....اور جب ناچنے کی تعلیم حاصل کریں گے تو ناچیں گے.....اور جب وہی لوگ شادی بیاہ کریں گے تو وہاں جو سیکھا وہی وہاں دکھائیں گے..... حالانکہ یہ ناچنا بھی بہت سخت گناہ ہے..... ایسے ہی گانے بجانے کے آلات..... ڈھولک.....سارنگی.....ڈھولک تو عام تقریبات اور نکاحوں کے اندر عام ہے.....اور ان سب کو ملا کر کیا جائے تو تین گناہ ہوتے ہیں.....اور یہ سب منگنی سے لے کر ولیمے تک چلتے ہیں.....

دردِ دنداں کا نسخہ

قُلْ هُوَ الَّذِىٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ (سورۃ الملک۔ ۲۳)

جس کے دانت میں درد ہو اپنی انگلی دانت پر رکھ کر یہ دعا پڑھے.....

نبوت کی برکات واثرات

حضرت عیسیٰؑ کا مقولہ ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے.... ظاہر ہے کہ جس ذات اقدس کے پیدا کردہ پھل ایسے ہوں کہ دنیا علم وحکمت سے لبریز ہو جائے یہ سوائے نبوت اور تعلیم خداوندی کے اور کیا چیز ہو سکتی ہے.... صحابہؓ کے اندر جو یہ شان پیدا ہوگئی تھی کہ.... ہر وقت دین کی خاطر مرنے اور گھر لٹانے کے لئے تیار رہتے تھے.... اس کے علاوہ توبہ وزہد وقناعت وانابت الی اللہ.... ان کے اندر کس نے پیدا کیا.... یہ وہی ذات اقدس نے پیدا کیا جو امی تھی.... اور ہزاروں امیوں کو پورے عالم کا استاذ بنادیا.... یہ سوائے الہام خداوندی اور نبوت کے کیا ہو سکتا ہے.... (خطبات حکیم الاسلام)

مجاہدے کی اقسام

صوفیاء نے مجاہدہ جسمانیہ کا بھی.... اہتمام کیا ہے اور ان کے نزدیک اسکے چار ارکان ہیں....

۱-قلت طعام.... ۲-قلت کلام.... ۳-قلت منام.... ۴-قلت اختلاط مع الانام

جو شخص ان ارکان کا عادی ہو جائے گا.... واقعی وہ اپنے نفس پر قابو یافتہ ہو جائے گا.... کہ معصیت کے تقاضے کو ضبط کر سکے گا.... اور مجاہدہ نفسانیہ یہ ہے کہ جب نفس.... گناہ کا تقاضا کرے اس کی مخالفت کی جائے.... اور یہ بات اس وقت حاصل ہوگی.... جب نفس کی جائز خواہشوں کی بھی.... کسی حد تک مخالفت کیا کریں.... مثلاً کسی لذیذ چیز کو جی چاہا تو.... فوراً اس کی خواہش کو پورا نہ کیا جائے.... بلکہ اس کی درخواست کو رد کر دیا جائے.... اور کبھی کبھی سخت تقاضے کے بعد.... اس کی جائز خواہش پوری کردی جائے.... تاکہ نفس پریشان نہ ہو جائے.... بلکہ اس کو خوش رکھا جائے اور.... اس سے کام بھی لیا جائے.... (خطبات مسیح الامت)

وساوس کا علاج

وساوس کا علاج عدم التفات.... اور علم سے جواب نہ دینا.... اور کسی کام میں لگ جانا.... اور جب تک وساوس کو مکروہ اور ناگوار سمجھتا رہے گا کچھ گناہ نہیں.... اور نہ کچھ ضرر ہے.... البتہ جسمانی کلفت ہوگی.... اس کو برداشت کرے.... اور اس مجاہدہ پر ثواب اور انعام کرلے.... (مجالس ابرار)

وقت کی قدر کر.....توبہ میں تاخیر نہ کر

☆.....اے وہ شخص جو اپنی توبہ کو مؤخر کر کے ٹالتا ہے....آخر کس دن کے لیے توبہ کا معاملہ ملتوی رکھا گیا ہے... کیا تو یہ کہتا ہے کہ بوڑھا ہو جاؤں گا تو تب توبہ کروں گا... زندگی کے ایام گزر رہے ہیں.... ہر دن انابت اور توبہ پر ابھارتا ہے لیکن اعتبار کسی دن کا نہیں.... جب بھی تو سچی توبہ کرنے لگے گا تو خواہشات نفسانی کا لشکر تجھ پر حملہ آور ہو کر تجھے شکست سے دوچار کرے گا... افسوس! اپنے آپ کو استغفار سے معطر کر کے گناہوں کی بدبو نے تجھے رسوا کر دیا ہے... اپنی خواہشات کا گلہ حوصلہ وہمت کی چھری سے ذبح کر دے کیونکہ جب تک خواہشات زندہ ہیں تیرا قلب محفوظ نہیں....

☆.....آنسوؤں کی سیاہی سے حسن ظن کو لکھ.... اس کی طرف جو اس کو درست ثابت کرے اور اپنی توبہ میں یعقوب علیہ السلام جیسا حزن و ملال یا یوسف علیہ السلام جیسی پاک بازی اور خواہشات سے بچاؤ پیدا کر ورنہ برادران یوسف جیسی ذلت وخواری پیدا کر.... جب انہوں نے کہا تھا: **وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا** (**اللطائف فی الوعظ: ص ۱۵.....۱۶**)

☆.....زندگی کے ایام ساعات کی صورت میں اور ساعات سانسوں کی شکل میں پیش کیے جائیں گے.... ہر سانس ایک خزانہ ہے.... پس احتیاط کر.... کہیں کوئی سانس بغیر عمل کے نہ گزر جائے ورنہ قیامت والے دن خزانہ خالی دیکھ کر تجھے پشیمان ہونا پڑے گا....(**لغۃ الکبد: ص ۱۴**)

☆.....علم اور عمل جڑواں چیزیں ہیں ان دونوں کی ماں بلند ہمتی ہے.... اے نوجوان! علم حاصل کر کے اپنے وقت کو قیمتی بنا اور اسے عمل کے زیور سے آراستہ کر.... اگر تو میری یہ نصیحت قبول کرے گا تو تجھے بلندیاں اور اسرار حاصل ہوں گے.... اپنے علم پر عمل نہ کرنے والا شخص اس سے لاعلم ہوتا ہے کہ اس کا پاس کیا ہے.... دیکھو! اگر زکام ہو تو ہاتھ میں خوشبو پکڑنے والے کو اس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا.... ایک عالم کے قلب کا سمندر الفاظ کے ساحل پر جواہر اور موتی پھینکتا ہے جسے لوگ اُٹھاتے ہیں.... علماء دنیا میں غریب الوطن ہیں اس لیے کہ دنیا میں جاہلوں کی کثرت ہے.... عالم کی تصنیف اس کی لازوال اولاد (کی مانند) ہے اور عالم.... علم ہے.... اے معلم! مبتدی طالب علم کو مضبوط کر.... پس عالم راسخ اور معلم قلق (پریشانی) کا شکار ہوتا ہے....(اللطائف فی الوعظ: ص ۴۳)

انسان وہی چیز کیوں پسند کرتا ہے جس سے روکا جاتا ہے

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک دن اس پر غور کیا کہ انسان کو جس چیز سے روکا جاتا ہے اس کے اندر اس کے کرنے کی حرص پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بھی اندازہ ہوا کہ اسے جتنی قوت سے منع کیا جاتا ہے اسی قدر حرص بھی بڑھتی جاتی ہے....

چنانچہ سب سے پہلے دیکھئے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پودے کے کھانے سے روکا گیا تو باوجودیکہ دوسرے بہت سے درخت موجود تھے اور آپ کو اس پودے کے کھانے کی ضرورت نہ تھی مگر آپ نے اسی کو کھایا....

اور مثل بھی بیان کی جاتی ہے: "اَلْمَرْءُ حَرِیْصٌ عَلٰی مَامُنِعَ وَتَوَاقٌ اِلٰی مَالَمْ یَنَلْ" (کہ انسان اس چیز کا حریص ہو جاتا ہے جس سے روک دیا جاتا ہے اور اس کا زیادہ خواہش مند ہو جاتا ہے جسے پا نہ سکے....)

اور اسی لیے کہا جاتا ہے: لَوْ اُمِرَ النَّاسُ بِالْجُوْعِ لَصَبَرُوْا وَلَوْ نُهُوْا عَنْ تَفْتِیْتِ الْبَعْرِ لَرَغِبُوْا فِیْهِ وَقَالُوْا مَانُهِیْنَا عَنْهُ اِلَّا لِشَیْءٍ....

"اگر لوگوں کو بھوکا رہنے کو کہہ دیا جائے تو بھوکے رہ سکتے ہیں لیکن اگر مینگنی توڑنے سے منع کر دیا جائے تو اس کے توڑنے کے پیچھے پڑ جائیں گے اور سوچیں گے کہ ہم کو کسی خاص سبب کے تحت روکا گیا ہے...."

اور کہا گیا ہے: اَحَبُّ شَیْءٍ اِلَی الْاِنْسَانِ مَامُنِعَا....

"انسان کو سب سے زیادہ وہی چیز پسند ہوتی ہے جس سے اسے روک دیا جائے...."

جب اس کے سبب کی تلاش کی تو دو سبب معلوم ہوئے.... ایک یہ کہ نفس قید پر صبر نہیں کر پاتا وہ تو یونہی جسم کی قید میں ہے پھر جب کسی رکاوٹ کے سبب معنوی قید میں پھنستا ہے تو اس کا طیش بڑھتا ہے.... یہی وجہ ہے کہ اگر انسان اپنے گھر میں خود سے ایک مہینہ بیٹھا رہے تو کچھ دشوار نہ ہو اور اگر اس کو حکم دے دیا جائے کہ ایک دن گھر سے نہ نکلو تو یہ دن اس پر پہاڑ ہو جاتا ہے....

دوسرا سبب یہ ہے کہ نفس کو کسی کے حکم کے تحت آنا بڑا شاق ہوتا ہے.... اسی لیے اسے

حرام چیزوں میں بہت لذت ملتی ہے اور مباح میں وہ لذت نہیں پاتا....

اور یہی وجہ ہے کہ اس پر اپنے خود ساختہ معبود اور عبادت کے طریقے شارع کے بتلائے ہوئے معبود و عبادت کے مقابلے میں آسان ہوتے ہیں....(صید الخاطر)

شہادت اعلیٰ موت ہے

ایک حدیث شریف میں فرمایا کہ: "نیک آدمی کے پاس جب ملک الموت آتا ہے تو فرشتہ اس کو خطاب کر کے کہتا ہے کہ اے پاک روح! پاک جسم میں رہنے والی! اپنے رب کی مغفرت اور رحمت و رضوان کی طرف نکل.....جو تجھ پر غضبناک نہیں....(جب وہ آدمی اپنے رب کا نام سنتا ہے تو اس وقت اس کی روح کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا اتنا اشتیاق ہو جاتا ہے کہ وہ روح بے چین ہو جاتی ہے جیسا کہ پنجرہ میں پرندہ.... پنجرہ توڑ کر نکلنے کے لیے مشتاق ہوتا ہے....اس مؤمن آدمی کی روح اتنی بے چین ہو جاتی ہے....اتنے میں ملک الموت اس کی روح قبض کر لیتے ہیں....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتنی سہولت کے ساتھ اور آسانی کے ساتھ روح نکل جاتی ہے جیسے مشکیزہ کے منہ سے قطرہ ٹپک جاتا ہے اور دوسرے قسم کے آدمی کے پاس ملک الموت آتا ہے تو کہتا ہے کہ اے گندی روح! جو گندے جسم میں تھی....نکل اپنے رب کے غضب کی طرف اور اس کے عذاب کی طرف (نعوذ باللہ! اللہ کی پناہ)....." (مشکوٰۃ)

روح تو پہلے ہی بدن میں سرایت کی ہوتی ہے لیکن وہ بالوں تک میں سرایت کر جاتی ہے تا کہ وہ نہ نکلے اور وہ فرشتہ پھر اس کو کھینچتا ہے اور فرمایا کہ بالکل ایسی مثال ہو جاتی ہے کہ دُھنی ہوئی روئی کے اندر گرم یا بھیگی ہوئی سلائی ماری جائے اور پھر اس کو کھینچا جائے.... بدن اور روح کا رشتہ چھڑانے کے لیے اس کی یہ کیفیت ہوتی ہے....

کوئی اس دنیا سے جانا چاہیے....روح اس کی بھی نکلتی ہے اور جو نہ جانا چاہیے روح اس کی بھی نکلتی ہے لیکن شہید اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر بارگاہ الٰہی میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے....حق تعالیٰ شانہ اس کی قدر افزائی فرماتے ہیں....اس کو قبول فرماتے ہیں....اس لیے فرمایا کہ شہید کی موت اشرف موت ہے....(شہدائے اسلام)

ابوالحسن القطان کا اظہار علم سے خوف

ابن فارس نے ابی الحسن القطان سے نقل کیا فرماتے ہیں کہ میں بصرہ میں پہنچا اور مجھے یہ گمان ہوا کہ اثنا سفر میں میرے کثرت کلام کی وجہ سے مواخذہ کیا گیا.... امام ذہبی نے تعلیقاً فرمایا کہ ابی الحسن قطان نے فرمایا کہ سچ کہا اللہ کی قسم یہ اچھے ارادہ اور صحیح نیت سے ایسا کیا.... (اعمال القلوب)

طالب علم کے آداب

۱- تصحیح نیت: فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پہلی چیز جس کی متعلم کو اشد ضرورت ہے تصحیح نیت ہے تا کہ وہ خود بھی اپنے علم سے فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو بھی اس سے فائدہ پہنچے.... تصحیح نیت کیلئے چار چیزوں کی احتیاج ہے.... اول جہل سے نکلنے کی نیت کرے.... حق تعالیٰ کا ارشاد ہے هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں.... دوم خلق خدا کی منفعت کی نیت کرے ارشاد نبوی ہے کہ اچھا انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے.... سوم علم دین کو زندہ رکھنے کی نیت کرے کیونکہ تحصیل علم کا مشغلہ اگر لوگ ترک کر دیں تو علم دین جاتا رہیگا.... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لوگو علم کو اس کے اٹھ جانے سے پہلے حاصل کرلو.... علم کا اٹھنا علماء کا چلے جانا ہے.... چہارم علم سے مقصود عمل ہو دوسری غرض کوئی نہ ہو.... کیونکہ علم ذریعہ عمل ہے فقط ذریعہ بغیر عمل کے بے سود ہے.... جس طرح عمل بغیر علم کے بے سود ہے.... بعض لوگوں کا کہنا ہے علم بغیر عمل کے وبال ہے اور عمل بلا علم گمراہی....

۲- مقصود علم: متعلم کو چاہیے کہ علم سے اس کا مقصود اصلی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اور دار آخرت ہو طلب دنیا نہ ہو.... کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور دار آخرت کی نیت سے اسے دونوں جہان کی بھلائی نصیب ہوگی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَالَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ "جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کو اس کی کھیتی میں ترقی دینگے.... اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو تو ہم اس کو کچھ دنیا میں دیدینگے.... اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں".... (بستان العارفین)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین میں

غزوہ حنین کے موقع پر ایک عجیب افراتفری کا عالم تھا.... لوگوں کا اژدھام اور بھیڑ بہت زیادہ تھی.... ایک صحابی پیر میں موٹا جوتا پہنے ہوئے تھے.... اتفاق ایسا ہوا کہ ان کا پیر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک پر پڑا اور اس سے آپ کا پیر مبارک روندا گیا.... جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں ایک کوڑا تھا.... آپ نے اس کوڑے کے کنارے سے ان کو مارا اور فرمایا "اوجعتنی" تم نے مجھے تکلیف دی ہے.... وہ صحابی فرماتے ہیں میں نے رات کس طرح گزاری "فبت بليلة كما يعلم الله" صبح ہوئی دیکھا ایک شخص میرا نام لے کر آواز لگا رہا ہے کہ فلاں شخص کہاں ہے؟

میں نے عرض کیا: وہ شخص ہی ہوں.... انہوں نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو بلاتے ہیں.... میں چل دیا اور دل میں گھبراہٹ تھی کہ دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے.... "فانطلقت وانا متخوف" چنانچہ میں پہنچا.... آپ نے فرمایا کہ تم نے اپنے جوتے سے میرے پیر کو روند دیا تھا اور میں نے تم کو کوڑا مارا تھا.... یہ اسی (۸۰) اونٹنیاں [illegible] ہیں تم اس کے عوض ان کو لے لو اور جو تکلیف تم کو پہنچی ہے اس کو درگزر کردو....

مذکورہ واقعہ پر غور کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے صحابہ پر کس قدر [illegible]عت تھی کہ محض اس معمولی کوڑے کے مار[illegible] سے اس قدر آپ کو احساس ہوا اور اس کے [illegible] اسی اونٹنیاں آپ نے ان کو دیں.... اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کس قدر دلجوئی فرمایا کرتے تھے اور ان کو خوش کرنے کی کس قدر کوشش [illegible]تے تھے.... ہمیں بھی یہ معاملہ اپنے اہل تعلق کے ساتھ کرنا چاہئے کہ کسی کو اگر کوئی ناگوا[illegible] اور تکلیف ہم سے پہنچ جائے تو پھر اس کا دل خوش کرنے کی کوشش کی جائے.... (ماہنامہ [illegible])

غفلت کا علاج

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (سورۃ البقرہ:۵)

جو دین سے غافل ہو سیدھے راستے سے بھٹک جائے یا برے افعال میں مبتلا ہو جائے تو اس کو پانی پر ۱۰۱ دفعہ پڑھ کر دم کر کے ۴۱ دن تک پلائیں.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے ایمان افروز حالات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتے کا پیغام بھجوایا....ایک انصاری گھرانے کو....کس کے لیے؟ ایک ایسے شخص کیلئے جو قد کے چھوٹے اور رنگ کے کالے تھے انہوں نے خود بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور! میں تو ایک بے قیمت سا آدمی ہوں کھوٹا سکہ کون قبول کرتا ہے؟ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک تم کھرے ہو....کھوٹے نہیں ہو....اس لئے کہ وہ شخص ایمان کی دولت سے مالا مال تھا ادھر لڑکی نہ صرف یہ کہ نو عمر اور کنواری تھی بلکہ خوبرو اور خوش وضع بھی....بچیوں کیلئے ماں باپ سے بڑھ کر خیر خواہ کون ہو سکتا ہے؟ پھر اسلام میں کفایت کا مسئلہ بھی تو موجود ہے....لڑکی کے ماں باپ کو یہ رشتہ پسند نہ آیا.... لیکن لڑکی کے کانوں میں کہیں بھنک پڑ گئی تو اس نے رواجی شرم وحیاء کے تقاضوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے والدین سے کہا: آپ لوگ یہ نہ دیکھیں کہ پیغام کس کے لیے آیا ہے؟ یہ دیکھیں کہ بھجوانے والا کون ہے؟ ہمارے آقا جس چیز کو ہمارے لئے پسند فرماتے ہیں ہم اس پر راضی ہیں....حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی پر ہم اپنی تمناؤں اور پسند کو قربان کرتے ہیں عزیمت کی راہ پر چلنے والے رخصتوں کا سہارا نہیں لیا کرتے....اس طرح انصاری دوشیزہ نے اپنے ایمان کی پختگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء پر قربان ہو جانے کا ثبوت دے....اس نیک بخت کا جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کی گہرائیوں سے اس کے حق میں دعاء فرمائی اور یوں حضرت جلیبیب کا رشتہ ہو گیا بعد میں وہ خاتون....دعاء کی برکت سے بڑی ہی خوش حال اور فراخ دست ثابت ہوئیں....تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ جلیبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کے لئے نکلے....آگے لڑائی میں حصہ لیا تو شہید ہو گئے لڑائی کا غبار چھٹا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کیا تمہارا کوئی آدمی گم ہے؟ انہوں نے کہا جی حضور! فلاں فلاں....کچھ وقفے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا صحابہ نے پھر کچھ نام گنوا دیے....تیسری مرتبہ آپ نے پھر دریافت فرمایا تو جواب ملا اب کوئی نہیں سب مل گئے....حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مگر مجھے جلیبیب نہیں مل رہا تم لوگ اسے میدان میں تلاش کرو....انہوں نے چل پھر اسے ڈھونڈا تو وہ اس حالت میں ملے کہ اس کے پاس

سات مشرکین کی لاشیں پڑی تھیں اور خود بھی شہادت کا رتبہ پا چکے تھے.... جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس موقعہ پر تشریف لے گئے دیکھ کر فرمایا سات مشرکین کو مار کر پھر خود شہید ہو گیا ہے اور تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا.... **ھذا منی و انا منه** یہ میرا ہے اور میں اس کا پھر آپ نے اسے اپنے بازوؤں پر اٹھالیا....

ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں یعنی اس کی میت کو اٹھانے کیلئے کوئی چارپائی نہیں تھی.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو ہی اس کے لئے چارپائی بنے اس کے بعد اس کے لئے قبر کھودی گئی اور حضور نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اسے قبر میں اتار دیا... جلیبیب کیسے خوش نصیب غلام ہیں کہ آقا خود ان کی نعش کو اٹھائے پھرتے ہیں.... **فھنیئا له**.... (کاروان جنت)

وقت کو غنیمت جانتے ہوئے اخلاص حاصل کریں

اخلاص ایک مشک ہے جو دل میں محفوظ ہوتی ہے اس کی خوشبو حامل مشک کو پہنچتی رہتی ہے.... عمل صورت ہے اور اخلاص اس کی روح.... چنانچہ طاعات کی صورت پر مغرور نہ ہو کیونکہ اخلاص کا مدمقابل (فریق) جب حاکم جزا کے پاس آئے گا تو وہ اسے قبول نہیں کرے گا.... اخلاص کا بازار بہر صورت نفع بخش ہے.... اس میں کساد بازاری نہیں.... مخلص انسان اپنی طاعات کو حقیر سمجھنے کی وجہ سے اسے اتفاقی امر شمار کرتا ہے اور قبولیت کا قلم اسے جوہر کے مقام میں ثابت کرتا ہے.... زینۃ الواعظین ودرۃ الناصحین امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کی میدان وعظ کی جولانی ہے.... آپ کی حیات علمی کے بہت سے درخشاں پہلو جو علم کی جولانیوں سے معمور ہیں.... آپ کی تصنیفات کا ذکر نہیں کیا جو چار سو سے زائد ہیں.... حتیٰ کہ ایک غریب الوطن واعظ بغداد دیکھنے آئے اور اہل بغداد ان کے پاس حاضر ہوئے لیکن وہ بھی علم و وعظ میں ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کو نہ پہنچ پائے.... البتہ ہمعصری ایک ستر پوش حجاب ہے.... چنانچہ امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ غیرت مندانہ اشعار بھی اس ضمن میں کہے تھے....

لیکن اس کے باوجود اس اعراض سے ان کو کوئی نقصان نہیں ہوا بلکہ ان کی رفعت اور مرتبت میں اضافہ ہی ہوا اور یہ امر ان کی تالیفات کی تابندگی کا سبب بنا....

"خود تو چلے گئے مگر اپنے آثار کو زندہ چھوڑ گئے.... بعض لوگ تادیر یاد رکھے جاتے ہیں....

محبت خداوندی کیوں اور کیسے حاصل ہو؟

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے ارشاد "یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ" پر غور کیا تو محسوس ہوا کہ نفس اللہ تعالیٰ سے ایسی محبت کا جو تعلق کا سبب بنے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت محض اس کی فرمانبرداری کا نام ہے یہ محسوس کر کے اندازہ ہوا کہ وہ طبعی تقاضوں کے غلبہ کی وجہ سے جہالت کا شکار ہو گیا ہے....

اس کی وضاحت یہ ہے کہ طبعی محبت ظاہری صورتوں سے ہوتی ہے اور علم وعمل کی محبت حقیقت اور معنویت سے ہوتی ہے.... چنانچہ ہم ایک بڑی جماعت کو دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرتی ہے اور ایک جماعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے.... ایک جماعت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے تعصب برتتی ہے اور ایک جماعت حضرت ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ سے.... پھر یہ لوگ اسی محبت کی بنیاد پر آپس میں قتال کرتے ہیں اور اس میں اپنی جان تک دے ڈالتے ہیں.... حالانکہ ان لوگوں نے ان حضرات کی صورت نہیں دیکھی ہے اور صورت دیکھ کر ایسی محبت ہو بھی نہیں سکتی ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جب ان کے سامنے ان حضرات کی حقیقتیں (باطنی کمالات) ظاہر ہوئیں اور علوم میں ان کا مقام معلوم ہوا تو ان کو ان حضرات کے ان کمالات سے محبت ہو گئی جو نگاہ بصیرت سے نظر آئے....

پھر بھلا اس ذات سے محبت کیوں نہ ہو جس نے ان حضرات کو یہ کمالات معنویہ عطا فرمائے...

اور بھلا میں کیوں اسی ذات کریم سے محبت نہ کروں جس نے مجھے حسی لذتوں سے نوازا ہے اور علمی لذتوں کی معرفت کرائی ہے جبکہ میرے نزدیک علم کی لذت اور علوم کے ادراک کا لطف تمام حسی لذتوں سے بڑھ کر ہے اور جس کے سوا کوئی اور ایسا نہیں ہے جس نے مجھے علوم عطا کیے ہوں اور میرے اندر ادراک کی قوت پیدا فرمائی ہو اور ان علوم کی طرف رہبری کی ہو جن کا میں نے ادراک کیا ہے اور جو ہر لمحہ میرے سامنے جدا جدا مخلوق میں جلوہ گر نظر آتا ہے اور جس کا میں ہر مخلوق میں اس کی مضبوطی اور خوبی کو دیکھ کر مشاہدہ کرتا ہوں....

گویا میری ساری حسی ومعنوی محبوب چیزیں مجھ کو اسی کی طرف سے حاصل ہیں.... سب

اسی کی حکایت کرتی ہیں اور سب اسی سے مسبب ہیں.... ادراک کے طریقوں کی سہولت اسی کا فیض ہے.... سارے علوم اسی کی عطا ہیں اور سب سے لطیف اور لذت بخش اس کی وہ معرفت ہے جو مجھ کو حاصل ہے اور جس کی تعلیم اگر خود ہی نہ کرتا تو میں اس کو حاصل نہ کر پاتا....

اور میں کیوں اس ذات سے محبت نہ کروں جس سے میرا وجود قائم ہے جس سے میری بقاء ہے جس کے قبضہ میں میری تدبیر ہے جس کی طرف مجھے لوٹ کر جانا ہے اور جس نے تمام خوبصورت اور پسندیدہ چیزیں بنائی ہیں انہیں سنوارا ہے.... زینت بخشی ہے اور لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کیے ہیں اور جو ذات کامل القدرۃ ہے جس کا حسن ہر مخلوق سے برتر ہے اور جو عجیب صفت والا ہے اور ہر مصنوع سے اکمل ہے....

''واقعی ادراک کی حقیقت کا عرفان بڑا لذت بخش عرفان ہے....''

اگر ہم کہیں کوئی عجیب نقش دیکھتے ہیں جو دل کو پسند آ جائے تو اس کے نقاش کی عظمت اور اس کی بہترین حکمت کے تصور میں ڈوب جاتے ہیں.... یہ ایسی بات ہے کہ پاکیزہ فکریں ساری حسیات کو پار کر کے ہمیں پہنچتی ہیں اور ایسی حالت میں خالق کی محبت پیدا ہو ہی جاتی ہے....

لہٰذا جس قدر مصنوعات میں اس کے صانع کا مشاہدہ کیا جائے گا اسی قدر صانع سے محبت ہو گی....

پھر اگر وہ محبت غالب ہوئی تو قلق اور شوق پیدا کرتی ہے اور اگر عارف کو ہیبت کی طرف لے گئی تو خوف پیدا کرتی ہے اور اگر مشاہدہ.... کرم کی طرف مائل کرتی ہے تو رجاء پیدا کرتی ہے.... "قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ" (صید الخاطر)

کمالِ حافظہ

ایک راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک راوی سے ایک حدیث سنی تھی.... مدت کے بعد مجھے خیال ہوا کہ اس کے حافظہ کا امتحان کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ اس نے غلط حدیث مجھ سے بیان کر دی ہو.... چنانچہ یہ راوی اس کے پاس گئے اور جا کر وہ حدیث پوچھی اس نے حدیث بتائی اور کہا کہ تم میرا امتحان کرتے ہو.... میرا حافظہ اس قدر قوی ہے کہ میں نے ستر حج کیے ہیں اور ہر سال نئے اونٹ پر حج کیا اور مجھ کو یاد ہے کہ فلاں سال فلاں اونٹ پر حج کیا تھا.... (ابوداؤد)

دنیا وآخرت کا تقابل

۱....حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی نیت دنیا کا طلب کرنا ہو....اللہ تعالیٰ اس کے حال کو پراگندہ کردینگے اور محتاجی کے آثار اس کی پیشانی میں اور اس کے چہرے پر پیدا کردینگے اور دنیا اس کو بس اس قدر ملے گی جس قدر اس کے واسطے مقدر ہو چکی ہے....

۲....جس شخص کی نیت اور اس کا مقصد اصلی اپنی سعی وعمل سے آخرت کی طلب ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنا نصیب فرمائینگے اور اس کے حال کو درست فرمادینگے....اور دنیا اس کے پاس خود بخود ذلیل ہو کر آئے گی....(بستان العارفین)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک شخص کو نصیحت

حضرت ابوتمیمہ ہجیمی رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے ایک آدمی کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (یا حضرت ابوتمیمہ کہتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا وہاں ایک آدمی آیا) اور اس آدمی نے پوچھا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں یا یہ پوچھا کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں....پھر اس نے پوچھا کہ آپ کس کو پکارتے ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکیلے اللہ عزوجل کو پکارتا ہوں جس کی صفت یہ ہے کہ جب تم کو کوئی نقصان پہنچے اور تم اس کو پکارو تو وہ تمہارے نقصان کو دور کردے اور جب تم پر قحط سالی آجائے اور تم اس کو پکارو تو وہ تمہارے لئے غلہ اگادے اور جب تم چٹیل میدان میں ہو اور تمہاری سواری گم ہو جائے اور تم اس کو پکارو تو وہ تمہاری سواری تمہیں واپس کردے....یہ بات سن کر وہ آدمی فوراً مسلمان ہو گیا....پھر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ وصیت فرمائیں....حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی چیز کو کبھی گالی نہ دینا....(حکم راوی کو شک ہوا کہ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شیئا فرمایا یا احدا فرمایا مطلب دونوں کا ایک ہی ہے) وہ صاحب کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصیت فرمانے کے بعد میں نے آج تک کبھی کسی اونٹ یا کسی بکری کو بھی گالی نہیں دی....(اخرجہ احمد)

نکاح میں فطری رعایت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اور آپ کو جو دین عطا فرمایا اس میں اس انسانی فطرت کی رعایت رکھی گئی ہے چونکہ یہ جنسی خواہش انسان کی فطرت کا ایک جذبہ ہے.... لہٰذا اس تسکین کا ایک حلال راستہ ہونا چاہیے اور وہ حلال راستہ ''نکاح'' ہے پھر اس نکاح کو شریعت نے اتنا آسان کردیا کہ اس میں کوئی پائی پیسے کا خرچ نہیں ہے.... کسی تقریب کی ضرورت نہیں ہے.... یہاں تک کہ مسجد جانا اور کسی سے نکاح پڑھوانا بھی شرط نہیں ہے بلکہ نکاح کے لیے بس اتنی شرط ہے کہ میاں بیوی اور دو گواہ مجلس کے اندر موجود ہوں اور اس مجلس میں دو گواہوں کے سامنے لڑکا یہ کہہ دے کہ میں نے تم سے نکاح کیا اور لڑکی جواب میں یہ کہے کہ میں نے قبول کیا یا لڑکی یہ کہے کہ میں نے تم سے نکاح کیا اور لڑکا جواب میں یہ کہے کہ میں نے قبول کیا.... بس نکاح ہوگیا....

قیمتی زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کریں

جو شخص عمر کی قدر و قیمت کو جانتا ہو وہ اس کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتا ہے.... پس نوجوانوں کو چاہیے کہ اپنے سرمایہ حیات کی خوب حفاظت کریں....

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے علوم سے نفع عطا فرمائیں اور ہماری عقول کو سلب نہ فرمائیں اور ہمیں اپنے کانوں اور آنکھوں سے نفع اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائیں اور ہمارے علم کو ہمارے خلاف حجت و دلیل نہ بنائیں.... (وقت ایک عظیم نعمت)

برائے حفاظت سحر

قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ○ وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِکَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا. اِنَّمَا صَنَعُوْا کَیْدُ سٰحِرٍ. وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی ○ (سورۃ طٰہٰ: ۶۸-۶۹)

اگر کسی کو شک ہو کہ اس پر جادو کیا گیا ہے یا علامتیں محسوس ہو رہی ہوں تو جادو کے اثر کو ختم کرنے کیلئے ۱۱ دن تک ۱۰۰ دفعہ پڑھ کر اپنے اوپر پھونکیں یا کسی پر شک ہو تو اس پر پڑھ کر پھونکیں.... اس دعا کے دوران کوئی دوسرا عمل نہ پڑھیں.... (قرآنی مستجاب دُعائیں)

نفس کو ایک نصیحت

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے نفس کا خواہشات کی طرف اس درجہ میلان دیکھا کہ اس کے ساتھ دل و دماغ عقل سب انہی خواہشات کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور آدمی کسی نصیحت کا اثر قبول کرنے کے لائق نہیں رہ جاتا.... تو ایک دن جبکہ میرا نفس ایک خواہش کی طرف بالکل جھک چکا تھا میں نے اسے ڈانٹا اور کہا تیرا برا ہو.... تھوڑی دیر صبر کر.... میں تجھ سے کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں پھر جیسا سمجھ میں آ دے ویسا کر.... اس نے کہا فرمایئے میں سن رہا ہوں! میں نے کہا یہ تو تجھے تسلیم ہے کہ مباح خواہشات کی طرف تیرا میلان کم ہوتا ہے اور حرام چیزوں کی طرف زیادہ.... میں دونوں کی حقیقت تیرے سامنے بیان کر دیتا ہوں ممکن ہے شیریں نظر آنے والی خواہشات تجھے تلخ نظر آنے لگیں....

مباح خواہشات کی تجھے اجازت ہے لیکن ان کے حصول کا طریق دشوار ہے اس لیے کہ اتنا مال نہیں ہو پاتا کہ بڑی بڑی خواہشات پوری کی جاسکیں اور کسب سے بھی ان کو حاصل کرنا دشوار ہے کیونکہ اس میں بہت سا قیمتی وقت برباد ہو جائے گا اور بالفرض اتنا مال میسر ہو بھی جائے تو بھی ان خواہشات کو حاصل کرنے اور ان کو برتنے کے وقت ان کے ختم ہو جانے کا اندیشہ لگا رہے گا.... پھر ان سے پیدا ہونے والے نقصانات بھی جو کسی سمجھ دار پر مخفی نہیں ہیں.... ان خواہشات کو مزید بدمزہ کر دیتے ہیں.... چنانچہ اگر وہ کھانے کی قبیل سے ہو تو آسودگی سے زیادہ کھانا بہت سے امراض پیدا کرتا ہے اور اگر افراد کی قبیل سے ہو تو اکتاہٹ یا فراق کا تصور یا بداخلاقی وغیرہ اور نکاح جو سب سے زیادہ لذت بخش ہے وہ سب سے زیادہ جسم کو کمزور کرنے والی چیز ہے اور دوسرے بہت سے مباحات جن کا ذکر طول کا سبب ہوگا....

رہیں حرام خواہشات تو ان میں وہ دشواریاں بھی ہیں جن کو ابھی مباحات کے سلسلے میں بیان کیا ہے اور مزید ذلت کا اندیشہ دنیوی سزا اور رسوائی کا خوف اور آخرت کی وعیدیں بھی ہیں.... اور اگر کسی نے توبہ بھی کر لی تو جب ان کی یاد آئے گی تب گھبراہٹ اور فکر ہوگی (کہ آیا توبہ قبول بھی ہوئی یا نہیں؟)

جبکہ خواہش نفس کو دبا لینے کی قوت کے اندر ایسی لذت ہے جو ہر لذت سے بڑھ کر ہے....

کیا تم نے خواہشات سے مغلوب ہو جانے والوں کو نہیں دیکھا کہ کس طرح ذلیل

ہوتے ہیں؟ اور یہ صرف اس لیے کہ نفس سے مغلوب ہو گئے بخلاف خواہشات پر قابو رکھنے والوں کے وہ دل کے مضبوط اور غالب ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے نفس کو دبا لیا ہے....

پس خبردار! خواہشات کی طرف اس چور کی طرح پسندیدگی کی نگاہ سے کبھی مت دیکھنا جو محفوظ مقام سے مال کے نکال لینے کی لذت کو تو دیکھتا ہے لیکن ہاتھ کے کٹ جانے کا خیال نہیں کرتا....

اپنی نگاہِ بصیرت کھلی رکھنی چاہیے تا کہ ہر خواہش کے انجام کو اور ہر لذت کے تلخی سے بدل جانے کو اور اس کے لذت نہ رہ جانے کو.... خواہ اکتاہٹ یا کسی پسندیدہ شئی کے نہ ملنے کی وجہ سے دیکھ لے کیونکہ پہلی معصیت کی مثال اس لقمہ کی ہوتی ہے جسے بھوکا کھاوے.... پھر بھوک کا کتا پیچھے نہیں ہٹتا بلکہ اس کی خواہش طعام اور بڑھ جاتی ہے اور انسان کو خواہشات کے دبا لینے کی لذت اس سے صبر کے فوائد کے ساتھ ساتھ یاد رکھنا چاہیے جسے نگاہ بصیرت کے استعمال کی توفیق مل گئی.... سلامتی اس کے بہت قریب ہے.... (صید الخاطر)

ایصال ثواب میں ترغیب

میں جب دعائے مغفرت...... یا ایصال ثواب کرتا ہوں...... تو سب سے پہلے اپنے والدین کے لیے کرتا ہوں...... پھر اپنے آباؤ اجداد اور جدات واُمہات کے لیے...... اس کے بعد اپنے اساتذہ اور مشائخ کے لیے...... پھر اپنے اہل وعیال...... اور دوسرے رشتہ داروں کے لیے.... پھر اپنے خدام کے لیے کرتا ہوں...... اس کے بعد اپنے خدام سے فرمایا کہ تم بھی اسی طرح کیا کرو.... (یادگار باتیں)

حصول اولاد کا وظیفہ

وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ○ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ○
وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ○ (سورۃ النجم ۴۵ تا ۴۷)

ترجمہ: اور تحقیق پیدا کیے ہیں ہم نے دو جوڑے مردوں کے اور عورتوں کے جب تم ڈالتے تھے بوند اور تحقیق ہمارے اوپر ہے پھیلانا دوسرا....

جس کی اولاد نہ ہوتی ہو وہ ہم بستری سے پہلے اس آیت کو ۷ دفعہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کریں....

(قرآنی مستجاب دعائیں)

پریشانی کے وقت کا وظیفہ

فرمایا کہ اگر کوئی سخت مرض یا پریشانی ہو..... تو پانچ سو مرتبہ یا ارحم الراحمین..... پڑھ کر دُعا کرنا چاہیے.....(ارشادات عارفی)

ذکر کی لذت

ابن عطاء اللہ اسکندری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے..... کہ اللہ کے ذکر سے..... زیادہ لذت کسی چیز میں نہیں ہے..... اگر اس میں لذت نہ آئے تو یہ بیماری ہے..... اس کا علاج کرو.....(ارشادات مفتی اعظم)

خصوصیت اسلام

اسلام کی سند صحیح ہے..... اس لئے اسلام کی سند جتنی محفوظ ہے دنیا کے کسی مذہب کی سند اتنی محفوظ نہیں ہے..... مثلاً کتاب اللہ ہے..... اس کی سند تواتر طبقات سے پہنچی ہے ہر دور میں لاکھوں کی تعداد میں حفاظ موجود رہے..... اور آج بھی موجود ہیں..... اسی لئے قرآن کا ایک ایک لفظ موجود ہے..... اس کے علاوہ اس امت نے کلام رسول کی جو حفاظت کی ہے..... اتنی حفاظت کسی اور نبی کی امت..... نے کلام خداوندی کی بھی نہیں کی..... حدیث شریف کے ایک ایک جملے کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہوئی ہے..... اگر کسی سند میں کوئی شبہ ہوا..... تو محدثین نے اس کو رد کر دیا..... اس سے بڑی خصوصیت اسلام کی کیا ہو سکتی ہے.....(خطبات حکیم الاسلام)

حقیقت طمع

خلاف شریعت امور کو..... پسند کرنا خواہش نفسانی..... اور حقیقت شہوت ہے..... اس کا اعلیٰ درجہ کفر و شرک ہے..... وہ تو اسلام ہی سے..... خارج کر دیتا ہے..... اور جو ادنیٰ درجہ ہے..... وہ کمال اتباع سے ڈگمگا دیتا ہے..... ہر طمع و خواہش نفسانی میں یہ..... خاصیت ہے کہ راہ مستقیم..... سے ہٹا دیتی ہے.....(خطبات مسیح الامت)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے معاملہ

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ملنے کے لئے ہمارے گھر تشریف لائے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (اجازت کے لئے باہر سے) فرمایا السلام علیکم و رحمة الله! میرے والد نے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کا) جواب آہستہ سے دیا... میں نے کہا کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دینا نہیں چاہتے؟

انہوں نے کہا ذرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار ہمیں سلام کرنے دو.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا السلام علیکم و رحمة الله و برکاته (میرے والد) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پھر آہستہ سے جواب دیا.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا السلام و علیکم و رحمة الله! اور اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس چل پڑے.... حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ کا ہر سلام سنا ہے اور ہر سلام کا آہستہ سے جواب دیا ہے بس آہستہ اس لئے جواب دیا تا کہ آپ ہمیں بار بار سلام کریں.... چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ واپس آئے.... حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہانے کا پانی تیار کروایا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زعفران یا ورس (خوشبودار گھاس) میں رنگی ہوئی چادر دی جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اوڑھ لیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی.... اے اللہ! تو اپنی رحمتیں اور مہربانی خاندان سعد رضی اللہ عنہ پر نازل فرما.... پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کھانا نوش فرمایا.... پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک دراز گوش پیش کیا جس پر ایک عمدہ چادر ڈال کر تیار کیا گیا تھا.... حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اے قیس! اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاؤ.... میں ساتھ چل پڑا.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میرے ساتھ سوار ہو جاؤ میں نے انکار کیا.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو سوار ہو جاؤ یا واپس چلے جاؤ اس پر میں واپس چلا گیا.... (عند ابی داود کذا فی جمع الفوائد ۱۴۳/۲)

عیسائیوں میں نکاح کی مشکلات

عیسائیوں کے یہاں ''کلیسا'' کے باہر نکاح کرنا ممکن نہیں لہٰذا اگر دو مرد عورت دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرلیں تو عیسائی مذہب میں وہ نکاح نہیں ہوگا بلکہ عیسائی مذہب میں نکاح اس وقت منعقد ہوگا جب مرد وعورت کلیسا میں جائیں اور وہاں کے پادری کی خوشامد کریں اور اس پادری کو فیس ادا کریں وہ پادری اپنی فیس وصول کرنے کے بعد نکاح پڑھنے کے لیے خاص وقت مقرر کرے گا.... اس وقت میں جب پادری نکاح پڑھائے گا تب نکاح منعقد ہوگا ورنہ نکاح نہیں ہوسکتا.... شریعت اسلام نے ایسی کوئی پابندی نہیں لگائی کہ نکاح کسی اور سے پڑھوایا جائے بلکہ مرد وعورت دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرلیں اور مہر مقرر کرلیں.... بس نکاح منعقد ہوگیا.... (پرسکون گھر)

وقت کی نوعیت

کہاوت ''وہ کیا ہے جو ایک ہی وقت میں سب سے زیادہ لمبا ہے تاہم سب سے زیادہ چھوٹا ہے جو بیک وقت سب سے زیادہ تیز ہے تاہم سب سے زیادہ سست بھی ہے.... جسے ہم سب نظر انداز کرتے ہیں اور پھر ہم سب اس پر کف افسوس ملتے ہیں؟ اس کے بغیر کچھ نہیں کیا جاسکتا.... یہ وہ تمام چیزیں ہڑپ کر جاتا ہے جو چھوٹی ہیں اور یہ وہ تمام چیزیں تعمیر کرتا ہے جو بلند ہیں؟''

یہ سب سے لمبا ہے کیونکہ ابد تک پھیلا ہوا ہے.... یہ سب سے چھوٹا ہے کیونکہ ہم میں سے کسی کے پاس اتنا وقت نہیں کہ وہ اپنی زندگی کے ضروری کام مکمل کرسکے.... جو لوگ خوش حال ہیں ان کا وقت انتہائی تیزی سے گزرتا ہے.... اس کے برعکس جو لوگ مصائب میں مبتلا ہیں ان کا وقت انتہائی سست روی سے گزرتا ہے.... اس کے بغیر کچھ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہی وہ تماشا گاہ ہے جس میں ہم سب رہتے ہیں.... وقت وہ ہے جس سے زندگی بنی ہے یہ ہر اس چیز کو لگ کر گوشہ گمنامی میں دھکیل دیتا ہے جو زندہ رہنے کے قابل نہ ہو اور یہ ہر اس چیز کی تعمیر کرتا ہے جو عظیم اور بے غرض ہو.... (وقت ایک عظیم نعمت)

جائز خواہشات میں بھی اعتدال چاہیے

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے دنیاوی خواہشات میں غور کیا تو ان کو ہلاکت کا جال اور بربادی کا ذریعہ پایا...لہٰذا جس کی عقل طبیعت پر غالب اور حاکم رہتی ہے وہ تو محفوظ رہتا ہے اور جس کی طبیعت غالب رہتی ہے وہ بہت جلد ہلاک ہو جاتا ہے....

خود میں نے بہت سے ابناء زمانہ کو دیکھا کہ انہیں جماع کا بہت شوق تھا جس پر طرفہ یہ کہ وہ ایسی گرم دوائیں استعمال کر لیتے ہیں جو قوت باہ کو بڑھانے والی اور شہوت میں ہیجان پیدا کرنے والی ہوتی ہیں جن کی وجہ سے تھوڑے ہی دنوں میں ان کی حرارت غریزیہ تحلیل ہو جاتی ہے اور برباد ہو جاتے ہیں....

اور خواہشات نفس میں نکاح سے زیادہ جلدی ہلاک کرنے والی کوئی خواہش میں نے نہیں دیکھی کیونکہ جب بھی انسان کسی خوبصورت عورت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس سے قوت باہ میں عادت سے زیادہ تحریک پیدا ہوتی ہے پھر جب اس سے زیادہ خوبصورت عورت کی طرف میلان ہوتا ہے تو تحریک اور بڑھ جاتی ہے اور منی پہلے کے مقابلے میں زائد خارج ہوتی ہے اور جوہر حیات زیادہ فنا ہو جاتا ہے....اسی طرح اس کے برعکس اگر عورت بدصورت ہو تو اس سے نکاح زائد منی کو اچھی طرح خارج نہیں کرتا....لہٰذا اس کے رُکے رہنے اور خواہش کے قوی ہونے کی وجہ سے ایذاء ہوتی ہے....

اور کھانے میں افراط کرنے والا بھی اپنے اوپر بہت سی بیماریاں مسلط کر لیتا ہے اور زیادہ کمی کرنے والے کا بھی یہی حال ہے....ان سب سے مجھے یقین ہو گیا کہ "اَفْضَلُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُهَا" (ہر کام میں اعتدال ہی بہتر ہے)

اور دنیا تو ایک جنگل ہے جس میں بہتر یہی ہے کہ عقل رہنما رہے....پس جس نے اپنی سواری کی لگام طبیعت اور خواہش نفس کے سپرد کر دی وہ بہت جلد ہلاک ہو جائے گا....

یہ گفتگو بدن اور امور دنیا سے متعلق تھی اسی پر آخرت کے اعمال کو قیاس کر لو اور سمجھنے کی کوشش کرو....(صید الخاطر)

علم سے نیت بھی درست ہو جاتی ہے

۱.... اگر باوجود کوشش اور سعی کے تصحیح نیت پر قدرت نہ ہو سکے تو علم بہر حال حاصل کرنا چاہیے کیونکہ علم کا حصول اس کے ترک سے بہتر ہے.... جب علم حاصل کر لیا تو وہ خود بخود نیت کو درست کر لے گا....

۲.... ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس شخص نے رضائے الٰہی کے سوا علم کسی اور غرض کیلئے پڑھا.... وہ شخص دنیا سے نہیں جائیگا تاوقتیکہ اس کا علم اللہ تعالٰی کی ذات اور دار آخرت کیلئے نہیں ہو جاتا....

۳.... امام تفسیر حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب ہم نے یہ علم دین پڑھا تھا اس وقت زیادہ تر ہماری نیت خلوص کی نہیں تھی.... مگر بعد میں اللہ رب العزت نے محض اپنی مہربانی سے ہمیں خلوص کی نیت سے سرفراز فرما دیا.... (بستان العارفین)

شیطان اور نفس کا دھوکا

حضرت والاؒ نے فرمایا کہ.... انسان کو دھوکا شیطان بھی دیتا ہے.... اور نفس بھی.... مگر دونوں کے طریقہ کار میں فرق ہے.... شیطان کسی گناہ کی ترغیب اس طرح دیتا ہے.... کہ اس کی تاویل سمجھا دیتا ہے.... کہ یہ کام کر لو اس میں دنیا کا فلاں فائدہ.... اور فلاں مصلحت ہے.... جب کسی گناہ کے لیے تاویل مصلحت دل میں آئے.... تو سمجھ لو کہ یہ شیطان کا دھوکا ہے.... اور نفس گناہ کی ترغیب لذت کی بنیاد پر دیتا ہے.... کہتا ہے یہ گناہ کر لو بڑا مزہ آئے گا.... جب کسی گناہ کا خیال لذت حاصل کرنے کے لیے آئے.... تو سمجھ لو کہ یہ نفس کا دھوکا ہے.... شیخ کی ضرورت نفس و شیطان کے دھوکوں ہی سے بچنے کے لیے ہوتی ہے.... (یادگار باتیں)

برائے حصول عزت

فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (سورۃ یٰسین: ۸۳)

اگر کوئی شخص لوگوں کی نظر سے گر گیا ہو اور چاہتا ہو کہ اس کی عزت قائم ہو جائے تو وہ اس آیت کو ۱۱ دفعہ پڑھ کر اپنے اوپر پھونک لے.... ان شاء اللہ اسے کامیابی ہوگی.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

موسیٰ علیہ السلام اور ایک بڑھیا کا قصہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی اعرابی کے ہاں مہمان ہوئے اس نے آپ کی بڑی خاطر تواضع کی واپسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبھی ہم سے مدینے میں بھی مل لینا.... کچھ دنوں بعد اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ چاہئے؟ اس نے کہا ہاں ایک تو اونٹنی دیجئے مع ہودج کے.... اور ایک بکری دیجئے جو دودھ دیتی ہو.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افسوس تو نے بنی اسرائیل کی بڑھیا جیسا سوال نہ کیا.... صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ واقعہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت کلیم اللہ بنی اسرائیل کو لے کر چلے تو راستہ بھول گئے ہزار کوشش کی لیکن راہ نہ ملی.... آپ نے لوگوں کو جمع کر کے پوچھا یہ کیا اندھیر ہے؟ تو علمائے بنی اسرائیل نے کہا: بات یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آخر وقت ہم سے عہد لیا تھا کہ جب ہم مصر سے چلیں تو آپ کے تابوت کو بھی یہاں سے اپنے ساتھ لیتے جائیں....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ تم میں سے کون جانتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی تربت کہاں ہے؟ سب نے انکار کر دیا کہ ہم نہیں جانتے.... ہم میں ایک بڑھیا کے سوا اور کوئی بھی آپ کی قبر سے واقف نہیں....

آپ نے اس بڑھیا کے پاس آدمی بھیج کر اسے کہلوایا کہ مجھے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر دکھلا.... بڑھیا نے کہا ہاں دکھلاؤں گی.... لیکن پہلے اپنا حق لے لوں.... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تو کیا چاہتی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جنت میں آپ کا ساتھ مجھے میسر ہو....

آپ علیہ السلام پر اس کا یہ سوال بہت بھاری پڑا.... اس وقت وحی آئی کہ اس کی بات مان لو.... اس کی شرط منظور کر لو.... اب وہ آپ کو ایک جھیل کے پاس لے گئی جس کے پانی کا رنگ بھی متغیر ہو گیا تھا.... کہا کہ اس کا پانی نکال ڈالو.... جب پانی نکال ڈالا اور زمین نظر آنے لگی تو کہا: اب یہاں کھودو.... کھودنا شروع ہوا تو قبر ظاہر ہو گئی.... تابوت ساتھ رکھ لیا.... اب جو چلنے لگے تو راستہ صاف نظر آنے لگا اور سیدھی راہ لگ گئی.... (تفسیر ابن کثیر)

نکاح میں شرعی آسانی....اور ہم

آج ہم نے نکاح کو معاشرے میں ایک طومار بنالیا ہے....شادی کو ایک عذاب بنالیا ہے....آج کوئی شخص اس وقت تک شادی نہیں کرسکتا جب تک اس کے پاس ہزاروں لاکھوں روپے موجود نہ ہوں کیونکہ اس کو تقریب کے لیے پیسے چاہئیں....مہندی کی رسم کے لیے پیسے چاہئیں....منگنی کی رسم کے لیے پیسے چاہئیں اوران تمام کاموں میں اتنے آدمی بلانا ضروری ہے اور شادی کے لیے اتنا زیور چاہئے اتنے کپڑے چاہئیں ولیمہ کی دعوت ہونی چاہیے....

اس طرح نکاح میں رسم ورواج نے ہزار طومار بنادیئے ہیں جس نے نکاح کو ایک عذاب بنادیا ہے جبکہ شریعت میں اس طرح کی کوئی پابندی نہیں....(پرسکون گھر)

تربیت اولاد

آج کل اولاد کی بے راہ روی......نافرمانی......اور اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت......والدین کی تربیت سے غفلت کا نتیجہ ہے......اس پرُفتن دور میں اگر اپنی دنیا اور آخرت کو درست رکھنا ہے......تو اپنی اولاد کی دینی اور ایمانی تربیت کرنا چاہیے......افسوس اس پر ہے کہ والدین اپنی اولاد کی دنیا اچھی رکھنے کی پوری کوشش کرتے ہیں......لیکن دین نہ تو اس کو سکھاتے ہیں......اور نہ اس پر عمل کرانے کی طرف توجہ دیتے ہیں....(یادگار باتیں)

خاوند کی اصلاح کا وظیفہ

قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (سورۃ المائدہ:۱۰۰)

اگر کسی عورت کا خاوند کسی دوسری عورت سے ناجائز تعلقات رکھتا ہو یا حرام کی کمائی گھر میں لاتا ہو تو اسے باز رکھنے کیلئے ۱۱ دن تک ۱۴۱ مرتبہ اس دعا کو کسی کھانے کی چیز پر پڑھ کر دم کر کے کھلائیں.....ان شاء اللہ کامیابی ہوگی....(قرآنی مستجاب دعائیں)

امام ماوردی رحمہ اللہ کا کمال اخلاص

امام ماوردیؒ کا اخلاص کے ساتھ کتابوں کی تصنیف کرنے میں عجیب قصہ یہ ہے کہ انہوں نے تفسیر وفقہ میں ہزاروں کتابیں لکھیں لیکن کسی کتاب کو اپنی زندگی میں ظاہر نہیں کیا.... ان کتابوں کو ایسی جگہ چھپا دیا جہاں کوئی شخص نہیں جان سکتا.... جب آپ کی موت کا وقت قریب آنے لگا.... انہوں نے با اعتماد شخص کو کہا میری فلاں جگہ پر کتابیں رکھی ہیں وہ میری تصنیف ہیں.... جب مجھے موت آنے لگے اور نزع کا وقت قریب آجائے تو تم اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں رکھنا اگر اس حالت میں میری روح قبض کر دی گئی تو جان لینا کہ یہ اللہ کو قبول نہیں تو تم میری تمام تصنیف کو رات کے وقت دجلہ میں ڈال دینا اور جب میں اپنا ہاتھ پھیلا دوں اور تمہارے ہاتھ میں میری روح قبض نہ کر لی گئی تو تم سوچ لینا کہ اللہ نے تصنیف کا کام قبول کر لیا اور میں اپنے مقصد میں خالص نیت کی وجہ سے کامیاب ہو گیا.... جب ان کی موت قریب آئی تو اس با اعتماد شخص نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا اور ان کے ہاتھ کو پھیلا دیا لیکن ان کی روح قبض نہ ہوئی پھر میں نے ان کی کتب تصانیف کو ظاہر کیا.... (سیر اعلام النبلاء)

امام ماوردیؒ نے دنیا کے اندر اپنی زندگی میں نہ مدح سنی اور نہ اور کوئی تعریفات والے کلمات نہ کسی سے مقدمہ لکھوایا اور نہ تقریظ اور نہ ہی اپنی کتاب کے حقوق کی حفاظت کیلئے کوئی قانون جاری کیا.... یہ ہے اخلاص ہمارے اکابر علماء کا.... (اعمال القلوب)

عہدہ قضا کی اہمیت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عادل قاضی کو قیامت کے دن لایا جائیگا وہ حساب کی شدت کو دیکھ کر یہ تمنا کریگا.... اے کاش کہ اس نے دو آدمیوں کے درمیان کبھی کوئی فیصلہ نہ کیا ہوتا....

حضرت ابوہریرہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص قاضی مقرر ہو گیا گویا وہ بغیر چھری کے ذبح ہو گیا.... (بستان العارفین)

ایک دیہاتی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب سوال

''حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے کہ ایک دیہاتی سامنے کھڑا ہوا....اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی....پھر کہا اے اللہ کے رسول! مجھے وہ بات بتاؤ جو مجھے جنت سے قریب اور آتش دوزخ سے دور کردے؟ راوی کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے....پھر اپنے رفقاء کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور (ان کو متوجہ کرتے ہوئے) فرمایا: اس کو اچھی توفیق ملی.... یا فرمایا: اس کو خوب ہدایت ملی....پھر آپ نے اس دیہاتی سے فرمایا: ہاں! ذرا پھر کہنا! تم نے کس طرح کہا: سائل نے اپنا وہی سوال پھر دہرایا (مجھے وہ بات بتادو! جو مجھے جنت سے نزدیک اور دوزخ سے دور کردے) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صرف اللہ کی بندگی کرتے رہو....اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو.... نماز قائم کرتے رہو....زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور صلہ رحمی کرتے رہو....اب اونٹنی کی مہار چھوڑ دو!'' (مسلم شریف)

جائز تعلقات پر اجروثواب

میاں بیوی کے درمیان جو باہمی تعلقات ہوتے ہیں وہ نہ صرف جائز ہیں بلکہ وہ تعلقات ثواب کا ذریعہ ہیں....ایک مرتبہ ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! ہم اپنی بیوی کے ساتھ جو ازدواجی تعلق قائم کرتے ہیں وہ تو ہم اپنی ذاتی لذت حاصل کرنے کی خاطر کرتے ہیں اس میں ثواب کیوں دیا جاتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم یہ لذت حرام طریقے سے حاصل کرتے تو گناہ ہوتا یا نہیں؟ صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ بیشک گناہ ہوتا....

آپؐ نے فرمایا کہ جب تم نے حرام طریقے کو چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر حلال طریقہ اختیار کر رہے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس حلال طریقے پر ثواب عطا فرماتے ہیں اور یہ عمل تمہارے لیے اجر کا سبب بنتا ہے....(پرسکون گھر)

ایک وقت میں ایک دن

ہر صبح جب ہم بیدار ہوتے ہیں تو ہماری پاکٹ بک ۲۴ گھنٹے کے کاموں سے بھری ہوتی ہے.... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ:

''کوئی ایسی صبح نہیں ہوتی جب دو فرشتے یہ آواز نہ دیتے ہوں کہ'' اے ابن آدم! میں ایک نیا دن ہوں اور تیرے اعمال کا مشاہدہ کر رہا ہوں.... لہٰذا مجھ سے پورا فائدہ اُٹھا لے کیونکہ میں یوم قیامت تک پھر نہیں آؤں گا....''

ہمارا ہر دن ایسے کاموں سے بھرا ہونا چاہیے جن پر ہم فخر کر سکیں.... اگر ہم اسی وقت فی الفور کام کا آغاز نہیں کریں گے تو ہماری نیک تمناؤں کے باوجود عملاً یہ ہوگا کہ یہ کام میں کل شروع کروں گا.... یہ کام تو اگلے ہفتے ہو سکے گا.... اب تو یہ کام آج سے دس برس بعد ہوگا اور اسی طرح ہم ''کل'' کی دلدل میں دھنستے چلے جائیں گے.... (وقت ایک عظیم نعمت)

علی بن حسین رحمہ اللہ کا رات کے وقت صدقہ کرنا

علی بن حسین اندھیری رات میں روٹیاں پکوا کر خود اپنی پیٹھ پر اٹھا کر مساکین کو دیتے تھے.... اور فرماتے تھے کہ رات کے وقت صدقہ کرنا اللہ کے غضب کو مٹاتا ہے.... (حلیۃ الاولیاء) اور اہل مدینہ کے لوگوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کا کھانا وغیرہ کہاں سے آتا ہے.... جب علی بن حسین وفات پائے تو لوگوں نے ان کو رات کے وقت کھانا دینے والا نہیں پایا.... ان کی وفات کے بعد ان کی پیٹھ پر وہ نشانات موجود تھے جو بوجھ اٹھانے کی وجہ سے پڑ گئے تھے اور یہ تقریباً سو گھروں کا چکر لگایا کرتے تھے.... (اعمال القلوب)

عمل اپنے گھر والوں سے چھپا کر کرنا

حضرت داود بن ابی ہند نے چالیس سال روزے رکھے لیکن ان کے اہل وعیال کو معلوم نہیں تھا یہ صبح کے وقت نکلتے غریب مساکین کی خدمت کرتے اور شام کو واپس آ کر ان کے ساتھ روزہ افطار کرتے.... (حلیۃ الاولیاء)

سردی اور گرمی سے بچنے میں اعتدال چاہیے

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اس پر غور کیا کہ امراء ٹھنڈک اور گرمی سے بچنے میں بڑا مبالغہ کرتے ہیں تو سمجھ میں آیا کہ یہ حکمت کے خلاف ہے.... اس صورت میں تھوڑی لذت تو حاصل ہو جاتی ہے لیکن ایسی لذت میں کیا بھلائی ہے جس کے بعد تکلیف اٹھانی پڑے.... چنانچہ گرمی میں برف کا پانی پیتے ہیں حالانکہ یہ بہت مضر ہے.... اہل طب کا کہنا ہے کہ اس سے بہت سے دشوار ترین ایسے امراض پیدا ہو جاتے ہیں جن کا اثر بڑھاپے میں ظاہر ہوتا ہے اور باریک کپڑے پہنتے ہیں.... اسی طرح جاڑے میں ایسے کپڑے استعمال کرتے ہیں جو بالکل ٹھنڈک لگنے ہی نہیں دیتے حالانکہ یہ سب اللہ کی وضع کردہ حکمت کے خلاف ہے....

کیونکہ اس نے گرمی اس لیے بنائی ہے تاکہ سب خلطیں تحلیل ہو جائیں اور جاڑا ان کو جامد کرنے کے لیے ہے لیکن یہ لوگ پورے سال کو موسم ربیع بناتے رہتے ہیں تو وہ حکمت پوری نہیں ہو پاتی جس کے لیے جاڑا اور گرمی بنائے گئے ہیں.... نتیجتاً امراض لاحق ہو جاتے ہیں....

اس تقریر کو سننے والا یہ نہ سمجھ لے کہ میں اسے جاڑے گرمی کے مقابلہ کا مشورہ دے رہا ہوں.... نہیں! بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ احتیاط میں زیادہ مبالغہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ بقدر قوت گرمی برداشت کرنی چاہیے جس سے ساری خلطیں تحلیل ہو سکیں اور بقدر برداشت اتنا جاڑا کہ تھوڑی ٹھنڈک لگ جائے کیونکہ یہ دونوں بدن کی مصلحت کے لیے ہیں....

بعض امراء اپنے کو جاڑے اور گرمی سے بہت بچاتے تھے.... ان کی حالت متغیر ہو گئی اور جلدی ہی مر گئے.... میں نے اپنی کتاب "لُقطُ المَنافِع" (جو فن طب میں ہے) اس کا پورا قصہ لکھا ہے.... (صید الخاطر)

وقت

وقت کو اپنا تابع کر لو تو وقت تمہارا تابع ہو جائے گا.... اور کاموں میں برکت ہو جائے گی۔ ارادہ اور ہمت سے بڑے بڑے کام ہو جاتے ہیں.... (یادگار باتیں)

ایک اعرابی کی شہادت

ایک اعرابی جس کے پاس بھیڑ بکریاں تھیں وہ ایمان لایا اور جو کچھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کہ کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرسکتا ہوں.... جب غزوہ خیبر کا وقت آیا تو بھیڑ بکریاں غنیمت میں آئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو تقسیم کیا ایک بکری اعرابی کے حصہ میں آئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ بکری اس کے حوالہ کردی وہ بکری گھاس وغیرہ کھاتی رہی جب وہ اعرابی جانے لگا وہ بکری اس کے حوالے کردی پھر اعرابی نے کہا کہ یہ کیا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یہ تیرا حصہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقسیم کے وقت تجھے دیا.... اعرابی وہ حصہ لیکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تیرا حصہ ہے اعرابی کہنے لگا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس لئے نہیں آیا کہ میں حصہ پاؤں بلکہ میں تو اس لئے آیا تھا کہ میرے اوپر تیر پھینکا جائے اور مجھے لگے اس وقت اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا تا کہ میں جنت میں چلا جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نے سچ کہا تو اللہ سچ کر کے دکھائے گا پھر وہ اعرابی تھوڑی دیر ٹھہرا پھر وہ دشمن سے لڑنے کیلئے آگے بڑھا (پھر وہ تیر لگنے کی وجہ سے شہید ہو گیا) اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا تو دیکھا کہ اس کو وہیں تیر لگا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہی شخص ہے صحابہؓ نے عرض کیا جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے اس کے سچ کو سچا کر کے دکھایا....

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کفن دیا اور نماز جنازہ پڑھائی اور دعا فرمائی....

اے اللہ یہ بندہ تیرے راستے میں ہجرت کر کے نکلا پھر شہید ہو گیا اور میں اس کی شہادت پر گواہ ہوں.... (اعمال القلوب)

تلاوت کی لذت اور اس کا کیف

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی وَسَقٰھُمْ رَبُّھُمْ شَرَابًا طَھُوْرًا (اور ان کا رب ان کو پاکیزہ شراب پینے کو دے گا) یہ کلمات بار بار پڑھتا اور اپنے منہ کو یوں چوستا ہے جیسے کچھ پی رہا ہو.... میں نے کہا ارے تو کچھ پی رہا ہے یا تلاوت کر رہا ہے وہ کہنے لگا ارے احمق میں اس آیت کی تلاوت میں وہ لذت محسوس کر رہا ہوں جو آیت مذکورہ میں شراب طہور کو پی کر حاصل ہوتی ہے....

روایت ہے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بہت ہی عجیب لہجہ عطا ہوا ہے وہ قرآن پڑھنے لگتے تو فرشتے اپنی عبادت چھوڑ کر سننے میں لگ جاتے تھے.... اور حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آواز کا وہ جادو عطا کیا تھا کہ زبور پڑھتے تھے تو پانی کی روانگی رک جاتی پرندے ہوا میں اور دوسرے جانور زمین میں اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہ جاتے اور درندے بکریوں کے درمیان آ جاتے مگر جب ان سے لغزش صادر ہوئی تو ان کے نغمہ کی حلاوت چھین لی گئی.... انہوں نے عرض کیا اے پروردگار میری آواز کو کیا ہوا اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ تم ہماری بات مانتے تھے تو ہم بھی تمہاری بات مانتے تھے تم نے ہمارے حکم کی خلاف ورزی کی تو ہم نے تم کو مہلت دی اگر تم پہلے کی طرح رہتے تو ہم بھی تجھے قبولیت عطا کرتے.... قیامت کا روز ہوگا تو ایک موقعہ پر حضرت اسرافیل اور داؤد علیہما السلام کو قرأت کیلئے حکم ہوگا.... داؤد علیہ السلام کو ان کی خوش الحانی واپس کر دی جائیگی حوریں اپنے بالا خانوں سے آوازیں بلند کرنے لگیں گی اور ایسی سریلی آوازیں ہونگی کہ مخلوق نے کبھی ایسی نہ سنی ہونگی.... اللہ تعالیٰ فرمائینگے تم نے مخلوق کے عمدہ نغمے سن لئے (اب خالق سے سنو) اس کے بعد حجاب اٹھے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام علیکم تحیہء جانفزا سنایا جائیگا جسے آیت میں تَحِیَّتُھُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَہٗ سَلٰمٌ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے (یعنی وہ جس روز اللہ تعالیٰ سے ملیں گے تو ان کو جو سلام ہوگا وہ یہ ہوگا کہ السلام علیکم.... (بستان العارفین)

خلاف طبیعت امور پر رنج کیسا؟

جس طرح ماں باپ احسانات کے سبب اپنی اولاد کو..... جب ڈانٹتے اور مارتے ہیں ..... تو لائق اولاد بھی اور تمام عقلاء زمانہ بھی اس کو شفقت اور محبت سمجھتے ہیں..... اسی طرح حق تعالیٰ جو رات دن بے شمار احسانات فرما رہے ہیں..... اور وہ ہمارے خالق اور مالک بھی ہیں ..... تو ان کی طرف سے اگر ہماری طبیعت کے خلاف امور..... رنج و تکلیف کے پیش آ جائیں ..... تو اس وقت بھی راضی رہنا اور ان کی اطاعت میں لگے رہنا اصل عبدیت ہے..... یہ نہیں کہ جب تک حلوا ملتا رہے محبت اور اطاعت..... اور جب حلوا بند ہو جائے تو شکایت..... حلوا کھلا کر امتحان نہیں ہوا کرتا..... امتحان محبت کا تو تکالیف میں ہوا کرتا ہے..... حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عبدیت اس کم عمری میں اللہ اکبر..... کس مقام پر تھی گردن پر چھری چلنے والی ہے ..... اور باپ سے فرما رہے ہیں ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین ذبح میں کس قدر تکلیف ہوتی ہے..... مگر راضی ہیں..... عشق کے دعوی پر ایک حکایت مثنوی میں مذکور ہے ..... ایک شخص ایک عورت کے پیچھے پیچھے پھر رہا تھا اس نے پوچھا یہ کیا..... اس نے کہا میں تجھ پر عاشق ہوں..... اس نے کہا پیچھے دیکھ میری بہن مجھ سے بھی خوبصورت آ رہی ہے..... اس نے فوراً پیچھے دیکھا..... پس اس نے کہا اے جھوٹے بے شرم..... اگر تو اپنے دعوی عشق میں صادق تھا..... تو غیر پر کیوں نظر ڈالی..... پس چرا بر غیر افگندی نظر

اس حکایت سے ہمارے حالات کا پتہ چلتا ہے..... حق تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ ہے ..... اور غیر حق سے بھی..... دل لگائے بیٹھے ہیں..... (مجالس ابرار)

مصائب سے بچاؤ کا وظیفہ

ایک صاحب نے کہا کہ..... حضرت ایک سخت بلا آنے والی ہے..... فرمایا کہ ۷۸۶ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم..... اور آیت الکرسی پڑھ کر..... یہ دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کی جان و مال کو اس سے بچالیں..... اور تمام عالم کے مسلمانوں کے گھروں کا حصار کرلو..... (ارشادات عارفی)

حاتم طائی کی بیٹی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات

۹ ہجری میں بنی طے سے خفیف سا مقابلہ ہوا.... دشمن شام کی طرف بھاگ گیا.... اس کے اعزہ واقربا کو مسلمانوں نے گرفتار کرلیا اور مال واسباب ضبط کر کے مدینہ لائے....

قیدیوں میں بنی طے کے سردار حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی.... اس نے کہا میں اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہوں.... میرا باپ رحیم وکریم اور سخی وفیاض تھا.... بھوکوں کا کھانا کھلاتا.... ننگوں کو کپڑا دیتا اور غریبوں پر رحم کرتا تھا وہ مر گیا.... بھائی تھا وہ شکست کھا کر شام کی طرف بھاگ گیا ہے.... میں ایسے رحم وکرم والے کی بیٹی بے یار ومددگار آپ کی قید میں ہوں اور رحم کی خواستگار ہوں....

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکی تیرے باپ میں ایمان والوں کی صفتیں تھیں یہ کہہ کر آپ نے اس کو رہا کر دیا اس نے پھر عرض کیا.... میں بنت کریم ہوں اپنی رہائی کے ساتھ اپنے قبیلہ کے قیدیوں کی رہائی کی بھی تمنا رکھتی ہوں....

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اس جواں عمر عورت کی درخواست ہی قبول کی بلکہ اس کو زاد راہ اور سفر خرچ دے کر اس کے بھائی کے پاس ملک شام میں بھجوا دیا.... جانتے ہو اس خلق محمدیؐ اور اس حسن سلوک کا کیا نتیجہ نکلا اور اس کریم النفس نبیؐ کے اوصاف نے کیا اثر کیا....

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی پڑھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ عدی بن حاتم (اس عورت کا بھائی) خلق محمدی کی یہ کیفیت اپنی بہن کی زبانی سن کر مدینہ آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مسلمان ہو گیا.... (ناقابل فراموش واقعات)

گمشدہ اولاد کی دستیابی کا وظیفہ

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۠ ○ (سورۃ القصص ۱۳)

ترجمہ: پس لوٹا دیا ہم نے اس کو اس کی ماں کی طرف تاکہ آنکھیں ٹھنڈی رہیں اس کی ماں کی اور نہیں غم کھائے اور جان لو تحقیق اللہ کا وعدہ سچا ہے اور لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے....

کسی کی اگر کوئی اولاد کھو گئی ہو وہ ان آیات کو پڑھ کر آسمان کی طرف پھونکے.... ان شاء اللہ کامیابی ہوگی.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

نکاح میں تاخیر کا نتیجہ

نکاح میں اللہ تعالیٰ نے اتنی آزادی دیدی کہ میاں بیوی پر اس بارے میں اوقات کی کوئی پابندی نہیں لگائی اور عدد کی کوئی پابندی نہیں اور طریقوں کی بھی کوئی خاص پابندی نہیں.... اس طرح سے اس میں آزادی دیدی تا کہ انسان ناجائز راستے تلاش نہ کرے.... اسی لیے حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارے پاس تمہاری لڑکی کا رشتہ آئے اور ایسے لڑکے کا رشتہ آئے جو تمہیں پسند ہو تمہیں ظاہری اعتبار سے بھی اور دین کے اعتبار سے بھی اچھا لگتا ہو اور تمہارا کفو بھی لگتا ہو تو اس رشتے کو قبول کر لو اور پھر فرمایا کہ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں بڑا فتنہ اور فساد پھیلے گا.... چنانچہ وہ فتنہ اس طرح پھیل رہا ہے کہ گھر میں لڑکیاں رشتوں کے انتظار میں بیٹھی ہوئی ہیں اور رشتے بھی موجود ہیں لیکن جہیز کا انتظار ہے اور اس بات کا انتظار ہے کہ باپ کے پاس لاکھوں روپے آجائیں تو پھر وہ اپنی بیٹی کی شادی کر کے ان کو رخصت کرے لیکن وہ لڑکیاں بھی تو انسان ہیں ان کے دلوں میں بھی جذبات ہیں ان کے دلوں میں بھی خواہشات ہیں.... جب وہ خواہشات جائز طریقے سے پوری نہیں ہوں گی تو شیطان ان کو ناجائز طریقے کی طرف لے جائے گا اور اس سے فتنہ و فساد پھیلے گا.... معاشرے کے اندر آج دیکھ لیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے روگردانی کے نتیجے میں کیسا فتنہ اور فساد پھیلا ہوا ہے.... (پرسکون گھر)

گرمی کی شدت دور کرنیکا وظیفہ

اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ○ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ○

(سورۃ طٰہٰ ۱۱۸-۱۱۹)

ترجمہ: نہیں بھوک ہوگی اس میں اور نہ ننگا ہوگا اور تحقیق تجھے نہیں پیاس لگے گی اس میں اور نہ دھوپ ہوگی....

جس کو لو لگ گئی ہو یا گرم ہوا کی وجہ سے اس کی حالت بگڑ رہی ہو اس کو ۱۰۱ دفعہ یہ آیات پڑھ کر دم کریں اور پانی پلائیں ان شاء اللہ فائدہ ہوگا.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

وقت.... سونے کی طرح قیمتی ہے

کیا اس عالم وجود میں انسان کی زندگی اس وقت کے علاوہ کچھ اور ہے جو وہ پیدائش سے وفات تک گزارتا ہے؟ آپ سونے کو کھو سکتے ہیں لیکن وہ پھر سے حاصل کیا جاسکتا ہے اور گم شدہ سونے سے کئی گنا زیادہ آپ دوبارہ پا لیتے ہیں لیکن گئے وقت اور گزرے ہوئے زمانے کو آپ لوٹا نہیں سکتے....

لہٰذا وقت سونے سے زیادہ قیمتی ہے.... الماس سے زیادہ گراں قدر ہے.... ہر جوہرو عرض سے برتر ہے اس لیے کہ وہ خود زندگی ہے.... کامیابی کا راز کسی دقیق نکتے میں پوشیدہ نہیں ہے بلکہ وہ مناسب لمحے پر موقوف ہے.... جلدی یا دیر.... دونوں سے ڈرا جاتا ہے اور اصل اہمیت اس کی ہے کہ کام اپنے مناسب وقت پر ہے....

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دُعا کیا کرتے تھے کہ اللہ ان کے اوقات میں برکت اور لحات میں خیر عطا کرے.... قیامت کے دن کوئی بندہ اس پوچھ گچھ کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکے گا کہ اپنی عمر کن کاموں میں ختم کی.... مال کس طرح کمایا اور کس طرح خرچ کیا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت کی قدر و قیمت کا بہترین نقشہ اس حدیث میں پیش کیا ہے.... ہر روز فجر طلوع ہو کر پکارتی ہے کہ ابن آدم! میں نئی خلقت ہوں اور تیرے اعمال پر گواہ ہوں تو میرے ذریعے زادراہ تیار کر لے کیونکہ پھر میں قیامت کے دن تک نہیں پلٹوں گی....

اس عالم وجود میں کوئی چیز وقت سے زیادہ قیمتی نہیں.... اگرچہ اوقات برکت.... سعادت اور خوش بختی کے لحاظ سے متفاوت ہیں.... ایک لمحہ دوسرے لمحے سے بڑھ کر مبارک ہوتا ہے اور اللہ کے نزدیک کوئی دن یا کوئی مہینہ دوسرے دن یا دوسرے مہینے پر فضیلت رکھتا ہے....

ان مبارک گھڑیوں میں نیکی کئی گنا بڑھ جاتی ہے.... صالح بندوں کے درجات بلند کیے جاتے ہیں اور توبہ کا دروازہ چوپٹ کھول دیا جاتا ہے تاکہ اللہ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے وہ اس میں داخل ہو جائے.... دن.... ہفتے اور مہینے کی ان مبارک گھڑیوں کی طرف قرآن کریم کی آیات نے اشارہ کیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توضیحات ان کی تاکید کرتی ہیں....

تمہارے سامنے ہر روز ایک گھڑی صبح میں.... ایک گھڑی شام میں اور ایک گھڑی سحر میں آتی ہے.... ان گھڑیوں میں تم اپنی پاکیزہ روح کے ساتھ آسمان کی طرف چڑھ سکتے ہو اور دین و دنیا کا خیر ہو سکتا ہے.... تمہارے آگے جمعہ کا دن اور رات ہے.... اس میں تم اپنے ہاتھ.... اپنے دل اور اپنی روح کو اللہ کی رحمت کے بہتے سمندر سے سیراب کر سکتے ہو.... تمہارے لیے طاعت کے لیے خاص موسم.... عبادت کے مخصوص ایام اور قربت حاصل کرنے والی راتیں آتی ہیں جن کی طرف قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دلائی ہے.... تم ان گھڑیوں میں غافل رہنے کے بجائے ذکر کرنے والوں میں ہونے کی تمنا کرو.... مست پڑے رہنے کے بجائے عمل میں مشغول ہونے کی خواہش کرو....

وقت کو غنیمت جانو.... وہ تلوار کی طرح ہے اور ٹال مٹول کو چھوڑ دو.... اس سے زیادہ مضر کوئی چیز نہیں.... (وقت ایک عظیم نعمت)

احسان کی حقیقت

ایک مرتبہ ایک صاحب نے حضرت سے عرض کیا..... کہ الحمدللہ احقر کو احسان کا درجہ حاصل ہو گیا ہے..... حضرتؒ نے پوچھا کیا نماز میں.....؟ فرمانے لگے..... ''جی ہاں!''

آپ نے فرمایا ماشاء اللہ بڑی مبارک بات ہے..... لیکن ذرا اس کا بھی دھیان رہے..... کہ احسان کا یہ درجہ..... بیوی بچوں کے ساتھ معاملات میں بھی حاصل ہوا یا نہیں؟..... پھر فرمایا کہ لوگ ''احسان''..... کو نماز روزے اور اذکار و اوراد کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں..... اور معاملات زندگی کو اس سے خارج سمجھتے ہیں..... حالانکہ ''احسان'' جس طرح نماز روزے وغیرہ میں مطلوب ہے..... مخلوق کے ساتھ معاملات میں بھی مطلوب ہے....

صورت عبادت بن پڑ سکی..... اس پر شکر ادا کرے..... اور حقیقت عبادت حاصل نہیں ہوئی..... اس پر ندامت کے ساتھ استغفار کرے..... بندہ کے لیے عمر بھر کا دستور العمل ہے..... ساری عمر اس سے چھٹکارا نہیں..... ارشاد ہے (واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین) ..... ''اور اپنے پروردگار کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے موت آجائے....'' (یادگار باتیں)

نکتہ معرفت

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب میں نے اپنے رزق کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی تدبیروں کو سوچا کہ بادلوں کو مسخر کرتا ہے.... سہولت کے ساتھ بارش نازل فرماتا ہے اور زمین کے نیچے انسانی مردوں کی طرح اس بیج کو دفن کرتا ہے جو سڑنے کے بعد صور حیات کے پھونکے جانے کا منتظر رہتا ہے پھر جونہی صور پھونکتا ہے سبزہ ہو کر لہلہانے لگتا ہے.... جب پانی ختم ہو جاتا ہے تو ہاتھ پھیلا کر پانی مانگتا ہے پھر اپنا سر تواضع سے جھکا لیتا ہے اور تغیر کا جوڑا پہن لیتا ہے.... گویا وہ بھی ان تمام چیزوں کا محتاج ہوتا ہے جن کے ہم ہیں یعنی سورج کی حرارت پانی کی ٹھنڈک بادنسیم کا لطف اور زمین کی تربیت... تو میں پکار اُٹھا کہ بڑی پاکیزہ ہے وہ ذات جس نے میرے سامنے خود میری تربیت کا نقشہ کھینچ دیا.... پس! اے وہ نفس جو اللہ تعالیٰ کی بعض حکمتوں پر مطلع ہو چکا ہے تیرے لیے بہت برا ہے کہ کسی دوسرے کی طرف مائل ہو.... پھر مزید تعجب ہے کہ تو اپنے ہی جیسے محتاج کی طرف کیسے مائل ہوتا ہے جس کی زبان حال پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اے شریف آدمی! میں بھی انہی چیزوں کا محتاج ہوں جن کے تم ہو.... لہٰذا تم خدا کی طرف رجوع کرو اور سبب کے بجائے مسبب سے مانگو... تمہارے لیے بڑی خوشخبری ہے کہ تم نے اس کو پہچان لیا.... بے شک اس کی معرفت دنیا و آخرت کی سلطنت سے بڑھ کر ہے.... (صید الخاطر)

بھٹکے ہوئے لوگوں کی اصلاح کا عمل

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰنَا لِهٰذَا (سورۃ الاعراف ۴۳)

ترجمہ: اور کھینچ لائیں گے ہم جو کچھ ان کے سینے میں خیانت ہے چلتی ہیں ان کے نیچے نہریں.... اور وہ کہنے لگے تمام تعریف اللہ کے لئے ہے یہ وہ ذات ہے جس نے ہدایت دی ہم کو اس بات کی....

جو لوگ راہ سے بھٹک گئے ہوں ان کو یہ دُعا پڑھ کر دم کر کے پلائیں ان شاء اللہ فائدہ ہوگا.... (قرآنی مستجاب دُعائیں)

علم کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مجھے محسوس ہوا کہ علم کے متعلق میرے نفس کی رائے بہت بہتر ہے کیونکہ وہ علم کو ہر چیز پر مقدم رکھتا ہے اور اس کو دلیل کا درجہ دیتا ہے.... حتیٰ کہ علم میں لگنے والے اوقات کو نوافل میں گزرنے والی گھڑیوں پر فضیلت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ نوافل پر علم کی افضلیت کی قوی ترین دلیل یہ ہے کہ میں نے بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کو نفل نماز روزوں نے علمی نوافل سے مشغول کرلیا کہ وہ اصول میں غلطی کرنے لگتے ہیں تو میں نے اپنے نفس کو اس سلسلے میں جادہ مستقیم پر اور اس کی رائے کو درست پایا....

مگر مجھ کو یہ بھی احساس ہوا کہ وہ علم کے ظاہری شغل پر اکتفاء کیے ہے تو اسے پکارا کہ پھر بھلا تیرے علم نے تجھے کیا فائدہ پہنچایا؟ خدا کا خوف کہاں ہے؟ اس کی محبت کا درد کہاں ہے؟ احتیاط اور پرہیز کہاں ہے؟

کیا تم نے جید علماء کی عبادت وریاضت کے حالات نہیں سنے؟

کیا حضور صلی اللہ علیہ سلم نے ساری مخلوق کے آقا ہونے کے باوجود اتنا قیام نہیں فرمایا کہ پاؤں مبارک ورم کر گئے تھے؟

کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے حد سسکیاں بھرنے اور بہت رونے والے نہیں تھے؟

کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رخساروں پر آنسوؤں کے دو نشان نہیں بن گئے تھے؟

کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رکعت میں پورا قرآن شریف نہیں ختم فرماتے تھے؟

کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ رات میں محراب میں کھڑے ہو کر اس قدر نہیں روتے تھے کہ آپ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی؟ اور فرماتے تھے اے دنیا! کسی اور کو دھوکہ دینے کی کوشش کر؟

کیا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ قلق محبت کے سبب پوری رات جاگتے نہیں رہ جاتے تھے؟

کیا حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ اس طرح مسجد سے نہیں لگے رہے کہ چالیس سال جماعت بھی فوت نہ ہوئی؟

کیا حضرت اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ نے اس قدر روزے نہیں رکھے کہ سبز اور زرد پڑنے لگے؟

کیا حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی نے اپنے باپ سے نہیں پوچھا تھا کہ کیا بات ہے کہ لوگ تو سوتے ہیں اور آپ نہیں سوتے؟ تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ تمہارا باپ رات کے عذاب سے ڈرتا ہے؟

کیا حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں ایک کوڑا نہیں رکھتے کہ جب سستی ہو تو نفس کی تادیب کریں؟

کیا حضرت یزید رقاشی نے چالیس سال روزے نہیں رکھے اس کے باوجود فرماتے تھے کہ "ہائے محرومی! عبادت گزار مجھ پر سبقت لے گئے اور مجھ کو روک دیا گیا؟

کیا حضرت منصور بن المعتمر رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال روزے نہیں رکھے؟

کیا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ خوف خدا کی وجہ سے خون کے آنسو نہیں رونے لگے تھے؟

کیا حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ خوف خداوندی کے سبب خون کا پیشاب نہیں کرنے لگے تھے؟

اور کیا تجھے آئمہ اربعہ امام اعظم ابو حنیفہ امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے زہد و عبادت کا حال نہیں معلوم؟

پس عمل کے بغیر علم کے ظاہر پر مائل ہونے سے بچو کیونکہ یہ اپاہجوں اور کاہلوں کی حالت ہے....

وَخُذْلَکَ مِنْکَ عَلٰی مُھْلَۃٍ وَمُقْبِلُ عَیْشِکَ لَمْ یُدْبِرٖ وَخَفْ ھَجْمَۃً لَاتُقِیْلُ الْعِثَارَ وَتَطْوِی الْوُرُوْدَ عَلَی الْمَصْدَرِ وَمَثِّلْ لِنَفْسِکَ اَیُّ الرَّعِیْلُ اَیَضُمُّکَ فِیْ حَلْبَۃِ الْمَحْشَرِ.

"مہلت کے زمانے میں کچھ کر لو جو زندگی گزر گئی وہ واپس نہ آوے گی اور اس موت سے ڈرو جو درگزر نہ کرے گی اور گھاٹ پر اترنے سے روک دے گی اور اپنے نفس کے سامنے اس کا تصور باندھو کہ تم میدان محشر میں کس گروہ میں ہو گے؟" (صید الخاطر)

اخلاص کی اہمیت

ان سے سوال کیا گیا کہ نفس پر کوئی سی چیز سخت گراں گزرتی ہے انہوں نے فرمایا اخلاص:
کیونکہ اخلاص ایسی چیز ہے جس کا کوئی حصہ نہیں.... (اعمال القلوب)

تعلیم کی صورتیں

فقیہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تعلیم کی تین صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ بالکل بلا معاوضہ لوجہ اللہ پڑھایا جائے.... ایسا شخص بہت ہی اجر پائیگا اور اس کا یہ عمل انبیاء علیہم السلام والا ہے.... دوسری صورت معاوضہ یا تنخواہ پر پڑھانا اس میں علماء کا اختلاف ہے متقدمین نے ناجائز کہا ہے.... کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری طرف سے پہنچاد وخواہ ایک ہی آیت ہو بس آپ نے امت پر تبلیغ کو واجب فرمایا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تبلیغ واجب کی تھی.... پس جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تبلیغ پر اجرت تنخواہ جائز نہ تھی اسی طرح امت کیلئے بھی ناجائز ہوگی اور علمائے متاخرین کی ایک جماعت مثلاً عصام بن یوسف نصیر بن یحیٰی اور ابونصیر بن سلام وغیرہ حضرات نے جائز کہا ہے.... اور بہتر صورت معلم کیلئے یہ ہے کہ تعلیم قرآن کے بجائے حفظ کرانے کی یا ہجے سکھانے کی یا لکھائی کی شرط کرلے اگر تعلیم قرآن پر اجرت کی شرط لگائی ہے تو امید ہے کہ اس میں حرج نہ ہوگا کیونکہ یہ عمل مسلمانوں میں مسلسل جاری ہے اور اس کی ضرورت بھی ہے.... اور تیسری صورت یہ ہے کہ تعلیم بلا شرط اجرت ہو البتہ ہدیہ پیش کیا جائے تو قبول کرلے.... یہ صورت بالاتفاق جائز ہے.... اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معلم تھے اور ہدیہ قبول فرمالیا کرتے تھے....

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سفر جہاد میں تھی ایک قبیلہ پر ان کا گزر ہوا قبیلہ والوں نے پوچھا کیا تم میں کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے.... ہمارے سردار کو کسی زہریلے جانور نے کاٹ لیا ہے.... ایک صاحب نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر اسے دم کیا وہ شخص صحت یاب ہوگیا.... جس پر اس نے بکریوں کا ایک گلہ دینا چاہا مگر انہوں نے لینے سے انکار کردیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا آپ نے پوچھا کیا دم کیا تھا اس نے جواباً عرض کیا کہ فاتحہ پڑھ کر پھونک ماری تھی آپ نے ارشاد فرمایا تجھے کیسے معلوم ہوا کہ اس سے دم بھی کیا جاسکتا ہے نیز ارشاد فرمایا وہ بکریاں لے لو اور ہمیں بھی ان میں سے حصہ دے دو جس سے معلوم ہوا کہ لینا مباح ہے.... (بستان العارفین)

ایک نوجوان کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک نوجوان حاضر ہوا اور کہا کہ حضرت مجھے زنا کی اجازت دے دیں.... صحابہ رضی اللہ عنہ اس نوجوان کی گستاخی پر بڑے ناراض ہو گئے.... لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر غصہ مت کرو اس کو نصیحت کی ضرورت ہے.... رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ تیری شادی ہوئی ہے.... اس نے کہا جی نہیں.... فرمایا! اگر تو کل شادی کر لے اور کوئی تمہاری بیوی سے یہ کام کرنا چاہے تو اس کو تو اپنی بیوی کیلئے پسند کرے گا؟

کہا جناب میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہرگز نہیں.... پھر فرمایا! اگر کوئی تمہاری امی کے ساتھ یہ کام کرنا چاہے تو تو اس کو پسند کرے گا؟

کہا جناب میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہرگز نہیں.... پھر فرمایا! اگر کوئی تمہاری امی کے ساتھ یہ کام کرنا چاہے تو تو اس کو پسند کرے گا؟

کہا ہرگز نہیں.... فرمایا اچھا تو یہ فعل اپنی ہمشیرہ کیلئے پسند کرے گا.... کہا ہرگز نہیں.... پھر فرمایا! بیٹے آخر تو جس کے ساتھ کرے گا وہ کسی کی بیوی ہوگی.... کسی کی ماں ہوگی.... کسی کی بہن ہوگی.... جو کام اپنے لئے پسند نہیں کرتا دوسرے مسلمان کیلئے بھی پسند نہ کر.... پھر اس کے سینے پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبارک ہاتھ رکھا اور اس کیلئے دعا کی.... صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں پھر وہی نوجوان دوسروں کو بھی نصیحت کرتا تھا کہ زنا اور بدفعلی سے دور رہا کریں.... (ترمذی شریف)

نماز اور سکون دل

نماز ترک کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے.... یہ اللہ جل شانہ کی حکم عدولی ہے.... دنیا میں بھی اس کا وبال بھگتنا پڑتا ہے.... اور آخرت میں اس کی بڑی سنگین سزا ہے.... اپنے وقت کا انضباط کر لو.... ان شاء اللہ اس سے بڑی برکت ہوتی ہے.... اور سب ضروری کام آسانی سے ہو جاتے ہیں.... اور نمازیں وقت کی پابندی کے ساتھ ہوتی رہتی ہیں.... اور دل میں سکون رہتا ہے.... (یادگار باتیں)

نکاح کے سلسلہ میں معاشرتی تنگ نظری

حضرت مولانا مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں ایک خاتون نے امریکہ سے مجھے ایک طول طویل خط میں اپنی درد بھری داستان لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کے والد ایک کروڑ پتی آدمی ہیں.... پڑھے لکھے ہیں لیکن ان کو یہ اصرار تھا کہ وہ اپنی کسی بیٹی کی شادی اپنی برادری سے باہر نہیں کریں گے.... خاتون نے لکھا ہے کہ میں ان کی بڑی بیٹی ہوں اور شروع میں کئی رشتے آئے لیکن میرے والد نے ہر رشتہ کو یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ برادری سے باہر کا رشتہ ہے اس لیے ان کے لیے قابل قبول نہیں.... یہاں تک کہ میری عمر زیادہ ہوتی چلی گئی اور بالآخر رشتے آنا بند ہو گئے.... یہاں تک کہ ایک روز میرے والد نے مجھ سے یہ کہا کہ اب میرے لیے تمہارا کوئی رشتہ اپنی برادری سے حاصل کرنا ممکن نہیں رہا.... لہٰذا اب تم میرے سامنے یہ حلف اُٹھاؤ کہ عمر بھر شادی نہیں کرو گی.... میں چونکہ مالدار آدمی ہوں.... لہٰذا جیتے جی تمہاری کفالت کروں گا لیکن مجھے یہ کسی قیمت پر گوارا نہیں ہے کہ تمہاری شادی برادری سے باہر ہو.... خاتون کہتی ہیں کہ والد صاحب نے مجھے یہ اقرار کرنے پر اتنا مجبور کیا کہ بالآخر میں نے یہ وعدہ کر لیا کہ تمام عمر شادی نہیں کروں گی اور اس کے بعد واقعتہً میں نے یہ تہیہ بھی کر لیا کہ اپنے والد کی خواہش کے احترام میں زندگی اسی طرح گزاروں گی لیکن میری چھوٹی بہن.... ایک بھائی اور والدہ اس فیصلے پر راضی نہیں ہوئے.... ایک صاحب جنہوں نے عرصہ دراز پہلے میرے لیے رشتہ مانگا تھا اور والد صاحب نے انہیں سختی سے انکار کر دیا تھا.... ابھی تک مجھ سے شادی کرنے پر آمادہ تھے.... میرے بھائی بہن نے ان سے بات کی اور والدہ صاحب کو بھی آمادہ کرنے کی کوشش کی.... آخر کار والد صاحب نے اتنا تو کہہ دیا کہ اگر تم لوگ یہ نکاح کرنا ہی چاہتے ہو تو میں نکاح کرا دوں گا لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اس کے بعد لڑکی کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا.... بہن نے مجھ سے والد صاحب کی یہ بات چھپائی اور صرف اتنا کہا کہ وہ ناراض تو ہیں مگر نکاح پر آمادہ ہو گئے ہیں.... چنانچہ یہ نکاح ہو گیا اور میں اپنے شوہر کے ساتھ امریکہ چلی آئی لیکن اب مجھے پتہ چلا ہے کہ والد صاحب نے عمر بھر کے لیے مجھ سے قطع تعلق کر لیا ہے.... نہ وہ مجھ سے فون پر بات کرنے کے لیے تیار ہیں نہ مجھے اپنی بیٹی تسلیم کرنے پر آمادہ ہیں.... (ذکر وفکر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

''اے حنظلہ لمحات اور ساعات کی حفاظت کرو''

جلیل القدر صحابی حضرت حنظلہ بن ربیع سیدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے.... آپ ہمارے سامنے جنت وجہنم کا ایسے ذکر فرما رہے تھے کہ گویا ہم ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں.... اس کے بعد میں گھر آ گیا.... بچوں سے کھیلنے اور بیوی سے مذاق کرنے لگا.... میں گھر سے نکلا.... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا تو انہیں بتلایا.... انہوں نے فرمایا: میں نے بھی ایسا ہی کیا.... چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حنظلہ (یعنی میں) تو منافق ہو گیا.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حنظلہ ایسی بات کہنے سے باز رہو.... میں نے عرض کیا.... یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں.... آپ ہمیں جنت و جہنم کی یاد دلاتے ہیں (تو ایسا لگتا ہے کہ) ہم ان کو کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں (لیکن) جب ہم آپ سے نکل کر جاتے ہیں تو اپنے بیوی بچوں اور زمین سے کھیلتے ہیں (یعنی اپنی روزی کمانے اور دوسرے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں) تو ہم (سب کچھ) اکثر بھول جاتے ہیں....

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے.... اگر تم اسی حالت پر ہمیشہ برقرار رہو اور ذکر میں رہو تو فرشتے (تم سے) تمہارے بستروں اور راستوں میں ہاتھ ملائیں اور اگر تمہارے دل اسی حالت پر رہیں جس حالت میں ذکر کے وقت ہوتے ہیں تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں اور تمہیں راستوں میں سلام کریں لیکن اے حنظلہ! وقت وقت کی بات ہے.... وقت وقت کی بات ہے.... وقت وقت کی بات ہے....'' (وقت ایک عظیم نعمت)

داؤد طائی رحمہ اللہ

فرماتے ہیں کہ تمام نیک کاموں کو دیکھا کہ وہ حسن نیت کے ساتھ جمع ہوتی ہیں اور وہی نیکی اس کیلئے کافی ہے اگرچہ اس کو مقرر نہ کیا ہو....

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز اور روزہ میں دوسرے لوگوں سے آگے بڑھ گئے تھے کہ ان کے دل میں وقار تھا.... (اخلاص نیت کی وجہ سے) (اعمال القلوب)

کبر و عجب

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے...... کہ اولیاء اللہ کے دل سے سب سے بعد جو رذیلہ نکلتا ہے...... وہ کبر اور عجب ہے...... اس میں بڑے بڑے اولیاء مبتلا ہیں....(ارشادات مفتی اعظم)

خصوصی دعا

بعض لوگ کہتے ہیں...... کہ ہمارے لئے خصوصی دعا فرمائیں...... میں کہتا ہوں کہ وہ خصوصی دعا کیا ہے...... تو کہتے ہیں کہ نام لے کر دعا فرمائیں...... میں کہتا ہوں کہ اگر نام یاد نہ ہو تو پھر کیا ہوگا...... ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہاتھ ہی ہاتھ دعا کر دیں...... آدمی فرمائش بھی کرے اور قید بھی لگائے...... یہ فرمائش کیا ہوئی یہ تو آرڈر ہو گیا...... بس دعا کی درخواست کافی ہے....(خطبات حکیم الاسلام)

قلت کلام

آدمی دو طرح کے ہیں...... ایک مبتلا دوسرا...... صاحب عافیت...... تو تم اہل بلا پر رحم کرو...... اور عافیت پر...... اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاؤ...... پس گناہ ایک بلا ہے...... اس پر تحقیر یا طعن مت کرو...... ترحم کے ساتھ نصیحت...... یا دعا کرو اور گناہ سے...... محفوظ رہنا ایک عافیت ہے...... اس پر عجب اور نازمت کرو...... بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت...... بلا استحقاق سمجھ کر شکر کرو...... اور اس کے عموم میں...... اور بلیات سے عافیت...... بھی آگئی....(خطبات مسیح الامت)

اصلاح ظاہر کی ضرورت

ایک پولیس مین وردی میں نہ ہو...... اور کسی کمرہ میں بیٹھا ہو...... اور کسی نے دریافت کیا کہ اس کمرے میں سپاہی ہے...... وہ دیکھ کر کہہ دے نہیں...... وہاں سپاہی نہیں ہے...... تو یہ نفی جس طرح صحیح ہے...... اسی طرح آج مسلمانوں نے اپنی ظاہری وضع قطع غیر اسلامی کر لی ہے...... تو دراصل مسلمان ہوتے ہوئے بھی اس کی نفی بھی صحیح ہو گی.... "**من ترک الصلوة متعمدا فقد کفر**" میں کفر کی جو وعید ہے...... اس مثال سے اس کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے کہ...... جو بے نمازی ہے گویا کہ وہ غیر مسلموں جیسی حیثیت میں ہے کافروں جیسا کام کر رہا ہے....(مجالس ابرار)

شہید کے احکام

شہید کا حکم یہ ہے کہ شہید کو انہی کپڑوں میں بغیر غسل کے دفن کیا جاتا ہے....اس کو کفن نہیں پہنایا جاتا اور اس کے بدن کے کپڑے نہیں اُتارے جاتے....البتہ کوئی زائد کپڑے ہوں جیسا کہ سردیوں کے موسم میں پوستین وغیرہ پہن لیتے ہیں....جیسے صدری وغیرہ پہن لیتے ہیں یا کوئی اور بھاری کپڑا پہن لیتے ہیں....ایسا کپڑا اگر کوئی پہنا ہوا ہو تو اس کو اُتار دیا جائے گا....اسی طرح اگر اوپر چادر دینے کی ضرورت ہو تو وہ بھی دے دی جائے گی لیکن معروف طریقے سے جیسا کہ کفن کے تین کپڑے ہوتے ہیں وہ کفن شہید کو نہیں دیا جاتا....اب اس کے وجود کو ڈھانکنے کے لیے اوپر ایک چادر ڈال دیں گے....شہید کے اپنے کپڑے اس کا کفن ہیں حالانکہ میت کو سلے ہوئے کپڑے تو نہیں پہنائے جاتے لیکن شہید کے لیے اس کے سلے ہوئے کپڑے اس کا کفن ہیں....

حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ: وَاَنْ يُّدْفَنُوْا بِدِمَائِهِمْ وَثِيَابِهِمْ ۝ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: ''ان کو ان کے زخموں سمیت اور ان کے کپڑوں سمیت دفن کیا جائے....''

ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ: ''جو شخص اللہ کے راستے میں شہید ہوا وہ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں اس طرح حاضر ہوگا کہ اس کے بدن سے جہاں زخم آیا تھا....خون کا فوارہ پھوٹ رہا ہوگا....رنگ تو خون کا ہوگا لیکن خوشبو کستوری کی ہوگی....'' (مشکوٰۃ)

برائے حصول اولاد

فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ (سورۃ مریم: ۵-۶)

ترجمہ: پس دے اپنے پاس سے ولی....وارث ہو میرا اور وارث ہو یعقوب کی قوم کا اور کر دیا اس کو رب نے پسندیدہ....

جو اولاد سے محروم ہو وہ صبح کی نماز کے بعد ۱۳۳ مرتبہ روزانہ پڑھیں اور اپنے اوپر پھونکیں اور اولاد نرینہ کیلئے بھی یہی دعا پڑھیں....(قرآنی مستجاب دُعائیں)

مسافرِ آخرت

مؤمن دنیا میں اپنے آپ کو ایک مسافر سمجھے جو برابر سفر میں ہے اور چند لمحوں کے لیے دنیا کی منزل پر اس کا پڑاؤ ہوا ہے.... دنیا کا یہ سفر موت پر ختم ہو جائے گا اور مسافرِ آخرت یہاں سے روانہ ہو جائے گا.... جو اپنی یہ حالت سمجھے گا وہ زیادہ سے زیادہ زادِ سفر کی فکر کرے گا.... دنیا کا سامان اکٹھا کرنے سے اسے کوئی دلچسپی نہیں ہوگی اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ دنیا سے وہ اتنا ہی حاصل کرنے کی خواہش کریں جتنا ایک سفر کرنے والا سوار اپنے ساتھ رکھتا ہے....

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا: اس شخص کا کیا حال پوچھتے ہو جو روزانہ آخرت کی طرف سفر کی ایک منزل طے کر رہا ہے؟

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کیا ہے؟ دنوں کا مجموعہ ہے.... جب ایک دن گزر گیا تو سمجھ لو اس کا ایک حصہ ختم ہو گیا.... انہیں کا قول ہے کہ: ابن آدم! تمہیں دو سواریاں سفر کرا رہی ہیں.... رات.... دن کے حوالے کرتی رہتی ہے اور دن رات کے.... یہاں تک کہ دونوں ایک دن تمہیں آخرت کے حوالے کر دیں گے.... تم سے زیادہ خطرے میں کون ہے؟

کسی دانشور کا قول ہے.... دنیا سے وہ شخص کیسے خوش ہو سکتا ہے جس کا ہر دن اس کے مہینے کو ختم کر رہا ہے اور ہر مہینہ اس کے سال کو اور ہر سال اس کی عمر کو جس کی عمر اسے فنا کی طرف دھکیل رہی ہو اور جس کی زندگی اسے موت کی طرف دھکیل رہی ہو وہ کیسے خوش ہو سکتا ہے....

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے پوچھا: تمہاری کتنی عمر ہوگی؟ اس نے کہا.... ساٹھ برس.... آپ نے فرمایا تو تم ساٹھ برس سے اپنے رب کی طرف سفر کر رہے ہو.... قریب ہے کہ پہنچ جاؤ.... اس نے "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" پڑھی.... آپ نے فرمایا: اس کا مطلب جانتے ہو؟ یہ جان لے کہ وہ اللہ کا بندہ ہے.... اس کے پاس لوٹ کر جائے گا.... وہ سوال کی ذمہ داری سے کیسے بچ سکتا ہے.... اس نے کہا تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: آسان سی چیز ہے.... جتنا وقت باقی رہ گیا ہے اس میں اچھے کام کرو جو کچھ گزر چکا ہے اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا.... اگر اب بھی برے کام کیے تو پچھلے برے کاموں کا بھی مواخذہ ہوگا اور نئے کا بھی....

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بھائی کو لکھا: سمجھ لو کہ تمہیں ہر طرف سے گھیرا جا چکا ہے اور شب و روز برابر گھسیٹ کر لے جایا جا رہا ہے.... اللہ تعالیٰ اور اس کا سامنا کرنے سے ڈرو.... (وقت ایک عظیم نعمت)

اصلاح نفس کی رکاوٹیں

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس وقت میری مجلس بڑی عمدہ چل رہی تھی یعنی لوگوں کے دل حاضر تھے.... آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں.... سر جھکے ہوئے تھے.... لوگ اپنی کوتاہیوں پر نادم ہو رہے تھے اور ارادے اپنی اصلاح کے لیے پختہ ہو رہے تھے اور لسان ملامت اندر ہی اندر بے احتیاطیوں اور بد پرہیزیوں پر دراز ہو رہی تھی.... اس وقت میرے دل میں ایک خیال آیا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ یہ حالت ہمیشہ نہیں رہتی؟ کیونکہ ابھی میں نفس کو اور غفلت سے بیداری کو ایک ساتھ ایک دوسرے کے قریب دیکھ رہا ہوں اور ابھی جب ہم سب مجلس سے اُٹھیں گے فوراً ہی دونوں جدا ہو جائیں گے....

اس پر میں نے غور کیا تو سمجھ میں آیا کہ نفس تو ہمیشہ بیدار اور دل ہمیشہ معرفت سے سرشار رہتا لیکن ان کو مشغول کر لینے والے بہت سے موانع ہیں اور وہ فکر جس کا استعمال اللہ تعالیٰ کی معرفت ہی میں ہونا چاہیے تھا دنیوی ضرورتوں اور لوگوں کی حاجت کے پورا کرنے میں لگ کر تھک جاتی ہے اور دل انہی میں ڈوبا رہتا ہے اور جسم تو فکر و قلب کا خادم ہے.... چنانچہ ابھی دیکھو کہ فکر کھانے پینے اور پہننے کے سامان مہیا کرنے کی فکر میں تھی اور اس کی رکاوٹوں اور کل پرسوں بلکہ پورے سال کا ذخیرہ جمع کرنے کے متعلق غور کر رہی تھی کہ اچانک اسے ان فضلات کے نکالنے کی فکر لاحق ہوگئی جن کا روکے رکھنا مضر ہے (اور ان میں سے منی بھی ہے) لہٰذا اسے نکاح کی ضرورت محسوس ہونے لگی.... پھر معلوم ہوا کہ نکاح بغیر کسب مال کے مناسب نہیں ہے تو اب کسب مال کی فکر شروع کی اور اس کے مقتضی پر عمل کرنے لگی.... پھر اولاد ہونے لگی تو اس کے لیے اہتمام شروع ہو گیا....

گویا فکر پوری طرح دنیا کے اصول و فروع میں لگی رہتی ہے اور جس وقت انسان مجلس میں آتا ہے تو اس وقت نہ بھوک میں مبتلا ہوتا ہے نہ پیشاب پاخانہ کے روکنے کی تکلیف میں بلکہ ساری فکر مجتمع کر کے اور دنیا کی یاد بھلا کر حاضر ہوتا ہے.... لہٰذا نصیحت کو صاف ستھرا دل ملتا ہے تو وہ اسے وہ چیز یاد دلا دیتی ہے جس سے وہ مانوس ہے (یعنی بیداری) اور اس کی طرف کھینچ لیتی ہے جس کی اسے معرفت حاصل ہے.... چنانچہ دل معرفت میں ڈوب جاتے ہیں.... لوگ اپنی کوتاہیوں پر محاسبہ شروع کر دیتے ہیں اور گزشتہ غلطیوں پر اپنے نفس سے مواخذہ کرنے لگتے ہیں.... پھر ندامت کی نگاہوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور تلافیوں کے ارادے پختہ ہونے لگتے ہیں....

اگر یہ نفس ان مشاغل سے جن کا میں نے ذکر کیا ہے خالی ہوتا تو ضرور اپنے پالنہار کی طاعت

و بندگی ہی میں لگا رہتا اور اگر اسے کچھ محبت نصیب ہو جاتی تو اس کے قرب کے حصول کے لیے ساری دنیا سے وحشت کرنے لگتا اس لیے زاہدوں نے خلوت اختیار کی اور موانع کو ختم کرنا چاہا اور ایسا کر کے اپنے مجاہدے کے بقدر اپنا مقصود پایا بھی جیسا کہ کہا جاتا ہے "جتنا بوؤ گے اتنا کاٹو گے"

ہاں میں نے اس حالت میں ایک باریک دھوکہ محسوس کیا ہے وہ یہ کہ بعضوں کا نفس اگر ہر وقت بیداری کی حالت میں رہے تو وہ پہلے سے زیادہ بدتر حالت میں مبتلا ہو جاتے ہیں.... یعنی اپنی حالت پر عجب اور دوسروں کی تحقیر کرنے لگتا ہے اور کبھی اپنی علمی و عرفانی قوت کے پندار میں دعویٰ بھی کرنے لگتا ہے کہ مجھ کو ایسا ایسا مقام حاصل ہے اور میرے پاس ایسے ایسے کمالات ہیں اور میں فلاں فلاں امور کا مستحق ہوں.... سو ایسے شخص کو اس کے گناہوں کی موج میں چھوڑ دیا جاتا ہے جس میں وہ بھٹکتا رہتا ہے.... پھر اگر کبھی کنارہ پر آ لگا اور بندگی کا حق پہچاننے لگا تو اس کے لیے یہی حالت بہتر ہے.... (صید الخاطر)

شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے

شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی.... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ اس کا جنازہ بھی نہیں ہے.... ویسے ہی دفن کر دو.... تمہاری شفاعت کی اب اس کو ضرورت نہیں رہی ہے کیونکہ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ

"اَلسَّیْفُ مَحَّاءٌ لِلْخَطَایَا" (کنز العمال)

"یعنی تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے...."

کافر کی تلوار نے ہی اس کی شفاعت کر دی اور وہ بخشا گیا.... یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

"شہید کے خون کا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرما دیتے ہیں...."

قبر میں اس سے حساب و کتاب نہیں ہوتا.... جیسا عام مردوں سے سوال و جواب ہوتا ہے اس سے نہیں ہوتا....

لیکن ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شہید کا جنازہ ہے کہنے کا مدعا یہ ہے کہ شہید کا یہ حکم ہے.... شہید کی موت اتنی قیمتی ہے کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشرف موت فرما رہے ہیں.... (اصلاحی مواعظ)

اخلاص کے متعلق چند باتیں

۱- جس شخص کی نظر خالق کی طرف ہو وہ مخلوق کو بھول جاتا ہے.....

۲- حق کے ساتھ یکسوئی اعتدال اور فرمانبرداری میں ہے.....

۳- ظاہری اور باطنی اعمال میں برابری ضروری ہے.....

۴- جو شخص اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے ایسے صفات ظاہر کرے جو اس میں نہیں وہ اللہ کی نظروں سے گر جاتا ہے.....

۵- اخلاص ایک ایسا راز ہے اللہ اور بندے کے درمیان جس کو فرشتہ بھی نہیں جانتا کہ اس کے بارے میں لکھے اور نہ ہی شیطان کہ اسکو خراب کرے اور اللہ بندوں کے احوال فرشتوں کو اس قدر دیتے ہیں جتنا وہ چاہتے ہیں.....

۶- اخلاص اللہ کے سوا تیرے عمل پر کسی گواہ کا مطالبہ نہیں کرتا.....

جب انسان اخلاص پر مداومت اختیار کرتا ہے اللہ اس کو حکمت عطا فرماتے ہیں.... (اعمال القلوب)

اچھا عمل اور بڑا گناہ

حدیث شریف میں ہے کہ مجھے میری امت کے اجر و ثواب دکھائے گئے .... حتیٰ کہ وہ تنکا جسے کوئی انسان مسجد سے باہر نکال کر پھینکتا ہے.... تو میں نے کوئی بھی اچھا عمل تلاوت قرآن سے بڑھ کر نہیں دیکھا اور مجھے میری امت کے گناہ دکھائے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہیں دیکھا کہ ایک آدمی نے کوئی سورۃ یا ایک آیت یاد کر کے بھلا دی.... (بستان العارفین)

اللہ کی محبت

دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کا.... طریقہ یہ ہے کہ:

۱- اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا دھیان کرو.... اور ان پر شکر ادا کرتے رہو.....

۲- اہل محبت کی صحبت اختیار کرو.... اور ان کے حالات و اشعار.... اور کتابوں کو پڑھتے رہو.....

۳- زندگی کے سب کاموں میں اتباع سنت کا اہتمام کرو.... (یادگار باتیں)

اہل دیہات کی دربار رسالت میں حاضری

حضرت سلیم بن عامر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیہاتی لوگوں کے سوالات سے بڑا نفع پہنچاتے ہیں....

ایک دن ایک دیہاتی آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک ایسے درخت کا ذکر کیا ہے جس سے انسان کو تکلیف ہوتی ہے.... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ کون سا درخت ہے؟ اس نے کہا بیری کا درخت.... کیونکہ اس میں تکلیف دہ کانٹے ہوتے ہیں.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:

﴿فِىْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ﴾ (سورۃ واقعہ: آیت ۲۸)

ترجمہ: ''وہاں ان باغوں میں ہوں گے جہاں بے خار بیریاں ہوں گی....''

اللہ تعالیٰ نے اس کے کانٹے دور کر دیئے ہیں.... اور ہر کانٹے کی جگہ پھل لگا دیا ہے.... اس درخت میں ایسے پھل لگیں گے کہ ہر پھل میں بہتر (۷۲) قسم کے ذائقے ہوں گے اور ہر ذائقہ دوسرے ذائقہ سے مختلف ہوگا....

حضرت عتبہ بن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا.... اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حوض کے بارے میں پوچھا.... اور جنت کا تذکرہ کیا.... پھر اس دیہاتی نے کہا کیا جنت میں پھل بھی ہوں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں.... اس میں ایک درخت ہے جسے طوبیٰ کہا جاتا ہے.... راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور چیز کا بھی ذکر کیا لیکن مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کیا چیز تھی؟ اس دیہاتی نے کہا: ہمارے علاقہ کے کس درخت کے مشابہ ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے علاقہ کے کسی درخت کے مشابہ نہیں.... پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم شام گئے ہو؟ اس نے کہا نہیں.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شام کے ایک درخت کے مشابہ ہے جس کو اخروٹ کہا جاتا ہے.... ایک تنے پر اگتا ہے.... اور اس کے اوپر والی شاخیں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں.... پھر اس دیہاتی نے کہا: گچھا کتنا بڑا ہوگا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سیاہ سفید داغوں والا کوا بغیر رکے ایک مہینہ مسلسل اڑ کر جتنا فاصلہ طے کرتا

ہے وہ گچھا اس فاصلے کے برابر ہوگا.... پھر اس دیہاتی نے کہا اس درخت کی جڑ کتنی موٹی ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے گھر والوں کے اونٹوں میں سے ایک جوان اونٹ چلنا شروع کرے.... اور چلتے چلتے بوڑھا ہو جائے.... اور بوڑھا ہونے کی وجہ سے اس کی ہنسلی کی ہڈی ٹوٹ جائے پھر بھی وہ اس کی جڑ کا ایک چکر نہیں لگا سکے گا....

پھر اس دیہاتی نے پوچھا کیا جنت میں انگور ہوں گے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں.... اس نے پوچھا انگور کا دانہ کتنا بڑا ہوگا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے باپ نے کبھی اپنی بکریوں میں سے بڑا بکرا ذبح کیا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں کیا ہے.... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اس نے اس کی کھال اتار کر تیری ماں کو دے دی ہو اور اس سے کہا ہو کہ اس کھال کا ہمارے لئے ڈول بنا دے؟ اس دیہاتی نے کہا جی ہاں.... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دانہ اس ڈول کے برابر ہوگا.... پھر اس دیہاتی نے کہا (جب دانہ ڈول کے برابر ہوگا) پھر تو ایک دانے سے میرا اور میرے گھر والوں پیٹ بھر جائے گا.... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں بلکہ تیرے سارے خاندان کا پیٹ بھر جائے گا....

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! قیامت کے دن مخلوق کا حساب کون لے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ.... اس دیہاتی نے کہا رب کعبہ کی قسم پھر تو ہم نجات پا گئے.... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے دیہاتی کیسے؟ اس نے کہا کیوں کہ کریم ذات جب کسی پر قابو پا لیتی ہے تو معاف کر دیتی ہے.... (حیاۃ الصحابہ)

وظیفہ برائے تنگی رزق

رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ (سورۃ المائدہ:۱۱۴)

رزق کی تنگی دور کرنے کیلئے یا کسی خاص چیز کے کھانے کی حاجت ہو تو ۷ دفعہ پڑھ کر آسمان کی طرف پھونکیں.... خبردار! دعا پوری ہونے کے بعد اللہ کا شکر ادا کریں.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

وقت گزارنے کا عمدہ طریقہ

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند و مظاہرالعلوم سہارن پور سے ایک طالب علم نے ایک کھیل کے متعلق سوال کیا حضرت نے فرمایا: کیوں کھیلتے ہو؟ اس نے جواب دیا وقت پاس کرنے کے لیے کھیلتے ہیں.... اس پر فرمایا کہ وقت پاس کرنے کے لیے یہاں آجایا کریں.... وقت گزارنے کا طریقہ بتلادوں گا.... کتاب دیدوں گا کہ یہاں سے یہاں تک یاد کر کے سنائیں.... اس کے بعد فرمایا: وقت حق تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اسے غبار سمجھ کر پھینک دینا بڑی ناقدری ہے.... یہ ایسا ہی ہے جیسے اشرفیوں کا ڈھیر کسی کے سامنے پڑا ہوا ہو اور وہ ایک ایک اٹھا کر پھینک رہا ہے.... (وقت ایک عظیم نعمت)

نکاح میں فطری جذبات کی رعایت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں جو دین عطا فرمایا اس میں اس انسانی فطرت کی رعایت رکھی گئی ہے چونکہ یہ جنسی خواہش انسان کی فطرت کا ایک جذبہ ہے.... لہٰذا اس تسکین کا ایک حلال راستہ ہونا چاہیے اور وہ حلال راستہ ''نکاح'' ہے پھر اس نکاح کو شریعت نے اتنا آسان کر دیا کہ اس میں کوئی پائی پیسے کا خرچ نہیں ہے.... کسی تقریب کی ضرورت نہیں ہے.... یہاں تک کہ مسجد جانا اور کسی سے نکاح پڑھوانا بھی شرط نہیں ہے بلکہ نکاح کے لیے بس اتنی شرط ہے کہ میاں بیوی اور دو گواہ مجلس کے اندر موجود ہوں اور اس مجلس میں دو گواہوں کے سامنے لڑکا یہ کہہ دے کہ میں نے تم سے نکاح کیا اور لڑکی جواب میں یہ کہے کہ میں نے قبول کیا یا لڑکی یہ کہے کہ میں نے تم سے نکاح کیا اور لڑکا جواب میں یہ کہے کہ میں نے قبول کیا.... بس نکاح ہو گیا.... (پرسکون گھر)

بچیوں کے اچھے رشتے کیلئے عمل

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ○ (سورۃ القصص:۲۴)

اگر کسی کی لڑکی کیلئے رشتہ نہ آتا ہو.... یا رشتہ آتا ہو مگر پسند نہ آتا ہو تو وہ ۱۱۳ دفعہ اس دعا کو اور تین دفعہ سورۃ الضحیٰ پڑھیں.... ہر مہینے ۱۱ تک پڑھیں اور ۳ مہینے یہ عمل جاری رکھیں....

(قرآنی مستجاب دعائیں)

ایک دلچسپ توجیہ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے بہت سے علماء کو دیکھا کہ بچپن میں طلب علم انہیں تحصیل معاش سے مشغول کر لیتی ہے.... پھر جب ضروریات زندگی کی احتیاج ہوتی ہے اور بیت المال یا دوستوں کے عطایا سے بقدر کفایت نہیں ملتا تو اپنے کو ذلت کے راستے پر ڈال دیتے ہیں.... مجھے اس میں دو حکمتیں سمجھ میں آئیں....

(۱) ایک تو اس ذلت کے ذریعے ان کے عجب و پندار کو توڑنا ہے....

(۲) دوسرے ان کو ثواب عطا فرما کر ان کو نفع پہنچانا ہے....

پھر میں نے اور گہرائی سے سوچا تو ایک لطیف نکتہ نظر آیا وہ یہ کہ جب متکبر نفس دنیا کی یہ حالت دیکھتا ہے تو اس کو دل میں جگہ نہیں دیتا بلکہ پختہ عزم کے ساتھ اس سے نفرت کرنے لگتا ہے اور وہ دنیا کو اس گھورے کے مشابہ سمجھتا ہے جہاں کتے رہتے ہیں یا بیت الخلاء کے مشابہ جہاں بس مجبوری کے تحت جایا جاتا ہے... لہٰذا جب موت اس جیسی دنیا سے کوچ کا پیغام لے کر آوے گی تو چونکہ قلب کا تعلق دنیا سے مضبوط نہ رہے گا اس لیے اس پر موت آسان ہو جائے گی.... (صید الخاطر)

شہید کیلئے چھ انعامات

حضرت مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شہید کیلئے اللہ تعالیٰ کے ہاں چھ خصوصی انعامات ہیں....

۱- خون کے پہلے قطرے کے ساتھ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور جنت میں اس کا مقام اس کو دکھلا دیا جاتا ہے.... ۲- اسے عذاب قبر سے بچا لیا جاتا ہے....

۳- قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے وہ محفوظ رہتا ہے....

۴- اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے....

۵- بہتر حور عین سے اس کا نکاح کرا دیا جاتا ہے....

۶- اس کے اقارب میں ستر کے بارے میں اس کی شفاعت قبول ہو جاتی ہے.... (ترمذی)

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ

اللہ تعالیٰ تم سے تمہاری نیت اور تمہارے ارادے کو چاہتا ہے....

اس لئے جو شخص اپنی اصلاح پوشیدہ کرے اللہ اس کی اصلاح اعلانیہ کرتے ہیں اور جو شخص اپنی اصلاح اللہ اور اس کے درمیان رکھ دیتا ہے اس کی اصلاح اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان چھوڑ دیتا ہے اس لئے کون شخص ہے جس نے اپنی اصلاح پوشیدہ کرنا چاہی ہو تو اللہ نے اس کی اصلاح کا اظہار اس کے چہرے یا اس کی زبان سے ظاہر نہ کر دیا ہو....

مخلص اپنی نیکیاں اس طرح چھپاتا ہے جس طرح گناہ چھپائے جاتے ہیں اور جو شخص اپنے اخلاص کی خود گواہی دے وہ اخلاص کا محتاج ہے....(اعمال القلوب)

جنبی اور حائضہ کیلئے قرآن کو چھونا اور پڑھنا

کسی جنبی اور حائضہ کیلئے قرآن پڑھنا جائز نہیں اور نہ ہی بلا غلاف کے چھونا جائز ہے اور اگر کوئی بے وضو ہے تو اسے قرآن پڑھنا جائز ہے مگر بلا غلاف کے چھونا جائز نہیں اللہ تعالیٰ کا مبارک ارشاد ہے لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ یعنی اس کو بجز پاک فرشتوں کے کوئی ہاتھ نہیں لگانے پاتا....

اور حدیث شریف میں ہے کہ قرآن کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں ہاں وضو نہ ہو تو قرأت میں کوئی حرج نہیں...جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے فارغ ہو کر قرآن شریف پڑھ لیا کرتے تھے اور جنابت کے سوا کوئی اور شے اس سے مانع نہ ہوتی تھی....اور مستحب یہ ہے کہ باوضو تلاوت کرے....جنبی یا حائضہ کو ایک پوری آیت سے کم پڑھ لینے کی گنجائش ہے....ایک عورت جو قرآن پڑھاتی ہے حالت حیض میں سبق دیتے وقت اسے چاہیے کہ نصف آیت پڑھا کر چپ ہو جائے پھر دوسرا نصف حصہ کہلائے ایک ہی سانس میں پوری آیت نہ کہلوائے جنبی اور حائضہ کو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہاں بے وضو کیلئے جائز ہے جنبی اور حائضہ کو تسبیح یعنی سبحان اللّٰہ لاالٰہ الا اللّٰہ وغیرہ پڑھنا اور مسنون دعائیں مانگنا جائز ہے صرف قرآن پڑھنے کی ہی ممانعت ہے....(بستان العارفین)

ملازمت میں تبادلہ کیلئے ایک وظیفہ

ایک صاحب نے کہا کہ...... میرا تبادلہ بہت تکلیف دہ جگہ ہو رہا ہے......
تو فرمایا نماز کے بعد یہ دُعا پڑھیں....
"رب ادخلنی مدخل صدقٍ واَخرجنی مُخرج صدقٍ واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً" (ارشادات عارفی)

ناراضگی حق کی علامت

اگر کوئی جاننا چاہے...... کہ مجھ سے خدا ناراض ہے یا راضی تو دیکھ لے...... اگر لایعنی میں لگا ہے...... تو ناراض ہے یہ سب سے بڑی لعنت ہے لایعنی کی...... اس دروازے پر سب سے سخت پہرہ بٹھایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے....(ارشادات مفتی اعظم)

توبہ کی برکت

توبہ خود مستقل عبادت ہے...... توبہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی طاقت رکھی ہے...... اگر کوئی ستر برس سے کفر میں مبتلا رہے...... لیکن اس کے بعد توبہ کر لے تو ستر برس کا کیا ہوا کفر بالکل ختم ہو جائے گا...... اور وہ ایسا پاک صاف ہو جائے گا جیسا کہ کفر کیا ہی نہیں تھا...... مومنین کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں توبوا الی اللہ جمیعاً ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون...... اے مومنین سب کے سب مل کر اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو...... تاکہ کامیاب ہو جاؤ...... تو توبہ کو کامیابی کا دارومدار بتلایا گیا...... سارے معاصی توبہ کرنے سے معاف ہو جاتے ہیں....(خطبات حکیم الاسلام)

تواضع کی تحصیل کا طریقہ

تواضع کے پیدا کرنے کا طریقہ...... یہ ہے کہ اپنے آپ کو...... سب سے کمتر اور حقیر جانے...... اللہ تعالیٰ کی کبریائی ہر وقت پیش نظر اور مستحضر رہے اور یہ سوچ کہ اللہ تعالیٰ...... کو تکبر سے نفرت ہے...... تو متکبر سے ضرور نفرت ہوگی اور تواضع و عاجزی...... پسند فرماتے ہیں تو متواضع کو بھی پسند فرمائیں گے....(خطبات مسیح الامت)

ایک چرواہے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات

غزوۂ خیبر کے موقع پر ایک چرواہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا....
وہ یہودیوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا.... اس چرواہے نے جب دیکھا کہ خیبر سے باہر مسلمانوں کا لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے تو اس کے دل میں خیال آیا کہ میں جا کر ان سے ملاقات کروں اور دیکھوں کہ یہ مسلمان کیا کہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟

چنانچہ بکریاں چراتا ہوا مسلمانوں کے لشکر میں پہنچا اور ان سے پوچھا کہ تمہارے سردار کہاں ہیں؟

صحابہ کرامؓ نے اس کو بتایا کہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس خیمے کے اندر ہیں....
پہلے تو اس چرواہے کو ان کی باتوں پر یقین نہیں آیا.... اس نے سوچا کہ اتنے بڑے سردار ایک معمولی سے خیمے میں کیسے بیٹھ سکتے ہیں.... اس کے ذہن میں یہ تھا کہ جب آپ اتنے بڑے بادشاہ ہیں تو بہت ہی شان و شوکت اور ٹھاٹ باٹ کے ساتھ رہتے ہوں گے.... لیکن وہاں تو کھجور کے پتوں کے چٹائی سے بنا ہوا خیمہ تھا.... خیر وہ اس خیمے کے اندر آپ سے ملاقات کے لئے داخل ہو گیا اور آپ سے ملاقات کی.... اور پوچھا کہ آپ کیا پیغام لے کر آئے ہیں؟
اور کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے اسلام اور ایمان کی دعوت رکھی اور اسلام کا پیغام دیا.... اس نے پوچھا کہ اگر میں اسلام کی دعوت قبول کرلوں تو میرا کیا انجام ہوگا؟
اور کیا مرتبہ ہوگا؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''اسلام لانے کے بعد تم ہمارے بھائی بن جاؤ گے اور ہم تمہیں گلے سے لگائیں گے''

اس چرواہے نے کہا کہ آپ مجھ سے مذاق کرتے ہیں.... میں کہاں اور آپ کہاں!
میں ایک معمولی سا چرواہا ہوں اور میں ایک سیاہ فام انسان ہوں.... میرے بدن سے بدبو آرہی ہے.... ایسی حالت میں آپ مجھے کیسے گلے سے لگائیں گے؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''ہم تو ضرور گلے سے لگائیں گے اور تمہارے جسم کی سیاہی کو اللہ تعالیٰ تابانی سے بدل دیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے جسم سے اٹھنے والی بدبو کو خوشبو سے تبدیل کردیں گے....''

یہ باتیں سن کر وہ فوراً مسلمان ہو گیا اور کلمہ شہادت:

اشهد ان لا الٰہ الا اللہ و اشهد ان محمد رسول اللہ.... پڑھ لیا

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اب میں کیا کروں؟

آپ نے فرمایا کہ: ''تم ایسے وقت میں اسلام لائے ہو کہ نہ تو اس وقت کسی نماز کا وقت ہے کہ تم سے نماز پڑھواؤں اور نہ ہی روزہ کا زمانہ ہے کہ تم سے روزے رکھواؤں اور زکوٰۃ تم پر فرض نہیں ہے اس وقت تو صرف ایک ہی عبادت ہو رہی ہے جو تلوار کی چھاؤں میں انجام دی جاتی ہے.... وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ....''

اس چرواہے نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس جہاد میں شامل ہو جاتا ہوں.... لیکن جو شخص جہاد میں شامل ہوتا ہے اس کے لئے دو میں ایک صورت ہوتی ہے.... یا غازی یا شہید.... تو اگر میں اس جہاد میں شہید ہو جاؤں تو آپ میری کوئی ضمانت لیجئے.... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''میں اس بات کی ضمانت لیتا ہوں کہ اگر تم اس جہاد میں شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں پہنچا دیں گے.... اور تمہارے جسم کی بدبو کو خوشبو سے تبدیل کر دیں گے.... اور تمہارے چہرے کی سیاہی کو سفیدی میں تبدیل فرما دیں گے....

چونکہ وہ چرواہا یہودیوں کی بکریاں چراتا ہوا وہاں پہنچا تھا....

اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تم یہودیوں کی جو بکریاں لے کر آئے ہو ان کو جا کر واپس کرو.... اس لئے کہ یہ بکریاں تمہارے پاس امانت ہیں....''

اس سے اندازہ لگائیں کہ جن لوگوں کے ساتھ جنگ ہو رہی ہے.... جن کا محاصرہ کیا ہوا ہے.... ان کا مال مال غنیمت ہے.... لیکن چونکہ وہ چرواہا بکریاں معاہدے پر لے کر آیا تھا .... اس لئے آپ نے حکم دیا کہ پہلے وہ بکریاں واپس کر کے آؤ.... پھر جہاد میں شامل ہونا .... چنانچہ اس چرواہے نے جا کر بکریاں واپس کیں.... اور واپس آ کر جہاد میں شامل ہوا.... اور شہید ہو گیا اس کا نام ہے ''اسلام'' (اصلاحی خطبات)

ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ

ان کا قول یہ ہے کہ جو شخص شہرت کو چاہتا ہو اللہ اس کی تصدیق نہیں کرتا.... (اعمال القلوب)

مولانا سبحان محمود صاحب رحمہ اللہ اور اہتمام وقت

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ وقت کی پابندی کا بہت اہتمام خود بھی کرتے اور ہم متعلقین کو بھی اس کی ہر وقت تاکید فرماتے تھے کہ بھائی وقت اللہ کی امانت ہے اس کو سوچ سمجھ کر استعمال کیا کرو اگر اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا حساب ہوگا تو جواب کیا دو گے.... صبح سے رات تک کے تمام کاموں کا ایک وقت متعین تھا اسی میں وہ کام انجام دیتے.... صبح نماز کے بعد روزانہ ٹہلنے کا معمول تھا.... اس کا ایک وقت متعین تھا اس طرح دفتر میں آنے اور جانے کا ایک متعین وقت تھا گھر کے معمولات کے بھی اوقات طے تھے.... حضرت اکثر ہم لوگوں سے فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگوں نے مجھے کبھی کوئی کام جلد بازی میں کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہوگا....

دورہ حدیث میں آپ کا بخاری شریف کا درس ۱۰ بجے شروع ہوتا تھا وہاں سبق کا گھنٹہ بجا اور یہاں آپ درسگاہ کے سامنے تشریف لے آتے کبھی کسی نے آپ کو معمولی تاخیر سے آتے ہوئے نہیں دیکھا اگر کبھی دارالعلوم کی کسی تقریب یا مشورہ میں شرکت کرنی ہوتی یا بیان کے لیے کہیں جانا ہوتا یا کسی کی دعوت پر جانا ہوتا تو جو وقت طے ہوتا اس سے ایک لمحہ کی تاخیر بھی آپ کو گوارا نہیں ہوتی... فوری کوشش فرماتے کہ متعینہ وقت پر آپ اس مقام پر موجود ہوں.... آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہر جگہ دیر سے پہنچنے کی عادت متکبرین کی ہوتی ہے اپنے اندر انکساری پیدا کرو.... بڑائی اللہ رب العزت کی صفت ہے.... (سبحان الامت رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۹۴)

تشنگی اور ناکارگی کا فرق

فرمایا "تشنگی اور چیز ہے.... اور ناکارگی کا احساس اور چیز ہے.... تشنگی اچھی چیز ہے.... احساس ناکارگی خطرناک ہے.... گناہوں کا ارتکاب خطرناک ہے.... اعمال صالحہ میں کمی اور کوتاہی کا احساس پسندیدہ ہے.... یہ احساس کہ بن نہیں پڑتا.... یہ تشنگی ہے.... یہ تکمیل کی طلب ہے.... تکمیل کسی کی نہیں ہوئی....

تری شان بے نیازی کا مقام کس نے پایا	مری سجدہ گاہ حیرت ترا حسن آستانہ
آب کم جو.... تشنگی آور بدست	تا بجوشد آب از بالا و پست

(یادگار باتیں)

نفس کیساتھ دو مجاہدے

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے نفس کے ساتھ مجاہدہ پر غور کیا تو اس کو سب سے بڑا جہاد پایا لیکن علماء و زاہدین کی ایک بڑی جماعت نفس کے ساتھ مجاہدے کی حقیقت سے بے خبر ہے کیونکہ ان میں بعض ایسے ہیں جو نفس کو علی الاطلاق اس کی لذات سے محروم کرتے ہیں حالانکہ یہ دو وجہ سے غلط ہے....

ایک تو یہ کہ کتنے لوگ اپنے نفس کو ایک خواہش سے روک کر اس کی اس سے بڑی خواہش پوری کرنے کا سبب ہو جاتے ہیں.... مثلاً اس کو کسی مباح سے پرہیز کرایا جس سے شہرت ہو گئی تو اب نفس کو اس پر خوشی حاصل ہوتی ہے کیونکہ اسے عوض میں عوام کی مدح ملی اور اس سے مخفی یہ ہے کہ نفس کو مباح خواہشات سے روکنے والے کو یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ وہ ان دوسروں سے افضل ہے جو ایسے مباحات کو برتتے ہیں لیکن اس طرح کے دقیق کیدوں کو سمجھنے کے لیے فہم صحیح کی ضرورت ہے جو ان سے چھٹکارا دلا دے.... اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم کو اپنی جان کی حفاظت کا مکلف بنایا گیا ہے اور نفس کا ان چیزوں کی طرف میلان جو اس کو درست رکھیں جان کی حفاظت کا ذریعہ ہے.... لہٰذا اس کو وہ چیزیں دینا نہایت ضروری ہے بلکہ کچھ زیادہ ہی دینا چاہیے اور اس کی مباح خواہشات پوری کرنی چاہیے کیونکہ ہم لوگ اس کی حفاظت کے وکیل ہیں اور یہ جان ہماری مملوک نہیں ہے بلکہ ہمارے پاس امانت ہے.... لہٰذا جس نے اس کو علی الاطلاق اس کے حقوق سے محروم کر دیا وہ خطرہ میں ہے.... (البتہ حظوظ میں تقلیل تو اصلاح نفس کے لیے مناسب ہے جیسا کہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی بعض فصلوں سے ظاہر ہے.... ۱۲ حمزہ)

جبکہ بہت سی سختیاں (جو حدود سے متجاوز ہوں) نرمی کا سبب بن جاتی ہیں اور بہت سے اپنے اوپر تنگی کرنے والے ایسے ہیں کہ ان کے نفس نے فرار اختیار کر لیا تو اس کی تلافی دشوار ہو گئی....

نفس کے ساتھ ویسا ہی مجاہدہ کرنا ہوتا ہے جیسا سمجھدار مریض اپنے نفس کے ساتھ کرتا ہے کہ جن دواؤں سے اس کی شفاء کی توقع ہوتی ہے.... اگر چہ اسے ناپسند ہوں.... پلاتا ہے اور اگر کڑوی ہوں تو تھوڑی شیرینی ملا دیتا ہے اور اسے اس مقدار میں غذائیں دیتا ہے جو طبیب تجویز کرے بلکہ اس کا نفس خود ہی ایسے کھانے نہیں کھانا چاہتا جو بسا اوقات بھوکے

رہنے کا سبب ہو جاتے ہیں اور ایسے لقمے جو بہت سے لقموں سے محرومی کا ذریعہ ہو جاتے ہیں پس اسی طرح سمجھدار مؤمن کا بھی حال ہے کہ نفس کی لگام چھوڑتا بھی نہیں اور اس کی رسی ہاتھ سے جانے بھی نہیں دیتا بلکہ کسی کسی وقت ڈھیلی کر دیتا ہے اور اس کا سرا اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے.... پھر جب تک وہ سیدھے راستے پر رہتا ہے زیادہ تنگی نہیں کرتا اور جب کسی طرف مائل ہوتا دیکھتا ہے تو نرمی سے واپس لانے کی کوشش کرتا ہے پھر اگر مان گیا تو ٹھیک ہے ورنہ سختی کر دیتا ہے.... گویا وہ اپنے نفس کی خاطر داری اس بیوی کی طرح کرتا ہے جس کی عقل ناقص اور کمزور ہوتی ہے کیونکہ بیوی کی نافرمانی کے وقت پہلے اسے نصیحت کی جاتی ہے اگر نہ ٹھیک ہو تو بستر علیحدہ کر دیا جاتا ہے اگر پھر بھی درست نہ ہو تو مارنے کی بھی اجازت ہے....

اور نفس کی تادیب کے لیے عزم کے کوڑے سے بہتر کوئی تازیانہ نہیں ہے یہ تو عملی مجاہدے کا بیان ہوا....

رہا وعظ و نصیحت اور انابت کے ذریعے مجاہدہ! تو جو شخص اپنے نفس کی یہ حالت پاوے کہ وہ مخلوق کے سامنے جھکتا ہوا بد اخلاقیوں میں مبتلا ہو وہ اس کو خالق کی تعظیم کی معرفت کرا دے اور اس سے کہے "کیا تم وہی نہیں ہو جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" میں نے تجھے اپنے ہاتھ سے بنایا تیرے سامنے ملائکہ سے سجدہ کرایا.... اپنی زمین میں خلافت کے لیے تیرا انتخاب کیا.... پیغمبری کے شرف سے تجھے نوازا.... تجھ سے قرض مانگا اور تجھ سے (تیری جان و مال وغیرہ) خریدا"

اور اگر دیکھے کہ تکبر میں مبتلا ہے تو اس سے کہے کیا تیری حقیقت نطفہ ناپاک کے ایک قطرہ سے زیادہ ہے؟

کیا ایک ہلکا سا اُچھو تیری جان نہیں لے لیتا؟ اور ایک حقیر سا مچھر تجھے ستاتا نہیں ہے؟

اگر کوتاہی کرتا ہوا دیکھے تو اُسے آقا کے ساتھ غلاموں کے حقوق بتلائے....

اگر عمل میں سستی کرتا ہوا محسوس کرے تو بہترین بدلے کی خوشخبری سنا کر ابھارے اور اگر خواہشات کی طرف مائل ہو تو سخت سزاؤں کا خوف دلائے اور دنیا کی حسی سزاؤں سے ڈرائے جس کے لیے دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے "قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ" اور معنوی سزاؤں سے بھی خوف دلائے جس کا اشارہ اس آیت میں ہے "سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَكَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ" پس یہ قولی مجاہدہ ہے اور وہ عملی مجاہدہ تھا.... (صید الخاطر)

اسلام میں پہلی تلوار

بارہ سال کا ایک بچہ ہاتھ میں تلوار پکڑے تیز تیز قدموں کے ساتھ ایک سمت میں لپکا جارہا ہے دھوپ بھی خاصی تیز ہے.... بستی میں سناٹا طاری ہے....

لیکن لگتا یوں ہے جیسے اس بچے کو کسی بات کی کوئی پرواہ نہیں....

لپکتے قدموں کا رخ بستی سے باہر پہاڑوں کی طرف ہے....

چہرہ غصے سے سرخ ہے....

لیکن آنکھیں کسی کی تلاش میں دائیں بائیں گھوم رہی ہیں....

اچانک ایک چٹان کے پیچھے سے سایہ سا لپکا....

بچے نے تلوار کو مضبوطی سے تھام لیا....

آنے والا سامنے آیا تو بچے کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا ہاتھ میں ننگی تلوار اور چہرے پر حیرانی ومسرت کی جھلملاہٹ دیکھ کر آنے والے نے شفقت سے پوچھا؟

جان من! ایسے وقت میں تم یہاں کیسے؟

بچے نے جواب دیا ''آپ کی تلاش میں''....

اس بچے کا نام زبیر تھا.... باپ کا نام قوام اور ماں کا نام صفیہ رضی اللہ عنہا....

یہ بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پھوپھی زاد بھائی تھا....

قصہ یہ پیش آیا کہ مکہ مکرمہ میں افواہ پھیلی کہ کفار نے پیغمبر کو پہاڑوں میں پکڑ لیا ہے مکہ میں دشمن تو بہت زیادہ تھے اس لئے ایسا ہو بھی سکتا تھا....

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے (جن کی عمر اس وقت صرف بارہ سال تھی) فوراً تلوار اٹھائی اور اکیلے ہی آپ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے....

آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں دیکھ کر جب پوچھا کہ اگر واقعی مجھے پکڑ لیا گیا ہوتا تو پھر تم کیا کرتے؟

اس بارہ سالہ بچے نے جواب دیا کہ میں مکہ میں اتنے قتل کرتا کہ ان کے خون کی ندیاں بہادیتا اور کسی کو زندہ نہ چھوڑتا....

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر ہنس پڑے اور اس جرأت مندانہ انداز پر اپنی چادر مبارک انعام کے طور پر عطا فرمائی....

اللہ تعالیٰ کو بھی اس بہادر بچے کی یہ ادا پسند آئی جبریل علیہ السلام آسمان سے نازل ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں اور زبیر کو بھی....زبیر کو یہ خوشخبری بھی دے دیں کہ اب قیامت تک جتنے لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں تلوار اٹھائیں گے ان سب کا ثواب زبیر کو بھی ملے گا اور ان لوگوں کو بھی کیونکہ زبیر نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تلوار اٹھائی ہے یہ بہادری اور جرأت اور اس کے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبوب ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہت بہادر تھے اور بہادری کو پسند کرتے تھے....

بزدلی اور سستی....کاہلی سے آپ کو نفرت تھی.... (ماہنامہ "محاسن اسلام)

اخلاص کی علامات

۱....سختی کرنا دین کے کام میں....

۲.... پوشیدہ عمل کا اجر زیادہ ہے اعلانیہ عمل کرنے سے....

۳....نیک اعمال میں آگے بڑھنا اور ثواب کی امید رکھنا....

۴....صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا شکایات کے وقت....

۵.... پوشیدہ عمل پر حرص کرنا.... ۶.... پوشیدہ عمل پر دوام اختیار کرنا....

یہ ساری کی ساری اخلاص کی علامات ہیں....

اللہ سے ہم سب سوال کرتے ہیں کہ ہمیں بھی انہی میں سے بنا اور ہمیں ریاء کاری سے بچا کہ ہم اپنے دلوں کو اور اپنے اعمال کو ریاء....نفاق اور عقائد و اعمال میں مساوی برتنے کی توفیق دے....(اعمال القلوب)

اسلام کا عملی مقام

حضرت میاں جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ مکتب میں قرآن پاک پڑھایا کرتے تھے...... مگر عملی مقام یہ تھا کہ...... چالیس سال تک تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی...... اور حضرت شیخ العرب والعجم حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کے شیخ ہوئے.... (مجالس ابرار)

تدارک

پورے معمولات پر اگر کسی روز قدرت نہ ہو...... تو انہیں مختصر کر دیا جائے..... مثلاً اگر صبح کی ایک تسبیح ۱۰۰ کی پوری کرنی ہے...... اور کسی وجہ سے اتنا وقت نہیں ہے...... تو ایک سو کے بجائے...... ۳۳ مرتبہ..... ۷ مرتبہ..... اگر اتنا بھی وقت نہیں ...... تو صرف ۳ مرتبہ پڑھ لینا چاہیے...... کلیتاً چھوڑا نہ جائے..... (ارشادات عارفی)

نعمتوں کا استحضار

شکر گزار بندوں کا شیوہ یہ ہے...... کہ وہ تکلیفوں کا شکوہ کرنے کے بجائے...... ان سینکڑوں انعامات خداوندی پر نظر رکھتے ہیں...... جو عین تکالیف کے دوران...... یا ان کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان پر مبذول رہتے ہیں...... اگر انسان ان انعامات کا استحضار پیدا کرلے...... تو اسے دنیا کی کوئی تکلیف نا قابل برداشت محسوس نہ ہوگی...... بلکہ تکلیف بھی راحت نظر آنے لگے گی..... (ارشادات مفتی اعظم)

قانون اسلام

شریعت اسلام کے...... قانون کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح نہیں بھیجا...... کہ دباؤ ڈال کر منوایا ہو...... بلکہ پہلے مالک سے محبت پیدا کی گئی...... اسی محبت کے ذیل میں قانون سے خود بخود محبت پیدا ہوگئی...... آدمی قانون شریعت پر اپنے دل کی محبت...... رضا اور شغف سے چلتا ہے...... دباؤ سے نہیں چلتا...... یہ نہیں ہوا کہ تلوار کا دباؤ ڈالا اور مجبور و مقہور کر دیا ہو...... بلکہ حجتیں پیش کیں کہ دلائل سے سمجھو...... بصیرت سے سمجھو...... جب شرح صدر ہو جائے تو قبول کرو...... ورنہ چھوڑ دو..... (خطبات حکیم الاسلام)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک خواب اور اس کی تعبیر

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ

حضرت صدیق اکبرؓ نے قبل از اسلام اور قبل از ظہور نبوت شام کی طرف تجارت کے لئے سفر فرمایا۔۔۔۔ شام سے قریب ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر آپ نے بحیرا راہب سے معلوم کی اس راہب نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کا خواب سچا کرے گا آپ کی قوم سے ایک نبی مبعوث ہو گا آپ ان کی حیات میں ان کے وزیر ہوں گے۔۔۔۔ اور بعد وفات ان کے خلیفہ ہوں گے۔۔۔۔ پس اس خواب کو صدیق نے چھپایا کسی سے ظاہر نہیں کیا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا ہوئی اور اعلان نبوت سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے جو دعویٰ فرمایا ہے اس کی دلیل کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے شام میں دیکھا تھا بس غلبہ خوشی سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کا بوسہ لیا۔۔۔۔ (خصائص کبریٰ)

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا زہد

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے تو وہ کجاوے کی چادر پر لیٹے ہوئے تھے اور گھوڑے کو دانہ کھلانے والے تھیلے کو تکیہ بنایا ہوا تھا۔۔۔۔ ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کے ساتھیوں نے جو مکان اور سامان بنا لئے وہ آپ نے کیوں نہیں بنا لیے؟ انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین! قبر تک پہنچنے کے لئے یہ سامان بھی کافی ہے۔۔۔۔ (اخرجہ ابونعیم فی الحلیہ)

برائے حصول اولاد

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ ۝ (سورۃ النمل: ۶۲)

جس کی اولاد کا رشتہ نہ ہوتا ہو وہ اٹھتے بیٹھتے اس کا ورد جاری رکھیں۔۔۔۔ (قرآنی مستجاب دعائیں)

ابوسلیمان الدارانی رحمہ اللہ کا قول

فرماتے ہیں کہ جب بندہ خالص نیت سے کام کرتا ہے تو اللہ اس کے وساوس اور دکھاوے کو مٹا دیتا ہے....(اعمال القلوب)

وقت کی پابندی نہ کرنے کے نقصانات

شہر کی بیشتر شادی کی تقریبات کا یہی حال ہے کہ دعوت نامے پر لکھے ہوئے اوقات قطعی طور پر بے معنی ہو کر رہ گئے ہیں.... خود لکھنے والوں کا ارادہ بھی یہی ہوتا ہے کہ ہم ان اوقات کی پابندی نہیں کریں گے.... لہٰذا جن حضرات کو دعوت نامہ پہنچتا ہے وہ بھی اتنی بات تو یقین سے جانتے ہیں کہ دعوت نامہ میں لکھے ہوئے اوقات پر عمل نہیں ہوگا لیکن تقریب کے واقعی اوقات کیا ہوں گے؟ چونکہ اس کے بارے میں یقینی بات کوئی نہیں بتا سکتا اس لیے ہر شخص اپنا الگ اندازہ لگاتا ہے.... شروع شروع میں لوگوں نے یہ اندازہ لگانا شروع کیا کہ مقررہ وقت سے آدھے پون گھنٹے کی تاخیر ہو جائے گی لیکن جب اس حساب سے دعوت میں پہنچ کر گھنٹوں خوار ہونا پڑا تو انہوں نے تاخیر کا اندازہ اور بڑھا لیا اور اس طرح ہوتے ہوتے بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ نہ اب تاخیر کی کوئی حد مقرر ہے نہ اندازوں کا کوئی حساب.... ایسے واقعات بھی سننے میں آئے ہیں کہ رات کو ایک بجے کے بعد نکاح ہوا اور لوگ دو بجے کے بعد اپنے گھروں کا رُخ کر سکے.... ہر شخص کے پاس اپنی سواری بھی نہیں ہوتی اور رات گئے سواری کا انتظام جوئے شیر لانا تو ہے ہی.... شہر کے موجودہ حالات کے پیش نظر جان کا جوا کھیلنے کے مترادف بھی ہے....

اس صورت حال کے نتیجے میں کسی ایک تقریب میں شرکت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کم از کم چار پانچ گھنٹے خرچ کرے.... بے مقصد انتظار کی کوفت برداشت کرے.... رات گئے سواریوں کا کئی گنا کرایہ ادا کرے اور پھر بھی سارے راستے ممکنہ خطرات سے سہا رہے.... رات کو بے وقت سونے کے نتیجے میں صبح کو دیر سے بیدار ہو کر فجر کی نماز غائب کرے اور یا تو اگلے روز آدھے دن کی چھٹی کرے یا نیم غنودگی کی حالت میں اُلٹا سیدھا کام کرے....

سوال یہ ہے کہ کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟ (ذکر و فکر)

ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ کا اپنے بیٹے کو وصیت

فرمایا کہ اے میرے بیٹے اس کمرے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا کیونکہ اس کمرے میں.... میں نے بارہ ہزار قرآن پاک ختم کیے.... (منہاج القاصدین)

اوقات زندگی بہت قیمتی ہیں

زندگی بڑی قیمتی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اور آپ کو جو زندگی عطا فرمائی ہے.... اس کا ایک ایک لحہ بڑا قیمتی ہے اور ایک ایک لحہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے.... یہ لمحات ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس لیے دیئے ہیں تاکہ ہم ان لمحات کو دنیا یا آخرت کے کسی مفید کام میں صرف کریں.... اگر ہم ان لمحات کو فضول اور بے فائدہ کاموں میں صرف کررہے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی زندگی کی ناقدری اور ناشکری ہے.... اس لیے فرمایا کہ اپنے آپ کو بے فائدہ کاموں میں مت لگاؤ اور اس میں اپنا وقت ضائع مت کرو.... (وقت ایک عظیم نعمت)

متعلقہ علوم میں ماہرین کی ضرورت

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے بھائی ریل میں سوار تھے اور ایک تفسیر ان کے ہاتھ میں تھی جو کہ ٹائپ کے چھاپے کی چھپی ہوئی تھی.... ایک صاحب بہادر بھی اسی درجہ میں سوار تھے.... بھائی سے کہنے لگے کہ میں اس کتاب کو دیکھ سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ دیکھئے.... آپ نے تفسیر اٹھا کر دیکھی اول ہی "الم" نکلا صاحب بہادر نے بہت دیر تک اس کو سوچا جب سمجھ میں نہ آیا تو بھائی سے پوچھتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ آلو؟ بھائی نے تفسیر ہاتھ سے لے لی اور کہا کہ یہ آپ کے دیکھنے کی نہیں ہے....

اب میں کہتا ہوں کہ اپنی اس تجویز پر اس روز بد کو سوچ کر دیکھئے کہ جب کہ آپ بھی اس انگریزی داں کی طرح "الم" کو آلو پڑھنے لگیں گے.... واللہ! جب تک کسی پڑھے ہوئے سے نہ پڑھا جائے ممکن ہی نہیں کہ الم یا اس کے مثل دوسرے الفاظ کو صحیح پڑھ دیا جائے.... آخر یہ کس طرح معلوم ہوگا کہ تلفظ میں الف لام را علیحدہ علیحدہ پڑھے جائیں گے اور اگر کوئی کہے کہ اس کے صحیح پڑھنے کی ضرورت ہی کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے جو اس حد تک پہنچ چکے ہیں اس وقت ہماری گفتگو نہیں.... (مواعظ اشرفیہ)

علم کیساتھ عمل بھی ضروری ہے

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے محسوس ہوا کہ علم کے متعلق میرے نفس کی رائے بہت بہتر ہے کیونکہ وہ علم کو ہر چیز پر مقدم رکھتا ہے اور اس کو دلیل کا درجہ دیتا ہے.... حتیٰ کہ علم میں لگنے والے اوقات کو نوافل میں گزرنے والی گھڑیوں پر فضیلت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ نوافل پر علم کی افضلیت کی قوی ترین دلیل یہ ہے کہ میں نے بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کو نفل نماز روزوں نے علمی نوافل سے مشغول کر لیا کہ وہ اصول میں غلطی کرنے لگے ہیں تو میں نے اپنے نفس کو اس سلسلے میں جادہ مستقیم پر اور اس کی رائے کو درست پایا....

مگر مجھ کو یہ بھی احساس ہوا کہ وہ علم کے ظاہری شغل پر اکتفاء کیے ہے تو اسے پکارا کہ پھر بھلا تیرے علم نے تجھے کیا فائدہ پہنچایا؟ خدا کا خوف کہاں ہے؟ اس کی محبت کا درد کہاں ہے؟ احتیاط اور پرہیز کہاں ہے؟

کیا تم نے جید علماء کی عبادت و ریاضت کے حالات نہیں سنے؟

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری مخلوق کے آقا ہونے کے باوجود اتنا قیام نہیں فرمایا کہ پاؤں مبارک ورم کر گئے تھے؟

کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے حد سسکیاں بھرنے اور بہت رونے والے نہیں تھے؟

کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رخساروں پر آنسوؤں کے دو نشان نہیں بن گئے تھے؟

کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رکعت میں پورا قرآن شریف نہیں ختم فرماتے تھے؟

کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ رات میں محراب میں کھڑے ہو کر اس قدر نہیں روتے تھے کہ آپ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی؟ اور فرماتے تھے اے دنیا کسی اور کو دھوکہ دینے کی کوشش کر؟

کیا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ قلق محبت کے سبب پوری رات جاگتے نہیں رہ جاتے تھے؟

کیا حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ اس طرح مسجد سے نہیں لگے رہے کہ چالیس سال جماعت بھی فوت نہ ہوئی؟

کیا حضرت اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ نے اس قدر روزے نہیں رکھے کہ سبز اور زرد پڑنے لگے؟

کیا حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی نے اپنے باپ سے نہیں پوچھا تھا کہ کیا بات ہے کہ لوگ تو سوتے ہیں اور آپ نہیں سوتے؟ تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ تمہارا باپ رات کے عذاب سے ڈرتا ہے؟

کیا حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں ایک کوڑا نہیں رکھتے کہ جب سستی ہو تو نفس کی تادیب کریں؟

کیا حضرت یزید رقاشی نے چالیس سال روزے نہیں رکھے اس کے باوجود فرماتے تھے کہ "ہائے محرومی! عبادت گزار مجھ پر سبقت لے گئے اور مجھ کو روک دیا گیا؟

کیا حضرت منصور بن المعتمر رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال روزے نہیں رکھے؟

کیا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ خوف خدا کی وجہ سے خون کے آنسو نہیں رونے لگے تھے؟

کیا حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ خوف خداوندی کے سبب خون کا پیشاب نہیں کرنے لگے تھے؟

اور کیا تجھے آئمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے زہد و عبادت کا حال نہیں معلوم؟

پس عمل کے بغیر علم کے ظاہر پر مائل ہونے سے بچو کیونکہ یہ اپاہجوں اور کاہلوں کی حالت ہے....

وَخُذْلَکَ مِنْکَ عَلٰی مُهْلَةٍ وَمُقْبِلُ عَیْشِکَ لَمْ یُدْبِرٖ وَخَفْ هَجْمَةً لَاتُقِیْلُ الْعِثَارَ وَتَطْوِی الْوُرُوْدَ عَلَی الْمَصْدَرِ وَمَثِّلْ لِنَفْسِکَ اَیُّ الرَّعِیْلُ ایَضُمُّکَ فِیْ حِلْبَةِ الْمَحْشَرِ.

"مہلت کے زمانے میں کچھ کر لو جو زندگی گزر گئی وہ واپس نہ آوے گی اور اس موت سے ڈرو جو درگزر نہ کرے گی اور گھاٹ پر اُترنے سے روک دے گی اور اپنے نفس کے سامنے اس کا تصور باندھو کہ تم میدان محشر میں کس گروہ میں ہو گے؟" (صید الخاطر)

علاج یرقان

اگر کسی کو یرقان ہو گیا ہو تو وہ پہلے سورۃ الفاتحہ ایک بار پھر سورۃ الحشر ۷ دفعہ اور پھر ایک بار سورۃ القریش پڑھ کر پانی پر دم کر کے اس وقت تک پلائیں جب تک فائدہ نہ ہو.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

اسلام کی پہلی شہیدہ حضرت سُمَیّہ رضی اللہ عنہا

حضرت سمیہ خباط کی بیٹی.... حضرت عمار بن یاسر کی والدہ اور ابو حذیفہ مخزومی کی کنیز تھیں....ابو حذیفہ کے حلیف یاسر عنسی سے ان کا نکاح ہوا اور جب حضرت عمار پیدا ہوئے تو ابو حذیفہ نے ان کو آزاد کر دیا....(اصابہ) جب مکہ سے اسلام کی صدا بلند ہوئی تو حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا ان کے خاوند حضرت یاسر اور بیٹے حضرت عمار تینوں نے اس دعوت کو لبیک کہا.... حضرت سمیہ کا اسلام قبول کرنے والوں میں ساتواں نمبر تھا.... کچھ دن اطمینان سے گزرے تھے کہ قریش کا ظلم وستم شروع ہو گیا اور یہ سلسلہ برابر بڑھتا چلا گیا.... چنانچہ جو شخص جس مسلمان پر قابو پاتا اسے طرح طرح کی دردناک تکلیفیں دیتا تھا.... حضرت سمیہ کو بھی خاندان مغیرہ نے شرک پر لانے کے لئے اپنا پورا زور لگایا مگر وہ اپنے عقیدہ پر مقیم رہیں اور ان کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہیں آئی.... کفار مکہ انہیں مکہ کی جلتی تپتی ریت پر لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیتے تھے وہ یہ سب تکلیفیں اسلام کی خاطر خوشی سے برداشت کرتی چلی گئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ادھر سے گزرتے تو ان کی حالت دیکھ کر فرماتے ''آل یاسر! صبر کرو....اس کے بدلہ میں تمہارے لئے جنت ہے''....

دن بھر طرح طرح کی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کر کے جب شام کو نجات ملتی تو گھر آتیں....ایک مرتبہ جب واپس گھر آئیں تو ابوجہل نے انہیں بہت برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور پھر اس کا غصہ اتنا تیز ہوا کہ اٹھ کر ایسی برچھی ماری کہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا شہید ہو گئیں....

حضرت عمار کو اپنی والدہ کی اس بے بسی اور بے کسی پر بڑا ترس آیا اور سخت صدمہ پہنچا....رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر سارا قصہ سنا دیا اور کہا کہ حضرت! اب تو حد ہو گئی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کی تاکید فرمائی اور بارگاہ خداوندی میں یوں دعا کی.... ''اے اللہ! آل یاسر کو دوزخ سے بچا لیجئے''....یہ ہجرت نبویؐ سے پہلے کی بات ہے....اس بناء پر حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا اسلام میں سب سے پہلی شہید ہونے والی خاتون ہیں....غزوۂ بدر میں جب ابوجہل مارا گیا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار سے فرمایا ''دیکھو تمہاری ماں کے قاتل کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا''....(اصابہ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے سے گفتگو

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ بدر سے پہلے حالت کفر پر تھے بلکہ جنگ بدر میں وہ دشمنوں کے ساتھ شامل تھے جب عین جنگ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فرزند کی زد میں آ گئے تو محبت پدری نے جوش مارا اور حضرت عبدالرحمٰن نے اپنا رخ دوسری سمت کر لیا....

اصحاب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محفل گرم تھی جنگ بدر کا ذکر چھڑا تو حضرت عبدالرحمٰن نے جو اس وقت مشرف باسلام ہو چکے تھے اپنے جلیل القدر والد (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) مندرجہ بالا واقعہ کا ذکر کیا آپ نے فرمایا اگر تم میری زد میں آ جاتے تو میں للّٰہیت کے مقابلہ میں محبت پدری کی کوئی پرواہ نہ کرتا کیونکہ مسلمان حق کی اشاعت وتبلیغ کے لئے ہے نہ کہ باطل سے ڈرنے اور تعلقات میں پھنسنے کے لئے....(ناقابل فراموش واقعات)

قرآن پاک کا موضوع

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے وطن میں ایک شاعر تھے....ان کا انتقال ہو گیا ہے....انہوں نے اپنا ایک دیوان مرتب کیا تھا....نہایت ہی بیہودہ....اس میں ردیف ضاد نہ تھی....لوگوں نے کہا کہ جناب اس میں ردیف ضاد نہیں ہے....کہنے لگے کہ کسی دوسری ردیف میں سے ایک غزل لے کر ہر شعر کے آخر میں لفظ مقراض بڑھا دو اور ردیف ضاد میں لکھ دو....اب غور کیجئے کہ ان کی اس حرکت کو کس نظر سے دیکھا جا رہا ہے؟ کیا آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ قرآن بھی ایسا ہی دیوان ہو کہ اس میں تمام ردیفیں ہوں؟ گو بے ربط ہوں....قرآن نے صرف دو چیزوں کا اہتمام کیا ہے ایک امن عام کہ اس دنیا میں رہ کر یہ حالت ہو کہ

کسے را با کسے کارے نہ باشد (کسی کو کسی سے کچھ کام نہ ہو)

دوسرے خدا تعالیٰ کی رضا جوئی ان دو امر کے سوا کوئی تیسرا مسئلہ آ گیا ہے وہ اس کے تابع ہو کر آیا ہے تو معلوم ہوا کہ قرآن میں اس کے سوا اور کوئی مسئلہ نہ ڈھونڈنا چاہیے....علیٰ ہذا اگر حکایتیں قرآن میں ہیں تو وہ بھی انہیں کی خادم ہو کر ذکر کی گئی ہیں....(مواعظ اشرفیہ)

قدرت خداوندی

ایک شخص جب کسی ملکیت پر دعویٰ کرتا ہے......اور اس کے خلاف کوئی دعوی کرنے والا نہ ہو تو اس کی ملکیت ثابت ہو جاتی ہے......پس زمین اور آسمان اور چاند و سورج اور سمندر و پہاڑ......اور جملہ کائنات کی خالقیت کا دعویٰ کسی نے نہیں کیا......تو عقلاً بھی ایمان لانا ہر انسان عاقل پر ضروری ہے....

مصیبت کے وقت صدمہ کا احساس ہو پھر صبر کرے......تب کمال ہے اگر صدمہ ہی نہ ہو تو کیا صبر ہے......یہی وجہ ہے کہ کاملین پر صدمہ کے وقت حزن و غم کے آثار اور آنکھوں میں آنسو بھی پائے جاتے ہیں......مگر حق تعالیٰ کے فیصلے پر دل سے راضی رہتے ہیں....(مجالس ابرار)

دعا کیسے کی جائے؟

اپنی ہر ضرورت میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کرو......ان سے مانگو......اور دل کھول کر ان سے عرض و معروض کرو......لگ لپٹ کر مانگو......بالکل اس طرح ضد کرو......جیسے ایک معصوم بچہ اپنی ماں سے لجاجت......خوشامد اور عاجزی کے ساتھ......ضد کرتا ہے....(ارشادات عارفی)

تجدید ایمان کی ضرورت

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ......جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں......حکیم الامت کا لقب رکھتے تھے......ان سے دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ کہا کرتے تھے کہ:

اجلس بنا نؤمن ساعۃ

"کچھ دیر کے لیے ہمارے ساتھ بیٹھ جائیے......کہ ہم ایمان تازہ کرلیں..."(ارشادات مفتی اعظم)

شریعت اور طریقت میں فرق

شریعت اور طریقت میں فرق یہی ہے......کہ شریعت نام ہے قانون کلی کا۔ جو ہر شخص کیلئے یکساں پیغام ہے......مگر حال صرف صاحب حال ہی کیلئے حجت ہے......وہ مستغرق رہے اپنے حال میں......لیکن دوسروں کیلئے حجت نہیں ہے......اور طریقت نام ہے شخصی احوال کا....(خطبات حکیم الاسلام)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو قرآن سنانا

ا....فقیہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب کو قرآن پڑھ کر سنایا ہے....علماء حضرات نے اس میں کلام کیا ہے....بعض حضرات فرماتے ہیں کہ آپ کی یہ قرأت لوگوں کو تواضع سکھانے کیلئے تھی....کہ کوئی شخص اپنے سے کم درجہ والے شخص سے قرآن پڑھنے میں عار محسوس نہ کرے اور تکبر نہ کرنے لگے....

۲....بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ حضرت ابی بن کعب بہت جلد اخذ کرتے اور سیکھ لیتے تھے آپ نے اس لئے انہیں قرآن سنایا تا کہ وہ جلد اور صحیح طور پر اخذ کر کے دوسرے لوگوں کو اسی طرح سے سکھائیں اور سنائیں جیسا کہ خود سیکھا اور سنا....

۳....حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب سے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تجھے قرآن پڑھ کر سناؤں....عرض کیا....کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر فرمایا ہے ارشاد فرمایا ہاں....حضرت ابی اس پر رو پڑے....

۴....ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب کو لم یکن الذین کفروا پڑھ کر سنائی اور ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم فرمایا ہے....اور ان کا رونا خوشی کا رونا تھا....اور اپنے کو اس نعمت جلیلہ کے لائق نہ سمجھنے کی وجہ سے تھا اور یہ نعمت عظمیٰ اور مرتبہ علیا دو طرح سے ہے ایک تو ان کے نام کی تعیین اور صراحت کی وجہ سے اسی لئے انہوں نے سوال کیا تھا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر باتعیین فرمایا ہے یا عمومی عنوان کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے کسی ایک صحابی کو پڑھ کر سناؤ جس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا نام خصوصیت سے ذکر کیا ہے جس سے انعام دوبالا ہو گیا....

دوسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھ کر سنانا ایک عظیم منقبت اور مرتبہ ہے جس میں اور کسی کو شرکت حاصل نہ تھی....بعض نے کہا کہ اس ڈر سے رونے لگے تھے کہ مبادا اس عظیم نعمت پر شکر کی ادائیگی میں کوتاہی ہو جائے....(بستان العارفین)

ترقی یافتہ قوم کا ایک واقعہ

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں: مجھے کبھی جاپان جانے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن میرے ایک دوست نے (جو خاصے ثقہ ہیں) ایک صاحب کا یہ قصہ سنایا کہ وہ اپنے کسی تجارتی مقصد سے جاپان گئے تھے وہاں ان کے ایک ہم پیشہ تاجر یا صنعت کار نے انہیں رات کے کھانے پر اپنے یہاں دعوت دی.... جب یہ صاحب کھانے کے مقررہ وقت پر ان کے گھر پہنچے تو میزبان کھانے کی میز پر بیٹھ چکے تھے اور کھانا لگایا جا چکا تھا.... ان صاحب کو کسی قسم کے تمہیدی تکلفات کے بغیر سیدھے کھانے کی میز پر لے جا کر بٹھا دیا گیا اور کھانا فوراً شروع ہو گیا.... کھانے کے دوران باتیں ہوتی رہیں لیکن ان صاحب نے ایک عجیب سی بات یہ نوٹ کی کہ میزبانوں کے پاؤں کھانے کے دوران ایک خاص انداز سے حرکت کر رہے تھے.... شروع میں انہوں نے یہ سمجھا کہ شاید یہ اس انداز کی حرکت ہے جیسے بعض لوگ بے مقصد پاؤں ہلانے کے عادی ہوجاتے ہیں لیکن تھوڑی دیر بعد انہوں نے محسوس کیا کہ پاؤں کی حرکت میں کچھ ایسی بے قاعدگی ہے جو بے مقصد حرکت میں عموماً نہیں ہوا کرتی.... بالآخر انہوں نے میزبانوں سے پوچھ ہی لیا اور ان صاحب کی حیرت کی انتہا نہیں رہی.... جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ دراصل میز کے نیچے کوئی مشین رکھی ہوئی ہے اور وہ کھانے کے دوران بھی اپنا پاؤں استعمال کر کے کوئی ہلکا پھلکا ”پیداواری کام“ جاری رکھے ہوئے ہیں....

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ قصہ سچا ہے یا کسی ”جہاں دیدہ“ نے زیب داستان کے لیے گھڑا ہے لیکن اس قسم کے قصے بھی اسی قوم کے بارے میں گھڑے جا سکتے ہیں جس نے اپنے عمل سے وقت کی قدر و قیمت پہچاننے اور محنت کرنے کی مثالیں قائم کی ہوں.... ہمارے ملک کے بارے میں اس قسم کا کوئی قصہ جھوٹ موٹ بھی نہیں گھڑا جا سکتا اس لیے کہ ہمارا مجموعی طرز عمل یہ بتاتا ہے کہ وقت ہمارے نزدیک سب سے زیادہ بے وقعت چیز ہے اور اگر شادی کی کسی ایک رسمی تقریب میں شرکت کے لیے ہمارا پورا دن برباد ہو جائے تو بھی ہمیں کوئی پروا نہیں.... (ذکر و فکر)

برائی کا وسیع مفہوم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ کا زنا نامحرم کو پکڑنا ہے اور آنکھ کا زنا نامحرم کو دیکھنا ہے اور زبان کا نامحرم سے بات کرنا ہے (بخاری و مسلم)

فضول بحث ومباحثہ

بہت سے لوگ فضول بحثوں میں الجھتے رہتے ہیں جن کا کوئی حاصل اور نتیجہ نہیں.....دو چار آدمی کہیں بیٹھ گئے تو کسی موضوع پر بحث شروع ہوگئی.....اب ایک شخص اپنے موقف پر دلیل پیش کررہا ہے اور دوسرا شخص اپنے موقف پر دلیل پیش کررہا ہے اور اس بحث ومباحثہ کے اندر اپنا وقت ضائع کررہے ہیں حالانکہ اگر اس بحث کا تصفیہ بھی ہوجائے تو بھی نہ دنیا کا کوئی فائدہ حاصل ہوگا اور نہ آخرت کا کوئی فائدہ حاصل ہوگا.....ایک مؤمن کا یہ کام نہیں کہ وہ اپنے اوقات کو فضول بحثوں میں برباد کرے.....

آج کل ہمارے معاشرے میں فضول بحثوں کا رواج بہت بڑھ گیا ہے.....کوئی بھی مسئلہ اُٹھا دیا اور اس میں دو فریق بن گئے اور بحث شروع ہوگئی حالانکہ وہ مسئلہ ایسا ہے کہ اگر اس کا تصفیہ بھی ہوجائے تو دنیا وآخرت کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا.....(وقت ایک عظیم نعمت)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا دنیا کی وسعت سے ڈرنا اور رونا

حضرت نوفل بن ایاس ہذلیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ہمارے ہم مجلس تھے اور بڑے اچھے ہم مجلس تھے.....ایک دن ہمیں اپنے گھر لے گئے.....ہم ان کے گھر میں داخل ہوگئے پھر وہ اندر گئے اور غسل کرکے باہر آئے اور ہمارے ساتھ بیٹھ گئے.....پھر اندر سے ایک پیالہ آیا جس میں روٹی اور گوشت تھا.....جب وہ پیالہ سامنے رکھا گیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ رو پڑے.....ہم لوگوں نے ان سے کہا اے ابومحمد! (یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اس حال میں تشریف لے گئے کہ آپ نے اور آپ کے گھر والوں نے کبھی جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی.....اس لئے میرے خیال میں یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ نے ہمیں جو دنیا میں زندہ رکھا ہے اور دنیا کی وسعت ہمیں عطا فرمائی ہے.....ہماری یہ حالت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت سے بہتر ہو اور ہمارے لئے اس میں خیر زیادہ ہو.....(حیاۃ الصحابہ)

اہل زہد کو علم کی ضرورت

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زاہدوں کی جماعت ان علماء پر نکتہ چینی کرتی ہے جو مباحات میں توسع کرتے ہیں حالانکہ اس کا منشاء جہل ہے کیونکہ اگر ان کے پاس علم کی فضیلت ہوتی تو کبھی علماء پر عیب گیری نہ کرتے اس لیے کہ طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں.... بعض کو روکھے پھیکے پر قدرت ہوتی ہے اور بعض کو نہیں ہوتی....

اور کسی کے لیے بھی جائز نہیں ہے کہ دوسرے کو ایسے طرز زندگی پر آمادہ کرنے کی کوشش کرے جس کی خود طاقت رکھتا ہو کیونکہ ہمارے پاس شریعت کا قانون موجود ہے جس میں رخصت کا بھی ضابطہ ہے اور عزیمت کا بھی.... لہٰذا ہر شخص اپنے لیے جس ضابطہ کو پسند کرے اس پر ملامت نہیں کی جاسکتی جبکہ بعض رخصتیں اپنے نفع کے سبب بہت سی عزیمتوں سے بڑھ جاتی ہیں....

کاش زاہدوں کو اس کی خبر ہو جاتی کہ علم سے اللہ کا خوف حاصل ہوتا ہے اور علماء کے قلوب اس کے خوف سے پارہ پارہ ہوتے رہتے ہیں اور جسم اس کے ڈر سے پگھلنے لگتے ہیں اس لیے اجسام کی حفاظت کے لیے کچھ توسع بھی ضروری ہے اور اس لیے بھی کہ علم اور یادداشت کا آلہ قلب اور فکر ہے اور جب آلہ درست رہے گا تو عمل ٹھیک ہوگا لیکن یہ ایسی بات ہے جو علم کے ذریعے ہی جانی جاسکتی ہے....

حاصل یہ ہے کہ زاہدوں نے علم کی کمی کے سبب ان باتوں پر نکیر کی جن کا انہیں علم نہ تھا اور یہ گمان کرلیا کہ شریعت کا مقصود بدن کو تھکانا اور جسم کو لاغر کرنا ہے اور اس سے ناواقف رہے کہ لاغر کردینے والا خوف ایسی راحت کا محتاج ہوتا ہے جو اس خوف کا دفاع کرسکے.... جیسا کہ کسی نے کہا ہے: "رَوِّحُوا الْقُلُوْبَ تَعِي الذِّكْرَ" (دلوں کو راحت پہنچاؤ تاکہ یادداشت درست رہے) (صید الخاطر)

وظیفہ برائے اتفاق

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ (سورۃ الحجر)

جس گھر میں یا خاندان میں نااتفاقی ہو یا کسی سے دشمنی ہو.... ہر فرض کے بعد ۱۱ مرتبہ پڑھ کر اس کا تصور کرکے آسمان پر پھونک دے جب تک کامیابی نہ ہو.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت علی غزوۂ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک رہے.... ۱۷ رمضان ۲ھ میں بدر کے معرکہ میں پیش پیش رہے.... انفرادی جنگ اپنے حریف کو قتل کر کے حضرت عبیدہؓ کے حریف کو بھی قتل کر دیا تھا.... اس کے بعد عام جنگ میں بھی خوب بہادری اور دلیری کے ساتھ لڑتے رہے اور دوسرے صحابہ کے ساتھ شجاعت کے جوہر دکھائے....

۳ھ میں غزوۂ احد پیش آیا اس میں بھی داد شجاعت دیتے ہوئے بڑے بڑے کافروں کو تہ تیغ کیا.... مشرکین آنحضرت تک پہنچنے کے لئے پورا زور لگا رہے تھے مگر حضرت علیؓ نے ان کی تمام آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا....

۵ھ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بنوسعد کی سرکوبی کے لئے ایک سو کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا.... حضرت علیؓ نے حملہ کر کے ان کو منتشر کر دیا اور مال غنیمت کے ساتھ واپس لوٹے.... اسی سال غزوۂ خندق میں مشہور شہسوار عمرو ابن عبدود کو قتل کیا....

صلح حدیبیہ ۶ھ میں معاہدہ کی عبارت حضرت علیؓ نے لکھی....

۷ھ کو غزوۂ خیبر پیش آیا.... اس میں حضرت علیؓ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ خیبر کے سب سے مضبوط قلعہ کے سردار مرحب نامی یہودی سورما کو پہلے انفرادی جنگ میں قتل کر دیا.... بعد ازاں قلعہ کا سختی سے محاصرہ کر لیا اور کچھ دنوں کے محاصرے کے بعد یہ قلعہ فتح کر لیا....

غزوۂ تبوک ۹ھ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینے میں اپنے نائب کی حیثیت سے چھوڑا.... منافقوں نے طنز کیا کہ تم اچھے سپاہی نہیں ہو اس لئے تمہیں عورتوں اور بچوں میں چھوڑا گیا ہے.... حضرت علیؓ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا ذکر کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”کیا تمہیں پسند نہیں کہ میرے نزدیک تمہارا وہی مرتبہ ہو جو حضرت ہارونؑ کا حضرت موسیٰ کے ہاں تھا؟ بجز اس کے کہ میرے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہوگا....“ (البخاری)

۱۰ھ میں انہیں یمن بھیجا گیا وہاں ان کی تبلیغ سے سارا قبیلہ ایک ہی دن مسلمان ہو گیا.... اور انہوں نے زکوٰۃ بھی ادا کر دیا.... وہاں سے فارغ ہو کر حضرت علیؓ مکہ مکرمہ گئے اور آخری حج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے....

۱۷ رمضان ۴۰ھ کو عبدالرحمن بن ملجم خارجی کے حملے سے شہادت پائی.... (غزوات النبی)

اطمینان تعلق مع اللہ میں ہے

تاجر کو یہ خیال آ گیا...... کہ میری تجارت میں کہیں ٹوٹا نہ آ جائے...... روٹی کھا رہا ہے ...... مگر سوچ یہ رہا ہے تو در حقیقت روٹی اسے کھا رہی ہے...... تو اب بتاؤ یہ تاجر دنیوی اتنا مال ہوتے ہوئے...... یہ چین میں ہے...... یا وہ مطیع کامل...... جس کے پاس ایک آلو بھی نہیں ...... وہ چین میں ہے...... یہ تاجر دنیوی تندرست ہے...... اچھی صحت والا ہے کہ چھینک بھی نہیں آئی...... مگر تندرست ہونے کے باوجود اس کا قلب پریشان ہے...... اور وہ جو مطیع کامل ہے اگرچہ بیمار ہے لیکن بیماری کی حالت میں اس کا قلب باقرار ہے...... باسکون ہے کیوں؟...... اس لیے کہ اس کے قلب کے اندر شدت تعلق مع اللہ ہے...... (خطبات مسیح الامت)

مواعظ وملفوظات حکیم الامت

اساتذہ اور مدارس کے طلباء کو استغفار کا اہتمام...... اور حیاۃ المسلمین کی روح ۲۲ کے مطالعہ کا اہتمام چاہئے...... اور جزاء الاعمال کو...... گھروں پر سنانے کا نظم بھی ہونا چاہئے...... گناہوں کے نقصانات کو طلباء اور اپنے بچوں کو خوب زبانی یاد کرا دینا چاہئے...... رزق کی کمی میں ...... معاصی یا ان کے مقدمات کے ارتکاب کو بڑا دخل ہے...... اسی طرح حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے مواعظ...... اور ملفوظات کا مطالعہ ہر شخص کو نہایت ضروری ہے...... اس سے اللہ تعالیٰ کے راستے کی فہم سلیم عطا ہوتی ہے...... جو بڑی دولت ہے...... (مجالس ابرار)

ناغہ کی بے برکتی

اگر کسی دن معمولات پورے ادا کرنے کی مہلت نہ ملے...... تو وقت معین پر جتنا بھی ممکن ہو ...... اس پر عمل کر لیا جائے...... ناغہ نہ کیا جائے...... کیونکہ ناغہ سے بے برکتی ہوتی ہے...... (ارشادات عارفی)

اذان کے وقت بولنا

حدیث میں ہے کہ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا...... اذان کے وقت خود بھی کلام نہیں کرتی تھیں...... اور دوسروں کو بھی نہیں بولنے دیتی تھیں...... (ارشادات مفتی اعظم)

عمل کو ظاہر کرنا کب مشروع ہے؟

ابن قدامہؒ نے ایک باب قائم کیا ہے کہ طاعات کو ظاہر کرنے کی رخصت کے بیان میں.... اس میں یہ فائدہ ہے کہ اقتداء اور لوگوں کو نیکی کی طرف رغبت دلانا مقصود ہے.... مثلاً حج جہاد ایسے اعمال ہیں جن کو ظاہر کرنے کے بغیر عمل کرنا ناممکن ہے....

اور وہ اعمال جن کو ظاہر کرنے کے بغیر بھی عمل کیا جاسکتا ہے اس کو دل میں کرنا چاہئے تاکہ ریاء نہ پیدا ہو.... اس مسئلہ میں تفصیل ہے....

۱.... وہ اعمال جن کا تعلق زبان کے ساتھ ہے اگر وہ سراً ہیں تو ان کو سراً کریں گے....

۲.... وہ اعمال جن کا تعلق زبان سے ہے اگر وہ جہراً ہے تو اس کو ظاہر کریں گے....

۳.... وہ اعمال جن کو (سراً) آہستہ کرنا ممکن ہے یا ظاہر کرنا ممکن ہو تو آدمی اپنے آپ کو دیکھے گا.... اگر وہ لوگوں کی مدح وغیرہ سے تکبر میں نہیں آئے گا یا لوگوں کی مذمت کو برداشت کرلے گا.... اس کیلئے عمل کو ظاہر کرنا صحیح ہے لیکن اگر وہ شخص تحمل نہیں کرسکتا تو اس کو وہ عمل سراً کرنا چاہئے اور جب اسکو اپنے اوپر یقین ہو جائے تو ظاہر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں....

بعض سلف وصالحین کا طریقہ یہی رہا ہے کہ وہ اپنے اعمال کو ظاہراً کرتے تھے تاکہ لوگ بھی ان اعمال کو بروئے کار لائیں....

جیسا کہ بعض حضرات کا مقولہ ہے جو اہل میت پر رو رہے ہوں کہنے والا یہ کہے کہ میرے اوپر نہ روؤ اس لئے کہ جب میں نے اسلام قبول کیا کوئی گناہ نہیں کیا.... (اعمال القلوب)

شان مسلم

مسلمان دنیا کو کچھ دینے کے لئے آیا ہے..... لینے یا مانگنے کے لئے..... نہیں آیا اور ظاہر ہے کہ وہی کچھ دے سکتا ہے..... جو دوسروں کے پاس نہ ہو..... اس کے پاس کھلی بات ہے کہ وہ دنیا کی دولت وثروت یا جاہ ومال کے ذخیرے نہیں ہو سکتے ہیں..... اس لئے کہ یہ سب اوروں کے پاس بھی ہیں بلکہ ان سے کچھ زیادہ ہی ان کے ہاتھ میں ہے..... اس لئے دینے کی ایک چیز رہ جاتی ہے..... اور وہ مستند دین ہے..... کہ اس فطرۃ الٰہیہ پر خود چل کر اقوام کو چلائیں.... (خطبات حکیم الاسلام)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اہل عراق سے معاملہ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس عراق سے کچھ لوگ آئے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کھانا کھلایا تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایسا لگا کہ جیسے انہوں نے کم کھایا ہو (وہ لوگ عمدہ کھانا کھانے کے عادی تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کھانا موٹا جھوٹا اور سادہ تھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عراق والو! اگر میں چاہتا تو میرے لئے بھی عمدہ اور نرم کھانے تیار کئے جاتے جیسے تمہارے لئے کئے جاتے ہیں لیکن ہم دنیا کی چیزیں کم سے کم استعمال کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہمیں زیادہ سے زیادہ نیکیوں کا بدلہ آخرت میں مل سکے.... کیا تم نے سنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک قوم کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ ان سے قیامت کے دن یہ کہہ دیا جائے گا:

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِىْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا (سورۃ احقاف:۲۰)

ترجمہ: "تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے..." (حلیۃ الاولیاء)

سب سے بہتر کون ہے؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن سیکھتا ہے اور دوسروں کو سکھاتا ہے.... ابوعبدالرحمٰن اس روایت کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ یہی وہ حدیث ہے جس نے مجھے اس جگہ پر بٹھایا ہے یعنی جہاں بیٹھ کر وہ لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے اور یہ بزرگ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے بھی استاد تھے.... (بستان العارفین)

وقت سب سے بڑی دولت

دنیا کا کوئی نظام فکر ایسا نہیں ہے جس میں وقت کو انسان کی سب سے بڑی دولت قرار دے کر اس کی اہمیت پر زور نہ دیا گیا ہو.... انسان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور جو قومیں وقت کی قدر پہچان کر اسے ٹھیک ٹھیک استعمال کرتی ہیں وہی دنیا میں ترقی کی منزلیں طے کرتی ہیں.... (پرسکون گھر)

فضول سوالات کی بھرمار

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں: میرے پاس لوگوں کے بکثرت فون آتے ہیں اور مسائل پوچھتے ہیں اس حد تک تو ٹھیک ہے کہ حلال... حرام یا جائز اور ناجائز کا مسئلہ پوچھ لیا لیکن بسا اوقات سوال کرنے والے بالکل فضول سوال کرتے ہیں.... مثلاً ایک صاحب نے ایک مرتبہ فون کیا اور پوچھا کہ اصحاب کہف کا جو کتا تھا اس کا رنگ کیا تھا؟ اور یہ سوال بھی اس وقت کیا جب کہ رات کو سونے کا وقت تھا.... میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کتے کا رنگ معلوم کرنے کی ضرورت کیسے پیش آئی؟

جواب میں کہا کہ ہم چند دوست بیٹھے ہوئے تھے تو ہمارے درمیان یہ بحث چل پڑی.... اس بحث کے تصفیہ کے لیے آپ سے سوال کر رہا ہوں.... میں نے ان سے کہا کہ اگر تمہیں پتہ چل جائے کہ اس کتے کا رنگ کالا تھا یا سفید تھا تو اس کے نتیجے میں تمہیں دنیا یا آخرت کا کونسا فائدہ حاصل ہو جائے گا؟

یہ فضول باتیں ہیں جن کا آپ سے نہ قبر میں سوال ہوگا اور نہ حشر میں سوال ہوگا.... بہت سے لوگ مذہب اور دین کے نام پر ایسی بحثیں شروع کر دیتے ہیں اور پھر اس پر آپس میں مناظرے ہو رہے ہیں.... کتابیں لکھی جا رہی ہیں.... مقالات لکھے جا رہے ہیں اور ایک دوسرے پر تنقید ہو رہی ہے.... (وقت ایک عظیم نعمت)

نابینا سے بھی پردہ کرنے کا حکم

ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں.... اتنے میں حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ (نابینا) آ گئے.... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا کہ تم دونوں پردے میں ہو جاؤ.... حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ سکتیں (ترمذی)

ایک دلچسپ اشارہ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے بعض مدعیان علم کے سامنے کچھ نادر نکتے اور دلچسپ حکمتیں بیان کیں لیکن ان کو دیکھا کہ وہ کچھ توجہ نہیں دیتے اور تہہ تک نہیں پہنچتے اور ان کی طرف مائل نہیں ہوتے تو میں ان کو دوسری چیزیں سنانے لگا اور سوچا کہ یہ باتیں ایسے سمجھدار آدمی کے سامنے بیان کرنی چاہئیں جو ان کو پیاسے کی طرح سنے پھر اس سے ایک اشارہ نکالا.... اگر یہ شخص میری بات سمجھتا اور اس پر میری تعریف کرتا تو خود اس کی قدر میرے دل میں زیادہ ہو جاتی اور میں اس کو اپنے دوسرے اچھے کلام اور اچھی کتابیں دکھلاتا لیکن جب میں نے اس کو اہل نہیں دیکھا تو اس سے رُخ پھیر لیا اور توجہ ہٹالی تو اس سے یہ اشارہ نکالا کہ:

گویا اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کو تصنیف کیا ان کو بہترین ترتیب دی اور مضبوطی عطا کی پھر اہل عقل کے سامنے ان کو پیش فرمایا.... اب جس عقلمند نے نور فہم سے ان کو دیکھا اور سمجھا تو اس کے سمجھنے کے بقدر اس کی مدح کی گئی اور مصنف تعالیٰ نے اس کو محبوب بنالیا....

اسی طرح اس نے قرآن کریم اتارا جو عجیب عجیب حکمتوں پر مشتمل ہے جس نے اس کو فہم کے ذریعے سمجھا اور فکر کی خلوت میں اس پر غور کیا وہ متکلم کی خوشنودی حاصل کرلے گا اور اس کا قرب پاجائے گا اور جس کا ذہن حسیات میں ڈوبا رہا وہ اس مقام سے محروم رہے گا.... اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ....

''میں اپنی آیتوں سے ان لوگوں کو پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں....'' (صید الخاطر)

معذور افراد کا علاج

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا (سورۃ الاعراف: ۱۹۵)

اگر کوئی ہاتھ.... پیر.... کان.... آنکھ یا ٹانگ سے معذور ہو تو اس آیت کو کثرت سے پڑھ کر مریض کو پانی پر دم کر کے پلائیں.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

خلافت فاروقی کا ایک واقعہ

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوپہر کے وقت گرمی میں چلے جارہے تھے.... حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا... پوچھا کہ یا امیر المؤمنین کہاں چلے....آپ نے فرمایا کہ بیت المال کا ایک اونٹ غائب ہوگیا ہے اس کی تلاش کو جارہا ہوں.... حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت آپ نے ایسی گرمی میں کیوں تکلیف کی کسی کو حکم دیا ہوتا کہ تلاش کرلیتا....آپ نے فرمایا کہ اے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان قیامت کی گرمی اس گرمی سے اشد ہے....(یادگار ملاقاتیں)

''یزید'' کے بارے میں سوال

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ یزید فاسق تھا یا نہیں؟ والد صاحب نے جواب میں فرمایا کہ بھائی! میں یزید کے بارے میں کیا بتاؤں.... مجھے تو اپنے بارے میں فکر ہے کہ میں فاسق ہوں یا نہیں؟ جس شخص کو اپنی فکر پڑی ہوئی ہو وہ دوسرے کے بارے میں کیا فکر کرے؟ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ لَھَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ.... (سورۃ البقرہ:.... آیت: ۱۳۴)

''یہ وہ لوگ ہیں جو گزر گئے ان کے اعمال ان کے ساتھ ہیں تم سے ان کے اعمال کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا....''

لہٰذا وہ اعمال جو زندگی میں انجام دیتے ہیں جن کے نتیجے میں جنت اور جہنم کا فیصلہ ہونے والا ہے جو حلال وحرام ہیں اور جائز وناجائز ہیں ان کی فکر کرو....فضول بحثوں میں اپنے اوقات کو ضائع کرنا مؤمن کا کام نہیں....(وقت ایک عظیم نعمت)

سورۃ الکوثر کا عمل

جو اولاد سے محروم ہو وہ روزانہ ۱۰۱ دفعہ سورۃ الکوثر بسم اللہ کے ساتھ پڑھے.... ان شاء اللہ اسے کامیابی ہوگی....

ایمان اور گناہ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مؤمن گناہوں پر اصرار نہیں کر سکتا... ہاں کبھی خواہش غالب ہو جاتی ہے اور شہوت کی آگ بھڑک جاتی ہے تو ذرا اپنے مرتبہ سے نیچے اُتر آتا ہے کیونکہ اس کے پاس ایسا ایمان ہے جو گناہوں سے بغض پیدا کرتا ہے.... لہٰذا نہ اس سے گناہوں کا پختہ ارادہ ہو سکتا ہے اور نہ فراغت کے بعد دوبارہ کرنے کا عزم ہو سکتا ہے.... وہ اگر کسی سے ناراض ہوتا ہے تو زیادہ انتقام نہیں لیتا اور لغزشوں سے پہلے ہی توبہ کی نیت رکھتا ہے.... غور کرو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے حال پر کہ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے سے دور کرنے سے پہلے ہی توبہ کا بھی عزم کر لیا.... چنانچہ پہلے کہا "اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ" (یوسف کو مار ڈالو) پھر اس کو بڑا گناہ تصور کر کے کہا "اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا" (اس کو کہیں دور دراز علاقہ میں چھوڑ آؤ) پھر انابت ہوئی تو کہا "وَتَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ" (اس کے بعد تم لوگ نیکوکار ہو جانا) اسی طرح جب آپ کو صحرا میں لے گئے اور حسد کے تقاضے سے قتل کرنا چاہا تو بڑے بھائی نے کہا "لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ" (یوسف کو قتل نہ کرو بلکہ اسے اندھے کنویں میں ڈال دو) اور اس میں بھی یہ خواہش نہیں کی کہ مر جائیں بلکہ "یَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ" (اسے کوئی قافلہ لیتا جائے) پھر یہی کیا بھی....

ان احوال کا سبب یہ ہے کہ ایمان اپنی قوت کے بقدر لوگوں کو گناہوں سے روکتا ہے.... چنانچہ کبھی تو خیال ہی کے وقت روک دیتا ہے اور کبھی کمزور ہونے کے سبب عزم مصمم کے وقت روکتا ہے اور اگر غفلت غالب ہی ہو جائے اور گناہ صادر ہو جائے تو طبیعت ست پڑ جاتی ہے اس وقت عمل کے لیے اُٹھاتا ہے اور کیے پر ندامت کے سبب اس گناہ سے حاصل ہونے والی لذت بہت کم ہو جاتی ہے.... (صید الخاطر)

عورت اور پردہ

1 .... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء اور ایمان ساتھ ساتھ ہیں اگر ان میں سے ایک چیز چلی جائے تو دوسری بھی چلی جاتی ہے....

2.....ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے "عورت چھپی ہوئی ہے".... (پردہ ضرور کرو گی)

ضرورت کی تفسیر

شریعت نے تقلیل کلام..... کی وہ صورت تجویز نہیں کی..... کہ زبان بند کر کے بیٹھ جاؤ ..... بلکہ اس کی یہ صورت تجویز..... کی کہ تلاوت قرآن مجید میں..... مشغول رہو یا ذکر..... کرتے رہو جس سے..... مجاہدہ تقلیل کلام..... کا فائدہ بھی حاصل ہو جائے..... کہ زبان گناہوں سے ..... بچی رہے فضول باتیں..... کرنے کی عادت کم ہو جائے..... اور اسی کے ساتھ ثواب..... بھی بے شمار ملتا رہے..... جو خاموش رہنے میں کبھی حاصل..... نہیں ہو سکتا.....(خطبات مسیح الامت)

عاجزی وطلب صادق

گناہ تم سے نہیں چھوٹتے..... تو یہ بات بھی اللہ میاں سے کہو..... کہ یا اللہ! میں حقیقتاً اس سے بچنا چاہتا ہوں..... مگر یہ معاشرہ مجھ کو مجبور کر دیتا ہے..... یا اللہ! آپ میری مدد فرمائیے..... "ایاک نعبدو ایاک نستعین"..... کبھی رو رو کر خدا کے سامنے..... اپنی عاجزی ظاہر کرو..... یقیناً راہ ملے گی..... مگر طلب صادق پیدا کرو..... (ارشادات عارفی)

شیخ کامل کی علامت

شیخ کی کرامت طالب کے اندر اہتمام دین پیدا کرنا ہے..... اور جس کے پاس بیٹھ کر یہ بات پیدا ہو جائے..... وہی شخص کامل ہے..... (ارشادات مفتی اعظم)

دافع غم کا وظیفہ

مصائب میں یاحی یاقیوم برحمتک استغیث کو کثرت سے پڑھے... اور حق تعالیٰ کے مالک..... حاکم..... حکیم..... ناصر اور ولی ہونے کو سوچا کرے..... پھر کیا غم حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں.....

مالک ہے جو چاہے کرے تصرف	کیا وجہ کسی بھی فکر کی ہے
بیٹھا ہوں میں مطمئن کہ یارب	حاکم بھی ہے تو حکیم بھی ہے

(مجالس ابرار)

معرکہ احد اور رتبہ شہادت

۳ ہجری میں ابو سفیان بدر کا بدلہ لینے کے لئے حملہ آور ہوا... احد کے دامن میں جنگ ہوئی... کفار کی طرف سے سباغ نکلا اور مبازرت طلب کی... حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے رجزیہ شعر پڑھے "کیا تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے آیا ہے..." پھر اس کا کام تمام کر دیا... اس کے بعد عام لڑائی شروع ہوئی تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شمشیر بے نیام نے صفوں کی صفیں الٹ دیں ایک حبشی غلام وحشی کو کچھ سرداران قریش نے آزادی کا لالچ دے کر کہہ رکھا تھا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دو گے تو آزاد کر دیے جاؤ گے... اس نے تاک میں بیٹھ کر آپ پر نیزہ پھینکا... جو جگر کے پار ہو گیا... دشمنوں نے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے...

آپ کی شہادت پر قریش کی عورتوں نے خوشی سے جھوم جھوم کر رجزیہ ترانے گائے... ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے جو عتبہ کی بیٹی شیبہ کی بھتیجی اور ولید کی بہن تھی) اپنے اعزہ کا بدلہ لینے کے لئے جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کے جگر کے ٹکڑے کیے... انہیں چبایا اور تھوک دیا... ناک اور کان کاٹ لئے اور ان کا ہار بنا کر گلے میں ڈال لیا...

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے بعد شہدائے احد کی تجہیز و تکفین کا اہتمام کیا... جب شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محبوب چچا کی لاش کے قریب آئے اور اس کے ٹکڑے بکھرے ہوئے دیکھے تو آنکھوں سے بے اختیار آنسو ابل پڑے... فرمایا "تم پر خدا کی رحمت ہو... تم رشتہ داروں کے حقوق کا بہت خیال رکھتے تھے اور تمام نیک کاموں میں سب سے آگے آگے رہتے تھے... اگر مجھے صفیہ کے رنج و غم کا خیال نہ ہوتا تو میں اسی طرح چھوڑ دیتا کہ درندے اور پرندے تمہیں کھا جائیں اور قیامت کے روز تم ان کے پیٹ سے اٹھائے جاؤ... خدا کی قسم مجھ پر تمہارا انتقام واجب ہے... میں تمہارے عوض ستر کافروں کا مثلہ کروں گا"...

بعد میں وحی الٰہی نے اس کی ممانعت کر دی اور آپ نے کفارہ یمین ادا کر کے قسم توڑ دی...

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی... حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام کی والدہ تھیں... انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ انہیں اپنے بھائی کا آخری دیدار کرایا جائے... حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے کہا" پھوپھی جان! لاش کی بے حرمتی کی گئی ہے....آپ اس دردناک حالت میں انہیں دیکھیں گی....تو صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے گا"....

انہوں نے کہا:" میرے بھتیجے! میں نہ روؤں گی نہ پیٹوں گی"....

اس کے بعد انہوں نے شہید بھائی کی لاش کے ٹکڑے بکھرے ہوئے دیکھے لیکن زبان مبارک سے صرف انا للہ و انا الیہ راجعون کہہ کر سر جھکالیا...(شہدائے اسلام)

امیر المؤمنین یہ وہی بچہ ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا....اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا.... باپ کے درمیان اس قدر مشابہت تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حیران ہو گئے اور فرمایا" میں نے باپ بیٹے میں اس طرح کی مشابہت نہیں دیکھی" آنے والے شخص نے کہا" امیر المؤمنین! میرے اس بیٹے کی پیدائش کا بڑا عجیب قصہ ہے اس کی پیدائش سے پہلے جب میری بیوی امید سے تھی تو مجھے جہاد میں جانا پڑا....بیوی بولی آپ مجھے اس حالت میں چھوڑ کر جا رہے ہیں"؟

میں نے کہا استودع اللہ ما فی بطنک (آپ کے پیٹ میں جو کچھ ہے میں اسے اللہ کے پاس امانت رکھ کر جا رہا ہوں) یہ کہہ کر میں جہاد مہم میں نکل پڑا....ایک عرصہ کے بعد واپس ہوا تو یہ دردناک خبر ملی کہ میری بیوی انتقال کر چکی ہے اور جنت البقیع میں دفن کی گئی ہے میں اس کی قبر پر گیا دعا اور آنسوؤں سے دل کا غم ہلکا کیا رات کو مجھے اس کی قبر سے آگ کی روشنی بلند ہوتی ہوئی محسوس ہوئی میں نے رشتہ داروں سے معلوم کیا تو انہوں نے کہا" رات کو اس قبر سے آگ کے شعلے بلند ہوتے دکھائی دیتے ہیں" میری بیوی بڑی نیک خاتون تھی میں اسی وقت اس کی قبر پر گیا تو وہاں یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ قبر کھلی ہوئی ہے میری بیوی اس میں بیٹھی ہے بچہ اس کے پاس بے چین ہو رہا ہے اور یہ آواز دے رہی ہے" اے اپنی امانت کو اللہ کے سپرد کرنے والے! اپنی امانت لے لے اگر تم اس بچے کی ماں کو بھی اللہ کے سپرد کر جاتے تو واللہ! آج اسے بھی پاتے"

میں نے قبر سے بچہ اٹھایا اور قبر اپنی اصلی حالت پر آ گئی....اے امیر المؤمنین! یہ وہی بچہ ہے" (یادگار ملاقاتیں)

مسنون ولیمہ کی برکات کا ضیاع

شرعی حدود میں ولیمہ بیشک مسنون ہے اور اس لحاظ سے کار ثواب بھی... لہٰذا اس کے تقدس کو طرح طرح کے گناہوں سے مجروح کرنا اس کی ناقدری بلکہ توہین کے مترادف ہے.... محض شان و شوکت کے اظہار اور نام ونمود کے اقدامات.... تقریب کی مصروفیات میں نمازوں کا ضیاع.... سجے بنے مردوں.... عورتوں کا بے حجاب میل جول ان کی فلم بندی اور اس قسم کے دوسرے منکرات اس تقریب کی برکتوں پر پانی پھیر دیتے ہیں جن سے اس بابرکت تقریب کو بچانا چاہیے.... (اصلاحی خطبات)

زندگی عظیم نعمت ہے

آج دنیا میں ہمیں سب چیزیں ابھی نظر نہیں آ رہی ہیں لیکن جب یہ آنکھیں بند ہوں گی اور انسان دوسرے عالم میں پہنچے گا تو اس وقت پتہ چلے گا کہ یہ زندگی کتنی قیمتی تھیں.... لہٰذا جو لمحات تم صحیح کام میں صرف کر کے اس کے ذریعے جنت کے زر د جواہر کما سکتے ہو.... ان لمحات کو تم ٹھیکروں اور پتھروں میں ضائع کر رہے ہو؟ زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت ہے.... اسی وجہ سے حدیث شریف میں فرمایا کہ موت کی تمنا مت کرو اس لیے کہ تمہیں کیا معلوم کہ اگر تمہیں زندگی کے مزید لمحات میسر آ جائیں تو ان لمحات میں نہ جانے کس نیکی کی توفیق ہو جائے.... تمہارا بیڑہ پار کر دے.... اس وجہ سے یہ مت کہو کہ یا اللہ! میں مر جاؤں.... اللہ تعالیٰ نے جو زندگی دی ہے یہ بڑی عظیم نعمت ہے.... اس نعمت کو صحیح استعمال کرنے کی کوشش کرو.... اس نعمت کو فضول بحثوں میں اور فضول کاموں میں صرف کرنا مناسب نہیں.... (وقت ایک عظیم نعمت)

قبر میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا

حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت رابعہؒ کو جس وقت دفن کیا تو حسب قاعدہ فرشتوں نے آ کر سوال کیا تو حضرت رابعہؒ نہایت اطمینان سے جواب دیتی ہیں کہ کیا اس خدا کو جس کو عمر بھر یاد رکھا گز بھر زمین کے نیچے آ کر بھول جاؤں گی.... تم اپنی خبر لو کہ بڑی مسافت طے کر کے آئے ہو تم کو بھی یاد ہے کہ نہیں؟ سبحان اللہ! ان حضرات کا بھی کیا اطمینان ہے اس کو ایک بزرگ نے کہا ہے:

گر نکیر آید و پرسد کہ بگو رب تو کیست   گویم آنکس کہ ربود ایں دل دیوانہ ما

(اگر منکر نکیر قبر میں سوال کریں گے کہ تمہارے رب کون ہیں تو میں کہوں گا کہ وہی جس نے ہمارے دل دیوانہ کو اڑا لیا) (مواعظ اشرفیہ)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا زہد

حضرت عبدالملک بن شدادؒ کہتے ہیں کہ میں نے جمعہ کے دن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو منبر پر دیکھا کہ ان پر عدن کی بنی ہوئی موٹی لنگی تھی جس کی قیمت چار یا پانچ درہم تھی اور گیروے رنگ کی ایک کوفی چادر تھی....

حضرت حسنؒ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا جو مسجد میں قیلولہ کرتے ہیں تو انہوں نے کہا میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے زمانہ خلافت میں ایک دن مسجد میں قیلولہ فرما رہے تھے اور جب وہ سو کر اٹھے تو ان کے جسم پر کنکریوں کے نشان تھے (مسجد میں کنکریاں بچھی ہوئی تھیں) اور لوگ (ان کی اس سادہ اور بے تکلف زندگی پر حیران ہوکر) کہہ رہے تھے یہ امیر المومنین ہیں یہ امیر المومنین ہیں....(اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ۱/۶۰)

حضرت شرحبیل بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ لوگوں کو خلافت والا عمدہ کھانا کھلاتے اور خود گھر جا کر سرکہ اور تیل یعنی سادہ کھانا کھاتے....(حیاۃ الصحابہ)

شریعت و طریقت کے سلاسل

طریقت کے چاروں سلسلے ایسے ہی ہیں...... جیسے فقہ میں چار مشہور مذاہب...... حنفی.... مالکی.... شافعی اور حنبلی ہیں کہ...... ان سب کا ماخذ قرآن سنت ہیں...... اور مقصد شریعت پر ٹھیک ٹھیک عمل کرنا ہے...... صرف استنباط احکام کے طریقوں میں تھوڑا تھوڑا فرق ہے......

ہمارے شیخ کے مرشد...... حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ان چاروں سلسلوں میں سلوک طے فرما کر...... چاروں کو حالات زمانہ کے پیش نظر یکجا کر کے بہت آسان فرما دیا تھا...... چنانچہ وہ اپنے مریدین کو بیک وقت چاروں سلسلوں میں بیعت فرمایا کرتے تھے...... ہمارے شیخ و مرشد حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی معمول تھا....

پابندی وقت

وقت پر کام کرنے کی عادت ڈال لو...... پھر وقت خود کام کرا لیتا ہے....(یادگار باتیں)

علم کی فضیلت کی ایک اہم وجہ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے اندر علم کی فضیلت کا احساس اس وجہ سے اور بڑھ گیا کہ کچھ لوگ عبادت میں لگ کر علم سے محروم رہے اور مطلوب کی حقیقت تک رسائی نہ حاصل کر سکے....

چنانچہ کسی قدیم صوفی کا قول مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص سے کہا اے ابو الولید! کاش تم ابوالولید ہوتے.... یعنی وہ اس کو ابوالولید کی کنیت سے اس لیے نہیں پکارنا چاہتے تھے کہ وہ لاولد تھا....

اگر وہ صوفی علم میں گھستے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوالصہباء رکھی تھی اور ایک بچے کو ابوعمیر کی کنیت سے پکار کر فرمایا تھا: ''یَا اَبَا عُمَیْرُ! مَافَعَلَ النُّغَیْرُ؟''

اسی طرح ایک زاہد نے بیان کیا کہ مجھ سے ایک دن کہا گیا کہ ''دودھ پی لو'' میں نے کہا یہ مجھ کو نقصان پہنچادے گا.... پھر کچھ مدت کے بعد کھڑے ہو کر میں نے عرض کیا کہ ''اے اللہ! میں نے پلک جھپکنے کے بقدر بھی شرک نہیں کیا'' تو ایک غیبی آواز نے پکار کر کہا کہ ''کیا دودھ والے دن بھی شرک نہیں ہوا؟''

یہ واقعہ اگر درست ہو تو ایسا ممکن ہے کہ ان کی تادیب مقصود ہو تا کہ اسباب میں لگ کر مسبب کو بھول نہ جائیں ورنہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَازَالَتْ اُکْلَۃُ خَیْبَرَ تُعَاوِدُنِیْ حَتّٰی الْاٰنَ قَطَعَتْ اَبْھُرِیْ....

''خیبر میں کھائے ہوئے زہریلے لقمے کی تکلیف بار بار لوٹتی رہی حتیٰ کہ اب اس نے میری شہ رگ کاٹ دی ہے....''

اور فرمایا: مَانَفَعَنِیْ مَالٌ کَمَالِ اَبِیْ بَکْرٍ....

''مجھ کو ابوبکر کے مال جتنا نفع کسی کے مال سے نہیں پہنچا....''

اور بعض جاہل زاہد توکل کا مطلب سارے اسباب سے منقطع ہو جانے کو خیال کرتے ہیں حالانکہ یہ جہالت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غار میں پناہ لی.... طبیب سے

علاج کرایا... ذرہ پہنی... خندق کھدوائی اور مطعم بن عدی جو کافر تھے ان کی پناہ میں داخل ہوئے اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا:

لَاَنْ تَدَعَ وَرَثَتَکَ اَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِنْ اَنْ تَدَعَھُمْ عَالَۃً یَتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ.

''اپنے ورثہ کو مال دار چھوڑ کر جاؤ یہ بہتر ہے اس سے کہ انہیں محتاج چھوڑ و اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں....''

لہٰذا مسبب کو بھول کر اسباب پر اکتفاء کرنا تو غلط ہے لیکن اسباب کو اس طرح برتنا کہ دل مسبب سے متعلق رہے یہ مشروع ہے (بلکہ یہی افضل ہے ۱۲ حمزہ)

اور (غلط تصوف کی) یہ ساری تاریکیاں علم کا چراغ ہی ختم کر سکتا ہے.... یقیناً وہ شخص بھٹک گیا جو جہالت کی تاریکی میں چلا یا خواہش نفس کی گلی میں داخل ہو گیا.... (صید الخاطر)

گھر کا ماحول

گھر کا معاشرہ...... بالکل اسلامی طرز کا رکھنا...... اس زمانے میں واجب ہے...... تصاویر.... ریڈیو.... ٹیلی ویژن ...... ہرگز گھروں میں نہ ہونا چاہیے...... اس سے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے اخلاق ضرور خراب ہوتے ہیں....

شریف گھر کی عورتوں میں...... آج کل کے معاشرے میں...... آزادی بہت بڑھتی جارہی ہے...... روایات شرم و حیا...... اور پردہ داری ختم ہوتے جارہے ہیں.... محرم و نامحرم کا امتیاز ختم ہوتا جارہا ہے...... جس کا نتیجہ یہ ہے کہ...... ناگفتنی واقعات کثرت سے رونما ہو رہے ہیں...... جنسی قانون فطرت کبھی نہیں بدل سکتا...... اس لیے سخت احتیاط کی ضرورت ہے.... (یادگار باتیں)

برائے فراخی رزق واولاد نرینہ

وَیُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْھٰرًا ۝ (سورۃ نوح ۱۲)

کسی کے ہاں اولاد نرینہ نہیں ہے تو حمل ٹھہرتے ہی ۹ مہینے تک ۱۱۱ مرتبہ روزانہ پڑھے.... رزق کی تنگی دور کرنے کیلئے بھی اس دُعا کو روزانہ سات مرتبہ پڑھا جائے.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ

ان کے نام کا صحیح علم نہیں ہو سکا.... امام ابن عبدالبرؒ نے ایک روایت "ثابت" نام کی نقل کی ہے.... واللہ تعالیٰ اعلم....

ایک یتیم لڑکا ایک کھجور کے درخت کے بارے میں.... ابولبابہؓ کے خلاف ایک مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا بروئے واقعات مقدمہ ابولبابہؓ کے حق میں جاتا تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ اس کے حق میں دے دیا.... بچہ آخر بچہ ہی ہوتا ہے وہ رونے لگ گیا.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولبابہؓ سے فرمایا.... یہ درخت تم اس بچے کو دے دو وہ نہ مانے.... (شاید انہیں اس بات کا رنج ہوگا کہ مجھے ناحق فریق بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا ہے)

پھر آپؐ نے ابولبابہ کو ثواب آخرت کا لالچ دیا... فرمایا... اگر یہ درخت تم اس کو دے دو تو تمہیں جنت میں اس کے بدلے ایک بارآور درخت مل جائے گا وہ پھر بھی نہ مانے ابوالدحداحؓ نے یہ بات سن لی تو انہوں نے ابولبابہؓ سے کہا تم میرا باغ لے لو... اس کے بدلے یہ کھجور کا درخت مجھے دے دو ابولبابہ اس سودے کے لئے آمادہ ہو گیا ابوالدحداحؓ اس طرح تبادلہ کر کے بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور وہ درخت جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم کے لئے طلب فرمایا تھا اگر میں اسے دے دوں تو کیا مجھے اس کا بدلہ بہشت میں مل جائے گا؟ فرمایا ہاں....

پھر ابوالداحداح رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں گئے.... ان کی بیوی باغ میں کام کر رہی تھی.... انہوں نے اس سے کہا تم باہر آ جاؤ میں نے اس کا سودا کر لیا ہے یہ باغ دے کر میں نے بہشت میں کھجور کا درخت لے لیا ہے.... نیک بخت بیوی کہنے لگی.... یہ تو بڑا نفع کا سودا ہے....

اس کے بعد ابوالدحداح رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رب عذق مذلل لابی الدحداح فی الجنة (استیعاب)

بہت سے بارآور درخت بہشت میں ابوالدحداح کے تصرف میں دے دیئے گئے ہیں.... رضی اللہ عنہ وارضاہ (سیر صحابہ)

ایفائے عہد کی انمول مثال

ہرمزان ایرانیوں کے ایک لشکر کا سردار تھا ایک مرتبہ مغلوب ہو کر اس نے جزیہ دینا بھی قبول کیا تھا مگر پھر باغی ہو کر مقابلے پر آیا.... آخر شکست ہوئی اور گرفتار ہو کر اس حالت میں کہ تاج مرصع سر پر تھا.... دیبا کی قبا زیب تن کمر سے مرصع تلوار آویزاں پیش بہا زیورات سے آراستہ حضرت عمرؓ کی عدالت میں پہنچا.... آپؓ اس وقت مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے فرمایا تم نے مکرر سہ کرر بدعہدی کی.... اب اگر اس کا بدلہ تم سے لیا جائے تو تم کو کیا عذر ہے؟

ہرمزان نے کہا مجھے خوف ہے کہ شاید میرا عذر سننے سے پیشتر ہی مجھے قتل نہ کر دیا جائے.... آپ نے فرمایا ایسا ہرگز نہ ہو گا تم کوئی خوف نہ کرو.... ہرمزان نے کہا مجھ کو پہلے پانی پلا دو.... حضرت عمرؓ نے پانی پلانے کا حکم دیا.... ہرمزن نے ہاتھ میں پانی کا پیالہ لے کر کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ میں پانی پینے سے پہلے قتل نہ کر دیا جاؤں!

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تک تم پانی نہ پی لو اور اپنی عذر نہ بیان کر لو تم اپنے آپ کو ہر قسم کے خطرہ سے محفوظ سمجھو.... ہرمزان نے پانی کا پیالہ ہاتھ سے رکھ دیا اور کہا میں پانی نہیں پینا چاہتا آپ نے مجھ کو امان بخشی ہے اس لئے آپ مجھے قتل نہیں کر سکتے....

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس چالاکی اور دھوکہ دہی پر بہت غصہ آیا لیکن حضرت انسؓ درمیان میں بول اٹھے اور کہا امیر المومنین! یہ سچ کہتا ہے کہ کیونکہ آپؓ نے فرمایا ہے کہ جب تک پورا حال نہ کہہ لو کسی قسم کا خوف نہ کرو اور جب تک پانی نہ پی لو کسی قسم کے خطرے میں نہ ڈالے جاؤ گے.... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام کی اور لوگوں نے بھی تائید کی حضرت عمرؓ نے فرمایا ہرمزان تو نے مجھے دھوکہ دیا ہے لیکن میں تجھے دھوکہ نہ دوں گا.... اسلام نے اس کی تعلیم نہیں دی ایفائے عہد اور حسن سلوک کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہرمزان مسلمان ہو گیا امیر المومنین نے دو ہزار سالانہ اس کی تنخواہ مقرر کر دی.... (ناقابل فراموش واقعات)

ریا کے خوف سے عمل نہ چھوڑا جائے

عوام الناس میں بعض لوگ نیک عمل کرتے رہتے ہیں اسی دوران ان کے خیال میں دکھاوا آجاتا ہے کہ شاید میں دکھاوا کر رہا ہوں.... پھر وہ اس خوف سے اس عمل کو ترک کر دیتا ہے ایسا کرنا درست نہیں کیونکہ الیقین لایزول بالشک کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا یہاں نیک عمل یقیناً ثواب کا ذریعہ ہے لیکن دکھاوا میں شک ہے.... لہٰذا دکھاوے کی وجہ سے وہ اس عمل کو ترک نہ کرے....

فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ کسی عمل کو لوگوں کے دکھاوے کے وہ ہم سے چھوڑ دینا یہ ریاء ہے اور کوئی نیک عمل لوگوں کیلئے کرنا یہ شرک ہے اخلاص یہ ہے کہ ان دونوں کو چھوڑ دے اور اللہ سے معافی کا طلب گار ہو.....

امام نوویؒ فرماتے ہیں جو شخص عبادت کرنے کا ارادہ کرتا ہے لیکن وہ دکھاوے کے خوف کی وجہ سے اس کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ شخص دکھاوا کرنے والا ہے کیونکہ اس نے نیک عمل لوگوں کے دکھاوے کی وجہ سے ترک کیا ہے.... ہاں لیکن اگر وہ عمل کو اس لئے چھوڑ دے کہ وہ اس کو تنہائی میں کرے گا یہ درست ہے اور یہ اخلاص ہے.... اگر وہ عمل ایسا ہے جو ظاہراً کرنے والا ہے....

تو اس عمل کو ظاہراً سراً انجام دینا چاہئے تاکہ لوگ اس کی اقتدا کریں یا تو عمل ایسا ہے کہ جو ظاہراً مشروع ہوا ہے اس کو ظاہراً سراً انجام دینا چاہئے.... (اعمال القلوب)

فضول مجلس آرائی مت کرو

فضول مجلس آرائی کرنا اور گپ شپ کرنا اور اس میں گھنٹوں گزار دینا پسندیدہ عمل نہیں بلکہ اس بات کی کوشش کرو کہ ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی رضا میں خرچ ہو.... ہاں! دنیا کے فائدے کے جو کام ہیں ان کو کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ نے منع نہیں فرمایا.... وہ دنیا کے فائدے کے کام کرو.... اگر نیت صحیح ہو تو وہ دنیا کے کام بھی دین بن جائیں گے.... اگر اللہ تعالیٰ ہمارے طریقہ درست کر دے اور ہماری نیت درست کر دے تو وہ کام جن کو ہم دنیا کے کام کہتے ہیں وہ بھی آخرت کے کام بن جائیں گے لیکن ایسے کام جن کا نہ دنیا میں کوئی فائدہ ہے اور نہ آخرت میں کوئی فائدہ ہے ان سے اعراض کرو.... (وقت ایک عظیم نعمت)

فضول بحثیں

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے بہت سے لوگوں کو حتیٰ کہ بعض علماء کو بھی دیکھا کہ ان مسائل کی تحقیق کرنے سے باز نہیں آتے جن سے ناواقف رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور جن کی حقیقت معلوم کرنے سے روکا گیا ہے....

مثلاً روح کہ اسے اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر چھپایا ہے "قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ" (کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کا ایک امر ہے) لیکن انہوں نے اس پر قناعت نہیں کی اور لگے اس کی تحقیق کرنے لیکن کچھ حاصل نہ کر سکے کیونکہ جو کچھ دعویٰ کرتے ہیں اس پر کوئی دلیل نہیں قائم کر سکتے....

اسی طرح عقل کہ وہ بھی بلا ریب موجود ہے جیسا کہ روح بھی بلا شک موجود ہے اور ان دونوں کو ان کے آثار سے پہچانا جاتا ہے نہ کہ ذات کی تحقیق کرنے سے....

اگر کوئی پوچھے کہ پھر ان چیزوں کے چھپانے کا راز کیا ہے؟ میں کہوں گا اس لیے کہ نفس ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف ترقی کرتا رہتا ہے....پس اگر وہ ان کی حقیقت پر اطلاع پا جاتا تو ان کے خالق کی طرف ترقی کرتا....اس لیے خالق سے کمتر چیزوں کو پوشیدہ کر کے خالق کی تعظیم میں اضافہ مقصود ہے کیونکہ جب اس کی بعض مخلوقات کی حقیقت نہیں معلوم ہو سکتی تو خالق تو کہیں اعلیٰ اور برتر ہے اور اگر کوئی پوچھے کہ کڑک کیا ہے؟ بجلی کیا ہے؟ اور زلزلے کیا ہیں؟ ہم کہیں گے کہ وہ ڈرانے والی چیزیں ہیں....بس اتنا جواب کافی ہے اور ان کو چھپانے میں راز یہ ہے کہ اگر ان کے حقائق منکشف کر دیے جائیں تو ان کی عظمت کی مقدار کم ہو جائے جس نے اس فصل کو غور سے پڑھا اسے معلوم ہو جائے گا کہ بڑی نادر اور قابل قدر فصل ہے....

پھر جب یہ بات مخلوقات میں ثابت ہو گئی تو خالق تو کہیں اجل و اعلیٰ ہے....لہٰذا اللہ تعالیٰ کے اثبات میں اس کے وجود کی دلیل پر اکتفاء کیا جائے....پھر رسولوں کی بعثت کے امکان پر دلیل قائم کی جائے....پھر اس کے اوصاف کو اس کی کتابوں اور رسولوں سے حاصل کیا جائے اور اس پر زیادہ نہ کیا جائے....

بہت سے لوگوں نے اس کی صفات کے متعلق قیاس سے بحث کی تو اس کا وبال انہی پر

لوٹا...اسی لیے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ موجود ہے اور ہمیں اس کے کلام سے معلوم ہو چکا ہے کہ وہ سمیع ہے بصیر ہے....حیَّ ہے....قادر ہے تو اس کی صفات کے سمجھنے کے لیے اتنا ہی ہمارے لیے کافی ہے....اب ہم اس میں مزید غور وخوض نہ کریں گے....اسی طرح جب ہم کہتے ہیں وہ متکلم ہے اور قرآن اس کا کلام ہے تو ہم اس سے زیادہ تکلف نہیں کرتے.... حضرات سلف میں کبھی بھی تلاوت اور متلو قراءت اور مقروء کا اختلاف نہیں چھڑا اور وہ کبھی اس بحث میں نہیں اُلجھے کہ کیا عرش پر اپنی ذات سے مستوی ہوا؟ اور وہ نہیں کہتے کہ وہ اپنی ذات سے نزول فرماتا ہے بلکہ جو کچھ وارد ہوا بس اس پر اکتفاء کیا اور ہم بھی اس کے قائل ہیں کہ جو صفات دلیل قطعی سے ثابت نہ ہوں ان کا اطلاق اس پر درست نہیں ہے.... یہ چند کلمات بطور مثال کے ہیں انہی پر ساری صفات کو قیاس کرلو....ان شاء اللہ کامیاب رہو گے اور اللہ کو معطل کرنے سے یا اس کو کسی مخلوق سے تشبیہ دینے سے محفوظ رہو گے....(صید الخاطر)

حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کو جب تک اہل دنیا نے....نہ جانا نہ پہچانا وہ اہل دنیا میں نظر آئے....جب اُن کی حقیقت آشکارا ہو گئی وہ ایسے روپوش ہوئے کہ پھر کسی نے انہیں نہ پایا...ایک عرصہ بعد جنگ صفین ۳۷ھ میں اُن کی شہادت کا پتہ چلتا ہے انہیں راہ خدا میں شہادت کی بڑی تمنا تھی اور وہ اس کے لئے دعا بھی کرتے تھے....

یہ عجیب بات ہے کہ جو گوشہ نشین....عزلت پسند....تارکُ الدنیا ہو اس کو جہاد فی سبیل اللہ کا ذوق وشوق تضاد پسندی کا شبہ پیدا کرتا ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ سیدنا اُویس قرنیؒ کو ہر دو ذوق میسر تھے....حقیقت یہ ہے کہ جو متبع سنت ہوا کرتا ہے اس کو اسلام کا ہر تقاضا محبوب و پسندیدہ ہوا کرتا ہے....

اللہ تعالیٰ نے جنگ صفین ۳۷ھ میں اُن کی یہ آرزو پوری کردی انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ....کی حمایت میں جام شہادت نوش کیا....

وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (کاروان جنت)

کتاب اور ضرورت معلم

دین سیکھنے کیلئے شخصیت کی ضرورت ہے...... محض کتاب کافی نہیں ہے...... اگر کوئی صرف کتابوں کے مطالعہ ہی سے علم حاصل کرے...... تو وہ مستند عالم نہیں بن سکتا...... ہاں لغوی عالم تو بن جائے گا...... مگر مرادات کا علم نہیں ہوسکتا...... اور بالفرض مان لیجئے کہ صحیح مراد بھی سمجھ جائے مگر عمل کا نمونہ کاغذ میں نہیں آسکتا...... اس لئے پھر بھی شخصیت کی ضرورت پڑے گی....(جواہر حکمت)

طریق کار

سالک کے لئے عزلت...... ضروری ہے.... تعلقات...... بڑھانا نہ چاہئے...... نہ دوستی نہ دشمنی...... کہ ذکر اللہ میں خلل انداز ہوگا...... جب تک خلوت میں دل...... خدا تعالیٰ کے ساتھ لگا رہے...... خلوت میں رہے اور...... جب خلوت میں انتشار...... اور ہجوم خطرات ہونے لگے...... تو مجمع میں بیٹھے...... مگر نیک مجمع میں بیٹھے...... اس سے خطرات دفع ہوں گے...... اور اس وقت یہ جلوت بھی...... خلوت کے حکم میں ہے....(خطبات مسیح الامت)

رابطہ اور ضابطہ کا تعلق

جس سے ضابطہ کا تعلق بھی ہو اور رابطہ کا بھی ہو...... مثلاً کوئی مدرس اپنے مہتمم سے دوستی کا تعلق بھی رکھتا تھا اور اب ملازمت کا تعلق بھی ہو گیا...... یا کسی مرید کو دوستی کا تعلق تھا اور اب مرشد و شیخ بھی بنالیا...... تو ہر وقت اپنی طرف سے ضابطہ کے حقوق پر عمل کرے...... ہاں جب کسی وقت صراحت سے یا قرائن غالبہ سے رابطہ کے حقوق کیلئے اس کا لطف و کرم اجازت دے تو...... پھر اس وقت رابطہ کا معاملہ کرے...... ورنہ پھر اسی ضابطہ پر عود کر آئے...... بعض لوگوں کو یہ بات نہ سمجھنے سے بہت ندامت اور پریشانی اٹھانی پڑتی ہے...... وہ ضابطہ کے تعلق کے ہوتے ہوئے اپنی خصوصیت اور رابطہ کا اظہار بے موقع کر کے...... مستوجب عتاب و سزا ہو جاتے ہیں....(مجالس ابرار)

خیر القرون کا یادگار واقعہ

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ کے نواح میں نکلے آپ کے ساتھ آپ کے شاگرد بھی تھے.... (کھانے کا وقت ہوا تو) شاگردوں نے کھانے کے لئے دستر خوان بچھایا.... اتنے میں پاس سے ایک چرواہا گزرا اور اس نے سلام کیا .... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا!! آؤ بھئی تم بھی کھانے میں شریک ہو جاؤ.... اس نے کہا کہ میرا تو روزہ ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تم اس قدر شدید ترین گرمی کے دن میں بھی روزہ رکھے ہوئے ہو اور اس حالت میں بھی بکریاں چرا رہے ہو؟

اس نے کہا: و اللہ انی اباذر ایامی هذه الخالية" بخدا میں ان ایام خالیہ سے حصہ وصول کر رہا ہوں.... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے زہد و ورع کا امتحان لینے کے لئے اس سے فرمایا ایسے کرو کہ اپنی بکریوں میں سے ایک بکری ہمارے ہاتھ فروخت کر دو.... ہم تمہیں اس کی قیمت بھی دیں گے اور گوشت بھی دیں گے.... گوشت سے تم روزہ افطار کرنا اس چرواہے نے عرض کیا کہ ان بکریوں میں سے کوئی بکری بھی میری نہیں ہے بلکہ سب بکریاں میرے آقا کی ہیں.... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا کہ تمہارے آقا کو ایک بکری نہ ملی تو وہ تمہارا کیا بگاڑ لے گا؟

اس چرواہے نے آپ سے رخ موڑ کر آسمان کی طرف انگلی اٹھاتے ہوئے کہا فاين الله؟ اللہ کہا جائے گا؟ (یعنی بالفرض اگر میں دنیاوی آقا سے بچ بھی گیا تو اللہ تو دیکھ رہا ہے وہ تو کہیں چلا نہیں گیا اس سے بچ کر کہاں جاؤں گا)؟

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (چرواہے کی بات سن کر) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ بار بار چرواہے کی بات کرتے رہے کہ دیکھو چرواہا کہہ رہا ہے "فاين الله" اللہ کہاں جائے گا؟

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب آپ مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے تو آپ نے اس چرواہے کے آقا سے وہ ساری بکریاں اور چرواہے کو خرید لیا پھر چرواہے کو آزاد کر کے ساری بکریاں اسے بخش دیں.... (اسد الغابہ)

ریا اور شرک میں فرق

عمل میں کسی کو ساتھ شریک ٹھہرانا اور دکھاوے میں کیا فرق ہے اس کا ذکر کریں گے.....

سوال.... (۱) عمل کب باطل ہوتا ہے.... (۲) نیک کام میں اگر دنیا کی کسی چیز کو ساتھ شریک کرلیا تو اس کا کیا حکم ہے.... (۳) ایسا کرنے والا کب گناہگار ہوتا ہے اور کب گناہگار نہیں ہوتا....

ان سوالات کے جوابات سے قبل اعمال کے مراتب و درجات ملاحظہ فرمائیں....

۱.... کوئی شخص نیک کام کرے (صرف اللہ کیلئے) اور اس کا کسی چیز کی طرف التفات نہ ہو.... یہ اعلیٰ مرتبہ ہے....

۲.... وہ کام اللہ کی خوشنودی کیلئے ہو لیکن ساتھ ساتھ دنیاوی غرض بھی ہو.... مثال کے طور پر کوئی روزہ رکھے اللہ کی رضا کیلئے تو یہ درست ہے اس کے ساتھ ساتھ اپنی صحت کی حفاظت کی نیت ہو اسی طرح کوئی شخص حج کی نیت کرے ساتھ ساتھ تجارت کی نیت بھی ہو اور ایک شخص جہاد کرے ساتھ ساتھ مال غنیمت کے حصول کی نیت ہو اور اسی طرح کوئی شخص نماز میں اس نیت سے حاضر ہو کہ اس کو عادل کہا جائے اور متہم نہ ہو کیا ان مقاصد کی وجہ سے عمل باطل ہو جاتا ہے؟

جواب.... ان مقاصد کی وجہ سے عمل تو باطل نہیں ہوتا البتہ اس سے ثواب میں کمی ہوگی....

۳.... نیک عمل کسی دنیاوی غرض سے کیا جائے لیکن اس میں ضروری نہیں کہ وہ دوسروں کے دکھاوے کیلئے عمل کرے.... یعنی عمل صالح تو کرے ریاء اور مشہوری غرض نہ ہو اور نہ لوگوں کی تعریف کا طلبگار ہو.... اس صورت میں یہ عمل باطل ہوگا جب صرف اور صرف ریاء مقصود ہو....

ان مشہور سوالات کے جوابات ذکر کیے جاتے ہیں جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے.... (اعمال القلوب)

اذان کے بعد کی دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کے لیے...... بے شمار دُعائیں فرمائیں... البتہ ایک دُعا کی فرمائش اُمت سے کی ہے..... کہ تم وہ دعا میرے لیے کرو..... اور وہ یہی دعا ہے..... جو اذان کے بعد کی جاتی ہے..... یہ ہمارے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش ہے..... اس کا بہت اہتمام کرنا چاہیے..... ان کے احسانات کا شکر تو ہم عمر بھر بھی ادا نہیں کرسکتے..... لیکن یہ ان کی محبت کا ادنیٰ حق ہے..... جسے ادا کرنا ہمارے لیے بڑی سعادت ہے.... (یادگار باتیں)

جہیز.....چند اصلاحی تجاویز

بعض حضرات یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ جہیز کو قانوناً بالکل ممنوع قرار دے دیا جائے لیکن دراصل یہ ایک معاشرتی مسئلہ ہے اور اس قسم کے مسائل صرف قانون کی جکڑ بند سے حل نہیں ہوتے اور نہ ایسے قوانین پر عمل کرنا ممکن ہوتا ہے اس کے لیے تعلیم و تربیت اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے ایک مناسب ذہنی فضا تیار کرنی ضروری ہے.... بذات خود اس بات میں کوئی شرعی یا اخلاقی خرابی بھی نہیں ہے کہ ایک باپ اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت اپنے دل کے تقاضے سے اسے ایسی چیزوں کا تحفہ پیش کرے جو اس کے لیے آئندہ زندگی میں کارآمد ہوں....خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سادگی کے ساتھ کچھ جہیز عطا فرمایا تھا....شرعی اعتبار سے اس قسم کے جہیز کے لیے کوئی مقدار بھی مقرر نہیں ہے اگر دوسرے مفاسد نہ ہوں تو باپ اپنے دلی تقاضے کے تحت جو کچھ دینا چاہے دے سکتا ہے لیکن خرابی یہاں سے پیدا ہوتی ہے کہ اول تو اسے نمود و نمائش کا ذریعہ بنایا جاتا ہے اور دوسرے لڑکے والے عملاً اسے اپنا حق سمجھتے ہیں....زیادہ سے زیادہ جہیز کی امیدیں باندھتے ہیں اور انتہائی گھٹیا بات یہ ہے کہ اس کی کمی کی وجہ سے لڑکی اور اس کے گھر والوں کو مطعون کرتے ہیں....جہیز کی ان خرابیوں کو ختم کرنے کے لیے معاشرے کے تمام طبقات کو ان تصورات کے خلاف جہاد کرنا پڑے گا....تعلیم و تربیت....ذرائع ابلاغ اور وعظ و نصیحت کے ذریعے ان تصورات کی قباحتیں مختلف انداز و اسلوب سے متواتر بیان کرنے اور کرتے رہنے کی ضرورت ہے.... یہاں تک کہ یہ گھٹیا باتیں ہر کس و ناکس کی نظر میں ایک ایسا عیب بن جائیں جس کی اپنی طرف نسبت سے لوگ شرمانے لگیں....کسی بھی معاشرے میں پھیلے ہوئے غلط تصورات یا بری عادتیں اسی طرح رفتہ رفتہ دور ہوتی ہیں کہ اس معاشرے کے اہل اقتدار....اہل علم و دانش اور دوسرے بارسوخ طبقے مل جل کر ایک ذہنی فضا تیار کرتے ہیں.... یہ ذہنی فضا رفتہ رفتہ فروغ پاتی ہے اور لوگوں کی تربیت کرتی ہے لیکن اس کے لیے دردمند دل اور انتھک جدوجہد درکار ہے....(اصلاحی خطبات)

نظام الاوقات بنانے کی ضرورت

وقت کو صحیح مصرف میں لانے اور ضائع ہونے سے بچانے کا بہترین "گر" یہ ہے کہ صبح بیدار ہونے سے لے کر شام تک اور رات کو سونے تک کے تمام اوقات کا ایک ٹائم ٹیبل بنالو اور پھر اس ٹائم ٹیبل کے مطابق زندگی کے ایام گزارنے کی کوشش کرو.....

صبح سے لے کر شام تک کی زندگی کا جائزہ لے کر اپنی ضروریات اور اپنے مشاغل کا حساب کریں کہ کس کام کے لیے کتنے وقت کی ضرورت ہے اس ضرورت کے اعتبار سے اپنا نظام الاوقات مقرر کرلو..... اس نظام میں اپنے نفس کے حقوق کا بھی لحاظ رکھو..... اپنے گھر والوں کے حقوق کا بھی لحاظ رکھو..... اپنے اوپر جو ذمہ داریاں ہیں..... ان کا بھی لحاظ رکھو اور دنیا و آخرت کے سارے کاموں کا لحاظ مقرر کرلو..... کھانے کے لیے کتنا وقت درکار ہوگا..... وہ مقرر کرلو..... گھر والوں کے ساتھ کتنا وقت گزارنا ہے..... اس کو مقرر کرلو..... عبادات میں کتنا وقت صرف ہونا چاہیے..... اپنے معاشی مشاغل میں کتنا وقت صرف ہونا چاہیے..... اپنے علمی مشاغل میں کتنا وقت صرف ہونا چاہیے..... غرض یہ کہ ان سب باتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے نظام الاوقات بناؤ..... (وقت ایک عظیم نعمت)

مسلمان کی جان ضائع کرنے سے بچنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا جب تم کسی شہر کا محاصرہ کرتے ہو تو کیا کرتے ہو؟ میں نے کہا ہم شہر کی طرف کھال کی مضبوط ڈھال دے کر کسی آدمی کو بھیجتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ذرا یہ بتاؤ اگر شہر والے اسے پتھر ماریں تو اس کا کیا بنے گا؟ میں نے کہا وہ تو قتل ہو جائے گا..... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! مجھے اس بات سے بالکل خوشی نہیں ہوگی کہ تم لوگ ایک مسلمان کی جان ضائع کر کے ایسا شہر فتح کرلو جس میں چار ہزار جنگجو جوان ہوں..... (حیاۃ الصحابہ)

حصول جنت الفردوس

وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ○ (سورۃ الشعراء، ۸۵)

جنت الفردوس حاصل کرنے کیلئے ہر فرض کے بعد ۱۱...۲۱ یا ۴۱ مرتبہ پڑھیں..... (قرآنی مستجاب دعائیں)

تقدیر پر رضا کا مراقبہ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب میں گزشتہ فصل لکھ کر فارغ ہوا تو میرے باطن سے آواز آئی کہ تقدیر پر صبر کرنے کی تشریح رہنے دو کیونکہ جتنا تم بیان کر چکے ہو اتنا کافی ہے.... اب تقدیر پر راضی رہنے کا مراقبہ بیان کرو میں اس کے تذکرہ میں اپنی روح کے لیے راحت کی بُو محسوس کر رہا ہوں....

میں نے کہا اے ہاتف باطنی! اپنا جواب سنو! اور سچی بات سمجھو!

تقدیری فیصلوں پر رضا معرفت کا ثمرہ ہے.... جب تم کو خدا تعالیٰ کی معرفت ہوگی تو اس کے فیصلوں پر راضی بھی رہو گے کیونکہ قضا کے ضمن میں بہت سی تلخیاں پیش آتی ہیں جن کا مزہ راضی برضا محسوس کرتا ہے لیکن عارف کے نزدیک معرفت کی حلاوت کی وجہ سے وہ تلخیاں کم ہو جاتی ہیں کیونکہ معرفت محبت کی طرف لے جاتی ہے جس سے تقدیر کی تلخیاں شیریں ہو جاتی ہیں.... جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

عَذَابُهُ فِيْکَ عَذْبٌ   وَبُعْدُهُ فِيْکَ قُرْبٌ

وَاَنْتَ عِنْدِیْ کَرُوْحِیْ   بَلْ اَنْتَ مِنْهَا اَحَبُّ

حَسْبِیْ مِنَ الْحُبِّ اَنِّیْ   لِمَا تُحِبُّ اُحِبُّ

''آپ کے سلسلے میں اس کی سزائیں شیریں ہیں اور آپ کے لیے اس کی دوری قربت ہے.... آپ میرے نزدیک میری روح کی طرح ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب ہیں.... میرے لیے محبت کا اتنا درجہ کافی ہے کہ جسے آپ پسند کریں میں بھی پسند کروں....''

اور ایک محبّ نے اسی معنی میں کہا ہے:

وَيَقْبُحُ مِنْ سِوَاکَ الْفِعْلُ عِنْدِیْ فَتَفْعَلُهٗ فَيَحْسُنُ مِنْکَ ذَاکَا....

''دوسرے کا کیا ہوا کام جو مجھ کو برا لگتا ہے اسی کو جب آپ کرتے ہیں تو اچھا معلوم ہوتا ہے....''

اس تقریر کو سن کر ہاتف باطنی نے کہا اب مجھ سے وہ امور بتلایئے جن پر رضا اختیار کروں؟ فرض کیجئے کہ میں بیماری اور فقر کے فیصلوں پر راضی رہوں تو کیا اس کی اطاعت

میں سستی پر بھی رضا اختیار کروں؟ اور اہل محبت سے دوری پر بھی راضی رہا کروں؟ اس لیے مجھ سے بیان کیجئے کہ کون سے افعال اس کی رضا کے تحت آتے ہیں اور کون سے نہیں؟

میں نے کہا تم نے بہت عمدہ سوال کیا.... اچھا تو دونوں کا فرق ذرا گوشِ ہوش سے سننا....

تم ان امور پر رضا اختیار کرو جو خدا تعالیٰ سے صادر ہوں جبکہ سستی اور تخلف تمہاری طرف منسوب ہے... پس اپنے فعل پر راضی نہ رہنا اور اللہ تعالیٰ کا پورا پورا حق ادا کرنا اور ان امور میں جو اس سے قریب کریں نفس سے مجاہدہ کرنا لیکن جو چیزیں مجاہدہ میں سستی کا سبب ہوں ان پر راضی نہ رہنا...

اور جو اس کے ایسے فیصلے ہوں جن میں تیرا کچھ دخل نہ ہو ان پر راضی رہو.... جیسا کہ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس ایک عابد کا ذکر ہوا جو گھورے سے دانہ چن چن کر کھاتے تھے.... ''پوچھا گیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اس کے علاوہ دوسرا رزق کیوں نہیں مانگ لیا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص تقدیر پر راضی ہو وہ خود سے انتخاب نہیں کرتا....''

اور جو شخص معرفت کا مزہ چکھ لیتا ہے وہ اس میں محبت کا مزہ پاتا ہے پھر وہ رضا خود بخود حاصل ہو جاتی ہے....

لہٰذا اوائل میں غور کر کے اس کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے... پھر معرفت کے مطابق اس کی بندگی کرنی چاہیے تاکہ اس سے محبت پیدا ہو جائے.... چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لَایَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یَبْصُرُ بِهٖ.... (حدیث قدسی)

''بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں.... پھر جب وہ میرا محبوب ہو جاتا ہے تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے دیکھتا ہے....''

پس یہی حالت غنیٰ اکبر ہے اور اس پر افسوس ہے جو اس سے محروم ہے.... (صید الخاطر)

استخارہ کی ایک دُعا

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ○ (سورۃ آل عمران:۵)

ترجمہ: تحقیق اللہ سے نہیں چھپی کوئی چیز جو زمین میں ہے اور نہ آسمان میں.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کی شہادت

مسلمانوں کے دعوت اسلام کا یہ اثر ہوا کہ بنی تمیم کے معزز رکن اقرع بن حابسؓ نے اٹھ کر اپنے ارکان سے کہا: ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب ہمارے خطیبوں اور ان کے شاعر ہمارے شعراء سے زیادہ بہتر ہیں ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے زیادہ شیریں اور دلآویز ہیں....

میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں اس کے قبل جو کچھ ہو چکا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا....(اسد الغابہ)

قبول اسلام کے بعد انہیں کسی غزوہ میں شرکت کا موقعہ نہیں ملا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض جنگوں کے مال غنیمت میں ان کا حصہ بھی لگایا.... چنانچہ حجۃ الوداع کے قبل جو سریہ بھیجا تھا اس کے مال غنیمت میں سے تھوڑا سا سونا انہیں عطا فرمایا....(بخاری کتاب المغازی)

عہد خلفاء: عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اقرع غزوات میں نہ شریک ہو سکے تھے....خلفاء کے زمانہ میں اس کی تلافی کی کوشش کی عہد صدیقی میں یمامہ کی مشہور جنگ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ تھے پھر عراق کی فوج کشی میں بھی ان کے ساتھ نکلے اور انبار کی فتوحات میں شریک ہوئے دومۃ الجندل کے معرکہ میں شرجیلؓ بن حسنہ کے ساتھ تھے....(اصابہ....جلد اول ص۵۹)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بعض معرکہ اقرع کی امارت میں سر ہوئے عبداللہ بن عامرؓ والی خراسان نے انہیں خراسان کے ایک حصہ پر مامور کیا تھا.... چنانچہ جوزجان ان ہی کی قیادت میں فتح ہوا....(فتوح البلدان بلاذری....ص۴۰۴)

شہادت: حافظ ابن حجرؒ کے بیان کے مطابق اسی غزوہ میں شہید ہوئے....

(اصابہ....جلد اول ص۱۵۱)

خوف کیا ہے؟

یہ امن کی ضد ہے اور یہ دنیاوی اور اخروی امور میں مستعمل ہوتا ہے دل اور اس کی حرکت کے مضطرب ہونے کو کہتے ہیں....

ابن قدامہ فرماتے ہیں کہ خوف کہتے ہیں خلاف واقع کسی ناپسندیدہ چیز کا آجانا جس سے دل لرز جائے اس کو خوف کہتے ہیں....(اعمال القلوب)

ایک خاتون کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات

حضرت عمیر بن سلمہ دولی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوپہر کو ایک درخت کے سائے میں سو رہے تھے ایک دیہاتی عورت مدینہ آئی اور لوگوں کو بڑے غور سے دیکھتی رہی (کہ ان میں سے کون میرا کام کرا سکتا ہے) اور دیکھتے دیکھتے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی (انہیں دیکھ کر اسے یہ اطمینان ہوا کہ یہ آدمی میرا کام کرا دے گا) اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا میں ایک مسکین عورت ہوں اور میرے بہت سے بچے ہیں اور امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو (ہمارے علاقہ میں) صدقات وصول کرنے بھیجا تھا (وہ صدقات وصول کر کے واپس آ گئے) اور انہوں نے ہمیں کچھ نہیں دیا.... اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ ہماری ان سے سفارش کر دیں (شاید وہ آپ کی بات مان لیں) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے دربان) یرفا کو پکار کر کہا حضرت محمد بن مسلمہ کو بلا کر میرے پاس لاؤ.... اس عورت نے کہا میری ضرورت کے پورا ہونے کی زیادہ بہتر صورت یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ ان کے پاس جائیں (اس عورت کو معلوم نہیں تھا کہ ان کا مخاطب آدمی خود امیر المؤمنین ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا (میرے بلانے پر) ان شاء اللہ وہ تمہارا کام کر دے گا.... (حضرت یرفا نے جا کر حضرت محمد بن مسلمہ سے کہا چلیں آپ کو امیر المؤمنین بلا رہے ہیں .... چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ آئے اور انہوں نے کہا **السلام علیک یا امیر المؤمنین!** اب اس عورت کو پتہ چلا کہ یہ امیر المؤمنین ہیں تو وہ بہت شرمندہ ہوئی.... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد بن مسلمہ سے فرمایا اللہ کی قسم! میں تو تم میں سے بہترین آدمی منتخب کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتا.... جب اللہ تعالیٰ تم سے اس عورت کے بارے میں پوچھیں گے تو تم کیا کہو گے؟

یہ سن کر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے.... پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے پاس بھیجا.... ہم

نے ان کی تصدیق کی اور ان کا اتباع کیا.... اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حکم دیتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر عمل کرتے.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم صدقات (وصول کر کے) اس کے حق دار مساکین کو دیا کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یونہی چلتا رہا.... یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا.... پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ بنایا تو وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر ہی عمل کرتے رہے.... یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اپنے پاس بلا لیا.... پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کا خلیفہ بنا دیا اور میں نے تم میں سے بہترین آدمی منتخب کرنے میں کبھی کمی نہیں کی.... اب اگر میں تمہیں بھیجوں تو اس عورت کو اس سال کا اور گزشتہ سال کا اس کا حصہ (صدقات میں سے) دے دینا اور مجھے معلوم نہیں شاید اب میں تمہیں (صدقات وصول کرنے) نہ بھیجوں.... پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے لئے ایک اونٹ منگوایا اور اس عورت کو آٹا اور تیل دیا اور فرمایا یہ لے لو.... پھر ہمارے پاس خیبر آ جانا کیونکہ اب ہمارا خیبر جانے کا ارادہ ہے.... چنانچہ وہ عورت خیبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو اونٹ اور منگوائے اور اس عورت سے کہا یہ لے لو.... حضرت محمد بن مسلمہ کے تمہارے ہاں آنے تک یہ تمہارے لئے کافی ہو جائیں گے اور میں نے حضرت محمد بن مسلمہ کو حکم کر دیا ہے کہ وہ تمہیں تمہارا اس سال کا اور گزشتہ سال کا حصہ دے دیں.... (کنز العمال)

جنت سے محروم تین لوگ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتیں اپنے محرموں کے سوا اور مردوں سے بات نہ کریں.... (رواہ ابن سعد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے.... دیوث.... مردانی شکل بنانے والی عورتیں.... اور ہمیشہ شراب پینے والا.... صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ دیوث کسے کہتے ہیں؟ فرمایا کہ جس کو اس کی پرواہ نہ ہو کہ اس کی گھر والی عورتوں کے پاس کون آتا ہے کون جاتا ہے.... (طبرانی فی الکبیر)

دورفاروقی کا عجیب واقعہ

فقیہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علوم دینیہ حاصل کر لینے کے بعد علم رؤیا حاصل کرنے میں کچھ حرج نہیں یہ ایک اچھا علم ہے.... خود اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کیلئے اس علم کو بطور احسان ذکر فرمایا ہے ارشاد ربانی ہے:

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ

(اور ہم نے اسی طرح یوسف کو اس سرزمین میں خوب قوت دی اور تا کہ ہم ان کو خوابوں کی تعبیر دینا بتلادیں)....

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمہیں لازم ہے کہ دینی علوم میں مہارت اور عربیت اور خوابوں کی تعبیر میں خصوصی ذوق حاصل کرو....اور تعبیر رؤیا کا علم اگر علم فقہ میں حائل اور مانع بنتا ہے تو علم فقہ میں مشغول ہونا افضل ہے کیونکہ اس میں احکام الٰہیہ کی معرفت ہے اور علم رؤیا خال کی حیثیت رکھتا ہے....

کہتے ہیں کہ امام ابو یوسفؒ سے کسی نے سوال کیا خواب کے متعلق تو فرمایا کہ پہلے بیداری کے مسائل سے فراغت ہو جائے پھر خواب کے امور میں مشغول ہونگے....

محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے متعلق لوگوں کی یہ بات پہنچی کہ وہ خواب کی تعبیر تو بتادیتے ہیں مگر کسی مسئلہ میں فتویٰ نہیں دیتے اس پر انہوں نے تعبیر بتانا بھی چھوڑ دیا مگر کچھ عرصہ بعد پھر تعبیر بتانے لگے اور فرمایا کہ تعبیر تو ایک ظن غالب کا درجہ ہے جس کسی کے خواب کے متعلق اچھا گمان قائم ہو جاتا ہے بیان کر دیتا ہوں....

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ خواب سچا اس کا ہوتا ہے جو گفتگو میں زیادہ سچا ہوتا ہے.... ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواب کی تعبیر نکالنا ایک فال کا درجہ رکھتا ہے جس کو چھوڑ دینا کوئی نقصان نہیں دیتا....(بستان العارفین)

جہیز.....معاشرتی تصورات

اس سلسلے میں ہمارے معاشرے میں جو غلط تصورت پھیلے ہوئے ہیں وہ مختصراً درج ذیل ہیں:

1.....جہیز کو لڑکی کی شادی کے لیے ایک لازمی شرط سمجھا جاتا ہے.... چنانچہ جب تک جہیز دینے کے لیے پیسے نہ ہوں....لڑکی کی شادی نہیں کی جاتی...ہمارے معاشرے میں نہ جانے کتنی لڑکیاں اسی وجہ سے بن بیاہی رہتی ہیں کہ باپ کے پاس انہیں دینے کے لیے جہیز نہیں ہوتا اور جب شادی سر پر آ ہی جائے تو جہیز کی شرط پوری کرنے کے لیے باپ کو بعض اوقات روپیہ حاصل کرنے کے لیے ناجائز ذرائع اختیار کرنے پڑتے ہیں اور وہ رشوت جعلسازی....دھوکہ فریب اور خیانت جیسے جرائم کے ارتکاب پر آمادہ ہو جاتا ہے اور اگر کوئی باپ اتنا باضمیر ہے کہ ان ناجائز ذرائع کو استعمال نہیں کرنا چاہتا تو کم از کم اپنے آپ کو قرض اُدھار کے شکنجے میں جکڑنے پر مجبور ہوتا ہے....

2.....جہیز کی مقدار اور اس کے لیے لازمی اشیاء کی فہرست میں بھی روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے....اب جہیز محض ایک بیٹی کے لیے باپ کا تحفہ نہیں ہے جو وہ اپنی خوش دلی سے اپنی استطاعت کی حد میں رہ کر دے بلکہ معاشرے کا ایک جبر ہے.... چنانچہ اس میں صرف بیٹی کی ضروریات ہی داخل نہیں بلکہ اس کے شوہر کی ضروریات پوری کرنا اور اس کے گھر کو مزین کرنا بھی ایک لازمی حصہ ہے....خواہ لڑکی کے باپ کا دل چاہے یا نہ چاہے اسے یہ تمام لوازم پورے کرنے پڑتے ہیں....

3. بات صرف اتنی نہیں ہے کہ لڑکی کی ضروریات پوری کر کے اس کا دل خوش کیا جائے بلکہ جہیز کی نمائش کی رسم نے یہ بھی ضروری قرار دے دیا ہے کہ جہیز ایسا ہو جو ہر دیکھنے والے کو خوش کر سکے اور ان کی تعریف حاصل کر سکے....

4.....جہیز کے سلسلے میں سب سے گھٹیا بات یہ ہے کہ لڑکی کا شوہر یا اس کے سسرال کے لوگ جہیز پر نظر رکھتے ہیں....بعض جگہ تو شاندار جہیز کا مطالبہ پوری ڈھٹائی سے کیا جاتا ہے اور بعض جگہ اگر صریح مطالبہ نہ ہو تب بھی توقعات یہ باندھی جاتی ہیں کہ دلہن اچھا سا جہیز لے کر آئے گی اور اگر یہ توقعات پوری نہ ہوں تو لڑکی کو طعنے دے دے کر اس کا ناک میں دم کر دیا جاتا ہے....

جہیز کے ساتھ اس قسم کی جو رسمیں اور تصورات منسلک کر دیئے گئے ہیں اور ان کی وجہ سے جو معاشرتی خرابیاں جنم لیتی رہی ہیں ان کا احساس ہمارے معاشرے کے اہل فکر میں مفقود نہیں.... اس موضوع پر بہت کچھ لکھا بھی گیا ہے بعض تجاویز بھی پیش کی گئی ہیں بلکہ سرکاری سطح پر بعض قوانین بھی بنائے گئے ہیں اور ان کوششوں کا یہ اثر بحمد للہ ضرور ہوا ہے کہ اب جہیز کے بارے میں لوگوں کے بہت سے تصورات میں تبدیلی آئی ہے.... جہیز کی نمائش کا سلسلہ کم ہوا ہے.... بین الممالک شادیوں میں جہیز کی پابندی حالات کے جبر نے ترک کرا دی ہے لیکن ابھی تک معاشرے کے ایک بڑے حصے میں ان غلط تصورات کی حکمرانی ختم نہیں ہوئی....(اصلاحی خطبات)

نظام الاوقات کی پابندی

یہ گر کی بات یاد رکھنی چاہئے کہ جو "نظام الاوقات" مقرر کیا ہے اس پر زبردستی اپنے آپ سے عمل کرانا ہے.... مثلاً ایک وقت آپ نے تلاوت قرآن کریم کے لیے مقرر کر لیا تو جب وہ وقت آئے تو فوراً جلدی سے قرآن شریف لے کر بیٹھ جاؤ.... اگر اس وقت نیند آ رہی ہو.... سستی ہو رہی ہو تو اپنے آپ سے کہہ دو کہ چاہے نیند آئے.... سستی ہو.... میں تو اس وقت تلاوت کروں گا اور یہ وقت اس کام میں صرف کروں گا جب چند روز اس طرح کرو گے تو طبیعت اس کی عادی ہو جائے گی.... اس طرح نماز ہو.... روزہ ہو.... تلاوت ہو.... ذکر ہو.... تسبیح ہو.... وظیفے ہوں یا دنیا بھر کے اور کام ہوں وہ سب اس اصول کے تحت آتے ہیں.... کہیں اس سے تخلف نظر آئے گا.... لہٰذا اپنے دل کی گھبراہٹ کے غلام مت بنو.... میرے پاس لوگوں کے خطوط آتے ہیں کہ فلاں عمل کرتے وقت گھبراہٹ ہوتی ہے.... ارے بھائی! دل کے گھبرانے کے باوجود کر گزرو....(وقت ایک عظیم نعمت)

عورت کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سراپا پوشیدہ رہنے کے قابل ہے.... جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے....(رواہ الترمذی.... مشکوٰۃ)

یہ حدیث نہایت بلاغت اور وضاحت سے عورت کو پوشیدہ رہنے کی تاکید اور باہر نکلنے کو شیطانی فتنہ کا سبب ہونا بیان کر رہی ہے....

صبر و شکر

قبول دعا کے سلسلے میں فرمایا...... اللہ میاں سے مانگنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا...... (لہٰذا) دعا ضرور مانگنی چاہیے...... پھر یا تو مقام شکر ہے...... یا مقام صبر ایک میں ترقی کا وعدہ...... (لازیدنکم) ہم ضرور تمہارے لیے نعمتوں کا اضافہ کریں گے...... دوسرے میں معیت کا اعلان ...... (ان اللہ مع الصابرین)...... "بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں"...... یہ بھی ان کی رضائے کاملہ وہ بھی رضائے کاملہ...... مقصود بہر حال حاصل ہے...... (ارشادات عارفی)

قرب الٰہی کا ذریعہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے خدا سے پوچھا...... وہ عمل بتا دیں...... جس سے بندہ آپ کا زیادہ قرب حاصل کرے...... اللہ پاک نے فرمایا قرآن مجید...... میرے قرب کا بڑا ذریعہ ہے...... یہ نسخہ کیمیاء ہے...... (ارشادات مفتی اعظم)

شریعت اور لقمہ حرام

اسلام نے...... سب سے زیادہ زور اکل حلال پر دیا ہے...... اس لئے جتنی ایسی چیزیں ہیں کہ جس سے لقمہ میں کوئی حرمت پیدا ہو...... کوئی شبہ پیدا ہو...... کوئی ناجائز شکل پیدا ہو ...... ان سب چیزوں کو شریعت نے ممنوع قرار دے دیا...... سود کو حرام کر دیا...... احتکار کو حرام قرار دیدیا...... احتکار کے معنی ہیں گرانی کی امید پر مال کو روک رکھنا...... احتکار کی صورت میں مخلوق کو ستانا ہے اور مخلوق کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا ہے...... ضرورت ہوتے ہوئے مال کو اپنے نفع کے لئے روک کر رکھنا...... ایسی تمام چیزیں حرام قطعی ہیں...... اور کچھ "کرہی" ہیں...... مگر ایسی تمام چیزوں کو شریعت نے ممنوع قرار دیا ہے کہ...... جن سے مال میں کسی قسم کا اشتباہ پیدا ہو...... کوئی حرمت پیدا ہو...... یا کوئی کراہت پیدا ہو...... (جواہر حکمت)

اخلاق معلوم کرنے کا طریقہ

اپنی تمام زندگی...... اتباع سنت میں ڈھال...... اپنا اخلاق معلوم کرنا ہو...... تو اپنی بیوی اور پڑوسی سے پوچھو...... دوست کیا جانے اخلاق کو...... (ارشادات عارفی)

مہمل انسانوں کو باقی رکھنے کا راز

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے بہت سے انسانوں کو دیکھا کہ ان کا وجود اور عدم برابر ہے کیونکہ بہت سے انسان خالق کی معرفت نہیں رکھتے..... بہت سے اس کا اثبات اپنے طبعی تقاضوں کے موافق کرتے ہیں اور بہت سے لوگ تکالیف شرعیہ کے مقصود سے ناواقف ہیں.....

اپنے اوپر زہد کی علامت لگا لینے والوں کو دیکھو گے کہ وہ قیام وقعود کی مشقت تو اُٹھاتے رہتے ہیں اور شہوات وخواہشات کو ترک بھی کرتے ہیں لیکن جن شہوتوں سے مانوس ہو چکے ہیں یعنی شہرت کی شہوت اور دست بوسی وغیرہ کی تمنا کو بھولے رہتے ہیں..... اگر ان کے متعلق کوئی کچھ کہہ دیتا ہے تو برافروختہ ہو کر کہتے ہیں مجھ جیسی شخصیت کو ایسا کہہ دیا گیا؟ اور فلاں فاسق نے کہہ دیا؟ پس یہی لوگ ہیں جو مقصود کی حقیقت نہیں سمجھتے.....

اسی طرح بہت سے علماء دوسروں کو حقیر سمجھنے اور اپنے کو بڑا سمجھنے کے مرض میں مبتلا ہیں.....

یہ دیکھ کر مجھ کو تعجب ہوا کہ یہ لوگ آخر کس طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہ سکتے ہیں؟ اور جنت میں کیسے جگہ پا سکیں گے؟ پھر سمجھ میں آیا کہ دنیا میں بھی ان کے رہنے کا ایک فائدہ ہے اور یہی فائدہ جنت میں بھی رہنے کا ہوگا وہ یہ کہ یہ لوگ دنیا میں عبرت کا ذریعہ ہوتے ہیں کہ عارف کو ان کی محرومی دیکھ کر اپنے اوپر ہونے والی نعمتوں کا احساس ہوتا ہے..... یا یہ کہہ لو کہ ان کی حیثیت تابع کی ہے جن سے آبادی کی تکمیل مقصود ہے اور زندگی کی ضرورتیں فراہم کرنے کا کام لینا ہے.....

واقعی انسان انسان کے درمیان پائے جانے والے فرق ہی کی بنیاد پر زندگی خوشگوار رہ سکتی ہے ہاں یہ ہے کہ خواص میں بھی بہت فرق ہوتا ہے اور عارفین کے وقت میں اس کی گنجائش نہیں ہوتی کہ وہ ظاہر پرستوں سے اختلاط کریں لہٰذا زاہد ریوڑ کے چرواہے کی طرح ہے (یعنی کچھ بے زبان افراد پر حاکم) اور عالم بچوں کے استاذ کی طرح ہے (اپنے شاگردوں پر حاکم) اور عارف ایک شیخ کے مقام پر ہے (مریدین پر حاکم) اور اگر بادشاہوں کے لیے پہریدار اور خدام اور آتش دان کو روشن کرنے والے نہ ہوتے تو اس کی زندگی گزارنا دشوار ہو جاتی.....

لیکن عارف اپنی ضرورتوں میں عوام سے کام لیتا ہے..... پھر جب یہ لوگ عارف کے مقام تک پہنچ جاتے ہیں تو ان سے کام لینا چھوڑ دیتا ہے..... (گویا یہ کام کے لوگ ہو گئے) اور کچھ ایسے بھی ہیں جو نہیں پہنچ پاتے تو ان کا وجود گفتگو کے دوران بڑھا دیئے جانے والے.....لا..... کی طرح ہے کہ زائد بھی

ہے اور تاکید بھی پیدا کرتا ہے (ایسے ہی یہ بھی کہ زائد بھی ہیں اور آبادی کی تکمیل کا سبب ہیں)
اگر کوئی کہے کہ فرض کرلو یہ تقریر دنیا کے متعلق درست ہے لیکن جنت کے متعلق کیا نکتہ ہے؟
اس کا جواب یہ ہے کہ پڑوسیوں سے انسیت مطلوب ہوگی اور کم درجہ والوں کو دیکھ کر زیادہ درجہ والوں کا لطف بڑھے گا.... "وَلِكُلٍّ شِرْبٌ"

جس نے میرے اس اشارہ پر غور کیا اسے یہ چند الفاظ کا رمز طویل شرح سے بے نیاز کردے گا.... (صید الخاطر)

حالات... حضرت ابوقیس بن حارث رضی اللہ عنہ

نام اور کنیت دونوں ابوقیس ہے.... والد کا نام حارث تھا... نسب نامہ یہ ہے ابوقیس بن حارث بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم قرشی السہمی.... ان کے دادا قیس بن عدی سرداران قریش میں سے تھے اور باپ حارث اس کینہ پرور گروہ میں تھا.... جو قرآن کا مضحکہ اڑایا کرتا تھا اور جس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی....

الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ○ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ○ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ○ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ○ (سورة الحجر ۵)

جن لوگوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے تمہارے رب کی قسم ہم ان کے اعمال کی ضرور باز پرس کریں گے پس تم کو حکم دیا گیا ہے اس کو کھول کر سنا دو اور مشرکین کی پرواہ نہ کرو.... جو لوگ تم پر ہنستے ہیں ہم ان کے لئے کافی ہیں.... (استیعاب)

لیکن اسی آزر کے گھر میں ابوقیس جیسا بت شکن پیدا ہوا جن نے دعوت حق کی آواز سنتے ہی لبیک کہا اور سبقت فی الاسلام کا شرف حاصل کیا.... اسلام کے بعد پھر ہجرت حبشہ کا شرف حاصل کیا.... (اصابہ)

غزوات.... احد اور خندق وغیرہ سب میں شریک ہوئے.... (اسد الغابہ)

شہادت..... حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں مرتدین کے سلسلہ کی مشہور جنگ یمامہ میں شہادت پائی.... (اصابہ)

جب خون معاف کر دیا گیا

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت عالیہ میں ایک مقدمہ پیش ہوا....

دو خوبصورت نوجوان ایک نوجوان کو پکڑ کر حاضر ہوئے اور فریاد کی اے امیر المومنین اس نوجوان نے ہمارے بوڑھے باپ کو قتل کر دیا ہے....اس ظالم قاتل سے ہمارا حق دلوایئے....آپؓ نے دعویٰ سننے کے بعد ملزم کی طرف دیکھا اور دریافت فرمایا کہ تُو اپنی صفائی میں کیا کہتا ہے؟

ملزم نے عرض کی ہاں امیر المومنین یہ جرم واقعی مجھ سے صادر ہوا ہے میں نے زور سے ایک پتھر اسے مارا تھا جس سے وہ ہلاک ہو گیا تھا....فاروق اعظمؓ نے فرمایا گویا تو اپنے جرم کا اقرار کرتا ہے....ملزم.... ہاں امیر المومنین! یہ جرم واقعی مجھ سے صادر ہوا ہے....آپؓ نے فرمایا پھر تم پر قصاص لازم ہو گیا اور اس کے عوض تمہیں قتل کیا جائے گا....ملزم نے جواب دیا آقا مجھے آپؓ کے حکم اور شریعتِ مطہرہ کے فتوے سے انکار نہیں البتہ میں ایک گذارش کرنا چاہتا ہوں ....ارشاد ہوا....بیان کرو....عرض کی تین دن کی مہلت چاہتا ہوں....تین دن بعد حاضر خدمت ہو جاؤں گا....عظیم قائد نے کچھ دیر سر جھکا کر سوچا....غور کے بعد سر اوپر اٹھایا اور فرمایا.....اچھا کون ضامن ہو گا تمہارا کہ تم واقعی وعدہ کو ایفا کرنے کے لئے تیسرے دن عدالت عالیہ میں حاضر ہو کر خون کا بدلہ خون سے دو گے....عمر فاروقؓ کے اس ارشاد پر اس جوان رعنا نے پُر امید نظروں سے حاضرین مجلس کا جائزہ کے بعد حضرت ابوذر غفاریؓ کے متدین پُر نور چہرے پر نگاہیں گاڑتے ہوئے اشارہ کر کے کہا یہ میری ضمانت دیں گے....خلیفۃ الرسول نے ان سے دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا بے شک میں ضمانت دیتا ہوں کہ نوجوان تین دن بعد تکمیل قصاص کے لئے عدالت میں حاضر ہو جائے گا....اس ضمانت کے بعد ملزم کو چھوڑ دیا گیا....

دو دن گزر گئے اور تیسرا دن آ گیا....جلیل القدر صحابہ اور مشیران خلافت دربار میں جمع ہوئے....دونوں مدعی بھی آ گئے....حضرت ابوذر غفاریؓ بھی آ گئے اور ملزم کا بے قراری سے انتظار ہونے لگا....جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا....صحابہ کرامؓ کا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا کیونکہ ملزم ابھی تک نہیں پہنچا تھا اور وقت قریب آ رہا تھا اور صحابہؓ کو ابوذرؓ کی نسبت پریشانی ہونے لگی ایک دو مرتبہ مدعیوں نے بھی دریافت کیا مگر انہوں نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ اگر تین یوم گزر گئے اور ملزم نہ آیا تو میں اپنی ضمانت پوری کروں گا....پریشانی کی کوئی بات نہیں....

جب حاضرین پریشانی کی انتہا پر پہنچ گئے اور دہلا دینے والے انجام کے تصور سے سہم گئے کہ اچانک ایک طرف سے ملزم دربار میں آ حاضر ہوا اس کا جسم پسینے سے شرابور تھا.... چہرے پر گرد جم چکی تھی..... مسلسل بھاگنے سے اس کی سانس پھول گئی تھی اس نے آتے ہی سلام کیا اور عرض کی اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے، بجالایا جائے....امانت کی سپردگی: آپ رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر ملزم نے بتایا کہ میں ایک امانت....امانت والے کے سپرد کرنے گیا تھا....واقعہ یوں ہے کہ میرا ایک چھوٹا بھائی ہے....والد فوت ہو گیا موت سے پہلے اس نے میرے پاس میرے چھوٹے بھائی کے لئے کچھ سونا رکھا تھا اور وصیت کی تھی کہ جب وہ جوان ہو جائے تو اس کے سپرد کر دینا....میں وہ سونا ایک جگہ رکھ آیا تھا جس کا مجھے ہی علم تھا اس لئے میں وہ سونا اس کے سپرد کرنے گیا تھا....الحمدللہ میں نے امانت اس کے سپرد کر دی جس کی وہ تھی....

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے اس کی ضمانت کیوں دی تھی کیا یہ آپ کا واقف تھا؟

انہوں نے کہا کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہ تھا صرف یہ بات تھی کہ جب اس نے پُر امید نگاہوں سے میری طرف دیکھا تو مجھے خیال آیا کہ اگر بھرے مجمع میں بھی میں اس کی ضمانت نہ دوں تو کل قیامت کے دن رب العزت کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا کہ اتنے آدمیوں میں سے کوئی بھی اس کا ضامن نہ بن سکا اس لئے میں نے اس کی ضمانت دی حالانکہ میں اسے بالکل نہ جانتا تھا نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ یہ کہاں رہتا ہے بس اس کی ظاہری شرافت نے مجھے یقین دلا دیا تھا کہ وعدہ کا پکا ہے اور میں نے ضمانت دے دی یہ بات سن کر حاضرین محفل اشک آلود ہو گئے مدعیوں نے التجا کی کہ..... اے امیر المومنینؓ! ہم نے اپنے باپ کا خون معاف کر دیا....

ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ کا قول

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو اس لئے پیدا کیا تاکہ وہ اس کو پہچانے اور اس کی عبادت کرے اور اس سے ڈرے....نصوص اور دلائل سے اللہ کی عظمت اور کبریائی اور اس کا رعب اور خوف عظمت جلالت معلوم ہوئی اور اس کے عذاب اور شدت کو اعمال صالحہ سے دور کرے....اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عذاب کا ذکر بار بار کیا ہے تاکہ اس سے ہر شخص بچے....(اعمال القلوب)

بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونیوالے

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ تعویذ اور دوا کے ذریعہ علاج ناپسند جانتے ہیں اور عام اہل علم اس کی اجازت دیتے ہیں.... کراہت کی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ہے کہ میری امت کے ستر ہزار افراد بلاحساب جنت میں جائینگے.... حضرت عکاشہ بن محصنؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں سے کردے آپ نے دعا فرمادی ایک اور شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ میرے لئے بھی دعا فرمادیجئے....

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس بات میں عکاشہ تجھ سے سبقت لے چکا ہے کہتے ہیں کہ یہ دوسرا شخص منافق تھا اسی لئے اس کے لئے دعا نہیں فرمائی....ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومن کیلئے دعا سے رکنے والے بھی نہ تھے....اتنے میں آپ دولت خانہ میں تشریف لے گئے اور صحابہؓ نے باہم گفتگو شروع کی کہ جنت میں بلاحساب داخل ہونیوالے کون لوگ ہونگے....کچھ لوگوں نے کہا کہ وہ لوگ ہونگے جو بحالت اسلام پیدا ہوئے اور اسی حالت میں فوت ہوئے....اور نہ ہی کوئی گناہ کیا....

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندر سے تشریف لائے تو یہی سوال آپ سے کیا گیا آپ نے ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو بدن پر داغ نہیں لگاتے نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں نہ کرواتے ہیں اور نہ ہی فال وغیرہ پر عمل کرتے ہیں....بلکہ اپنے رب پر پورا توکل رکھتے ہیں....

حضرت عمران بن حصینؓ کہتے کہ مجھے نور دکھائی دیا کرتا تھا اور میں فرشتوں کی گفتگو بھی سنا کرتا تھا مگر جب میں نے علاجاً بدن پر داغ لگوایا تو میری یہ کیفیت ختم ہوگئی....

حضرت حذیفہؓ بن یمان بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک مریض کی مزاج پرسی کیلئے گئے ....اس کے بازو پر ہاتھ رکھا تو ایک دھاگہ بندھا ہوا محسوس ہوا.... پوچھا یہ کیا ہے مریض نے کہا دم کیا ہوا گنڈا ہے.... حضرت حذیفہؓ نے اسے پکڑ کر کاٹ دیا اور فرمانے لگے اگر تو ایسے ہی مرجاتا تو میں تجھ پر نماز جنازہ نہ پڑھتا....

حضرت سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں کہ مجھے بچھو نے ہاتھ پر کاٹ لیا میری والدہ نے اصرار اور قسم سے کہا کہ جھاڑ کروالو.... چنانچہ پھونک مارنے والا شخص آیا تو میں نے اس کے سامنے دوسرا ہاتھ کر دیا جسے نہیں کاٹا تھا....

حضرت عبداللہؓ کی بیوی زینب کہتی ہے کہ ایک دن عبداللہ گھر آئے تو میری گردن میں ایک دھاگہ دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے میں نے کہا یہ دم کیا ہوا گنڈا ہے آپ نے اسے پکڑ کر کاٹ دیا اور فرمایا کہ عبداللہ کے خاندان کو اس شرک کی حاجت نہیں....

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم فرمائے جو بلیلج بلیلج (مہمل اور بے مقصد کلمات) کو کچھ نہیں جانتے کیونکہ یہ محض انکل ہیں ان میں سے کسی میں شفا نہیں ہے دیکھو حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ مریض کو اس کی مرغوب چیز سے منع نہ کرو بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی شفا اسی چیز رکھی ہو.... (بستان العارفین)

صراط مستقیم

حضرت والا نے کئی بار فرمایا کہ...... ''جب آدمی دنیا کے کسی سفر پر روانہ ہوتا ہے ...... تو اگر منزل پر پہنچ گیا...... تو سفر کامیاب سمجھا جاتا ہے...... نہ پہنچ سکا...... مثلاً کراچی سے پشاور کے لیے روانہ ہوا...... مگر راستے ہی میں انتقال ہو گیا...... تو سمجھا جاتا ہے کہ سفر ادھورا رہ گیا...... مگر صراط مستقیم ایسا عجیب راستہ ہے...... کہ اس پر آدمی کو جہاں بھی موت آجائے...... وہیں منزل ہے.... اسی لیے سورہ فاتحہ میں صراط مستقیم کی دعا سکھائی گئی ...... اور ہر نماز کی ہر رکعت میں...... اسے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے....

''بر صراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست''

(یادگار باتیں)

مسلمان کو کافروں کے ہاتھ سے چھڑانا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایک مسلمان کو کافروں کے ہاتھ سے چھڑالوں یہ مجھے سارے جزیرۃ العرب (کے مل جانے) سے زیادہ محبوب ہے.... (اخرجہ ابن ابی شیبہ) (حیاۃ الصحابہ)

حسن خلق بڑی چیز ہے

حضرت مسیح الامت مولانا مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نقل کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

میں تمہیں وہ چیز بتادوں جو اگر کوئی رات بھر عبادت کرے اور دن میں روزہ رکھے ایک سال تک وہ چیز اس سے بھی افضل ہے.... صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! وہ کیا چیز ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسن خلق.... یہ بہت بڑی چیز ہے.... پھر فرمایا اس سے بھی افضل چیز بتادوں.... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوچا اس سے افضل کون سی چیز ہو گی.... پھر دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنی بیوی کے ساتھ حسن خلق.... نرمی کا برتاؤ (اس لئے کہ بیوی کے ساتھ ہر وقت خلاف طبع باتیں پیش آتی رہتی ہیں....) اسی طرح اپنے عزیزوں.... دوستوں حتیٰ کہ دشمنوں سے بھی حسن خلق سے پیش آنا چاہئے....

حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ بیوی کا صرف یہی حق نہیں کہ اس کو کھانا کپڑا دیدے بلکہ اس کی دلجوئی بھی ضروری ہے.... دیکھئے! فقہا کرام نے بیوی کی دلجوئی کو یہاں تک ضروری سمجھا ہے کہ اس کی دلجوئی کے لئے جھوٹ بولنا بھی جائز فرمایا ہے....

اس سے اس امر کی کتنی بڑی تاکید ثابت ہوتی ہے اور یہاں سے بیوی کے حق کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس کی دلجوئی کے لئے خدا نے بھی اپنا حق معاف کردیا....

فرمایا اپنی عورتوں کی دلجوئی کرنا اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ ان کو یہ خیال نہ ہو کہ اگر ہم بھی پردہ نہ کرتے تو دوسری بے پردہ عورتوں کی طرح ہمارے کام بھی آسانی سے پورے ہوتے (اس لئے) خاص خیال کرے....

فرمایا! اگر بیوی کا جی خوش کرنے کے لئے بلاضرورت بھی کوئی چیز خرید لو تو وہ بھی اسراف (فضول خرچی) نہیں کیونکہ بیوی کا جی خوش کرنا بھی مطلوب ہے.... بشرطیکہ اس میں طاقت سے زیادہ قرض نہ ہو.... بیوی کو کچھ کھلا دینا بھی خیرات ہی ہے یعنی اسمیں بھی اللہ تعالیٰ ثواب دیتے ہیں.... (مجالس مسیح الامت)

ہر دن کا آغاز دُعا سے کیجئے

فجر کی نماز پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ یا اللہ! یہ دن طلوع ہو رہا ہے اور اب اس میں کارزارِ زندگی میں داخل ہونے والا ہوں.... اے اللہ! اپنے فضل و کرم سے اس دن کے لمحات کو صحیح مصرف پر خرچ کرنے کی توفیق عطا فرما کہ کہیں وقت ضائع نہ ہو جائے.... کسی نہ کسی خیر کے کام میں صرف ہو جائے.... حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب سورج طلوع ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے کہ:

الحمدللہ الذی اقالنا یومنا ھذا ولم یھلکنا بذنوبنا

"یعنی اس اللہ کا شکر ہے جس نے یہ دن ہمیں دوبارہ عطا فرما دیا اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک نہیں کیا...."

ہر روز سورج نکلتے وقت یہ کلمات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے.... مطلب یہ ہے کہ ہم تو اس کے مستحق تھے کہ یہ دن ہمیں نہ ملتا اور اس دن سے پہلے ہی ہم اپنے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیئے جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں ہلاک نہیں کیا اور یہ دن دوبارہ عطا فرمایا... لہٰذا پہلے یہ احساس دل میں لائیں کہ یہ دن جو ہمیں ملا ہے یہ ایک نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں عطا فرما دی ہے.... اس دعا کے ذریعے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے ہیں کہ ہر دن کی قدر اس طرح کرو جیسے ہم سب رات کے وقت ہلاک ہونے والے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے زندگی دے دی.... اب یہ جو نئی زندگی ملی ہے وہ کسی صحیح مصرف میں استعمال ہو جائے.... (وقت ایک عظیم نعمت)

اختلاط کی نحوست

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے تنہائی میں ہوتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا ساتھی شیطان ضرور ہوتا ہے.... (رواہ الترمذی)

فائدہ .... نامحرم مرد عورت کا تنہا جگہ بیٹھنا حرام ہے.... اگر پردہ نہ ہو تو عادت اور مشاہدہ شاہد ہے کہ ہرگز اس میں احتیاط نہ کی جائے گی....

نفس کو بہلا کر رکھنا ضروری ہے

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے سامنے سے دو مزدور ایک بھاری کڑی اُٹھائے ہوئے گزرے اور دونوں کے ساتھ ایک دوسرے کے جواب میں کچھ پڑھتے جاتے یا بات کرتے جاتے تھے اور جب ایک کچھ پڑھتا تو دوسرا اس کو کان لگا کر سنتا پھر اس کو دہراتا یا اس کا جواب دیتا اور پہلا ایسا ہی کرتا....

میں نے سوچا کہ اگر یہ ایسا نہ کرتے تو ان پر مشقت زیادہ ہوتی اور بوجھ زیادہ محسوس ہوتا اور جب کہ وہ اس میں مشغول ہیں معاملہ آسان ہو گیا ہے.... میں نے اس کے سبب پر غور کیا تو سمجھ میں آیا کہ اس کا سبب ہر ایک کی توجہ کا دوسرے کے کلام کی طرف لگنا اور اس سے نشاط حاصل کرنا اور اس کے جواب کی فکر میں مشغول ہونا ہے کہ اس سے راستہ قطع ہوتا رہتا ہے اور بوجھ کا احساس بھولا رہتا ہے....

اس سے میں نے ایک عجیب اشارہ نکالا کیونکہ یہ دیکھا کہ انسان کو بھی بہت سے امور شاقہ کا مکلف بنایا گیا ہے جن میں سب سے ثقیل بوجھ اپنے نفس کی مدارات کرنا اس کی پسندیدہ چیزوں پر صبر کرنا.... ناپسندیدہ امور پر تحمل کرنا وغیرہ ہے.... تو اشارہ یہ نکالا کہ نفس کو تسلی دے کر اور اس کے ساتھ مہربانی کا معاملہ کر کے صبر کرنا چاہیے.... جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے:

فَاِنْ تَشَكَّتْ فَعَلِّلْهَا الْمَجَرَّةَ مِنْ ضَوْءِ الصَّبَاحِ وَعِدْهَا بِالرَّوَاحِ ضُحًى....

"اگر نفس شکایت کرے تو شام کو صبح کے حوالے کر کے بہلاؤ اور صبح میں شام کا بہانہ کر دو...."

اسی قبیل سے وہ واقعہ ہے جو حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منقول ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ ایک شخص دونوں چلے.... راستہ میں اس کو پیاس لگی.... آپ سے پوچھا کہ اسی کنویں سے پی لیں؟ فرمایا اگلے کنویں تک صبر کرلو.... جب اگلے پر پہنچے تو فرمایا اچھا اس کے بعد والے کنویں پر پی لینا.... اسی طرح اس کو بہلاتے رہے پھر اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ دنیا کا سفر اسی طرح قطع کیا جا سکتا ہے....

جس نے اس اصل کو سمجھ لیا وہ نفس کو بہلائے گا اس کے ساتھ نرمی کرے گا اور اس سے اچھے وعدے کرے گا تاکہ مشقتوں پر صبر کر سکے.... جیسا کہ بعض سلف اپنے نفس سے کہتے تھے کہ "واللہ!

تیری یہ محبوب چیز تجھ سے صرف اس لیے روک رہا ہوں کہ تجھے نقصان نہ پہنچ جائے...."

اور حضرت ابو یزیدؒ فرماتے تھے "میں نے اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچا تو رونے لگا اور (کچھ بہلانے کے بعد) پھر کھینچا تو ہنستا ہوا آگے بڑھ گیا...."

خوب سمجھ لو! نفس کے ساتھ مدارات اور مہربانی ضروری ہے کیونکہ راستہ اسی طرح قطع ہوسکتا ہے اور یہ ایک اشارہ کا رمز ہے اس کی شرح بہت طویل ہے....(صید الخاطر)

تربیت اولاد کا دستور العمل

کسی بچہ کی اصلاح کرنا ہو.... تو پہلے تنہائی میں اللہ سے جی بھر کے دعا کرلو..... کہ اے اللہ!..... میں آپ کا ضعیف اور ناتواں بندہ ہوں..... آپ نے اولاد جیسی عظیم نعمت سے نوازا ہے اور اس کی اصلاح و تربیت کا فریضہ بھی.... مجھ ناتواں پر عائد کیا ہے..... نہ میری بات میں کوئی اثر ہے..... اور نہ مجھے تربیت کا ڈھنگ آتا ہے..... میرے بچوں کے قلوب آپ کے قبضہ قدرت میں ہیں.... ان کے دلوں کو خیر کی طرف..... اور اپنی اور میری فرمانبرداری کی طرف..... اور اصلاح حال کی طرف پھیر دیجئے.... دعا کرنے کے بعد بچے کو سمجھائیے..... نصیحت کیجئے.... اور اللہ پر توکل کرلیجئے.... جب بھی نصیحت کرنا ہو..... اسی طرح عمل کیجئے..... اور ان کی عام اصلاح کے لیے نمازوں کے بعد دعا بھی کرتے رہیے..... ان شاء اللہ تعالیٰ.... آپ کا مقصود حاصل ہوجائے گا....

اولاد کی پرورش و نگہداشت بہت اہم ذمہ داری ہے..... ان کو ابتداء ہی سے جب ان میں سمجھ پیدا ہونے لگے.... اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سکھانا شروع کردینا چاہیے ..... پھر ابتدائی عمر میں قرآن شریف کا ختم کرنا..... اور ضروری مسائل پاکی و ناپاکی..... جائز و ناجائز..... حلال و حرام چیزوں سے ضرور مطلع کردینا چاہیے.... پھر ابتداء ہی سے نماز کی عادت ڈالنا چاہیے..... ان کا لباس.... پوشاک صرف اسلامی طرز کا رکھنا چاہیے..... ان کے اخلاق کی نگرانی رکھنا چاہیے.... ان کو نشست و برخاست.... اور کھانے پینے کے آداب سکھانا چاہئیں..... بری صحبتوں سے ان کو خاص طور پر بچانے کی فکر رکھنا چاہیے.... اس کے علاوہ اور رشتہ داروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا معاملہ کرنا چاہیے....(یادگار باتیں)

مکمل تنخواہ بیت المال میں

حضرت حسنؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بیان فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا سب سے بڑی عقلمندی تقویٰ اختیار کرنا ہے.... پھر آگے اور حدیث ذکر کی جس میں یہ مضمون بھی ہے کہ اگلے دن صبح کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بازار جانے لگے تو ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ کہاں جارہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا بازار.... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اب آپ پر اتنی بڑی ذمہ داری (خلافت کی وجہ سے) آگئی ہے کہ جس کی وجہ سے اب آپ بازار نہیں جاسکتے (سارا وقت خلافت کی ذمہ داریوں میں لگائیں گے تو پھر یہ ذمہ داریاں پوری ہوسکیں گی) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سبحان اللہ! اتنا لگنا پڑے گا کہ اہل وعیال کے لئے کمانے کا وقت نہ بچے (تو پھر انہیں کہاں سے کھلاؤں گا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم (آپ کے لئے اور آپ کے اہل وعیال کے لئے بیت المال میں سے) مناسب مقدار میں وظیفہ مقرر کردیتے ہیں.... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ کا ناس ہو! مجھے ڈر ہے کہ کہیں مجھے اس مال میں سے کچھ لینے کی گنجائش نہ ہو.... چنانچہ (مشورہ سے ان کا وظیفہ مقرر ہوا اور) انہوں نے دو سال سے زائد عرصہ (خلافت) میں آٹھ ہزار درہم لئے.... جب ان کی موت کا وقت آیا تو فرمایا میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا مجھے ڈر ہے کہ مجھے اس مال میں سے لینے کی گنجائش بالکل نہیں ہے لیکن عمر رضی اللہ عنہ اس وقت مجھ پر غالب آگئے اور مجھے ان کی بات مان کر بیت المال میں سے وظیفہ لینا پڑا لہٰذا جب میں مرجاؤں تو میرے مال میں سے آٹھ ہزار لے کر بیت المال میں واپس کردینا.... چنانچہ جب وہ آٹھ ہزار (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے گئے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے! انہوں نے اپنے بعد والوں کو مشکل میں ڈال دیا (کہ آدمی اپنی ساری جان اور سارا مال دین پر لگادے اور دنیا میں کچھ نہ لے....) (اخرجہ البیہقی ۶/۳۵۳) (حیاۃ الصحابہ)

حالات.... حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا

نام معلوم نہیں.... ام ورقہ کنیت اور انصار کے کسی قبیلہ سے تھیں....
سلسلہ نسب یہ ہے ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث بن عویمر بن نوفل....
ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں....

غزوات: غزوۂ بدر پیش آیا تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شرکت کی اجازت مانگی کہ مریضوں کی تیمارداری کروں گی.... ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں شہادت نصیب ہو.... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم گھر میں رہو خدا تم کو وہیں شہادت عطا فرمائے گا"....

شہادت: چونکہ قرآن پڑھی ہوئی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عورتوں کا امام بنایا تھا.... اس لئے درخواست کی کہ ایک موذن بھی مقرر فرمایئے چنانچہ موذن اذان دیتا اور عورتوں کی امامت کرتی تھیں....

راتوں کو قرآن پڑھا کرتیں انہوں نے ایک لونڈی اور ایک غلام کو اس شرط پر آزادی کا وعدہ کیا تھا کہ میرے بعد تم آزاد ہو ان بدبختوں نے اس وعدے سے (ناجائز) فائدہ اٹھانا چاہا.... اور رات کو ایک چادر ڈال کر ان کا کام تمام کر دیا یہ خلافت فاروقی کا واقعہ ہے.... صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا آج خالہ کے پڑھنے کی آواز نہیں آئی.... معلوم نہیں کیسی ہیں؟

مکان میں گئے تو دیکھا کہ ایک چادر میں لپٹی ہوئی پڑی ہیں.... نہایت افسوس ہوا اور فرمایا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے "شہیدہ کے گھر چلو" اس کے بعد منبر پر چڑھے اور کہا غلام اور لونڈی دونوں گرفتار کئے جائیں.... چنانچہ وہ گرفتار ہو کر آئے تو حضرت عمرؓ نے ان کو سولی پر لٹکا دیا.... (یہ دونوں وہ پہلے مجرم ہیں) جن کو مدینہ منورہ میں سولی دی گئی.... (سیر صحابہ)

سرمایہ زندگی

وقت بڑا گرانقدر سرمایہ زندگی ہے.... اگر وقت پر کام کرنے کی عادت پڑ گئی.... اور اس پر مداومت حاصل کر لی.... تو پھر وقت تمہارا خادم بن جائے گا.... (یادگار باتیں)

حرص ام الامراض

حرص تمام بیماریوں......کی جڑ ہے.... یہ ایسا مرض ہے...... کہ اس کو ام الامراض کہنا چاہئے ......کیونکہ اسی کی وجہ سے ...... جھگڑے فساد ہوتے ہیں...... اسی کی وجہ سے ...... مقدمہ بازیاں ہوتی ہیں...... اگر لوگوں میں حرص مال...... نہ ہو تو کوئی کسی کا حق نہ دبائے ...... بدکاری کا منشاء بھی...... لذت کی حرص ہے...... اخلاق رذیلہ کی جڑ بھی...... یہی حرص ہے...... کیونکہ عارفین کا قول ہے...... کہ تمام اخلاق رذیلہ...... کی اصل کبر ہے...... اور کبر ہوس جاہ ہی کا نام ہے...... پس کبر کا منشاء بھی حرص ہوا.... (خطبات مسیح الامت)

مساجد کی زیب و زینت کیلئے ضروری امور

آج کل مساجد کے اندر سامنے کی دیواروں پر...... نصائح کے کتبے آویزاں ہوتے ہیں...... حالانکہ وہاں تک نمازیوں کی شعاع بصری پہنچنے سے...... تشویش وانتشار پیدا ہوتا ہے...... اس لئے یا تو بہت بلندی پر لگائیں...... ورنہ داہنی جانب یا بائیں جانب لگائیں....

اسی طرح آج کل مساجد میں پینٹ کا رواج ہو رہا ہے...... حالانکہ اس میں کس قدر بدبو ہوتی ہے...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ خشک ہو جانے پر یہ بو زائل ہو جاتی ہے...... مگر افسوس کہ منکرات اور معصیت کے اس ارتکاب کو...... کہ اس سے اذیت ملائکہ اور مسلمین ہے...... کیا تھوڑی دیر کیلئے بھی روا رکھنا جائز ہوگا...... پھر مساجد میں پیاز لہسن جیسی بدبودار چیزوں...... کو کھا کر آنا کیوں منع فرمایا گیا...... میں نے بمبئی کی ایک مسجد میں یہ بیان کیا کہ یہ پینٹ بدبودار نا جائز ہے...... اور اس کیلئے چندہ دینے والے بھی گنہگار ہوں گے...... بس ایک صاحب نے مہتمم سے اپنے سو روپے اسی وقت واپس لئے...... ایک اہل علم نے اسی مجلس میں دریافت کیا کہ...... پھر دروازوں اور کھڑکیوں پر کیسے رنگ ہو...... اس میں بھی تو بدبو ہوتی ہے...... فرمایا کہ دروازوں اور کھڑکیوں کو لگانے سے پہلے ہی...... مسجد کے باہر رنگ کر لیا جائے.... (مجالس ابرار)

عبادت کی تعریف

اللہ تعالیٰ کے ہم پر دو حق ہیں:......۱-عظمت...... ۲-محبت

انہی دونوں حقوق کی ادائیگی کا نام عبادت ہے.... (ارشادات عارفی)

ابو مسلم خولانی کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے گفتگو

حضرت ابو مسلم خولانی جو طبقہ تابعین میں بلند پایہ بزرگ ہیں ان کا ایک عجیب واقعہ حدیث و تاریخ کی نہایت مستند کتاب حلیہ ابی نعیم.... تاریخ ابن عساکر.... تاریخ ابن کثیر وغیرہ میں محدثانہ اسانید کے ساتھ مذکور ہے جس کے دیکھنے سے سرور کائنات فخر موجودات نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی جامعیت کمالات کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے کہ جو معجزات و کمالات انبیائے سابقین کو عطا ہوئے تھے اسی قسم کے بعض کمالات اور خوارق عادات حق تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے افراد پر ظاہر فرما کر اہل علم پر ظاہر فرما دیا کہ:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری　　　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مسیلمہ کذاب کا نشان شیطان کی طرح ایسا مشہور ہے کہ غالباً بہت سے عوام بھی اس سے واقف ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کا اعلان کیا کہ میں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نبوت ہوں....

یمن میں اس کا نشو و نما ہوا.... بے وقوف اور محروم القسمت گمراہوں کی ایک بڑی جماعت اس کے ساتھ ہو گئی یہاں تک کہ اطراف یمن پر چھا گئی اور لوگوں کو جبر و اکراہ سے اپنے باطل مذہب کی طرف دعوت دینے لگی....

ایک روز مسیلمہ کذاب نے حضرت ابو مسلم خولانی کو گرفتار کرا کے اپنے سامنے حاضر کیا اور دریافت کیا کہ تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں.... حضرت ابو مسلمؒ نے فرمایا کہ میں سنتا نہیں ہوں.... اس نے پھر کہا کہ تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟

ابو مسلمؒ نے فوراً کہا بے شک! اس نے پوچھا کہ کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں.... ابو مسلم نے فوراً جواب دیا کہ میں سنتا نہیں.... پھر پوچھا کہ کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو فرمایا کہ ہاں.... اسی طرح پھر تیسری مرتبہ دونوں جملے دریافت کئے اور یہی دونوں جواب سنے....

غصہ میں آ کر حکم دیا کہ ایک عظیم الشان انبار لکڑیوں کا جمع کر کے آگ روشن کرو اور ابو

مسلم کواس میں ڈال دو.... اس حزب شیطان نے حکم پاتے ہی یہ جہنم کا نمونہ تیار کر دیا اور ابو مسلم کو بے دردی کے ساتھ اس میں ڈال دیا مگر جس قادر مطلق نے حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے دہکتی آگ کو ایک پر فضا باغ اور برد وسلام بنا دیا تھا وہ حی و قیوم آج بھی اپنے رسول کی محبت میں جاں نثاری کرنے والے ابو مسلم کو دیکھ رہا تھا.... اس نے اس وقت پھر معجزہ ابراہیمی کی ایک جھلک دنیا کو دکھلا دی اور پیروان نمرود کی ساری کوششیں خاک میں ملا دیں.... حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ صحیح سالم اس آگ سے برآمد ہوئے تو مسیلمہ کذاب کے ساتھی خود متذبذب ہونے لگے اور مسیلمہ نے اس کو غنیمت سمجھا کہ کسی طرح یہ یمن سے چلے جاویں....

ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو قبول کیا اور یمن کو چھوڑ کر مدینۃ الرسول کی راہ لی.... مدینہ طیبہ پہنچے تو مسجد نبوی میں داخل ہو کر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنا شروع کر دی.... اچانک حضرت فاروق اعظم کی نظر ان پر پڑی تو بعد فراغت نماز دریافت کیا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟.... انہوں نے عرض کیا کہ یمن سے (مسیلمہ کذاب کا یہ واقعہ کہ کسی مسلمان کو اس نے آگ میں جلا دیا ہے بہت مشہور ہو چکا تھا اور حضرت فاروقؓ بھی اس سے متاثر اور حقیقت دریافت کرنے کے مشتاق تھے) ان سے پوچھا کہ آپ کو اس شخص کا حال معلوم ہے جس کو مسیلمہ نے آگ میں جلا دیا ہے؟

ابو مسلم نے غایت ادب سے صرف اپنا نام لے کر عرض کیا کہ وہ شخص عبداللہ بن ثوب (یعنی خود) یہی ہے حضرت فاروق اعظم نے قسم دے کر فرمایا کہ کیا واقعی آپ ہی کو اس نے آگ میں ڈالا تھا.... انہوں نے بقسم عرض کیا کہ میں ہی اس کا صاحب واقعہ ہوں....

حضرت فاروقؓ یہ سن کر کھڑے ہو گئے اور ان سے معانقہ کیا.... پھر روتے رہے اور اپنے ساتھ لے گئے اور صدیق اکبرؓ کے اور اپنے درمیان بٹھلایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کہ اس نے مجھے اس وقت تک زندہ رکھا کہ اپنی آنکھوں سے میں نے ایسے شخص کی زیارت کر لی جس کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ کیا گیا تھا.... واللہ الہادی (ثمرات الاوراق)

ابن قیم رحمہ اللہ کا قول

خوف کے ثمرات میں سے ایک ثمرہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنی خواہشات نفسانی کو مٹا دیتا ہے اور لذات کو ختم کر دیتا ہے پھر اس کی معاصی کو مکروہ سمجھتا ہے.... (اعمال القلوب)

کھجور اور شہد

عجوہ کھجور جنت کے پھلوں میں سے ہے.... اور زہر کیلئے تریاق کی طرح ہے ربیع بن خثیم کہتے ہیں کہ میرے پاس زچہ کیلئے تازہ کھجور اور مریض کیلئے شہد کے سوا کوئی علاج نہیں اور ابوصالح فرماتے ہیں کہ چوتھے دن کے بخار کیلئے گھی اور شہد اور دودھ کو ہموزن ملا کر پیا جائے ایک حدیث میں ہے کہ بخار جہنم کی حرارت سے ہے اسے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کرلیا کرو.... حضرت علیؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ شہد میں برکت رکھی گئی ہے اور اس میں ہمہ قسم درد اور تکلیف کی شفا ہے ستر نبیوں نے اس میں برکت کی دُعاء دی ہے.... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی کو جو بھی تکلیف ہو وہ اپنی بیوی سے اس کے مہر میں سے تین درہم حاصل کرے ان کا شہد اور دودھ لیکر بارش کے پانی میں ملا کر پئے.... تو اللہ تعالیٰ اس سے خوشگوار لطافت اور شفا جمع کردیتے ہیں اور بارش کا پانی تو ہے ہی برکت والا.... (بستان العارفین)

زیب و زینت کی حد

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک عورت قبیلہ مزینہ کی زیب و زینت کے لباس میں (یعنی بناؤ سنگار کے ساتھ) مٹکتی ہوئی مسجد میں آئی.... تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو اپنی عورتوں کو زیب و زینت کے لباس پہن کر مسجد وغیرہ میں مٹکنے سے روکو.... کیوں کہ بنی اسرائیل پر اس وقت تک لعنت نہیں کی گئی جب تک ان کی عورتوں نے زیب و زینت کا لباس پہن کر مٹکنا اختیار نہیں کیا.... (رواہ ابن ماجہ)

علم سے مستفید ہونے کے شرائط

متعلم عالم کے کلام سے تب ہی مستفید ہوسکتا ہے جب اسمیں تین وصف موجود ہوں.... علم پر حریص ہو.... استاد کی تعظیم بجالانے والا ہو.... اس کے اندر تواضع ہو.... تواضع کے سبب علم اس کیلئے نفع بخش ثابت ہوگا بوجہ حرص کے علم کا استنباط کرتا رہیگا.... بوجہ تعظیم کے اساتذہ کی عنایات اس پر منعطف ہوتی رہیں گی.... (بستان العارفین)

اسلاف اور وقت کی قدردانی

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ نصیحت کہ صبح ہو جائے تو شام کے منتظر نہ رہ اور شام ہو جائے تو صبح کے منتظر نہ رہو.... اس حدیث سے ماخوذ ہے اور یہی اُمید کم سے کم کرنے کی انتہا ہے اور اسی کو دنیا سے بے رغبتی قرار دیا گیا ہے....

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وسفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول منقول ہے کہ دنیا سے بے نیازی وزہد کا مطلب ہے اُمید کم سے کم کرنا جس کی صبح ہو جائے وہ یہی سمجھے کہ اب شام کا منہ نہیں دیکھ سکے گا....

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین علماء کہیں اکٹھا ہوئے... ایک سے دریافت کیا گیا (دنیا میں زندگی سے متعلق) آپ کی کتنی اُمید ہے.... انہوں نے کہا: جو مہینہ آتا ہے.... میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں مر جاؤں گا.... بقیہ دونوں نے کہا یہ (تو بہت زیادہ) اُمید ہوئی.... دوسرے سے پوچھا گیا.... آپ کی کتنی اُمید رہتی ہے؟ انہوں نے کہا جو ہفتہ آتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں میری موت آجائے گی.... ان لوگوں نے کہا یہ (بھی) زیادہ ہے.... تیسرے سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: وہ کیا اُمید کرے گا جس کی جان دوسرے کے ہاتھ میں ہے؟

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطوان بن عمرو تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا (زندگی کے تعلق سے) کم سے کم اُمید کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: بس جتنی دیر ایک سانس چلتی ہے.... حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے جب یہ ذکر کیا گیا تو وہ رو پڑے اور کہا کہ حضرت عطوان موت سے بہت چوکنا رہتے تھے اس لیے فرمایا.... سانس چلنے تک یعنی وہ ڈرتے تھے کہ وہ سانس پوری ہونے سے پہلے ہی نہ مر جائیں....

حضرت حبیب ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ روزانہ وصیت کر دیا کرتے تھے (جیسے موت کے وقت کی جاتی ہے) کہ کون انہیں غسل دے گا وغیرہ وغیرہ اور صبح شام رویا کرتے تھے.... ان کی بیوی سے رونے کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں کہ شام ہوئی تو شاید صبح نہ ہو اور صبح ہو گئی تو شاید شام نہ ہو....

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ جب سونے کا ارادہ کرتے تھے تو گھر والوں سے کہتے تھے.... میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں.... شاید یہ موت ہی ہو اور میں دوبارہ نہ اُٹھوں....

حضرت بکر مزنی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ جو کر سکے وہ یہ ضرور کرے کہ سوتے

وقت اپنا وصیت نامہ لکھا ہوا اپنے سر کے پاس رکھ لے کیونکہ یہ ہو سکتا ہے وہ سو تو دنیا والوں کے ساتھ رہا ہے اور صبح آنکھ آخرت والوں میں کھلے....

مکہ مکرمہ میں ایک عبادت گزار عورت کی حالت یہ تھی کہ جب شام ہوتی تو وہ کہتی آج کی رات تو تمہاری ہے اس کے بعد کوئی اور رات تمہارے حصے میں نہیں ہے اور جب صبح ہوتی تو کہتی آج کا دن تو تمہارا ہے اس کے بعد تمہارے حصے میں کوئی اور دن نہیں ہے یہ کہہ کر انتہائی محنت سے عبادت میں لگ جاتی....

حضرت بکر مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے....اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری نماز تمہارے لیے نفع بخش ثابت ہو تو یہ سمجھ کر پڑھو کہ شاید اس کے بعد کوئی اور نماز پڑھنے کو نہ ملے....

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے ماخوذ ہے کہ اس شخص کی طرح نماز پڑھو جو رخصت ہو رہا ہے (یعنی آخری نماز سمجھ کر) (وقت ایک عظیم نعمت)

بڑوں کو سردار بنانا

حضرت حکیم بن قیس بن عاصمؒ کہتے ہیں کہ ان کے والد حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت اپنے بیٹوں کو یہ وصیت فرمائی:

''اللہ سے ڈرتے رہنا اور اپنے بڑے کو سردار بنانا کیونکہ جب کوئی قوم اپنے بڑے کو سردار بناتی ہے تو وہ اپنے آباؤ اجداد کی ٹھیک طرح جانشین بنتی ہے اور جب وہ اپنے سب سے چھوٹے کو سردار بناتی ہے تو اس سے ان کا درجہ برابر والوں کی نگاہ میں کم ہو جاتا ہے اپنے پاس مال رکھو اور اسے حاصل کرو کیونکہ مال سے کریم اور سخی آدمی کو شرافت ملتی ہے اور اسی کے ذریعہ سے انسان کمینے اور کنجوس آدمی کا ضرورت مند نہیں رہتا اور لوگوں سے کچھ نہ مانگنا کیونکہ یہ انسان کے لئے کمائی کا سب سے ادنیٰ اور گھٹیا ذریعہ ہے (جسے سخت مجبوری میں ہی اختیار کرنا چاہئے) جب میں مر جاؤں تو مجھ پر نوحہ نہ کرنا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی نے نوحہ نہیں کیا تھا اور جب میں مر جاؤں تو مجھے کسی ایسی جگہ دفن کرنا جس کا قبیلہ بنو بکر بن وائل کو پتہ نہ چل سکے (تاکہ وہ میری قبر کے ساتھ کوئی نامناسب حرکت نہ کر سکیں) کیونکہ میں زمانہ جاہلیت میں ان کو غافل دیکھ کر ان پر چھاپے مارا کرتا تھا''....(حیاۃ الصحابہ)

شیطان کا ایک مخفی کید

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ساری موجودات میں علم سے اشرف کوئی چیز نہیں اور کیوں نہ ہو جبکہ وہی رہبر ہے اور جب نہ ہوگا تو لوگ راستہ بھٹک جائیں گے.....

شیطان کا ایک مخفی کید یہ ہے کہ وہ انسان کے سامنے عبادت کی خوبیاں اس لیے بیان کرتا ہے تا کہ افضل العبادات علم سے اس کا رُخ پھیر دے... حتیٰ کہ اس نے ایک جماعت کو ایسا بہکایا کہ انہوں نے اپنے حدیث کے مجموعوں کو دفن کرادیا یا سمندر میں پھینکوادیا... چنانچہ ایسا واقعہ بہت سے لوگوں کو پیش آیا... میں ان سے حسن ظن رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ ممکن ہے ان مجموعوں میں (حدیث کے علاوہ) خود ان کی بھی رائے لکھی ہوگی جس کا شائع ہونا انہیں پسند نہ تھا ورنہ اگر صرف صحیح اور مستند احادیث ہی ہوتیں جن سے کسی خرابی کا اندیشہ نہ ہوتا تو ان کا پھینکنا مال کو ضائع کرنا ہے جو جائز نہیں ہے.....

اسی طرح اس کی چال میں صوفیاء کی ایک جماعت بھی پھنس گئی.... حتیٰ کہ انہوں نے اپنے تلامذہ کو حدیث لکھنے سے منع کر دیا اور حتیٰ کہ جعفر خلدی نے بیان کیا کہ اگر مجھ کو صوفیاء اجازت دے دیں تو میں دنیا بھر کی سندیں بیان کردوں لیکن میں نے ابوالعباس دوری کی ایک مجلس کی روایات لکھیں تو مجھ سے ایک صوفی نے ملاقات کی اور کہا:

دَعْ عِلْمَ الْوَرَقِ وَعَلَيْكَ بِعِلْمِ الْخِرَقِ.....

''کتابوں کا علم چھوڑ دو اور دل کو شکستہ کرنے والا علم حاصل کرو....''

اور میں نے ایک صوفی کے پاس دوات دیکھی تو دوسرے صوفی نے اس سے کہا.... اپنی ستر چھپاؤ اور شبلی کا یہ شعر پڑھتے ہیں:

إِذَا طَالَبُوْنِیْ بِعِلْمِ الْوَرَقِ بَرَزْتُ عَلَيْهِمْ بِعِلْمِ الْخِرَقِ.....

''جب لوگوں نے مجھ سے کتابی علم کا مطالبہ کیا تو میں نے دل کو شکستہ کرنے والا علم ان کے سامنے پیش کیا....''

حالانکہ یہ شیطان کا ایک مخفی حیلہ ہے اور واقعی اس نے ان صوفیاء کے متعلق اپنا گمان سچ کر دکھایا اور شیطان نے جو یہ سب کیا اور ان کے سامنے ان باتوں کی خوبیاں بیان کیں.... اس میں شیطان کی دو خواہش تھی....

ایک یہ کہ لوگ ظلمت میں چلتے رہیں.... دوسری یہ کہ علم کی تلاش جو ہر روز عالم کے علم میں اضافہ کرتی ہے مخفی باتوں کو کھولتی ہے.... ایمان اور معرفت کو قوت بخشتی ہے اور عالم کے راستوں کی بہت سی خرابیاں واضح کرتی ہے خصوصاً جبکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی راہ پر نظر رکھے....

اس کے لیے اس نے اپنی چال کے ذریعے اس راستہ کو بند کرنا چاہا اور ظاہر یہ کیا کہ مقصود عمل ہے نہ کہ علم حالانکہ دھوکہ کھا جانے والوں نے یہ نہ سوچا کہ علم خود بہت بڑا عمل ہے....

پس شیطان کے اس خفیہ فریب سے بچو کیونکہ علم ہی سب سے بڑی بنیاد ہے اور روشنی کا بہت بڑا مینار ہے....

یاد رکھو! کبھی ورقوں کا اُلٹنا صوم و صلوٰۃ اور حج وغزوہ سے افضل ہو جاتا ہے.... کتنے علم سے اعراض کرنے والے اپنی عبادت میں لگ کر خواہش نفسانی کے عذاب میں مبتلا ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو نفل میں لگ کر فرائض کے تارک ہیں اور افضل.... بزعم خویش.... میں مشغول ہو کر واجبات سے محروم ہیں.... اگر ان کے پاس نورِ علم کا چراغ ہوتا تو سیدھے راستے پر رہتے....

میری باتوں پر غور کرو راہِ صواب پا جاؤ گے.... ان شاء اللہ (صید الخاطر)

تربیت اہلیہ

اپنی اہلیہ کے ساتھ حسن سلوک کا اہتمام کیا جائے.... اس بے چاری نے اپنے ماں باپ.... بہن بھائی اور دوسرے رشتہ داروں کو چھوڑ کر تم کو اختیار کیا ہے.... لہٰذا یہ تمام محبتیں تمہاری جانب سے اس کو ملنا چاہئیں.... اس کی ایذاء پر صبر کرو گے.... تو اجرِ عظیم پاؤ گے.... اس کے ناروا سلوک کی اصلاح.... تمہارے غیظ و غضب سے نہیں ہو سکتی.... بلکہ اس کا تیر بہدف نسخہ یہ ہے کہ اس وقت اپنے غصے کو پی جاؤ.... پھر نرمی اور ہمدردی سے اس کی غلطی کی نشاندہی کرو.... اگر اس میں ذرا بھی سلامتی ہے.... تو تمہاری اس نصیحت کو وہ قبول کر کے.... اپنی اصلاح کر لے گی....

مزاحاً فرمایا کہ.... آپ کی اصل مصلح آپ کی بیوی ہے.... اس سے اپنے اصلاح یافتہ ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لو.... تو یقیناً یہ پکی سند ہے.... (یادگار باتیں)

ایک پریشان حال ماں بیٹی کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے گفتگو

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں لوگوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے رات کے وقت گشت کیا کرتے تھے.... اگر کسی کے بارے میں پتہ چلتا کہ فلاں شخص فقر و فاقہ کی حالت میں ہے تو اس کی مدد فرماتے.... اگر یہ پتہ چلتا کہ فلاں شخص کسی مصیبت کا شکار ہے تو اس سے اس کی مصیبت دور فرماتے.... اور اگر کوئی غلط کام کرتا ہوا نظر آتا تو اس کی اصلاح فرماتے.... ایک دن اسی طرح آپ تہجد کے وقت مدینہ کی گلیوں میں گشت فرما رہے تھے کہ ایک گھر سے دو عورتوں کی باتیں کرنے کی آواز آئی.... آواز سے اندازہ ہوا کہ ایک عورت بوڑھی ہے اور ایک جوان ہے.... وہ بوڑھی عورت جوان عورت سے جو اس کی بیٹی تھی.... یہ کہہ رہی تھی کہ بیٹی! یہ دودھ جو تم نے نکالا ہے اس میں پانی ملا دو تاکہ یہ زیادہ ہو جائے اور پھر اس کو فروخت کر دینا.... بیٹی نے جواب دیا: امیر المومنین حضرت فاروق عظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ کوئی دودھ بیچنے والا دودھ میں پانی نہ ملائے.... اس لئے ہمیں نہیں ملانا چاہئے.... جواب میں ماں نے کہا کہ بیٹی! امیر المومنین یہاں بیٹھے ہوئے تو نہیں ہیں.... اگر تم نے پانی ملا دیا تو وہ کونسا تمہیں دیکھ لیں گے.... وہ تو اپنے گھر میں ہوں گے.... اس وقت رات کا اندھیرا ہے.... کوئی دیکھنے والا تو ہے نہیں.... اس لئے ان کو کیسے پتہ چلے گا کہ تم نے پانی ملا دیا ہے.... جواب میں بیٹی نے کہا: اماں جان! امیر المومنین تو نہیں دیکھ رہے ہیں لیکن امیر المومنین کا حاکم یعنی اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے.... اس لئے میں یہ کام نہیں کروں گی....

دروازے کے باہر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ساری گفتگو سن رہے تھے.... جب صبح ہوئی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معلومات کرائی کہ یہ کون خاتون ہیں اور یہ بیٹی کون ہیں؟

معلومات کرانے کے بعد اس لڑکی کے ساتھ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح کا پیغام بھیجا.... اور اس سے اپنے بیٹے کی شادی کروائی.... اس نکاح

نتیجہ یہ ہوا کہ اس خاتون کے خاندان میں ان کے نواسے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے.... جو مسلمانوں کے پانچویں خلیفہ راشد کہلاتے ہیں.... بہر حال.... یہ بات اس لڑکی کے دل میں پیدا ہوئی کہ اگر چہ امیر المومنین تو نہیں دیکھ رہے ہیں.... لیکن اللہ دیکھ رہا ہے.... جبکہ خلوت اور تنہائی ہے اور رات کی تاریکی ہے.... کوئی اور دیکھنے والا نہیں ہے .... لیکن اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے.... پس اسی کا نام "تقویٰ" ہے.... (درکامل)

حالات وشہادت.... حضرت ابوعمرہ رضی اللہ عنہ

نام ونسب: بشیر نام ہے.... ابوعمرہ کنیت.... قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے ہیں.... سلسلہ نسب یہ ہے بشیر بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول (عامر) بن مالک بن نجار.... والدہ کا نام کبشہ بنت ثابت تھا.... قبیلہ نجار سے تھیں اور حضرت حسان بن ثابتؓ کی ہمشیرہ تھیں....

اسلام: بیعت عقبہ میں مشرف باسلام ہوئے....

غزوات: بدر.... احد اور تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی.... بدر یا احد میں اپنے بھائیوں کے ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے فی کس ایک حصہ اور گھوڑے کو دو حصے مرحمت فرمائے....

معرکہ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے.... ایک روایت میں ہے کہ اس جنگ میں ایک لاکھ درہم سے اعانت بھی کی تھی....

وفات: .... میدان میں پہنچے تو بایں ہمہ پیرانہ سالی میں تیر چلائے اور پھر خود روزہ کی حالت میں جام شہادت نوش فرمایا....

اولاد: دو لڑکے چھوڑے.... بیوی کا نام معلوم نہیں.... مقوم بن عبدالمطلب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے.... ان کی بیٹی تھیں.... (سیر صحابہ)

مقدمہ میں کامیابی

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○ (پارہ ۱۵)

مقدمہ کی کامیابی کیلئے روزانہ کسی بھی نماز کے بعد ۱۳۳ دفعہ پڑھیں....

حق پر ہو تو پڑھے.... ناحق پڑھنے والا خود مصیبت میں گرفتار ہو سکتا ہے.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

بیویوں سے حُسن سلوک کیلئے اللہ تعالیٰ کی سفارش

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں.... وعاشروھن بالمعروف.... اے دنیا کے انسانو! تمہارا پیدا کرنے والا تمہیں ہدایت دے رہا ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ.... اللہ تعالیٰ کی سفارش کو جو رد کرتا ہے اس سے زیادہ بے حسن اور بے عقل کون ہو سکتا ہے....

حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنے کی سفارش فرمائی ہے.... اگر ایس پی کی ڈی آئی جی کی کمانڈر انچیف کی سفارش آ جائے کہ دیکھو تمہاری بیوی جو ہے میری بیٹی کی سہیلی ہے ساتھ پڑھتی تھی.... اگر تم نے اپنی بیوی کو ستایا تو میں ڈی آئی جی ہوں.... کمانڈر انچیف ہوں.... کمشنر ہوں تو وہ آدمی کیا کہتا ہے کہ دیکھو بیگم خیال رکھنا.... کوئی تکلیف تو نہیں ہے آپ کو.... دیکھو خدا کے لئے ڈی آئی جی صاحب سے کچھ نہ کہنا.... اللہ تعالیٰ سفارش نازل فرما رہے ہیں اپنی بندیوں کے حقوق میں وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ.... اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ.... تمہاری بیوی تو ہے مگر میری بندی بھی ہے ذرا اس کا خیال رکھنا.... خدا تم سے سفارش کر رہا ہے کہ اے میرے بندو میری بندیوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا....

عارف باللہ حضرت حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ اپنے ایک وعظ میں فرماتے ہیں.... کہ وہ مرد نہایت بے غیرت ہے جو اللہ تعالیٰ کی سفارش کو رد کرتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے اتنا تنگ کرتا ہے کہ ان کے کلیجے منہ کو آ جاتے ہیں تو وہ پچھتاتی ہیں خصوصاً جب کہ داڑھی والا.... نمازی جس کی اشراق و تہجد قضا نہ ہو جب یہ مارتا ہے ڈانٹتا ہے اور بے جا تکلیف دیتا ہے تب اس کے دل میں یہی آتا ہے کہ اس سے اچھا تو وہ پتلون والا ہے جو اپنی بیوی کو آرام سے رکھتا ہے جب پڑوس میں دیکھتی ہے کہ ایک پتلون والا اپنی بیوی سے نہایت اچھے سلوک سے پیش آتا ہے تو اس کے دل سے آہ نکل جاتی ہے کہ یا اللہ اس سے اچھا تو وہ ہے.... کاش کہ یہ داڑھی والا مجھے نہ ملا ہوتا.... اپنے بُرے اخلاق سے ہم اپنی داڑھیوں سے انہیں نفرت دلاتے ہیں.... داڑھی رکھنے کے بعد.... صالحین کی وضع کے بعد روزہ نماز کے بعد.... اللہ والوں سے تعلق کے بعد ہماری ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے تاکہ ہماری عورتوں کو دین کا شوق بھی پیدا ہو.... اپنی بیویوں سے اتنے اچھے اخلاق سے پیش آیئے کہ وہ سارے محلہ میں کہیں کہ ارے کسی اللہ والے سے تم نے شادی

کی ہوتی.... کسی نمازی اور بزرگوں سے تعلق رکھنے والے سے تم نے نکاح کیا ہوتا.... ایسے اخلاق سے پیش آیئے کہ وہ آپ کی داڑھی کا "پرچار" کرے... غرض میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ جنہوں نے اپنی بیویوں کو ستایا وہ ایسے سخت عذاب میں مبتلا ہوئے کہ کچھ بیان نہیں کر سکتا.... اللہ پاک ہم سب کو حسن سلوک کی توفیق عطا فرمائیں.... آمین! (مواعظ درد محبت)

حیات مستعار کی قدر کرو

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا عبدالغفور عباسی نقشبندی مجددی رحمہ اللہ نے فرمایا:

یہ دنیا فانی ہے.... حیات مستعار ہے.... چند لحظات ہے اس کی قدر کرو.... ایک حقوق اللہ فی الاوقات ہیں جیسے صلوٰۃ جو مقررہ وقت پر پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جاتی ہے اور صوم اور زکوٰۃ اور حج یہ سب عبادات اپنے اپنے اوقات پر ادا ہوں گی....

دوسرا حق الوقت ہے.... وقت کا حق ہوتا ہے یہ اگر گزر گیا تو پھر اس کا عود آنا ناممکن ہے.... (یعنی وقت کا حق یہ ہے کہ اسے ضائع نہ کیا جائے.... اسے عبادات میں صرف کیا جائے ہر وقت کے لیے کوئی دین یا دنیا کا جائز کام مقرر ہونا چاہیے اور مقررہ وقت پر ہر کام انجام پانا چاہیے اس لیے نظام الاوقات بنانا ضروری ہے)....

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نماز را بحقیقت قضا بود لیکن
نماز صحبت یار را قضا نخواہد بود

صالحین کی صحبت میں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اگر وقت گزر گیا تو یہ شکر کے لائق ہے.... اور اگر (خدانخواستہ) وقت معصیت میں گزر گیا تو اس کا حق یہ ہے کہ توبہ کرو.... وقت کی قدر کرو.... گزرا ہوا وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا.... توبہ کرلو....

الوقت سیف اما ان تقطع او یقطعک

یعنی یہ وقت تلوار کی مانند ہے یا وہ تجھے کاٹے گا یا تو اس کو کاٹے گا.... اس وقت کو غنیمت سمجھو.... تمام گناہوں سے پختہ توبہ کرو.... توبہ صرف زبان سے نہ ہو بلکہ تمام اعضاء کو شریعت کا پابند کرنا ہے.... (وقت ایک عظیم نعمت)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک خطیب کو تنبیہ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک صاحب مسجد نبوی میں آ کر وعظ کیا کرتے تھے.... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ مسجد نبوی سے بالکل متصل تھا.... اگر چہ اس زمانے میں لاؤڈ سپیکر نہیں تھا.... مگر وہ صاحب بلند آواز سے وعظ کرتے تھے.... ان کی آواز حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کے اندر پہنچتی.... آپ اپنی عبادات تلاوت ذکر واذکار یا دوسرے کاموں میں مشغول ہوتیں اور ان صاحب کی آواز سے آپ کو تکلیف پہنچتی.... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھجوایا کہ یہ ایک صاحب اس طرح میرے حجرے کے قریب آ کر وعظ کرتے ہیں.... مجھے اس سے تکلیف ہوتی ہے.... آپ ان سے کہہ دیں کہ وعظ کسی اور جگہ پر جا کر کریں.... یا آہستہ آواز سے کریں..... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان صاحب کو بلایا.... اور ان کو سمجھایا کہ آپ کی آواز سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تکلیف ہوتی ہے.... آپ اپنا وعظ اس جگہ پر بند کر دیں.... چنانچہ وہ صاحب رک گئے.... مگر وہ صاحب وعظ کے شوقین تھے.... چند روز کے بعد دوبارہ وعظ کہنا شروع کر دیا.... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع ملی کہ انہوں نے دوبارہ وعظ کہنا شروع کر دیا ہے.... آپ نے دوبارہ ان کو بلایا.... اور فرمایا کہ اب میں تم کو آخری مرتبہ منع کر رہا ہوں.... اب اگر آئندہ مجھے اطلاع ملی کہ تم نے یہاں آ کر وعظ کہا ہے تو یہ لکڑی کی چھڑی تمہارے اوپر توڑ دوں گا.... یعنی اتنا ماروں گا کہ تمہارے اوپر یہ لکڑی ٹوٹ جائے گی.... (اصلاحی خطبات ج ۸)

زوجین کی محبت کیلئے وظیفہ

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً.... اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (سورۃ روم:۲۱)

اگر میاں بیوی میں اختلاف ہے.... آپس میں محبت نہیں ہے تو اس آیت کو ۹۹ دفعہ کسی مٹھاس پر ۳ دن پڑھ کر دم کریں اور دونوں کھائیں.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

تصحیح نیت

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے...... ایک خط میں لکھا تھا...... کہ جتنے بھی دن کے کام ہیں اگر ان میں نیت سیدھی ہو جائے...... تو سب کے سب عبادت ہو جائیں.... (ارشادات مفتی اعظم)

برکت کی صورتیں

برکت کے کئی معنے آتے ہیں...... برکت کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ...... شی کسی طور پر دوگنی چوگنی ہو جائے....

برکت یہ ہے کہ اولاد بڑھ جائے...... یا رزق بڑھ جائے...... یا حالات بہتر سے بہتر ہو جائیں اور اس میں برکت ہو......

اولاد میں برکت کے معنی یہ ہیں کہ...... ان کی عدد بڑھ جائے گی...... یا اتنے ہی مال سے ضرورت پوری ہو جائے...... اگر چہ وہ برکت محسوس نہ ہو مگر...... ہوتی ضرور ہے....

اور کبھی برکت کے معنی یہ بھی آتے ہیں کہ...... شے تو اتنی ہی رہے...... مگر بہت سے لوگوں کو کافی ہو جائے...... تو یہاں پر عدداً تو کوئی چیز نہیں بڑھی...... البتہ کیفیتاً بڑھ گئی...... یعنی اتنی مقدار جو دو آدمی کے لئے ناکافی تھی...... مگر دس آدمی کیلئے کافی ہو گئی...... اور کبھی برکت کے یہ معنی آتے ہیں کہ کھانے کے مفاد ظاہر ہو جائیں...... یعنی اس کے کھانے سے صحت و قوت و فرحت وغیرہ بڑھ جائے...... تو اس میں نہ عدد بڑھی نہ مقدار بڑھی...... مگر اضافی طور پر برکت یہ ہوئی کہ کھانے کا مفاد ظاہر ہو گیا.... (خطبات حکیم الاسلام)

حقیقت غصہ

غصہ فی نفسہ...... غیر اختیاری ہے...... لیکن اس کے اقتضاء پر...... عمل کرنا اختیاری ہے...... اس لئے اس کا ترک بھی اختیاری ہے...... اور اختیاری کا علاج...... بجز استعمال اختیار کے کچھ نہیں...... گو اس میں کچھ تکلف و مشقت...... بھی ہو اسی استعمال کی تکرار اور مداومت سے...... وہ اقتضاء ضعیف ہو جاتا ہے...... اور اس کے ترک میں...... زیادہ تکلف نہیں ہوتا...... البتہ اس اختیار کے استعمال میں...... کبھی قدرے تکلف ہوتا ہے.... (خطبات مسیح الامت)

دو بزرگوں کے مثالی نکاح

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے خاندانی دستور کے مطابق اپنی سب سے بڑی دو بچیوں کی نسبت مولانا محمد یوسف صاحب اور مولانا انعام الحسن رحمہما اللہ سے طے فرمادی تھی' فرماتے ہیں.....: ''چچا جان (مولانا محمد الیاس صاحب) نور اللہ مرقدہٗ ہر سال مدرسہ مظاہر العلوم کے سالانہ جلسے میں شنبہ کی شام کو تشریف لایا کرتے تھے' حسب معمول مغرب کے وقت تشریف لائے اور فرمایا: ''ہمارے یہاں میوات میں جلسوں میں نکاحوں کا دستور پڑ گیا ہے' کل کے جلسے میں حضرت مدنی رحمہ اللہ سے یوسف وانعام کا نکاح پڑھوا دوں؟'' میں نے کہا: ''شوق سے ضرور پڑھوا دیجیے' مجھ سے کیا پوچھنا؟'' عشاء کی نماز کے کچھ دیر بعد میں نے اہلیہ مرحومہ اور دونوں بچیوں کے کان میں ڈال دیا کہ چچا جان کا ارادہ یہ ہے کہ کل کے جلسے میں دونوں بچیوں کا نکاح پڑھوا دیں.... میری اہلیہ مرحومہ نے (اس کے لفظ مجھے خوب یاد ہیں) کہا: ''تم دو چار دن پہلے کہتے تو میں ایک جوڑا تو ان کے لیے سلوا دیتی....''

جامع مسجد آتے ہوئے حضرت مدنی رحمہ اللہ سے میں نے عرض کر دیا کہ ''یوسف' انعام کا نکاح پڑھنے کے لیے چچا جان فرما رہے ہیں....'' حضرت نے بہت ہی اظہار مسرت فرمایا' کہا: ''ضرور پڑھوں گا' ضرور پڑھوں گا....''

فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ اپنی اور اپنی اولاد کی شادی کا حال فرمایا کرتے تھے کہ ''جب میری شادی ہوئی تو ''بارات'' میں صرف حضرت والد صاحب' میں اور ایک مجھ سے چھوٹے بھائی تھے جن کی عمر اس وقت تقریباً دس سال تھی' گویا بارات میں بشمولیت دولہا ڈھائی آدمی تھے....'' جیسی سادگی بارات میں تھی' ویسی ہی سسرال والوں کی طرف سے تھی..... بالکل سادگی کے ساتھ نکاح ہو گیا....''

حضرت نے اپنے تینوں صاحبزادوں اور دونوں صاحبزادیوں کی شادی بھی سنت کے مطابق فرمائی.... یہاں تک رشتہ کے ابتدائی معاملات طے کرنے میں بھی فضیلت اور عزیمت پر عمل کیا....امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں ایک مستقل باب اس پر قائم فرمایا ہے کہ نیک لوگوں کو اپنی بیٹی یا بہن کا رشتہ پیش کرنا چاہیے اور اس باب میں حضرت عمر' حضرت عثمان اور

حضرت امِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واقعات ذکر فرمائے ہیں.... حضرت فقیہ العصر رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ صحیح بخاری کی تدریس کے زمانے میں جب یہ باب پڑھاتا اور یہ واقعات نظر سے گزرتے تو اس کا خیال آتا رہا کہ یہ فضیلت ضرور حاصل کی جائے' چنانچہ بڑی بچی کے رشتہ سے متعلق کچھ باتیں سننے میں آئیں اور اندازہ ہوا کہ فلاں جگہ سے بچی کے لیے رشتہ کا پیغام آئے گا' تو میں نے عمل بالحدیث کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے از خود پیشکش کر دی اور لڑکے کے دادا اور نانا سے رشتہ کے بارے میں بالمشافہ کہہ دیا' چھوٹی بچی کی شادی کے سلسلہ میں بھی دوسری ہمشیرہ صاحبہ نے اپنے صاحبزادہ کے لیے رشتہ مانگا' حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس پسندیدگی کا اظہار فرمایا لیکن مجھے بھانجے میں صلاحیت کے آثار نظر نہ آئے تو میں نے ایک دوسرے لڑکے کا انتخاب کر لیا' جسے اس رشتہ کا وہم وگمان بھی نہ تھا' چونکہ اس لڑکے کا کوئی ولی نہیں تھا اس لیے میں نے خود لڑکے کو بلا کر اس سے کہہ دیا....

ایک مولوی صاحب کی صاحبزادی کی مجلس نکاح میں حضرت والا رحمہ اللہ کے بننے والے داماد بھی شریک تھے' جن سے صاحبزادی کی نسبت تو طے پا گئی تھی مگر تا حال شادی کی کوئی تاریخ متعین نہیں ہوئی تھی.... حضرت والا نے بارات والے دولہا کا نکاح پڑھانے کے بعد ''دولہا بے بارات'' کو بلا کر فرمایا: ''بیٹھ جائیے' آپ کے نکاح کا معاملہ بھی ساتھ ہی نمٹا دوں'' ان سے اپنی صاحبزادی کا نکاح پڑھا دیا' نکاح سے پہلے نہ گھر کے اندر کسی کو اس کا علم تھا نہ باہر.... بعد میں فرمایا: ''میں نے یہ طریقہ اس لیے اختیار کیا کہ مولوی صاحب اپنی صاحبزادی کے سلسلے میں کئی روز سے پریشان نظر آ رہے تھے' بار بار مجھ سے مشورے کرتے تھے' میں نے عمل سے ثابت کر دیا کہ نکاح کرنا بہت آسان کام ہے' جسے لوگوں نے فضول رسموں اور خرافات میں پڑ کر بہت مشکل بنا رکھا ہے....''

حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کے دل میں احیاء سنت کا جذبہ جاگ اٹھتا ہے اور ان کے ایمانی احساسات بیدار ہو جاتے ہیں ان کے لیے قومیت اور لسانیت' امیری اور غریبی' کسی کی رضامندی یا ناراضگی سب چیزیں ہیچ ہو جاتی ہیں اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور اطاعت ہی سب سے بڑا معیار بن جاتی ہیں.... اللہ کرے کہ پوری امت میں یہ جذبہ اور احساس جاگ اٹھے۔ آمین (آپ بیتی)

جو کرنا ہے ابھی کرلو

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی فرماتے ہیں ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب قدس اللہ سرہ ہم لوگوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جوانی دی ہے.... صحت دی ہے.... فراغت دی ہے اس کو کام میں لے لو اور جو کچھ کرنا ہے اس وقت کرلو.... عبادتیں اس وقت کرلو.... اللہ کا ذکر اس وقت کرلو.... اس وقت گناہوں سے بچ جاؤ.... پھر جب بیمار ہو جاؤ گے یا ضعیف ہو جاؤ گے تو اس وقت کچھ بن نہیں پڑے گا اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے کہ:

ابھی تو ان کی آہٹ پر میں آنکھیں کھول دیتا ہوں
وہ کیسا وقت ہوگا جب نہ ہوگا یہ بھی امکان میں

اس وقت اگر دل بھی چاہے گا کہ آخرت کا کچھ سامان کرلوں لیکن اس وقت ممکن نہیں ہوگا کہ نہیں کرسکو گے.... (اصلاحی خطبات)

ایمان کے بعد سب سے پہلا فرض ستر پوشی ہے

مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: شریعت اسلام جو انسان کی ہر صلاح وفلاح کی کفیل ہے.... اس نے ستر پوشی کا اہتمام اتنا کیا کہ ایمان کے بعد سب سے پہلا فرض ستر پوشی کو قرار دیا.... نماز وروزہ وغیرہ سب اس کے بعد ہیں....

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص نیا لباس پہنے تو اس کو چاہئے کہ لباس پہننے کے وقت یہ دعا پڑھے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ...."

ترجمہ: "یعنی شکر اس ذات کا جس نے مجھے لباس پہنا دیا جس کے ذریعہ میں اپنے ستر کا پردہ کروں اور زینت حاصل کروں...."

اور فرمایا کہ جو شخص نیا لباس پہننے کے بعد پرانے لباس کو غرباء ومساکین پر صدقہ کردے تو وہ اپنی موت وحیات کے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری اور پناہ میں آگیا....

(معارف القرآن جلد ۳ صفحہ ۵۳۴)

اعتراف قصور

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھ کو ایک ایسا معاملہ پیش آیا جس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی ضرورت تھی.... میں نے بھی دعاء کی اور میرے ساتھ ایک دیندار عابد بھی دعاء کرتے رہے.... جب قبولیت کا اثر ظاہر ہوا تو میرے نفس نے کہا کہ یہ قبولیت اس عابد بندے کی دعاء کے سبب ہوئی ہے نہ کہ تمہاری دعاء سے.... میں نے کہا کہ بیشک میں اپنے اندر ایسے گناہ اور کوتاہیوں کو پاتا ہوں جو قبولیت دعاء میں مانع ہو سکتے ہیں مگر ممکن ہے میری ہی دعاء قبول ہوئی ہو جس کی وجہ یہ ہوئی ہو کہ وہ نیک عابد اپنے متعلق عجز و قصور کا وہ اعتراف نہ رکھتے ہوں جو میں رکھتا ہوں اس لیے کہ میرے پاس اپنے قصور کا اعتراف ہے اور ممکن ہے ان کے پاس اپنے معاملہ پر ناز ہو اور بسا اوقات اعتراف قصور سے حوائج زیادہ بر آتے ہیں....

اگرچہ ہم اور وہ دونوں خدا کے فضل ہی کی بنیاد پر سوال کر رہے تھے اپنے اعمال کی بنیاد پر نہیں لیکن جب میں انکسار کے ساتھ اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے اس کے دربار میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اپنے فضل سے عطاء فرمایئے تو میرے سوال میں کوئی ایسا جز نہیں تھا جس کی بنیاد پر میری دعا قبول نہ کی جاتی اور یہ ممکن ہے کہ انہوں نے اپنے حسن عمل پر بھی نگاہ ڈالی ہو جو قبولیت میں رکاوٹ کا سبب ہو سکتا ہے.... لہٰذا اے نفس! مجھ کو مزید مت توڑ کیونکہ مجھ کو اپنا کسر و قصور کافی ہے اور میرے پاس ایسا علم موجود ہے جو اللہ تعالیٰ کا ادب اور اعتراف قصور سکھلائے اور اپنے مطلوب کی احتیاج اور خدا تعالیٰ کے فضل کا یقین بتلا وے جو ممکن ہے اس عابد کے پاس نہ ہو.... اللہ تعالیٰ اس عابد کی عبادت میں برکت عطا فرمادے اس لیے مجھے اُمید ہے کہ میرا اعتراف قصور زیادہ مقبول ہوا ہوگا.... (صید الخاطر)

اللہ سے خوف کرنے کا حکم

اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہر مسلمان پر واجب ہے کیونکہ اسی وجہ سے انسان اپنی منازل پر چڑھتا ہے اور اس کیلئے نائل للقلب ہے ایسا کرنا ہر مسلم پر فرض ہے.... جیسا کہ ابن قیم کا قول ہے کہ اللہ سے ڈرنا واجب ہے اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا وہ گناہگار ہے....

اللہ سے ڈرنے کے متعلق قرآن پاک میں بہت ساری آیات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ سے ڈرنا چاہئے اور تمام انبیاء کو بھی اسی چیز کی تبلیغ دی گئی کہ لوگوں کو مجھ سے ڈراؤ.... (اعمال القلوب)

غزوہ اُحد میں دو صحابہ کی عجیب دعائیں

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے سعد آؤ مل کر دعا کریں.... ہر شخص اپنی ضرورت کے موافق دعا کرے دوسرا آمین کہے کہ یہ قبول ہونے کے زیادہ قریب ہے چنانچہ دونوں حضرات نے ایک کونے میں جا کر دعا فرمائی....

اول حضرت سعدؓ نے دعا کی یا اللہ جب کل کو لڑائی ہو تو میرے مقابلہ میں ایک بڑے بہادر کو مقرر فرما جو سخت حملہ والا ہو وہ مجھ پر سخت حملہ کرے اور میں اس پر زوردار حملہ کروں.... پھر مجھے اس پر فتح نصیب فرما کہ میں اس کو تیرے راستے میں قتل کروں اور اس کی غنیمت حاصل کروں.... حضرت عبداللہ نے آمین کہی اور اس کے بعد حضرت عبداللہؓ نے دعا کی.... اے اللہ کل کو میدان میں ایک بہادر سے مقابلہ کرا جو سخت حملہ والا ہو.... میں اس پر شدت سے حملہ کروں.... وہ بھی مجھ پر زور سے حملہ کرے اور پھر وہ مجھے قتل کر دے پھر میرے ناک کان کاٹ لے.... پھر قیامت میں جب تیرے حضور پیشی ہو تو کہے کہ عبداللہ تیرے ناک.... کان کیوں کاٹے گئے.... میں عرض کروں یا اللہ تیرے اور تیرے رسول کے راستے میں کاٹے گئے پھر تو کہے کہ سچ ہے میرے ہی راستے میں کاٹے گئے.... حضرت سعدؓ نے آمین کہی....

دوسرے دن لڑائی ہوئی اور دونوں حضرات کی دعائیں اسی طرح سے قبول ہوئیں جس طرح مانگی تھیں.... سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جحش کی دعا میری دعا سے بہتر تھی.... میں نے شام کو دیکھا کہ ان کے ناک کان ایک تاگے میں پروئے ہوئے ہیں.... احد کی لڑائی میں ان کی تلوار بھی ٹوٹ گئی تھی.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک ٹہنی عطا فرمائی جوان کے ہاتھ میں جا کر تلوار بن گئی اور عرصہ تک بعد میں رہی اور دو سو دینار کو فروخت ہوئی.... (اصابہ) دینار سونے کے ایک سکہ کا نام ہے.... (شہدائے اسلام)

کتنی دعا کی جائے

جب دعا مانگتے مانگتے تھک جاؤ.... تو یوں عرض کرو.... کہ اب آپ بدون مانگے ہم کو سب دے دیجئے.... کیونکہ ہم تو تھک گئے ہیں.... اب مانگنے کی طاقت نہیں.... (یادگار باتیں)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان

جنگ یرموک جو کہ عظیم الشان جنگ تھی جب ایک شخص اونٹنی پر سوار فتح کی خوشخبری لے کر آیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو کہ روزانہ انتظار خبر میں باہر جا کر گھنٹوں کھڑے رہتے تھے جنگل میں ملاقات ہوئی آپ نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے ....معلوم ہوا کہ یرموک سے آپ نے جنگ کا حال پوچھا وہ پہچانتا نہ تھا اس لیے کہ کوئی نشان خلافت نہ تھا....کوئی تاج نہ تھا اس نے ان کی طرف التفات نہ کیا اور اونٹنی دوڑائے ہوئے چلا جاتا تھا اور یہ اونٹنی کے ساتھ دوڑتے جاتے تھے جب آبادی کے قریب آئے تو لوگوں نے پہچانا اور امیر المومنین کو سلام کیا....اس وقت اس کو معلوم ہوا تو اس نے بہت معذرت کی....آپ نے فرمایا کہ میں نے جو قدم اٹھایا ثواب کے لیے اٹھایا ہے تجھے عذر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں....یہ صحابہ کی حالت تھی....(مواعظ اشرفیہ)

خوف کے درجات

اتنا خوف اختیار کرنا واجب ہے جس سے فرائض ادا ہو سکیں اور حرام سے بچا جا سکے....اگر اس سے زائد اختیار کرے جس سے نوافل اور طاعات میں لگے اور مکروہات سے بچے یہ محمود ہے....

اگر اتنا خوف کیا جس سے اس کی مرض بڑھ گئی یا موت واقع ہوگئی یا غمزدہ ہو گیا یا عمل کو ترک کر دیا یا وہ اعمال اس نے چھوڑ دیئے جو مقرب الی اللہ کا سبب ہیں تو یہ خوف محمود نہیں بلکہ مذموم ہے....

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ خوف کے اندر اتنی شدت اختیار کر دیتے ہیں کہ نا امید ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور اس پر یہ الفاظ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ اس عمل کا کوئی فائدہ نہیں اسکا کوئی فائدہ نہیں وغیرہ وغیرہ یہ خوف بھی مطلوب نہیں....

اگر بندہ سیدھے راستے پر ہے یعنی صراط مستقیم پر ہے تو اس کو کس چیز کا خوف ہونا چاہئے؟ اس شخص کو عمل کی عدم قبولیت کا خوف ہونا چاہئے اور سوء خاتمہ سے ڈرتا رہے اور آخرت میں برے نتیجے سے ڈرتا ہے....(اعمال القلوب)

خوف خداوندی کے فوائد

۱....حصول ایمان کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس کی شرط لگائی آیت قرآنی ہے....

"فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ" یہاں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے اس بات کا کہ اس سے ڈرا جائے نہ کہ کفار اور مشرکین سے....

۲....اسی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آزمایا گیا تا کہ دیکھیں کہ کون اللہ سے ڈرتا ہے اور کون نہیں ڈرتا....

۳....خوف یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اس لئے کہ اسی سے انسان محرمات اور دوسری اشیاء سے ڈرتا ہے....

۴....اللہ تعالیٰ سے ڈرنا یہ اہل عقل والوں کی صفات میں سے ہے....

۵....وہ فوائد اور ثمرات اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں دکھا دیتے ہیں جن کا وعدہ کیا ہے....

۶....اعمال میں اخلاص اور اطمینان اسی خوف کی وجہ سے آتا ہے....

۷....آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دے گا....

۸....خوف کی وجہ سے اللہ گناہوں کو بخش دیتا ہے....

۹....اسی کی وجہ سے جنت میں جانے کا سبب بنے گا....

۱۰....جو شخص دنیا میں اللہ سے ڈرے گا قیامت کے دن اللہ اسکے دل سے خوف نکال دینگے....

۱۱....برے اعمال کے چھٹکارے کا ذریعہ ہے....

۱۲....اس کے ثمرات میں سے ایک ثمرہ یہ بھی ہے کہ وہ صبح کرے گا اس حال میں کہ لوگ اس شخص کی مدح کریں گے اور اپنی مجالس میں بڑے بڑے نام اور القابات سے پکارا جائے گا....(اعمال القلوب)

قرآن کی سفارش مقبول ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن جھگڑنے والا ہے جو منجانب اللہ تصدیق شدہ ہے اور ایسا سفارشی ہے جس کی سفارش مقبول ہے....(بستان العارفین)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر کھڑے رو رہے تھے.... حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا میں نے ایک حدیث سنی تھی کہ اللہ پاک ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے جو متقی ہوں اور چھپے ہوئے ہوں ایسے کہ اگر مجلس میں آئیں تو کوئی ان کو نہ پہچانے.... اور اگر مجلس میں نہ ہوں تو کوئی نہ ڈھونڈے کہ فلاں صاحب کہاں گئے؟ مجلس میں کیوں نہ آئے؟

ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں.... ہر فتنہ سے محفوظ رہیں گے.... پرانے ہوں تو ایسے ہوں کام خوب کریں تعلق مع اللہ بہت ہو.... مگر چھپے ہوئے ہوں.... زمین پر زیادہ لوگ نہ پہچانتے ہوں.... آسمان پر سب جانتے ہوں.... "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَمَعَھُمْ" (حیاۃ الصحابہ)

اہل قبور کی حسرت

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر پر تشریف لے جا رہے تھے.... راستے میں ایک قبر کو دیکھا تو وہاں پر سواری سے اُتر گئے اور اُتر کر دو رکعت نفل پڑھی اور پھر سواری پر سوار ہو کر آگے روانہ ہو گئے.... ساتھ میں جو حضرات تھے انہوں نے سمجھا کہ شاید کسی خاص آدمی کی قبر ہے اس لیے یہاں اُتر کر دو رکعت پڑھ لیں.... چنانچہ انہوں نے پوچھا کہ حضرت.... کیا بات ہے؟ آپ یہاں کیوں اُترے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بات اصل میں یہ ہے کہ جب میں یہاں سے گزرا تو میرے دل میں خیال آیا کہ جو لوگ قبروں میں پہنچ چکے ہیں ان کا عمل منقطع ہو چکا ہے اور جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ یہ لوگ قبروں کے اندر اس بات کی حسرت کرتے ہیں کہ کاش کہ ہمیں اتنا موقع مل جائے کہ ہم دو رکعتیں اور پڑھ لیں اور ہماری نیکیوں میں اور ہمارے اعمال میں دو رکعت نفل کا اور اضافہ ہو جائے.... لیکن اس حسرت کے باوجود ان کے پاس نفل پڑھنے کا موقع نہیں ہوتا تو مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ موقع دے رکھا ہے اس لیے چلو میں جلدی سے دو رکعت نفل پڑھ لوں.... اس لیے اُتر کر دو رکعت نفل پڑھ لیں.... بہر حال! اللہ تعالیٰ جن کو یہ فکر عطا فرماتے ہیں وہ اپنے ایک ایک لمحے کو اس طرح کام میں لاتے ہیں.... (وقت ایک عظیم نعمت)

اپنے علم پر اکتفاء اور خود رائی گمراہی ہے

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سب سے افضل مشغلہ علم میں اضافہ کرنا ہے کیونکہ جو شخص اپنے علم پر اکتفاء کر لیتا ہے اور اس کو کافی سمجھ لیتا ہے وہ خود رائے ہو جاتا اور اپنی تعظیم اس کے لیے استفادہ سے مانع ہو جاتی ہے.... پھر مذاکرہ و بیان کے وقت اس کی خطائیں ظاہر ہوتی ہیں.... اب اگر وہ لوگوں کے نزدیک معزز بھی ہوا تو دوسروں کو اس کی غلطی پر ٹوکنے کی جرأت نہیں ہو پاتی.... (لہٰذا وہ جاہل ہی رہ جاتا ہے)

حالانکہ اگر وہ استفادہ کا اظہار کرتا تو اس کی غلطیوں پر تنبیہ کر دی جاتی ہے اور وہ ان سے رجوع کر لیتا.... ابن عقیل نے ابوالمعالی جوینیؒ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوقات کا صرف اجمالی علم ہے تفصیل نہیں جانتے....

پتہ نہیں اس مسکین کو کیا شبہ پیش آ گیا کہ اس نے ایسا کہہ دیا....

اسی طرح ابو حامد نے کہا کہ ''نزول کے معنی منتقل ہونا اور استواء کے معنی مماسہ ہے.... میں کیسے ان کو فقیہ مان لوں اور ان کو زاہد سمجھ لوں؟ جبکہ انہیں یہی پتہ نہیں کہ اللہ پر کن باتوں کا اطلاق درست ہے (اور کن کا نہیں) اگر یہ لوگ اپنی تعظیم کا خیال ترک کر دیتے (اور کسی سے استفادہ کر لیتے) تو مکتب کے بچے بھی ان کی رائے رد کر دیتے اور ان کے سامنے اپنی غلطی واضح بھی ہو جاتی....

اسی طرح ابوبکر بن مقسم بھی ہیں کہ انہوں نے فن قرأت میں ''کتاب الاحتجاج'' لکھی ہے اس میں اگرچہ بہت سے فوائد بھی ہیں لیکن نقص علم کے سبب خرابیاں بھی ہیں.... مثلاً جو قرأت ناجائز تھی اس کو بھی جائز لکھ دیا اور مزید خرابی کرتے ہوئے ایسی باتیں بھی لکھ دیں جن سے معنی فاسد ہو جاتا ہے اس کی ایک مثال یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا''

(پھر یوسف علیہ السلام کے بھائی بن یامین سے مایوس ہو گئے تو الگ ہو کر سرگوشی

کرنے لگے) اس پر لکھا کہ "اس موقع پر "نَجِیًّا" کہنا بالکل مناسب ہے جس کا مطلب یہ ہوگا

"خَلَصُوْا کِرَامًا بُرَآءَ مِنَ السَّرِقَةِ"

(سب کے سب عزت کے ساتھ چوری سے بری ہو کر چھوٹ گئے)

حالانکہ یہ تفسیر قصہ کے نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے کیونکہ جس کو سرقہ کی طرف منسوب کیا گیا (بن یامین) اس کے پاس سے چوری کا سامان برآمد ہو گیا پھر بقیہ بھائیوں کا چھٹکارا کیا سودمند ہوگا؟ جبکہ قصہ کا سیاق یہ ہے کہ وہ سب سے الگ ہو کر مشورہ کرنے لگے کہ اب کیا کیا جائے اور باپ کے پاس کیسے لوٹ کر جائیں جبکہ بھائی قید ہو گیا ہے لہٰذا یہاں نجات کے کیا معنی ہوئے؟

اور جس نے ان کی کتاب میں اس طرح کی لغزشوں پر غور کیا بے شمار غلطیاں پاوے گا.... اگر وہ اپنے وقت کے علماء سے رجوع کر لیتے اور اپنی تعظیم کا خیال چھوڑ دیتے تو ان کو راہ صواب معلوم ہو جاتی مگر آدمی کا اپنے علم پر اکتفاء کرنا جبکہ اس میں خودرائی بھی شامل ہو اپنے کو راہ صواب سے محروم کرنا ہے.... "نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ" (صید الخاطر)

بڑوں کے پیچھے چلنے کا حکم

حضرت زید بن وہبؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کتاب اللہ (قرآن مجید) کی ایک آیت پڑھنے گیا انہوں نے مجھے وہ آیت پڑھا دی میں نے عرض کیا کہ آپ نے یہ آیت مجھے جس طرح پڑھائی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو مجھے اس کے خلاف اور طرح سے پڑھائی تھی اس پر وہ رونے لگے اور اتنا روئے کہ مجھے ان کے آنسو کنکریوں میں گرتے ہوئے نظر آ رہے تھے....

پھر فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمہیں جیسے پڑھایا ہے تم ویسے ہی پڑھو کیونکہ اللہ کی قسم! ان کی قرات سلحین شہر (یہ بغداد کے قریب مشہور شہر تھا) کے راستہ سے بھی زیادہ واضح ہے.... حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام کا ایک مضبوط قلعہ تھے جس میں اسلام داخل ہوتا تھا اس میں سے نکلتا نہیں تھا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو اس قلعہ میں شگاف پڑ گیا ہے اور اسلام اب اس قلعہ سے باہر آ رہا ہے اس کے اندر نہیں جا رہا ہے.... (حیاۃ الصحابہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک شخص کو خط

ابن کثیر نے ابن ابی حاتم کی سند سے نقل کیا ہے کہ اہل شام میں سے ایک بڑا بارعب قوی آدمی تھا اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا.... کچھ عرصہ تک وہ نہ آیا تو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے اس کا حال پوچھا.... لوگوں نے کہا کہ امیر المؤمنین اس کا حال نہ پوچھئے وہ تو شراب میں مست رہنے لگا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے منشی کو بلایا اور کہا یہ خط لکھو:

جس کا ترجمہ یہ ہے.... ''منجانب عمر بن خطاب بنام فلاں بن فلاں سلام علیک اس کے بعد میں تمہارے لئے اس اللہ کی حمد پیش کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں.... گناہوں کو معاف کرنے والا.... توبہ قبول کرنے والا.... سخت عذاب والا.... بڑی قدرت والا ہے.... اس کے سوا کوئی معبود نہیں.... اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے....''

پھر حاضرین مجلس سے کہا کہ سب مل کر اس کے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو پھیر دے.... اور اس کی توبہ قبول فرمائے.... فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس قاصد کے ہاتھ یہ خط بھیجا تھا اس کو ہدایت کر دی تھی کہ یہ خط اس کو اس وقت تک نہ دے.... جب تک وہ نشہ سے ہوش میں نہ آئے اور کسی دوسرے کے حوالے نہ کرے....

جب اس کے پاس حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خط پہنچا اور اس نے پڑھا تو بار بار ان کلمات کو پڑھتا اور غور کرتا رہا کہ اس میں مجھے سزا سے ڈرایا بھی گیا ہے اور معاف کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے.... پھر رونے لگا اور شراب نوشی سے باز آ گیا اور ایسی توبہ کی کہ پھر اس کے پاس نہ گیا.... حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس اثر کی خبر ملی تو لوگوں سے فرمایا کہ ایسے معاملات میں تم سب کو ایسا ہی کرنا چاہئے کہ جب کوئی بھائی کسی لغزش میں مبتلا ہو جائے تو اس کو درستی پر لانے کی فکر کرو.... اور اس کو اللہ کی رحمت کا بھروسہ دلاؤ اور اللہ سے اس کے لئے دعا کرو کہ وہ توبہ کر لے.... اور تم اس کے مقابلے پر شیطان کے مددگار نہ بنو یعنی اس کو برا بھلا کہہ کر یا غصہ دلا کر دین سے دور کر دو گے تو یہ شیطان کی مدد ہوگی.... (معارف القرآن)

رزق کا ادب

احقر نے کھانے کے وقت قالین بچھانا چاہا تو ارشاد فرمایا کہ ..... نہیں مت بچھاؤ ..... کھانے کی سطح سے کھانے والے کی سطح ذرا بھی بلند نہ ہونا چاہیے ..... یا تو پھر اتنا بڑا قالین یا کوئی فرش ہو جس پر دستر خوان بھی بچھایا جا سکے ..... حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے ..... کہ مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی کھانا چارپائی کے پائنتی رکھا ہو ..... اور خود سرہانے بیٹھ کر کھایا ہو کھانے کو ہمیشہ ..... سرہانے کی طرف رکھ کر کھاتا ہوں ..... (مجالس ابرار)

دائمی معمول بنانے کا نسخہ

دوست اور اعزا کے لیے ..... ہمیشہ دعا کرتے رہنے کے سلسلے میں فرمایا کہ ..... جو چیز تمہیں نظر آئے ..... اسے اپنے پروگرام میں داخل کرلو ..... اس سے تقاضا پیدا ہونے لگتا ہے ..... اور وقت پر وہ چیز یاد آجاتی ہے ..... پھر ان شاء اللہ سہولت کے ساتھ دواماً توفیق بھی ہوتی رہے گی ..... (ارشادات عارفی)

خشوع و خضوع

نماز میں دو لفظ آتے ہیں ..... خشوع اور خضوع خشوع ظاہری سکون ..... اور خضوع باطنی سکون کو کہتے ہیں ..... (ارشادات مفتی اعظم)

زندگی کے دو حصے

حق تعالیٰ سبحانہ نے ..... زندگی کے دو حصے کر دیئے ہیں ..... ایک گھریلو زندگی ..... اور ایک باہر کی زندگی تو باہر کی زندگی کا ذمہ دار مردوں کو بنایا ہے ..... اور گھریلو زندگی کا عورتوں کو ذمہ دار قرار دیا ہے ..... تو مرد کا یہ کام نہیں ہے کہ گھر میں بیٹھ کر کھانا پکائے ..... اور بچوں کو دودھ پلائے اور ان کی پرورش کرے ..... یہ تو عورتوں کا کام ہے ..... اور مرد کا کام یہ ہے کہ باہر جائے اور کمائے ..... اور ذریعہ معاش پیدا کرے ..... اور عورتوں و بچوں کے نان و نفقہ کا انتظام کرے ..... (جواہر حکمت)

سچا خواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے سچا خواب وہ ہوتا ہے جو سحری کے وقت دیکھا جائے نیز آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ اچھا خواب نبوت کے چھیالیس اجزا میں سے ایک جزو ہے....

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھے ہی دیکھا ہے.... کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا.... نیز آپ کا ارشاد ہے کہ جس کسی نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا....

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص خواب کے نام سے کوئی بات کرتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس نے کوئی خواب نہیں دیکھا تو اسے قیامت کے دن دو جو کے دانوں میں گرہ دینے پر مجبور کیا جائے گا وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکے گا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ہرگز گرہ نہیں دے سکے گا.... (بستان العارفین)

خوف خداوندی کی اہمیت

ابن قدامہؒ فرماتے ہیں خوف اللہ کی جانب سے بندوں پر ایک کوڑا ہونیکی حیثیت رکھتا ہے تاکہ مخلوق نیک اعمال میں قائم رہیں اور اللہ کا قرب حاصل کریں.... خوف دل کیلئے سراج ہے جو خیر اور شر کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتا ہے....

اسی خوف نے بہت سے لوگوں کو سیدھے راستے پر لگایا ہے.... مثلاً کتنے نافرمان لوگ جن کو خوف نے نافرمانی سے بچایا اور کتنے ہی والدین کے نافرمان تھے جن کو خوف کی وجہ سے اس نافرمانی سے بچایا اور کتنے ہی فاجر و فاسق جن کو خوف نے جگایا اور ان کے دل نرم کر دیئے اور کتنے ہی عبادت کرنیوالے جن کو خوف نے رلایا.... اسی طرح کئی امثال ہیں.... جس شخص کو اللہ کا خوف آیا اس نے عظیم مرتبہ حاصل کیا....

خوف مقصود بالذات نہیں بلکہ مقصود بالتبع ہے.... یعنی خوف کا مقصد اس لئے نہیں کہ اسی کی وجہ سے ڈر جائے بلکہ خوف اس وجہ سے ہوتا کہ اعمال صالحہ میں اور آگے بڑھے.... اگر خوف مقصود بالذات ہوتا تو صرف خوف کی وجہ سے جنت میں دخول ہوتا حالانکہ ایسا نہیں بلکہ خوف کے ساتھ ساتھ اعمال کا درست ہونا ضروری ہے.... (اعمال القلوب)

شرعی کفو کا مطلب

یہ بات اکثر دیکھنے سننے میں آتی رہتی ہے کہ لوگ برادری میں نکاح کرنے کے بارے میں طرح طرح کی غلط فہمیوں کا شکار ہیں.... یہ درست ہے کہ شریعت نے نکاح کے معاملے میں ایک حد تک کفو کی رعایت رکھی ہے لیکن اس کا مقصد یہ ہے کہ نکاح چونکہ زندگی بھر کا ساتھ ہوتا ہے اس لیے میاں بیوی اور دونوں خاندانوں کے درمیان طبعی ہم آہنگی ہو.... ان کے رہن سہن.... ان کے طرز فکر اور ان کے مزاج میں اتنی دوری نہ ہو کہ ایک دوسرے کے ساتھ نباہ کرنے میں مشکل پیش آئے لیکن اول تو کفو کی اس رعایت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اگر کفو میں کوئی رشتہ نہ ملے تو یہ قسم کھالی جائے کہ اب زندگی بھر شادی ہی نہیں ہو سکے گی.... دوسرے کفو کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خاص اپنی برادری ہی میں رشتہ کیا جائے اور برادری کے باہر سے جو بھی رشتے آئیں انہیں غیر کفو قرار دیا جائے.... اس سلسلے میں مندرجہ ذیل باتیں اچھی طرح سمجھ لینی چاہئیں جنہیں نظر انداز کرنے سے ہمارے معاشرے میں بڑی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں:

1..... ہر وہ شخص کسی لڑکی کا کفو ہے جو اپنے خاندانی حسب نسب.... دین داری اور پیشے کے لحاظ سے لڑکی اور اس کے خاندان کا ہم پلہ ہو یعنی کفو میں ہونے کے لیے اپنی برادری کا فرد ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی شخص کسی اور برادری کا ہے لیکن اس کی برادری بھی لڑکی کی برادری کے ہم پلہ سمجھی جاتی ہے تو وہ بھی لڑکی کا کفو ہے.... کفو سے باہر نہیں ہے.... مثلاً سید.... صدیقی.... فاروقی.... عثمانی.... علوی بلکہ تمام قریشی برادریاں آپس میں ایک دوسری کے لیے کفو ہیں.... اسی طرح جو مختلف عجمی برادریاں ہمارے ملک میں پائی جاتی ہیں مثلاً راجپوت.... خان وغیرہ وہ بھی اکثر ایک دوسری کے ہم پلہ سمجھی جاتی ہیں اور ایک دوسری کے لیے کفو ہیں....

2..... بعض احادیث و روایات میں یہ ترغیب ضرور دی گئی ہے کہ نکاح کفو میں کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ دونوں خاندانوں کے مزاج آپس میں میل کھا سکیں لیکن یہ سمجھنا غلط ہے کہ کفو سے باہر نکاح کرنا شرعاً بالکل ناجائز ہے یا یہ کہ کفو سے باہر نکاح شرعاً درست نہیں ہوتا.... حقیقت یہ ہے کہ اگر لڑکی اور اس کے اولیاء کفو سے باہر نکاح کرنے پر راضی ہوں تو

کفو سے باہر کیا ہوا نکاح بھی شرعاً منعقد ہو جاتا ہے اور اس میں نہ کوئی گناہ ہے.... نہ کوئی ناجائز بات.... لہٰذا اگر کسی لڑکی کا رشتہ کفو میں میسر نہ آ رہا ہو اور کفو سے باہر کوئی مناسب رشتہ مل جائے تو وہاں شادی کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے.... کفو میں رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے لڑکی کو عمر بھر بغیر شادی کے بٹھائے رکھنا کسی طرح جائز نہیں....

3...... شریعت نے یہ ہدایت ضرور کی ہے کہ لڑکی کو نکاح بغیر ولی کے نہیں کرنا چاہیے (خاص طور سے اگر کفو سے باہر نکاح کرنا ہو تو ایسا نکاح اکثر فقہاء کے نزدیک بغیر ولی کے درست نہیں ہوتا) لیکن ولی کو بھی یہ چاہیے کہ وہ کفو کی شرط پر اتنا زور نہ دے جس کے نتیجے میں لڑکی عمر بھر شادی سے محروم ہو جائے اور برادری کی شرط پر اتنا زور دینا تو اور بھی زیادہ بے بنیاد اور لغو حرکت ہے جس کا کوئی جواز نہیں ہے....

ایک حدیث شریف میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص رشتہ لے کر آئے جس کی دین داری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اس سے (اپنی لڑکی کا) نکاح کر دو.... اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں بڑا فتنہ فساد برپا ہوگا''....

4...... اسی ضمن میں یہ غلط فہمی بھی بہت سے لوگوں میں عام ہے کہ سید لڑکی کا نکاح غیر سید گھرانے میں نہیں ہو سکتا.... یہ بات بھی شرعی اعتبار سے درست نہیں ہے.... ہمارے عرف میں ''سید'' ان حضرات کو کہتے ہیں جن کا نسب بنی ہاشم سے جاملتا ہو.... چونکہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم بنی ہاشم سے تعلق رکھتے تھے.... اس لیے بلاشبہ اس خاندان سے نسبی وابستگی ایک بہت بڑا اعزاز ہے لیکن شریعت نے ایسی کوئی پابندی نہیں لگائی کہ اس خاندان کی کسی لڑکی کا نکاح باہر نہیں ہو سکتا بلکہ جیسا میں نے اوپر عرض کیا.... نہ صرف شیوخ بلکہ تمام قریشی نسب کے لوگ بھی شرعی اعتبار سے سادات کے کفو ہیں اور ان کے درمیان نکاح کا رشتہ قائم کرنے میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں ہے بلکہ قریش سے باہر کے خاندانوں میں بھی باہمی رضامندی کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے.... (ذکر و فکر)

آج کل کے جلسے

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے وعظ ونصیحت کے جلسوں میں رواج پا جانے والی چند چیزوں پر غور کیا جن کو عوام اور نادان علماء خیر سمجھتے ہیں حالانکہ وہ منکر اور شریعت کے خلاف ہیں....

اور وہ یہ کہ قاری خوب لہجے بنا بنا کر قرأت کرتا ہے اور لہجوں کو موسیقی کے طرز پر ڈھالتا ہے اور واعظ لیلیٰ مجنوں کے اشعار گاتا ہے تو کوئی تالی بجاتا ہے اور کوئی (وجد کا بہانہ کر کے) اپنے کپڑے پھاڑتا ہے....لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ سب سے بڑا نیک کام ہے حالانکہ یہ سب کو معلوم ہے کہ یہ لہجے موسیقی کے طرز پر ہوتے ہیں جو نفس میں نشاط اور ہیجان پیدا کر دیتے ہیں اور ایسا کام جو کسی مفسدہ کا سبب بنے بڑی غلطی ہے بلکہ واعظوں کو اس پر سزا دینی چاہیے....

اسی طرح قبروں کے مجاور بھی ہیں کہ غم انگیز مضامین بیان کرتے ہیں تاکہ عورتیں خوب روئیں اور پیسہ زیادہ دیں کیونکہ اگر یہ صبر کا مشورہ دیتے تو عورتیں انہیں کچھ نہ دیتیں اور یہ بھی شریعت کے خلاف ہے....

ابن عقیل نے بیان کیا کہ''ہم ایک شخص کے ہاں تعزیت میں گئے اس کے لڑکے کا انتقال ہو گیا تھا وہاں قاری نے یہ آیت تلاوت کی''یَا اَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ''میں نے کہا یہ تو قرآن کے ذریعے نوحہ خوانی ہو گئی....''

اور واعظوں میں بعضے معرفت اور محبت کی باتیں کرتے ہیں....اس وقت تم چھوٹی قوموں اور ان بازاریوں کو دیکھو گے جنہیں نماز کے فرائض تک سے بے خبری ہے کہ اللہ کی محبت کے دکھاوے میں اپنے کپڑے تار تار کر ڈالتے ہیں....

اور صاف ستھرے احوال کا (کم علم) صوفی (جبکہ یہی سب سے زیادہ نیک بھی ہوتا ہے) اپنے واہمہ سے کسی صورت کو خدا تصور کر لیتا ہے پھر جب وہ اس کی عظمت و رحمت اور اس کی اچھی صفات کا تذکرہ (وعظ کی مجلسوں میں) سنتا ہے تو اس کا شوق اسے رُلاتا ہے حالانکہ جو صورت اس کے خیال میں ہے وہ معبود نہیں ہے معبود تو ایسا ہے جو کسی کے خیال میں نہیں آسکتا....(بقول اکبر مرحوم)

بس جان گیا میں تری پہچان یہی ہے　　　تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا

اگر چہ عوام کے ساتھ صحیح معاملہ کرنا بڑا دشوار ہے اور وہ حقائق کی تلخیوں کی وجہ سے ان کے نفع سے محروم رہ جاتے ہیں مگر واعظ تو اس کا مامور ہے کہ درست راہ سے تجاوز نہ کرے اور ان کی خرابیوں سے علیحدہ رہے بلکہ اچھے ڈھنگ سے ان کو اصلاح کی طرف لائے لیکن اس کے لیے تھوڑے فن کی ضرورت ہے کیونکہ عوام کو الفاظ کی صحیح بندش بہت اچھی لگتی ہے.... بعضوں کو ہاتھ کے اشارے پسند آتے ہیں اور بعض اشعار سے منقاد ہوتے ہیں اس لیے بلاغت کی سب سے زیادہ ضرورت واعظ کو ہوتی ہے تا کہ وہ ان کے تمام مطلوبات اکٹھا کر سکے....

اور اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ضروری باتیں بیان کرے اور مباح الفاظ کا اتنا ہی استعمال کرے جتنا کھانے میں نمک کا ہوتا ہے پھر انہیں عمل کی طرف لے جائے اور سیدھا راستہ دکھلا دے....

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حارث محاسبی کی مجلس وعظ میں شریک ہوئے اور تقریر سنی تو رونے لگے.... پھر بعد میں فرمایا کہ "مجھے اس کی مجلس نہیں پسند آئی" لیکن آپ کو اس کے طرز تقریر سے رونا آ گیا....

اور اگر چہ حضرات سلف رحمۃ اللہ علیہم قصہ گو واعظین کی بے احتیاطیوں کو دیکھ کر ان کے پاس جانے سے منع فرماتے تھے لیکن اس زمانے میں علی الاطلاق وہ ممانعت درست نہیں ہے کیونکہ ان حضرات کے زمانے میں اکثر لوگ علم میں مشغول تھے نہ اس لیے حضرات سلف نے اس کو علم میں رکاوٹ کی چیز سمجھا اور اب علم سے اعراض کا زمانہ ہے.... لہٰذا عوام کے لیے سب سے نفع بخش وعظ کی مجلسیں ہیں جو ان کو گناہ سے روکتی ہیں اور توبہ کی تحریک پیدا کرتی ہیں.... البتہ خرابی قصہ گو واعظوں میں بہت ہے.... انہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے.... (صید الخاطر)

دین کیا ہے؟

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ.... دین دراصل زاویہ نظر کی تبدیلی کا نام ہے.... روزمرہ کے بیشتر کام اور مشاغل وہی باقی رہتے ہیں.... جو پہلے انجام دیئے جاتے تھے.... لیکن دین کے اہتمام سے ان کو انجام دینے کا زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے.... اور اس تبدیلی کے نتیجے میں.... سارے کام جنہیں ہم دنیا کا کام کہتے ہیں.... اور سمجھتے ہیں.... عبادت اور جزو دین بن جاتے ہیں.... (یادگار باتیں)

جب انصاف زندہ تھا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ چند صحابہ کی جماعت کے ساتھ بڑے ضروری کام سے تشریف لے جا رہے تھے..... راستہ میں ایک بڑھیا ملی جن کی کمر مبارک بھی جھک گئی تھی اور لاٹھی کے سہارے سے آہستہ آہستہ چل رہی تھیں....

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: عمر ٹھہر جا! کہاں لپکا جا رہا ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھہر گئے اور بڑھیا لاٹھی کے سہارے سیدھی کھڑی ہو گئیں.....اور فرمایا! اے عمر! میرے سامنے تیرے اوپر تین دور گزر چکے ہیں....

ایک دور تو وہ تھا کہ تو سخت گرمی کے زمانے میں اونٹ چرایا کرتا تھا.....اور اونٹ بھی چرانے نہیں آتے تھے..... صبح سے شام تک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ چرا کر آتے تو خطاب کی مار پڑتی تھی کہ اونٹوں کو اچھی طرح چرا کر کیوں نہیں لایا؟

(ان کی بہن عمر کو یہ کہتی تھی کہ عمر تجھ سے تو پھلی نہیں پھوٹتی)

تو اس بڑھیا نے کہا کہ تو اونٹ چرایا کرتا تھا اور تیرے سر پر ٹاٹ کا یا کمبل کا ٹکڑا ہوتا تھا اور ہاتھ میں پتے جھاڑنے کا آنکڑا ہوتا تھا.....

دوسرا دور وہ آیا کہ لوگوں نے تجھے عمیر کہنا شروع کیا.....اس لئے کہ ابوجہل کا نام بھی عمر تھا اس کی طرف سے پابندی تھی کہ میرے نام پر نام نہ رکھا جائے.....گھر والوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام میں تصغیر کر کے عمیر کہنا شروع کر دیا تھا..... ۲ھ میں غزوۂ بدر ہوا.....اور اس میں ابوجہل مارا گیا اس وقت ان کی عمیر ہی کہا جاتا تھا.....

بڑھیا نے کہا کہ اب تیسرا دور یہ ہے کہ تجھے نہ کوئی عمیر کہتا ہے نہ عمر..... بلکہ امیر المؤمنین کہہ کر پکارتے ہیں اس تمہید کے بعد بڑھیا نے کہا..... اِتَّقِ اللّٰہَ تَعَالٰی فِی الرَّعِیَّۃِ: رعایا کے بارے میں اللہ سے ڈرتا رہنا.....امیر المؤمنین بننا آسان ہے مگر حق والے کا حق ادا کرنا مشکل ہے..... کل حقوق کے بارے میں باز پرس ہوگی لہٰذا ہر حق والے کا حق ادا کرو.....

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زار و قطار رو رہے ہیں یہاں تک کہ ڈاڑھی مبارک سے ٹپ ٹپ آنسو گر

رہے ہیں.... صحابہ جو ساتھ تھے انہوں نے بڑھیا کی طرف اشارہ کیا کہ بس تشریف لے جاؤ .... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رونے کی وجہ سے زبان بھی نہ اٹھ سکی اشارہ سے ان منع فرمادیا کہ ان کو فرمانے دو جو فرما رہے ہیں.... جب وہ چلی گئی تب صحابہ میں سے کسی نے پوچھا: کہ یہ بڑھیا کون تھی؟ جس نے آپ کا اتنا وقت ضائع کیا:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہ ساری رات کھڑی رہتیں تو عمر یہاں سے سرکنے والا نہیں بجز فجر کی نماز کے.... یہ بی بی صاحبہ خولہ بنت ثعلبہ ہیں جن کی بات کی شنوائی ساتویں آسمان کے اوپر ہوئی اور حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَکِیْٓ اِلَی اللّٰهِ الآیۃ (سورۃ المجادلۃ: آیت ۱)

ترجمہ: ''بالیقین اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑ رہی تھی اور اللہ کے آگے جھینک رہی تھی....''

فرمایا: عمر کی کیا مجال تھی کہ ان کی بات نہ سنے جن کی بات ساتویں آسمان کے اوپر سنی گئی (اسلام میں امانتداری کی حیثیت اور مقام)

عورت کیلئے بہترین عمل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے دریافت فرمایا کہ بتلاؤ عورت کے لئے کون سی بات سب سے بہتر ہے؟ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش ہوگئے اور کسی نے جواب نہ دیا.... حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے واپس آ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر کیا بات ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں نہ مرد ان کو دیکھیں.... میں نے یہ جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میری لخت جگر ہے (اسی لئے وہ خوب سمجھیں) (رواہ البزاز والدارقطنی فی الافراد)

خوف خداوندی کے اسباب

۱-انسان اپنے گزشتہ گناہ کو یاد کرے جو اس نے کیا....

۲-واجبات کو ادا کرنے میں کمی کوتاہی نہ کرے....جیسے نماز....روزہ....حج وغیرہ....

۳-اللہ تعالیٰ کی تعظیم دل میں ہو یہ بھی خوف کا ذریعہ ہے....

اس کے ساتھ خوف کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ فقط اللہ سے ڈرا جائے دوسرا یہ کہ اللہ کے عذاب سے ڈرا جائے....اللہ کے عذاب سے ڈرا جانے کے اسباب کو بھی دل میں رکھے....مثلاً دوزخیوں کو پیپ والا کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا ان کو طوقوں سے باندھا جائے گا وغیرہ یہ ایسی اشیاء ہیں جن کو یاد کرنے سے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے....

اولاً فقط اللہ سے ڈرنا یہ علماء اور عارفین کے ساتھ خاص ہے....

ثانیاً اللہ کے عذاب سے ڈرنا یہ عام مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے....

۴-اپنے گناہوں کی بار بار بخشش کا طلبگار ہو....گناہوں کی بخشش کیلئے چار شرائط ہیں....(توبہ معلق ہے چار اشیاء کے ساتھ)

پہلی شرط سچے دل سے توبہ....دوسری شرط ایمان ہے....پھر عمل صالح....پھر ہدایت....

توبہ کی قبولیت کی شرائط اور ہیں....وہ یہ ہے کہ ا....سچے دل سے توبہ....۲....آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم....۳....ندامت....یہ توبہ کی قبولیت کی شرائط ہیں....

۵-ان امور کو بجالاتے وقت کلام اللہ میں تدبر و غور وفکر کرے اور سیرت رسول پر نظر رکھے....آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید المتقین امام الخائفین اور لوگوں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے ہیں تو اس کے دل میں خوف پیدا ہوگا....(اعمال القلوب)

عمل برائے عزت ووقار

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ (سورۃ الجاثیہ ۳۶-۳۷)

عزت اور آبرو اور وقار حاصل کرنے کیلئے....بخار کیلئے زخم ٹھیک کرنے کیلئے....اچھے کاموں میں نام پیدا کرنے کیلئے....عمل کا وزن بھاری کرنے کیلئے روزانہ ۷ دفعہ پڑھیں....(قرآنی مستجاب دعائیں)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مثالی ذہانت

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ صحابہ میں میراث کے مسائل کے سب سے زیادہ جاننے والے علیؓ تھے.... ایک عورت حضرت علیؓ کے پاس آئی کہ آپ کے قاضی صاحب نے مجھے میراث میں ایک دینار دیا ہے.... حالانکہ میرے بھائی نے چھ سو دینار ترکہ چھوڑا ہے .... حضرت علیؓ نے سوچا پھر اس خاتون سے آپ نے کچھ سوالات پوچھے کہ مرحوم بھائی کی دو بچیاں بھی ہیں.... عورت نے ہاں میں جواب دیا فرمایا 2/3 وہ لے گئیں.... یعنی چھ میں سے چار سو دینار پھر پوچھا کہ مرحوم کی ماں بھی زندہ ہیں.... عورت نے ہاں میں جواب دیا فرمایا 1/6 وہ لے گئی.... یعنی چھ سو میں سے ایک سو پھر پوچھا کہ مرحوم کی بیوی بھی زندہ ہے.... عورت نے ہاں میں جواب دیا فرمایا 1/8 وہ لے گئی.... یعنی چھ سو میں سے 75 دینار پھر پوچھا کہ بی بی کیا تمہارے بارہ بھائی بھی ہیں.... اس نے ہاں میں جواب دیا فرمایا 24 دینار وہ لے گئے تو آپ کا ایک دینار بنتا ہے اور قاضی صاحب کا فیصلہ صحیح ہے.... (الطریق الحکمیہ)

قرآن کریم کی تلاوت

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قاری کو اپنی قرأت کا حصہ کبھی نہ چھوڑنا چاہیے جس قدر بھی اس میں زیادتی کرے گا بہتر ہی ہوگا....

ایک حدیث میں ارشاد نبوی ہے کہ **افضل انسان الحال ''المرتحل''** ہے صحابہ نے اس کی وضاحت چاہی تو ارشاد فرمایا ختم کرنے والا اور شروع کرنے والا.... یعنی تلاوت کرنے والا ابتدا سے چل کر جب آخر قرآن تک پہنچ جاتا ہے تو پھر ابتدا سے شروع کر دیتا ہے.... قاری کو چاہیے کہ زیادہ نہیں تو کم از کم سال میں دو مرتبہ قرآن ختم کرے....

حسن بن زیادؒ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص سال میں دو دفعہ قرآن ختم کرتا ہے وہ اسکا حق ادا کرتا ہے.... کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری سال میں دو مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو سنایا تھا.... (بستان العارفین)

ولیمہ.... حسب استطاعت

صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ولیمہ ایسا کیا جس میں دو سیر جو خرچ ہوئے.... حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کے موقع پر ولیمہ سفر میں ہوا اور اس طرح ہوا کہ دستر خوان بچھا دیا گیا اور اس پر کچھ کھجوریں.... کچھ پنیر اور کچھ گھی رکھ دیا گیا.... بس ولیمہ ہو گیا... البتہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کے موقع پر روٹی اور بکری کے گوشت سے دعوت کی گئی... لہٰذا ولیمہ کے بارے میں یہ سمجھنا درست نہیں کہ اس میں مہمانوں کی کوئی بڑی تعداد ضروری ہے یا کوئی اعلیٰ درجے کا کھانا ضرور ہونا چاہیے اور اگر کسی شخص کے پاس خود گنجائش نہ ہو تو وہ قرض اُدھار کر کے ان چیزوں کا اہتمام کرے بلکہ شرعی اعتبار سے مطلوب یہی ہے کہ جس شخص کے پاس خود اپنے وسائل کم ہوں.... وہ اپنی استطاعت کے مطابق اختصار سے کام لے.... ہاں اگر استطاعت ہو تو زیادہ مہمان مدعو کرنے اور اچھے کھانے کا اہتمام کرنے میں بھی کچھ حرج نہیں.... بشرطیکہ مقصد نام ونمود اور دکھاوا نہ ہو.... (اصلاحی خطبات)

''سالگرہ'' کی حقیقت

جب عمر کا ایک سال گزر جاتا ہے تو لوگ سالگرہ مناتے ہیں اور اس میں اس بات کی بڑی خوشی مناتے ہیں کہ ہماری عمر کا ایک سال پورا ہو گیا اور اس میں موم بتیاں جلاتے ہیں اور کیک کاٹتے ہیں اور خدا جانے کیا کیا خرافات کرتے ہیں.... اس پر اکبر الٰہ آبادی مرحوم نے بڑا حکیمانہ شعر کہا ہے.... وہ یہ کہ:

جب سالگرہ ہوئی تو عقدہ یہ کھلا
یہاں اور گرہ سے ایک برس جاتا ہے

''عقدہ'' بھی عربی میں ''گرہ'' کو کہتے ہیں.... مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گرہ میں زندگی کے جو برس دیئے تھے اس میں ایک اور کم ہو گیا... ارے یہ رونے کی بات ہے یا خوشی کی بات ہے؟ یہ تو افسوس کرنے کا موقع ہے کہ تیری زندگی کا ایک سال اور کم ہو گیا.... (وقت ایک عظیم نعمت)

عالی ہمتی

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک دن میں نے دعاء کی اے اللہ! علم وعمل کی میری تمام تمنائیں پوری فرما دیجئے اور میری عمر اتنی طویل فرما دیجئے کہ میں علم وعمل کے اس مرتبہ پر پہنچ سکوں جس کی مجھ کو خواہش ہے.....

اس پر ابلیس کا وسوسہ مجھ کو تنگ کرنے لگا کہ اس کے بعد کیا ہوگا؟ کیا پھر موت نہیں آ جائے گی.... لہٰذا طول حیات سے کیا فائدہ؟ میں نے کہا اے بیوقوف! اگر تو میرے سوال کی تہہ تک پہنچتا تو تجھے پتہ چل جاتا کہ میرا سوال عبث نہیں تھا.... کیا ہر روز میرا علم اور میری معرفت بڑھتی نہیں جا رہی ہے؟ جس سے میرا ثواب بڑھ رہا ہے اور ثواب کی قدر اس کے پانے کے وقت ہوگی....

کیا میں اس پر راضی ہو سکتا ہوں کہ بیس سال کی عمر میں مر جاتا؟ نہیں! کبھی نہیں! کیونکہ اس وقت مجھ کو آج کی معرفت کا عشر عشیر بھی نہیں حاصل تھا اور یہ ثمرہ ہے اس زندگی کا جس میں میں نے وحدانیت کے دلائل فراہم کیے ہیں اور (امور معرفت میں) تقلید کی پستی سے نکل کر بصیرت کی چوٹی پر پہنچا ہوں اور مجھ پر ایسے علوم کھلے ہیں جن سے میرا مرتبہ بڑھا ہے اور میں باوزن ہو گیا ہوں....

اسی طرح آخرت کا بھی فائدہ ہوا اور طلبہ کو علم دین سکھلا کر میری تجارت آخرت میں مزید استحکام بھی ہوا جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: **وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا**.... ''اور کہئے کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرماتے رہئے....''

اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَایَزِیْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُهٗ اِلَّا خَیْرًا**.... ''مومن کی عمر اس کی نیکیوں ہی میں اضافہ کرتی ہے....''

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ السَّعَادَةَ اَنْ یُّطَوَّلَ عُمُرُ الْعَبْدِ وَیَرْزُقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْاِنَابَةَ....

''نیک بختی کی علامت یہ ہے کہ بندے کی عمر طویل کر دی جائے اور اللہ تعالیٰ اس کو رجوع الی اللہ کی توفیق عطا فرمائیں....''

پس کاش! مجھ کو عمر نوح مل جائے کیونکہ علوم بہت ہیں اور علم جتنا بھی حاصل ہوگا رفعت کا اور فائدہ کا سبب بنے گا.... (صید الخاطر)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل کا مقدمہ

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا سے آزادی حاصل کرنے کی خاطر شیر خدا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دھوکے سے شہید تو کر دیا تھا لیکن کچھ عرصہ بعد انہیں اس واقعہ پر سخت ندامت ہوئی...ان کے دل میں بار بار خیال پیدا ہوتا تھا کہ اسلام قبول کر لیں لیکن پھر خیال آتا کہ ان کی توبہ قبول نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کے ہاتھوں پیغمبر اسلام کو بہت بڑا صدمہ پہنچا ہے ایک عرصہ تک وہ یہی سوچتے رہے تا آنکہ قرآن مجید کی یہ آیت سن لی:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ.... اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا.... اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

''اے پیغمبر اسلام! میرے ان بندوں سے جو اپنی جانوں پر زیادتی (گناہ) کر چکے ہیں کہہ دو کہ میری رحمت سے مایوس نہ ہوں....بیشک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور تحقیق وہ بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے....

یہ آیت سن کر وحشی رضی اللہ عنہ کے دل میں امید کی کرن پیدا ہوئی وہ چپکے سے مدینہ آئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی....آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھتے ہی فرمایا ''کیا تم وحشی ہو؟'' انہوں نے جواب دیا ''جی ہاں''....

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا؟''

اس پر جواب دیا ''حضور کو جو کچھ معلوم ہے وہ درست ہے''....

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسلام قبول کر لیا....آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشی سے کہا ''تمہارا اسلام تو اللہ نے قبول کر لیا لیکن تم میرے سامنے نہ آیا کرو.... مجھے حمزہ رضی اللہ عنہ کا قتل اور وہ دردناک منظر یاد آ جاتا ہے جبکہ حمزہ کی لاش کا مثلہ (ٹکڑے ٹکڑے) کیا گیا''....

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ سر تسلیم خم کر کے بارگاہ نبویؐ سے اٹھے اور پھر عمر بھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہ آئے....

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ دل میں جب بھی واقعہ احد کو یاد کرتے ان کا دل بے چین ہو جاتا...ان کی دلی خواہش یہ تھی کہ انہیں کوئی ایسا موقع ہاتھ آئے جس سے ان کا داغ دور ہو جائے....

وہ اسی انتظار میں زندگی کی گھڑیاں گزار رہے تھے کہ بالآخر موقع بھی انہیں نصیب ہو گیا....

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پورا عرب فتنوں کی آماجگاہ بن گیا تھا ....مختلف علاقوں میں جھوٹے مدعیان نبوت نے شورش بپا کر رکھی تھی....انہیں لوگوں میں سب سے خطرناک آدمی بنو حنیفہ کا سردار مسیلمہ کذاب تھا....اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں دعویٰ نبوت کر دیا تھا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کذاب قرار دیا تھا....

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے مقابلہ پر جو فوج روانہ کی جناب وحشی رضی اللہ عنہ اس فوج میں شامل تھے....بڑی گھمسان کی جنگ ہوئی....بے شمار مسلمان جام شہادت نوش کر گئے....جناب وحشی رضی اللہ عنہ اپنا نیزہ ہاتھ میں لئے مسیلمہ کی تلاش میں تھے جوں ہی وہ ان کی زد میں آیا....انہوں نے اس پر نیزہ پھینکا جو اس کے دل کے پار ہو گیا....مسیلمہ گرا تو انہوں نے جھپٹ کر اس کا گلا کاٹ دیا....اس کا قتل ہونا تھا کہ دشمن کے چھکے چھوٹ گئے اور یمامہ نجد کی فضاؤں میں اسلامی پھریرا لہرانے لگا....

اس واقعہ کے بعد وحشی کہا کرتے تھے کہ میں نے اسلام کے ایک جاں باز مجاہد کو قتل کر کے جس جرم کا ارتکاب کیا تھا اس کی تلافی میں نے جنگ یمامہ میں کر دی....اس جنگ میں میں نے اللہ کے باغی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کو مار گرایا....(شہدائے اسلام)

نیکیوں سے میزان عمل بھر لو

یہ وقت کے لمحات بڑے قیمتی ہیں....اس واسطے کہا گیا کہ موت کی تمنا نہ کرو....اس لیے کہ کیا معلوم کہ موت کے بعد کیا ہونے والا ہے....

جو کچھ فرصت اور مہلت اللہ تعالیٰ نے عطا فرما رکھی ہے سب کچھ اس میں ہونا ہے....آگے جا کے کچھ نہیں ہوگا....اس لیے اس دنیا میں جو لمحات اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں....اس کو غنیمت سمجھو اور اس کو کام میں لے لو....مثلاً ایک لمحہ میں اگر ایک مرتبہ سبحان اللہ کہہ دو....حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ سبحان اللہ پڑھنے سے میزان عمل میں آدھا پلڑا بھر جاتا ہے اور ایک مرتبہ "الحمدللہ" کہہ دیا تو اب میزان عمل کا پورا پلڑا بھر گیا....دیکھئے یہ لمحات کتنے قیمتی ہیں لیکن تم اس کو گنواتے پھر رہے ہو....خدا کے لیے اس کو اس کام میں استعمال کر لو....(کنز العمال)

ایک بوڑھے طالب علم کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات

ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ملک شام سے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے ستر یا اسی سال ان کی عمر تھی .... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا: دھوپ میں سفر کرنے کی وجہ سے بالکل سیاہ فام ہوگئے ہیں.... زمین کا رنگ ان کی رنگت سے زیادہ صاف ہے .... بال بڑھے ہوئے ہیں.... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ یہ کیسے تشریف لائے؟

اس ضعف اور بڑھاپے میں آپ نے اتنا طویل سفر کیوں کیا؟

بڑے میاں نے کہا اَلتَّحِیَّات سیکھنے کے لئے آیا ہوں.... اتنی بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے روئے کہ صاحب حدائق کے الفاظ ہیں: "حَتّٰی ابْتَلَّتْ لِحْیَتُہٗ" اتنا روئے کے ڈاڑھی مبارک تر ہوگئی اور ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے دیر تک روتے رہے اور پھر قسم کھا کر فرمایا: قسم ہے اس ذات عالی کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تمہیں عذاب نہیں دیا جائے گا.... کیوں؟

دین کی ایک بات سننے اور سیکھنے کے لئے انہوں نے اپنے گھر کو چھوڑا اور اونٹ کی پیٹھ کے اوپر انہوں نے وقت گزارا.... (بکھرے موتی)

بدنظری کا علاج

ایک مرتبہ حضرتؒ نے فرمایا کہ.... الحمدللہ! احقر نے غض بصر کی عادت ڈالنے کے لیے مدتوں یہ مشق کی ہے.... کہ کبھی کسی مرد کو بھی نگاہ بھر کر نہیں دیکھا.... دل میں تہیہ کر لیا تھا.... کہ مخاطب مرد ہو یا عورت.... ہمیشہ نگاہ نیچی کر کے بات کریں گے.... چنانچہ اس کی باقاعدہ مشق کی.... اور سالہا سال تک کبھی کسی سے نظر اُٹھا کر بات نہیں کی.... رفتہ رفتہ عادت پڑ گئی.... تو اب کبھی کبھی بات کے وقت مردوں کے سامنے نظر اُٹھا لیتا ہوں.... لیکن وہ بھی بہت کم.......

حضرت والاؒ اپنی اس مشق کا تذکرہ کرتے ہوئے.... کبھی کبھی یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

جگر پانی کیا ہے مدتوں غم کی کشاکش میں
کوئی آسان ہے کیا خوگر آزار ہو جانا

(یادگار باتیں)

عربی زبان کی فضیلت

فقیہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عربی زبان کو باقی سب زبانوں پر فضیلت حاصل ہے لہٰذا جو شخص بھی اسے خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائیگا وہ اجر پائیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو لغت عرب میں نازل فرمایا ہے تو جو شخص بھی اسے سیکھے گا وہ اس کے ذریعہ قرآن کے الفاظ کو سمجھے گا اور احادیث کے معانی کو جان لے گا....

ابن بریدہ حضرت عمرؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ فارسی سیکھنے سے ذہن میں فساد آتا ہے اور ذہنی فساد سے مروت جاتی رہتی ہے....

زہریؒ فرماتے ہیں کہ اہل جنت کی زبان عربی اور اہل جہنم کی زبان ہندی ہے....

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ عربی زبان ضرور سیکھو اور اس میں مہارت حاصل کرو.... حسن بصری سے ایک شخص کے متعلق سوال ہوا.... جو عربی سیکھتا تھا.... تاکہ وہ کلام میں ماہر ہو جائے.... اور اپنی قرأت کو خوب سمجھ سکے آپ نے جواباً فرمایا کہ اسے ضرور سیکھنی چاہیے.... کیونکہ آدمی بعض دفعہ آیت پڑھ کر اس کو غلط مطلب پہناتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے.... مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے طواف میں دو آدمیوں کو عجمی (غیر عربی) زبان میں گفتگو کرتے سنا.... آپ نے ان سے فرمایا کہ عربی سیکھنے کی فکر کرو.... (بستان العارفین)

محبت الٰہیہ کا مصرف

اللہ تعالیٰ کی محبت کا مصرف یہ ہے...... کہ اللہ کی اطاعت کرو...... اور مخلوق خدا سے محبت کرو.... (یادگار باتیں)

برائے حفاظت دشمن

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ التوبہ:۵۱)

اگر کسی شخص کو دشمن سے تکلیف یا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو یا تکلیف پہنچا تا ہو تو اس آیت کو روزانہ سات دفعہ پڑھے.... ان شاء اللہ اس کی اذیت سے محفوظ رہے گا.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

بیوی کیسی ہونی چاہیے؟

آدمی کسی عورت کو اچھے کپڑے میں دیکھ کر یہ خیال کرتا ہے کہ یہ میری بیوی سے زیادہ خوبصورت ہے یا اپنے تصور میں خوبصورت عورت کو لاتا ہے تو اس وقت صرف ان کے حسن ہی کا تصور کر پاتا ہے اس لئے ان سے نکاح کی کوشش شروع کر دیتا ہے (اور اگر باندی ہو تو باندی بنانا چاہتا ہے لیکن جب مراد پوری ہو جاتی ہے (یعنی نکاح کر لیتا ہے) تو پھر اس کی نظر بیوی کے عیوب پر پڑنے لگتی ہے اس لئے جلد ہی اکتا کر دوسری کی طلب میں لگ جاتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ بظاہر اپنی خواہشات کا حصول کبھی اپنے اندر بڑی مشقتیں بھی رکھتا ہے مثلاً یہ کہ دوسری بیوی دیندار نہ ہو یا بے وقوف ہو یا اس کو شوہر سے محبت نہ ہو سکے یا گھر کے انتظام کا سلیقہ نہ رکھتی ہو کیونکہ ان سب صورتوں میں جتنا حاصل کیا اس سے زیادہ تو فوت ہو جائے گا....

یہی شہوت کا دھوکہ ہے جس نے زناکاروں کو زنا میں مبتلا کر دیا اس لئے کہ وہ عورتوں کے پاس اس وقت میں بیٹھتے ہیں جبکہ ان کے عیوب پوشیدہ اور ان کی خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں تو اس وقت ان کو اس عورت سے لذت ملتی ہے پھر (جب عیوب ظاہر ہوتے ہیں تو) دوسری کی طرف مائل ہو جاتے ہیں.... "وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ" دنیا کی عورتوں میں جو خاص عیب ہے اس کا اشارہ قرآن پاک کی اس آیت میں ہے.... "وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ" کہ اہل جنت کو جنت میں نہایت پاکیزہ بیویاں ملیں گی.... (معلوم ہوا کہ دنیا میں عورتیں اس قدر پاکیزہ نہیں ہوتی ہیں بلکہ ان میں کچھ ظاہری گندگی اور کچھ باطنی عیوب ہوتے ہیں تب ہی تو جنت کی بیویوں کا یہ خاص وصف بیان کیا جا رہا ہے جبکہ غیرت دار شخص میل سے بھی نفرت کرتا ہے اور باطنی عیب سے بھی لہٰذا ایسی بیوی پر قناعت کرو جس کے باطن میں دینداری ہو اور ظاہر میں پردے کا اہتمام اور قناعت پسندی ہو تا کہ خوشگوار اور پرسکون زندگی گذرے.... (پرسکون گھر)

تعلیمی امتحانوں میں کامیابی کا عمل

فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۚ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (سورۃ الانفال ۶۲)

فتح اور کامیابی کیلئے یا امتحان میں آسان پرچوں کیلئے جانے سے پہلے ۷ دفعہ ضرور پڑھ لیں....

(قرآنی مستجاب دعائیں)

خوف خداوندی کے اسباب ومحرکات

ابن جوزیؒ فرماتے ہیں اللہ کی قسم اگر مومن عاقل سورۃ حدید پڑھے یا سورۃ حشر کی آخری آیات تلاوت کرے اور آیت الکرسی ۔۔سورۃ اخلاص غور وفکر سے پڑھے اور اس کے دل میں خوف پیدا نہ ہو۔۔۔

حدیث شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ جبار کے قبضے میں آسمان وزمین ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو بند کیا پھر اپنے ہاتھ کو بند اور کھولنے لگے پھر فرمایا (اللہ تعالیٰ فرمائیں گے) کہ میں جبار ہوں کہاں ہیں جبار....کہاں ہیں تکبر کرنے والے....

ثالثاً....موت کی شدت اور سختی کو یاد کرنا کہ موت کا ایک وقت متعین ہے اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں اس سے بھی دل میں اللہ کا خوف آئے گا....

رابعاً...موت کے بعد کی شدت اسکے حال واحوال کا غور وفکر کرنے سے دل میں خوف پیدا ہوگا...

خامساً....اس کے بعد کے احوال قیامت اور شدت قیامت اور وقوع قیامت کا خیال دل میں لانے سے بھی خوف پیدا ہوگا....

سادساً...جہنمیوں کے احوال جب وہ جہنم میں جائیں گے تو ان کے ساتھ کیا کیا جائے گا اور جہنم میں کون کون سی اشیاء ہوں گی...جن سے عذاب دیا جائے گا ان اشیاء کو بھی دل میں لائے....

سابعاً....انسان اپنے گناہوں پر غور وفکر کرے کہ وہ گناہوں کو بھول گیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں کو محفوظ رکھا اور آخرت میں اس کا حساب دینا ہوگا اور اس نے نہ چھوٹا گناہ ترک کیا ہے اور نہ بڑا گناہ شمار کرنے سے چھوڑا ہے....

ثامناً....انسان اپنی توبہ اور اس کے درمیان والی اشیاء پر غور وفکر کرے کہ ہوسکتا ہے کہ گناہ نہ بخشے جائیں اور میں جہنم میں ڈال دیا جاؤں....

تاسعاً....سوء خاتمہ سے ڈرے کیونکہ جب دل پر مہر لگ جاتی ہے تو اس وقت ہدایت حاصل کرنا مشکل ہوجاتی ہے....

اس کے بعد خوف کے وہ واقعات جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صادر ہوئے ان کو بیان کرتے ہیں....

ابن عباس رضی اللہ عنہ اللہ کے عذاب کے ڈر کی وجہ سے اپنی آنکھوں کو نیچے کر کے جوتوں کے تسمے کو دیکھ کر فرماتے کہ میں یہ تسمہ ہوتا.... پھر آنسو بہانے لگتے....

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب یہ آیت نماز میں پڑھتی تو رونے لگتی تھیں

"فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ" (الطور)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے "**هذا للذى اوردنى المهالک یالیتنی کنت شجرة تؤکل**" کاش کہ میں درخت ہوتا کوئی جانور کھالیتا.... دیکھئے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں کتنا خوف ہے....(اعمال القلوب)

نظام الاوقات کی پابندی

جب آپ نے ایک مرتبہ نظام الاوقات بنالیا تو اب اس کی پابندی کرو.... نظام الاوقات میں ساری باتوں کی رعایت کرلو.... اس بات کا پورا عزم رکھو کہ نظام الاوقات میں جس کام کے لیے جو وقت مقرر کیا ہے یہ وقت اس کام میں صرف ہوگا.... چاہے دل پر آرے چل جائیں.... چاہے اس کام میں دل نہ لگ رہا ہو.... چاہے اس کام سے دل گھبرا رہا ہو.... یاد رکھئے کہ جب آپ نظام الاوقات بنا کر اس کے اندر کام کریں گے تو شیطان ضرور خلل دے گا اور اس میں ڈنڈی مارنے کی کوشش کرے گا اور تمہارا دل اس کام سے ضرور گھبرائے گا اور دل اس کام میں نہیں لگے گا.... بس یہی امتحان کا وقت ہے.... اگر اس دل گھبرانے کے نتیجے میں تم نے کام چھوڑ دیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان تم پر غالب آ گیا اور تم نے شیطان کی بات مان لی....(وقت ایک عظیم نعمت)

سفر حج کا غیبی بندوبست کا وظیفہ

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا۝ (سورۃ الفتح ۲۷)

اگر کسی کو حج پر جانے کی طلب ہو اور کوئی وسیلہ جانے کا نہ ہو تو کثرت سے اس آیت کا ورد کریں.... اس وقت تک جب تک امید کی کرن نہ مل جائے.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

اسباب اختیار کرو لیکن نظر مسبب الاسباب پر رہے

صاحب صید الخاطر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عارفین کے قلوب اگر اسباب سے کچھ بھی تعلق کرتے ہیں تو خدا کو غیرت آتی ہے.... اگرچہ اسباب کو دل میں جگہ نہ دیں کیونکہ جب وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لیے سب سے علیحدہ ہوگئے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی ضرورتوں کا کفیل ہوگیا ہے....

چنانچہ جب بھی انہوں نے اسباب پر نظر کی تو ان کا اثر مٹا دیا گیا....

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا....

''اور جنگ حنین کے دن جب تم کو اپنی کثرت پر ناز ہونے لگا تھا تو اس کثرت نے تمہیں کچھ نہیں پہنچایا....''

غور کرو! حضرت یعقوب علیہ السلام کے حال پر اور حضرت یوسف علیہ السلام کے سلسلے میں ان کی احتیاط پر کہ بیٹوں سے فرمایا ''اَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ'' (مجھے ڈر ہے کہیں اس کو بھیڑیا نہ کھا جائے) پھر بیٹے یہی بہانہ لے کر آئے ''اَكَلَهُ الذِّئْبُ'' (اسے بھیڑیا کھا گیا)

اور جب کشادگی کا وقت آیا اور ''یہودا'' یوسف علیہ السلام کی قمیص لے کر چلے تو آپ کو اس کی بو پہلے ہی پہنچ گئی (سبب کی محتاج نہ ہوئی) ''اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ'' (مجھے یوسف کی بو محسوس ہو رہی ہے) اسی طرح یوسف علیہ السلام کا ساقی سے کہنا ''اُذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ'' (اپنے آقا سے میرا ذکر کر دینا) اس پر آپ سے عتاب ہوگیا اور سات سال مزید قید رہنا پڑا.... حالانکہ یوسف علیہ السلام کو یقین تھا کہ چھٹکارا اللہ کی مرضی سے ہی ہوسکتا ہے اور اسباب کا اختیار کرنا بھی مشروع ہے مگر غیرتِ خداوندی نے عتاب فرمالیا....

اسی قبیل سے حضرت مریم کا قصہ ہے: ''وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا'' (اور مریم کی کفالت کی زکریا نے) اللہ تعالیٰ کو اس سبب سے تعلق پر غیرت آئی.... ''كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا'' (جب بھی مریم کے پاس محراب میں زکریا جاتے ان کے پاس خدا کی نعمتیں پاتے)

اور اسی قبیل سے وہ حدیث ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے.... آپ نے فرمایا:

اَبَى اللّٰهُ اَنْ يَّرْزُقَ عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ اِلَّا مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ....

''اللہ اپنے مؤمن بندے کو ایسے ہی مقام سے رزق عطا فرماتا ہے جس کا اسے گمان نہ ہو....''

لیکن اسباب کی مثال ایسے راستہ کی ہے جس پر چلے بغیر چارہ نہیں.... البتہ عارف اسباب کو دل میں جگہ نہیں دیتا جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کے سامنے اسباب کی ایسی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے جو دوسروں پر نہیں ہو پاتی اور وہ یہ ہے کہ اسباب دل لگانے کی چیز نہیں ہیں.... یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات ان کی طرف میلان پر بھی عارف سے مواخذہ ہو جاتا ہے.... اگرچہ وہ میلان کو بھی دل سے قبول نہیں کرتا.... مگر

مقرباں را بیش بود حیرانی

غور کرو حضرت سلیمان علیہ السلام سے عتاب پر جب آپ نے کہہ دیا تھا:

لَاَطُوْفَنَّ اللَّیْلَۃَ عَلٰی مِائَۃِ اِمْرَاَۃٍ تَلِدُ کُلُّ وَاحِدَۃٍ مِنْھُنَّ غُلَامًا....

''آج رات سو بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر عورت ایک لڑکا جنے گی....''

اور ان شاء اللہ نہیں کہا تھا کہ کسی عورت کو بھی حمل نہ ہوا.... البتہ صرف ایک بیوی سے ناتمام بچہ ہوا.... دراصل مجھ کو ایک ایسی حالت پیش آئی جس میں سبب اختیار کرنے کی ضرورت تھی لیکن اس میں یہ قباحت بھی تھی کہ اس کے لیے بعض ظالم حاکموں سے ملنا اور ان کی خاطر کچھ کہنا پڑتا.... میں ابھی اسی فکر میں تھا کہ ایک قاری میرے پاس آئے اور انہوں نے قرآن کی تلاوت کی جس سے میں نے فال نکالی وہ پڑھ رہے تھے:

وَلَا تَرْکَنُوْا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ وَمَالَکُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ اَوْلِیَآءَ ثُمَّ لَاتُنْصَرُوْنَ....

''اور ظالموں کی طرف نہ مائل ہو کہ آگ تم کو پکڑ لے اور اللہ کے سوا تمہارے لیے مددگار نہ رہیں گے.... پھر تمہاری مدد بھی نہ کی جائے گی....''

میں اپنے خیال کا یہ جواب پا کر مبہوت ہو گیا اور اپنے نفس سے کہا کہ اسے سن لے.... میں نے اس مدارات کے ذریعہ نصرت چاہی تھی تو مجھ کو قرآن کریم نے بتلا دیا کہ اگر میں کسی ظالم کی طرف مائل ہوا تو مجھ سے وہ نصرت ہٹالی جائے گی جس کے لیے میں ان کی طرف مائل ہو رہا تھا....

کس قدر خوبی ہے اس کے حق میں جس نے مسبب کو پہچانا اور اس سے تعلق جوڑا کیونکہ وہی غایت قصوئی ہے.... اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائیں.... (صید الخاطر)

ولیمہ......ایک غلط فہمی کا ازالہ

ولیمہ کے بارے میں ایک غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ پریشان رہتے ہیں.... ایک صاحب نے خاص طور پر اپنی اس پریشانی کا ذکر کرتے ہوئے اس نکتے کی وضاحت چاہی وہ غلط فہمی یہ ہے کہ اگر دلہا دلہن کے درمیان تعلقات زن وشو قائم نہ ہو پائے ہوں تو ولیمہ صحیح نہیں ہوتا....

واقعہ یہ ہے کہ ولیمہ نکاح کے وقت سے لے کر رخصتی کے بعد تک کسی بھی وقت ہوسکتا ہے.... البتہ مستحب یہ ہے کہ رخصتی کے بعد ہو اور رخصتی کا مطلب رخصتی ہی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں یعنی یہ کہ دلہن دلہا کے گھر آ جائے اور دونوں کی تنہائی میں ملاقات ہو جائے اور بس.... لہٰذا اگر کسی وجہ سے دونوں کے درمیان تعلق زن وشو قائم نہ ہوا ہو تو اس سے ولیمے کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا نہ ولیمہ ناجائز ہوتا ہے.... نہ نفلی قرار پاتا ہے اور نہ یہ سمجھنا چاہیے کہ اس طرح ولیمہ کی سنت ادا نہیں ہوتی بلکہ اگر ولیمہ رخصتی ہی سے پہلے منعقد کر لیا جائے تو تب بھی ولیمہ ادا ہو جاتا ہے.... صرف اس کا مستحب وقت حاصل نہیں ہوتا.... (ذکر وفکر)

نقلِ حدیث میں احتیاط

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ جب نابینا ہو گئے تو ایک مرتبہ آپ کو سفر کا اتفاق ہوا.... راستہ میں ایک مقام پر پہنچ کر آپ نے اونٹ پر بیٹھے بیٹھے سر جھکا لیا.... جمال نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہاں ایک درخت ہے اس میں ٹکر لگتی ہے.... جمال نے کہا کہ یہاں تو کوئی درخت نہیں ہے آپ نے اونٹ کو وہیں رکوا دیا اور فرمایا کہ اگر میرا حافظہ اس قدر کمزور ہو گیا ہے تو میں آج سے حدیث بیان کرنا چھوڑ دوں گا اور قریب کے گاؤں میں آدمی بھیج کر دریافت کیا.... اکثر لوگوں نے وہاں درخت ہونے سے انکار کیا لیکن گاؤں کے بعض بوڑھوں نے کہا کہ مدت گزری جب یہاں ایک درخت تھا اور تقریباً بارہ برس ہوئے کہ اس کو کاٹ دیا گیا ہے جب اس کی تصدیق ہو گئی تو آپ آگے بڑھے.... (مواعظ اشرفیہ)

حقیقت کبر

تکبر سے اللہ تعالیٰ...... اپنی پناہ میں رکھے...... یہ بہت برا مرض ہے...... اور تمام امراض کی جڑ ہے...... تکبر ہی سے کفر پیدا ہوتا ہے...... تکبر ہی سے شیطان گمراہ ہوا...... اس لئے حدیث میں اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں...... چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ...... تکبر کرنے والے کا بہت برا ٹھکانہ ہے...... کبریائی میری چادر ہے...... پس جو شخص اس میں شریک ہونا چاہے گا...... میں اس کو قتل کر دوں گا...... اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم...... نے فرمایا کہ جس کے قلب میں...... رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا...... وہ جنت میں نہ جائے گا...... اور فرمایا کبر سے بچو...... کبر ہی وہ گناہ ہے...... جس نے سب سے پہلے...... شیطان کو تباہ کیا اور فرمایا دوزخ میں...... اس قسم کے آتشین صندوق ہیں...... جن میں متکبروں کو بند کر دیا جائے گا.... (خطبات مسیح الامت)

دینی کتب کا ادب

احقر نے مسجد کی دری پر وہ کاپی رکھ دی جس میں دینی علوم قلمبند کر رہا تھا...... ارشاد فرمایا کہ...... ایسا نہ چاہئے جہاں انسان پاؤں رکھتا ہو یا سرین رکھتا ہو...... وہاں دینی کتب بدون رومال وغیرہ حائل کے نہیں رکھنا چاہئے...... بعض لوگ مسجد کے ممبر پر قرآن پاک یا کوئی دینی کتب رکھ دیتے ہیں حالانکہ وہاں انسان پاؤں رکھتا ہے...... یہ بے ادبی ہے...... کوئی رومال رکھ کر پھر رکھے.... (مجالس ابرار)

علاج نفس

اگر کوئی ہمیں برا بھلا کہتا ہے...... تو اس سے ہمارے نفس کی اصلاح ہوتی ہے...... اور جو لوگ بڑی عقیدت سے...... لمبے چوڑے القاب لکھ بھیجتے ہیں...... ان سے نفس پھولتا ہے...... برا بھلا کہنے والوں سے اس کا کفارہ ہو جاتا ہے.... (ارشادات عارفی)

شب قدر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شب قدر میں دستور تھا...... کہ لمبے رکوع و سجود کرتے تھے...... بہتر یہ ہے کہ تراویح کے بعد کچھ آرام کرے...... آخری شب میں زیادہ حصہ جاگے.... (ارشادات مفتی اعظم)

صحت وزندگی کو غنیمت جانو

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ صحت کو مرض سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جان کر نیک کاموں میں لگے رہو.... کہیں مرض اور موت تمہیں اس قابل ہی نہ چھوڑ دیں....

بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونعمتوں کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں رہتے ہیں صحت اور فراغت....

حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو....اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے....اپنی صحت کو مرض سے پہلے....اپنی دولت مندی کو فقیری سے پہلے....اپنی فارغ البالی کو مشغولیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے''....

ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات چیزوں سے پہلے پہلے عمل کرنے میں جلدی کرو....کیا تم منتظر ہو (ہر چیز) بھلا دینے والی محتاجی کے یا سرکش بنا دینے والی دولت کے یا خراب کردینے والے مرض کے یا ناکارہ کردینے والے بڑھاپے کے یا دفن کردینے والی موت کے یا دجال کے جو سب سے برا غالب ہے جس کا ابھی انتظار ہے یا قیامت کے اور قیامت سب سے تلخ اور سب سے زیادہ گھاٹ والی ہے....

یعنی یہ ساری چیزیں عمل کا موقع چھین لیں گی....ان میں سے بعض انفرادی طور پر انسان سے متعلق ہیں اور بعض کا تعلق سارے انسانوں سے ہوگا جیسے قیامت....دجال کا نکلنا اور دیگر عام فتنے:

يَوْمَ يَأْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا

''جس دن تمہارے رب کی مخصوص نشانیاں نمودار ہو جائیں گی پھر کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو یا جس نے اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی ہو''....

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو اور جب ایسا ہو جائے گا اور اسے لوگ دیکھ لیں گے تو سب کے سب ایمان لائیں گے لیکن تب ایمان لانا بیکار ہوگا....قبول نہیں کیا جائے گا''....

جیسا کہ مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ ''سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے جو توبہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا''....

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد فرشتے اپنے رجسٹر بند کریں گے اور پھر کوئی عمل درج نہیں کریں گے''....

اس لیے مؤمن کو چاہیے کہ نیک اعمال میں جتنی جلدی ممکن ہو کرے....ایسا نہ ہو کہ کسی وجہ سے پھر وہ اس قابل ہی نہ رہ جائے اور تب سوائے حسرت وندامت کے کچھ ہاتھ نہ لگے....

ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے: ''جو شخص بھی مرتا ہے نادم ضرور ہوتا ہے''....لوگوں نے عرض کیا: کیسی ندامت؟ فرمایا: اگر اس نے اچھے کام کیے ہوتے ہیں تو اسے یہ ندامت ہوتی ہے کہ کیوں نہ اور زیادہ اچھے کام کیے اور جس نے برے کام کیے ہوتے ہیں وہ اس پر نادم ہوتا ہے کہ اس نے توبہ کیوں نہ کی (اور اچھے کاموں میں لگا)....جب معاملہ ایسا ہے تو عمر کا جو حصہ باقی ہے اسے غنیمت سمجھنا چاہیے....

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مؤمن جتنے دن بھی دنیا میں گزار لے غنیمت ہے....

حضرت بکر مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ ہر دن کو یہ پیغام دے کر بھیجتا ہے کہ ابن آدم! اس دن کو غنیمت سمجھو شاید اس کے بعد کوئی دوسرا دن نہ ملے اور ہر رات کو یہی پیغام دے کر بھیجتا ہے کہ ابن آدم! اس رات کو غنیمت سمجھو....شاید اس کے بعد کوئی دوسری رات نہ ملے....(گنجینۂ حکمت)

مومن کا حقیقی کمال

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ایک عجیب اور دلچسپ اصل پر غور کیا... وہ یہ کہ مومن پر آزمائشیں اس طرح آ پڑتی ہیں یعنی ظاہری لذات اس کے سامنے ایسی حالت میں آتی ہیں کہ اسے ان کے حاصل کرنے پر قدرت بھی ہوتی ہے خاص کر ایسی صورت میں کہ ان کے حاصل کرنے میں کوئی کلفت بھی نہ ہو.... مثلاً ہر طرح سے محفوظ خلوت میں ایسے محبوب کا مل جانا جو راضی بھی ہو....

میں نے سوچا سبحان اللہ! یہی وہ موقع ہے جہاں ایمان کا اثر ظاہر ہوگا.... بھلا دو رکعت نفل پڑھ لینے میں کیا کمال ہے؟ واللہ! حضرت یوسف علیہ السلام کو جو بلندی اور سعادت حاصل ہوئی ایسے ہی مقام پر آزمائے جانے کے بعد....

میرے بھائیو! تمہیں خدا کا واسطہ! آپ کی حالت پر غور کرو کہ اگر آپ اپنی خواہش کی موافقت کر لیتے تو آپ کیا ہوتے؟ اور اس حالت کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کی حالت کے درمیان اندازہ لگاؤ پھر عقل کی میزان پر اس بھول کا نتیجہ اور اس صبر کا ثمرہ دیکھو....

لہٰذا ہر خواہش نفس کے موقع پر انجام کو سمجھنے کے لیے اپنے فہم کو تیار رکھو.... بیشک شہوات ولذات کو مومن کے سامنے لایا جاتا ہے لیکن اگر وہ جنگ کی صف میں ان سے اس حال میں ملے گا کہ نتائج میں غور کرنے والا لشکر (فہم وفکر) پیچھے ہٹ چکا ہوگا تو مومن کی شکست یقینی ہے.... گویا میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو لذتوں کے جال میں پڑے جبکہ زبان حال ان سے کہہ رہی تھی کہ باز آ جاؤ اور جو کچھ تم نے اپنے لیے پسند کیا ہے اسے بھی روکے رہو لیکن وہ باز نہ آئے انجام کار ندامت اور گریہ کے سوا کچھ نہ ہوا....

اور اگر کوئی شخص اپنے کو اس پستی سے نکال کر مامون ہو بھی جائے تو وہ ایسے ہی نکلے گا کہ اس کے پورے جسم پر خراشوں کی وجہ سے مرہم پٹی ہوئی ہوگی مگر کتنے لوگ ہیں کہ ان کے قدم پھسلے تو وہ کبھی اٹھ نہ سکے....

اور جو شخص حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی اس ذلت پر غور کرے گا جس دن انہوں نے کہا تھا "وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا" (ہم پر صدقہ فرمادیجئے) اسے لغزشوں کی نحوست کا پتہ چل

جائے گا اور جوان کے احوال کو سوچے گا اسے ان کے اور ان کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے درمیان بون بعید کا اندازہ ہوگا... اگر چہ ان بھائیوں کی توبہ قبول ہوگئی ہے لیکن جس کا کپڑا پھٹ گیا ہو اور اس نے پیوند لگوالیا ہو وہ اس کے برابر نہیں ہوسکتا جس کا کپڑا پہلے ہی سے ٹھیک ہو....

بہت سی ٹوٹ جانے والی ہڈی جڑتی نہیں ہے اور اگر جڑ جاتی ہے تو کمزور رہتی ہے....

لہٰذا اے میرے بھائیو! پسندیدہ چیزوں کے سامنے آنے کے وقت ہوشیار رہو اور اپنے گھوڑوں کو لگاموں سے باندھے رکھو اور جب بادل تیزی سے اُٹھنے لگیں تو ٹیلے پر چڑھ کر پہلے ہی سے تیار رہو کیونکہ جب سیلاب آتا ہے تو سوار کو بھی بہا لے جاتا ہے.... (صید الخاطر)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں خوف خداوندی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کاش میں تنکہ ہوتا... کاش میں کوئی چیز نہ ہوتا میری والدہ مجھے جنتی ہی نہ.... حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر دریائے فرات کے کنارے اگر اونٹ بھوکا مر جائے تو میں ڈرتا ہوں اس بات سے کہ قیامت کے دن اس کے بارے میں مجھ سے سوال کیا جائے گا....

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آسمان سے آواز دینے والا یہ آواز دے کہ اے لوگو! سب جنت میں داخل ہو جاؤ مگر ایک شخص کے.... حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ وہ میں ہی نہ ہوں....

یہ فرماتے ہیں کہ میں بھیڑ ہوتی یا بکری گھر والے مجھے ذبح کر کے کھاتے اور پیتے.... (اعمال القلوب)

اللہ کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ

کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ:

۱- اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا دھیان کرو...... اور ان پر شکر ادا کرتے رہو....

۲- اہل محبت کی صحبت اختیار کرو..... اور ان کے حالات..... واشعار اور کتابوں کو پڑھتے رہو....

۳- زندگی کے سب کاموں میں...... اتباع سنت کا اہتمام کرو....

پھر فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کی محبت کا مصرف یہ ہے..... کہ اللہ کی اطاعت کرو..... اور مخلوق خدا سے محبت کرو.... (یادگار باتیں)

حقوق والدین

ماں باپ کا بڑا حق ہے۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہی کا حق آتا ہے۔۔۔۔۔اور اتنا عظیم حق ہے کہ تمام عمر اخلاق سے ان کی خدمت کرنے۔۔۔۔۔اور تمام عمر ان کے لیے دعائے رحمت و۔۔۔۔۔مغفرت کرنے کے باوجود ان کے حق کا عشر عشیر۔۔۔۔۔بھی ادا نہیں ہوتا۔۔۔۔۔اس لیے میں نے اپنی تمام عمر کی مستحب عبادتوں کا ثواب۔۔۔۔۔اپنے والدین کے لیے وقف کر رکھا ہے۔۔۔۔(ارشادات عارفی)

صوفیا کا طریقہ علاج

صوفیا حضرات معالج ہیں۔۔۔۔۔اور معالجہ میں طبیب کا کام یہ ہے کہ۔۔۔۔۔ہر ایک مریض اور ان کے مزاج کو پہچان کر علاج کرے۔۔۔۔۔مگر اس کو قانون نہیں بنا سکتے۔۔۔۔۔اسی طرح باطنی امراض کے سلسلہ میں صوفیا حضرات معالج ہیں۔۔۔۔۔وہ سالک کی حالت دیکھ کر اس کے لئے عمل تجویز کرتے ہیں۔۔۔۔(خطبات حکیم الاسلام)

حقیقت کینہ

کینہ صرف ایک عیب۔۔۔۔۔نہیں بلکہ بہت سے گناہوں کا بیج ہے۔۔۔۔۔جب غصہ نہیں نکلتا تو اس کا خمار۔۔۔۔۔دل میں بھرا رہتا ہے۔۔۔۔۔اور بات بڑھتی اور۔۔۔۔۔رنجیدگیاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں۔۔۔۔۔یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے۔۔۔۔۔کہ کینہ یہ ہے کہ اپنے اختیار اور قصد سے۔۔۔۔۔کسی کی برائی اور بدخواہی دل میں رکھی جائے۔۔۔۔۔اور اس کو ایذا پہنچانے کی۔۔۔۔۔تدبیر بھی کرے۔۔۔۔۔اگر کسی سے رنج کی کوئی بات پیش آوے۔۔۔۔۔اور طبیعت اس سے ملنے کو نہ چاہے تو یہ کینہ نہیں بلکہ انقباض طبعی ہے جو گناہ نہیں۔۔۔۔(خطبات مسیح الامت)

توجہ الی اللہ

جب کسی سے ایذا پہنچے تسبیح و تحمید میں لگنے کا حکم ہے۔۔۔۔۔اس کا علاج حقیقت یہ ہے کہ توجہ ادھر سے ہٹالی جائے۔۔۔۔۔اور توجہ کا فرد کامل توجہ الی اللہ ہے۔۔۔۔
اس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تنگی و پریشانی ختم ہو جائے گی۔۔۔۔(مجالس ابرار)

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی
حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ سے ملاقات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی تعلق تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت عمر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

اے عمر قبیلہ مراد (یمن) کا ایک شخص جس کا نام اویس ہے یمن کی امداد کے ساتھ تمہارے پاس آئے گا....اس کے جسم پر برص کے داغ ہیں سب مٹ چکے ہوں گے صرف درہم برابر ایک داغ باقی ہوگا اس کی ماں باحیات ہے وہ اس کی دل و جان سے خدمت کرتا ہے وہ جب کسی بات پر قسم کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی بات پوری کر دیتے ہیں....اگر تم کو اس کی دعا لینی ہو تو ضرور دعا کروالینا....'' (مسلم شریف)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''حقیقت منتظر'' کے لئے ہمیشہ منتظر رہے.... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی....خلافت صدیقؓ بھی گزر گئی لیکن وہ حقیقت منتظر ابھی تک ظاہر نہ ہوئی حتیٰ کہ خلافت فاروقی کا زمانہ آ گیا....

ایک دن ملک یمن سے فوجی امداد آئی جس میں مال و اسباب کے علاوہ مجاہدین کی ایک بڑی جماعت بھی تھی سیدنا عمر فاروقؓ نے اس قافلہ میں حضرت اویسؒ کو پالیا....

پوچھا....آپ کا نام اویس بن عامرؒ ہے؟

جواب ملا....جی ہاں! میں اویسؒ ہوں....

پوچھا....کیا آپ کی والدہ باحیات ہیں؟

جواب دیا....جی ہاں!

ان دو باتوں کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا....اے اویسؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے بارے میں مجھ سے فرمایا تھا....

''اے عمر تمہارے پاس ملک یمن کی مدد کے ساتھ قبیلہ قرن کا ایک شخص اویس بن عامرؒ نامی آئے گا جس کے جسم پر برص کے داغ ہوں گے صرف ایک داغ درہم برابر باقی ہے باقی

سب صاف ہوگئے ہوں گے....اس کی ماں باحیات ہوگی جس کے ساتھ وہ احسان ونیکی کرتا ہوگا....جب وہ کسی بات پر اللہ کی قسم کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری کردیتے ہیں....''

پھر آپ ؐ نے ارشاد فرمایا: ''اے عمرؓ اگر تم اس سے دعائے مغفرت لینا چاہو تو ضرور دعا کروالینا اور میرے لئے بھی دعا کروانا''

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تفصیل بیان کر کے حضرت اویسؒ سے گزارش کی کہ آپ میری مغفرت کے لئے دعا فرمائیں....

حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمرؓ کیلئے دعا کی....

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے دریافت کیا اب کہاں کا قصد ہے؟

فرمایا شہر کوفہ جانا ہے....حضرت عمرؓ نے فرمایا....میں آپ کی ضروریات زندگی کی تکمیل کے لئے حاکم کوفہ کو لکھ دیتا ہوں کہ وہ تکمیل کردیا کرے؟

حضرت اویسؒ نے فرمایا...نہیں نہیں....اس کی ضرورت نہیں مجھ کو عام مسلمانوں کی طرح رہنا پسند ہے میں خود اپنا گزارہ کرلوں گا....اس واقعہ کے دوسرے سال شہر کوفہ کا ایک امیر شخص حج کے لئے آیا حضرت عمرؓ نے سیدنا اویسؒ کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کیسے ہیں؟

اس شخص نے کہا وہ نہایت تنگدستی وغربت کی حالت میں ہیں....عام مسلمانوں سے دور ایک بوسیدہ مکان میں رہتے ہیں....گوشہ نشینی اور عزلت پسندی انہیں مرغوب ہے کسی سے نہ ملاقات کرتے ہیں اور نہ کسی کو ملاقات کا موقعہ دیتے ہیں ان حالات میں لوگ بھی ان سے غافل ہیں....

حضرت عمرؓ نے اس امیر شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد نقل کیا جو آپ ؐ نے حضرت اویسؒ کے بارے میں فرمایا تھا....چنانچہ وہ شخص جب وہ واپس ہوا تو اولین فرصت میں حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور اپنے لئے دعا کروائیں....حضرت اویسؒ نے فرمایا جناب آپ ابھی تازہ تازہ ایک مقدس سفر سے آرہے ہیں آپ میرے لئے دعا کریں؟

اس کے بعد حضرت اویسؒ نے پوچھا کیا تم نے عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی؟

اس نے کہا جی ہاں! اور کہا کہ انہوں نے آپ کو سلام بھی کہا ہے....

اس گفتگو کے بعد حضرت اویسؒ نے دونوں کے لئے مغفرت کی دعا کی....(مسلم)

اصل ضرورت تعلیم شیخ کی ہے بیعت اصل نہیں ہے

یہ بات ضرور خیال رکھنے کی ہے..... کہ ضرورت شیخ کی تعلیم کی ہے..... نہ کہ بیعت کی..... آج کل تمام دارومدار..... بیعت پر سمجھا جاتا ہے..... اور تعلیم کی جانب توجہ نہیں کی جاتی..... حالانکہ اصل شے تعلیم ہے..... اگر ایک شخص بیعت نہیں ہے..... لیکن اس کو شیخ کامل تعلیم دیتا ہے..... اور وہ اخلاص وصدق کے ساتھ..... اور فکرواہتمام کے ساتھ..... پورا پورا اتباع کرتا ہے..... عمل کرتا ہے..... تو اس کے کامل مکمل ہوجانے میں..... ذرہ برابر شک وشبہ نہیں..... برخلاف اس شخص کے جو کسی..... قطب الارشاد سے بیعت ہے..... مگر نہ وہ تعلیم دیتا ہے..... اور نہ یہ عمل کرتا ہے..... تو یہ بیعت ہیچ ہے.... (خطبات مسیح الامت)

مریض کیلئے مبارک دعا

بخاری شریف کی روایت ہے..... کہ جب کسی مریض کے پاس جائے..... تو سات مرتبہ یہ دعا پڑھ لے..... **"اسئل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک"** ہر مریض کی شفا کیلئے اکسیر ہے.... (مجالس ابرار)

غفلت کی تشریح

غفلت اس کو کہتے ہیں..... کہ آدمی اپنے خالق کو بھول جائے..... اور اپنی ہلاکت کے اعمال کرے.... (ارشادات عارفی)

سنت کی اہمیت

بزرگوں کی کرامتوں میں سب سے بڑی کرامت یہ ہے..... کہ شریعت پر کون کتنا زیادہ چلتا ہے..... جتنا درجہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متابعت میں زیادہ ہے..... اتنا ہی درجہ اس کی بزرگی کا ہے..... رات بھر جاگ کر عبادت کرنا اور ہے..... اور ایک لحہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع بہت بلند چیز ہے..... فرمایا کہ بیت الخلاء میں جانے کی دعا..... ہزاروں نفلی عبادتوں سے بہتر ہے..... اس میں نور..... اور برکت ہی اور ہے.... (ارشادات مفتی اعظم)

دعوت یا عداوت

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں کچھ عرصہ قبل میں اپنے ایک عزیز کے یہاں شادی کی ایک تقریب میں مدعو تھا چونکہ آج کل شادی کی تقریبات متعدد وجوہ سے ناقابل برداشت ہوتی جارہی ہیں اس لیے میں بہت کم تقریبات میں شرکت کرتا ہوں اور رشتہ داری یا دوستی کا حق کسی اور مناسب وقت پر ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں.... اتفاق سے اس روز اسی وقت میں پہلے سے بہار کالونی میں ایک جگہ تقریر کا وعدہ کر چکا تھا جبکہ شادی کی یہ تقریب نیشنل سٹیڈیم کے متصل ایک لان میں منعقد ہو رہی تھی.... یعنی دونوں جگہوں کے درمیان میلوں کا فاصلہ تھا.... اس لیے میرے پاس ایک معقول عذر تھا جو میں نے تقریب کے منتظمین سے عرض کر دیا اور پروگرام یہ بنایا کہ میں بہار کالونی جاتے ہوئے اہل خانہ کو تقریب میں چھوڑتا جاؤں گا اور جب بہار کالونی کے پروگرام سے واپس ہوں گا تو اس وقت تک تقریب ختم ہو چکی ہوگی.... میں منتظمین کو مختصر مبارکباد دے کر گھر والوں کو ساتھ لے جاؤں گا.... چنانچہ اسی نظم کے مطابق میں نے عشاء کی نماز بہار کالونی میں پڑھی.... نماز کے کافی دیر بعد وہاں پروگرام شروع ہوا.... مجھ سے پہلے ایک اور صاحب نے خطاب کیا.... پھر میرا خطاب بھی تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہا.... اس کے بعد عشائیہ کا انتظام تھا.... میں نے اس میں بھی شرکت کی.... پھر وہاں سے روانہ ہوا اور جب سٹیڈیم پہنچا تو رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے.... خیال یہ تھا کہ اگرچہ دعوت نامے پر نکاح کا وقت آٹھ بجے اور کھانے کا وقت غالباً ساڑھے آٹھ بجے درج تھا لیکن اگر کچھ دیر ہوئی ہوگی تب بھی ساڑھے گیارہ بجے تک ضرور تقریب ختم ہوگئی ہوگی لیکن جب میں تقریب والے لان میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ ابھی تک بارات ہی نہیں آئی.... لوگ بیچارگی کے عالم میں اِدھر اُدھر ٹہل رہے تھے.... بعض لوگوں کے کندھوں سے بچے لگے ہوئے تھے جو بھوک یا نیند کے غلبے کی وجہ سے روتے روتے سونے لگے تھے.... کچھ لوگ بار بار گھڑی دیکھ کر نکاح میں شرکت کے بغیر واپسی کی سوچ رہے تھے اور بہت سے افراد منتشر ٹولیوں کی شکل میں وقت گزاری کے لیے بات چیت میں مشغول تھے اور بہت سے ساکت وصامت بیٹھے آنے والے حالات کا انتظار

کرر ہے تھے.... منتظمین نے لوگوں کے پوچھنے پر انہیں "اطمینان" دلایا کہ ابھی فون سے پتہ چلا ہے کہ بارات روانہ ہو رہی ہے اور ان شاء اللہ آدھے گھنٹے تک یہاں پہنچ جائے گی....

میں تو خیر پہلے ہی معذرت کر چکا تھا اس لیے چند منٹ بعد منتظمین سے اجازت لے کر چلا آیا لیکن آدھے گھنٹے بعد بارات کے آنے کا مطلب یہ تھا کہ سوا بارہ بجے رات کو بارات پہنچی ہوگی.... ساڑھے بارہ کے وقت نکاح ہوا ہوگا اور کھانے سے فارغ ہوتے ہوتے یقیناً لوگوں کو ڈیڑھ بج گیا ہوگا....(ذکر وفکر)

سستی کے غلام کب تک رہو گے؟

ہم لوگوں میں اکثر کا تو حال یہ ہے کہ "نظام الاوقات" ہی بنا ہوا نہیں ہے.... الا ماشاء اللہ بس جو کام سامنے آیا.... وہ کر لیا.... اس کا نتیجہ یہ ہے کہ افراط و تفریط میں مبتلا ہیں جس کام میں زیادہ وقت لگانا چاہیے تھا اس میں کم وقت لگا دیا اور جس کام میں کم وقت لگا دیا اور جس کام میں کم وقت لگانا تھا اس میں زیادہ وقت لگا دیا.... لہٰذا اولاً تو نظام الاوقات ہی بنا ہوا نہیں اور اگر کسی بندے نے نظام الاوقات بنا لیا ہے تو اب اس کی پابندی نہیں ہے اور پابندی نہ ہونے پر عذر یہ ہے کہ دل نہیں لگتا.... گھبراہٹ ہوتی ہے.... سستی آ جاتی ہے.... ارے بھائی کب تک سستی کے غلام بنے رہو گے؟ جب موت آ کر دروازے پر دستک دے گی اس وقت پتہ چلے گا کہ کس کے غلام بنے ہوئے تھے اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ:

اغتنم حیاتک قبل موتک (مشکاۃ کتاب الرقاق.... رقم: ۵۹۸۷)

مرنے سے پہلے زندگی کو غنیمت جان لو....

کھمبی

فقیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ کھمبی من سے ہے یعنی ان اشیاء میں سے ہے جن کا اللہ پاک نے اپنے بندوں پر احسان فرمایا ہے اور کاشت کئے بغیر ہی عطا فرما دیا ہے جیسے من وسلوی تھا اور اس کا پانی آنکھ کیلئے شفا ہے....(بستان العارفین)

دوسروں سے سلوک

جس کے ساتھ کوئی سلوک کرنا ہو...... تو اس سے عوض اور بدلے کا بالکل خواہاں نہ ہو ...... نہ اُمید رکھے...... نہ چاہے...... بلکہ یہ خیال کرے کہ جس نے یہ تقاضائے محبت پیدا کیا ہے...... عوض اس سے ہی لیں گے...... دینی محبت کا صلہ یہی ہے...... **ان اجری الا علی اللّٰہ** (ارشادات عارفی)

اخلاص اور اتباع سنت

عمل باطن کے اعتبار سے خالص رضا خداوندی اور اخلاص کے ساتھ ہو...... مخلوق کی رضا یا اپنی رضاء نفس شامل نہ ہو...... اگر رضا نفس اور رضا خلق کا شائبہ تک بھی شامل ہے عمل کے اندر تو وہ داخل شرک قرار دیا گیا ہے...... اور ظاہر کے اعتبار سے ثابت بالسنہ ہو اور بطریق صواب ہو...... یعنی اس نہج پر ہو کہ جس طرح شریعت نے بتلایا ہے...... تو گویا عمل صالح کی دو بنیادیں ہو گئیں...... ایک اخلاص للہ اور ایک اتباع سنت.... (خطبات حکیم الاسلام)

حقیقت حب و جاہ

جاہ مذموم وہ ہے...... جو طلب اور خواہش سے...... حاصل ہو اور یہ وہ بلا ہے...... جو دین و دنیا دونوں کو مضر ہے...... دینی ضرر تو یہ ہے کہ...... جب آدمی دیکھتا ہے کہ...... دنیا مجھ پر فدا ہے تو اس میں عجب و کبر...... پیدا ہو جاتا ہے...... آخر کار اس عجب و کبر کی وجہ سے برباد ہو جاتا ہے...... بہت سے لوگ اس میں آ کر ہلاک ہو گئے...... یہ تو دین کا ضرر ہوا....

اور دنیا کا ضرر یہ ہے کہ...... مشہور آدمی کے حاسد...... بہت پیدا ہو جاتے ہیں...... پس صاحب جاہ کا دین بھی خطرہ میں رہتا ہے...... اور دنیوی خطروں کا بھی اندیشہ لگا رہتا ہے....

ہاں جب حق تعالیٰ کی طرف...... سے بدوں طلب کے جاہ حاصل...... ہو وہ نعمت ہے...... کیونکہ مال کی طرح انسان...... جاہ کا بھی بقدر ضرورت محتاج ہے...... تاکہ اس کی وجہ سے مخلوق کے ظلم و تعدی سے...... محفوظ اور بے خوف ہو کر باطمینان قلب...... عبادت میں مشغول رہ سکے...... لہٰذا اتنی طلب جاہ میں مضائقہ نہیں.... (خطبات مسیح الامت)

قبولیت دعاء میں تاخیر کے وقت وساوس کا علاج

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ایک عجیب حالت پر غور کیا وہ یہ کہ مؤمن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ دعاء کرتا ہے پھر مزید الحاح کے ساتھ دعا کرتا ہے لیکن قبولیت کا کچھ اثر نہیں دیکھتا... پھر جب مایوسی کے قریب ہونے لگتا ہے تو اس کے دل کی طرف دیکھا جاتا ہے.... اگر وہ تقدیر کے فیصلوں پر راضی ہوا اور اللہ عزوجل کے فضل سے ناامید نہیں ہوا ہوتا ہے تو اس کی دعاء قبول ہو جاتی ہے اس لیے کہ یہی وہ موقع ہے جہاں ایمان شیطان کو دبا دے اور ایسے ہی موقع پر لوگوں کے مرتبے ظاہر ہوتے ہیں....

چنانچہ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں اشارہ کیا گیا ہے:

حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ....

''حتیٰ کہ کہنے لگے رسول اور ان کے اصحاب کہ مدد اب کب آ دے گی''....

اور اسی طرح کا معاملہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ ہوا کیونکہ جب آپ کا ایک بیٹا گم ہو گیا اور اس پر ایک مدت بھی گزر گئی تو آپ مایوس نہ ہوئے....اس کے بعد آپ کا دوسرا بیٹا بھی چھن گیا لیکن آپ اپنے رب کے فضل سے ناامید نہ ہوئے اور فرمایا:

اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا.... ''(امید کہ) بھیج دے گا میرے پاس ان سب کو''....

ایسے ہی حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کیا تھا:

وَلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا....

''اور اے میرے رب! آپ کو پکار کر میں کبھی محروم نہیں رہا ہوں''....

پس قبولیت کی مدت کو گراں سمجھنے سے بچو اور اس پر نظر رکھو کہ وہ مالک ہے....تدبیریں کرنے میں حکمت سے کام لیتا ہے.... مصلحتوں کا زیادہ جاننے والا ہے اور اس پر بھی نظر رکھو کہ وہ تمہارا امتحان لیتا ہے تاکہ تمہارے باطن کو آزمائے اور اس کا بھی خیال رکھو کہ وہ تمہارا تضرع وگریہ وزاری دیکھنا چاہتا ہے اور اس پر بھی غور کرو کہ وہ تمہارے صبر پر تمہیں اجر دے گا (وغیر ذالک) اسی طرح یہ بھی سمجھو کہ وہ قبولیت دعاء کی تاخیر میں تمہیں اس لیے مبتلا کرتا ہے تاکہ تم ابلیس کے وساوس سے جنگ کر سکو....

ان میں سے ہر ایک تصور اس کے فضل کے گمان کو تقویت پہنچائے گا اور اس کے شکر کی تحریک پیدا کرے گا.... (صید الخاطر)

حضرت ابان بن سعید القرشی رضی اللہ عنہ کی شہادت

دمشق کی لڑائی میں مسلمان اس قدر سختی اور جانکاہی کے ساتھ لڑے کہ اس سے پہلے کبھی کسی لڑائی میں اس زور کے ساتھ نہیں لڑے تھے.... لشکر کفار کی طرف سے مدمقابل ملعون توما نے بھی نہایت بے جگری کے ساتھ مقابلہ کیا.... اس کے آدمیوں نے پتھراؤ اور تیروں کا لگاتار مینہ برسانا شروع کر دیا.... جس سے بہت سے مسلمان زخمی ہو گئے.... جن میں حضرت ابان بن سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے کہ ان کے ایک مسموم تیر (زہر میں بجھا ہوا) آ کر لگا.... انہوں نے اگرچہ اسے نکال لیا اور زخم پر اپنا عمامہ ہی باندھ لیا تھا مگر انہوں نے اس کے زہر کا اثر اپنے بدن میں محسوس کیا اور یہ الٹے گر پڑے.... ان کے بھائیوں نے انہیں سنبھالا لشکر میں سے اٹھا کر لائے اور ارادہ کیا کہ عمامہ کو کھول کر علاج کریں.... مگر ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھولنے سے منع کیا اور فرمایا کہ اگر اس کو کھول دیا گیا تو میرا دم اسی وقت نکل جائے گا.... خدا کی قسم! جو کچھ میں باری تعالیٰ سے مانگتا اور امید کرتا تھا وہ مجھے مل گیا.... (یعنی شہادت) مسلمانوں نے ان کی خواہش کے خلاف اس زخم کو کھولنا شروع کر دیا.... ابھی یہ کھولنے بھی نہ پائے تھے کہ حضرت ابان رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف آنکھ اٹھائی انگلی سے اشارہ کیا اور کہا **اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ صلی اللہ ھذا ماوعدالرحمن و صدق المرسلون** .... (نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں.. یہ وہ ہے جس کا وعدہ رحمٰن نے کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا.... آپ کے منہ سے ابھی یہ جملہ پورا نہیں نکلا تھا کہ روح اس قفس عنصری کو چھوڑ کر عالم بالا میں چلی گئی.... خداوند تعالیٰ ان پر رحم کریں (**انا للہ و انا الیہ راجعون**) (شہدائے اسلام)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا خوف

فرماتے ہیں کہ مرنے سے پہلے مجھے پیدا ہی نہ کیا ہوتا.... یہ خلیفہ ثالث فرما رہے ہیں جن کی رات تسبیحات اور تلاوت میں گزرتی تھی اور قرآن کو پڑھ کر بوسیدہ کر دیا اور جب فوت ہوئے تو آپ کا خون قرآن پر لگا جو آپ رضی اللہ عنہ کا گواہ ہے.... (اعمال القلوب)

ادائیگی شکر کا طریقہ

ادائیگی شکر حقیقتاً کما حقہ ناممکن ہے...... نعمتیں لامحدود ہیں...... اور شکر محدود ہوگا تو لامحدود کا شکر محدود سے ادا ہو جانا عقلاً بھی ناممکن ہے...... اس لئے اس کی صورت یہ ہے...... کہ شکر کے صیغے اور اس سے اپنے عجز کا اقرار کیا جاوے...... کہ اے اللہ میں آپ کا شکر ادا کرنے سے عاجز ہوں...... اور اپنے عجز و قصور کا معترف ہوں...... پس یہ ادائیگی عجز ہی شکر کے قائم مقام ہوگی اور شکر بن جائے گی.... (خطبات حکیم الاسلام)

کسب مال میں تعلیم اعتدال

دین اسلام نے اکتساب دنیا کا جواز اس وقت رکھا ہے...... جبکہ اکتساب دنیا...... امور آخرت (آخرت کے کاموں) میں مخل نہ ہو...... یعنی آخرت کے جو اعمال و معاملات ہیں...... ان میں مال دنیا کا حاصل کرنا خلل ڈالنے والا نہ ہو...... تب اس مال دنیا کا حاصل کرنا...... اور کمانا جائز رکھا ہے...... اور اگر آخرت کے معاملات و اعمال میں...... اور آخرت کے کاموں میں...... اس کا کمانا خلل ڈالتا ہو تو جائز نہیں...... قطعاً حرام ہے.... (خطبات مسیح الامت)

دین سے بے فکری بے عقلی ہے

لڑکوں کی کہنی اگر کھلی رہے تو نماز ہو جاتی ہے...... مگر مکروہ ہوتی ہے...... اور لڑکیوں کی کہنی اگر کھلی رہے تو نماز ہی نہیں ہوتی...... لیکن معاملہ کیا ہے کہ...... والدین لڑکوں کی آستین پوری بناتے ہیں...... اور لڑکیوں کی کہنی بھی کھلی رکھتے ہیں...... کیا حال ہے افسوس کا مقام ہے...... اسی طرح لڑکا ننگے سر نماز پڑھے نماز ہو جائے گی...... مگر مکروہ ہوگی...... اور لڑکی ننگے سر نماز پڑھے تو نماز ہی نہ ہوگی...... مگر والدین کا کیا حال ہے کہ...... لڑکے کے سر پر موٹی موٹی ٹوپی اور لڑکی کے سر پر باریک دوپٹہ...... جس سے بالوں کی سیاہی صاف نظر آتی ہے...... اور اب تو یہ دوپٹہ بھی غائب ہو رہا ہے...... رب کاسیات عاریات اب تو ایسا باریک لباس...... لڑکیوں کا ہو رہا ہے کہ نام لباس کا ہے...... مگر درحقیقت ننگی ہیں افسوس کا مقام ہے.... (مجالس ابرار)

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات

حضرت خالد سیف اللہ سپہ سالار اسلام ملک پر ملک فتح کرتے جاتے تھے.... اسلام بڑھتی ہوئی دولت کی طرح ترقی کرتا جاتا ہے.... ۱۳ھ کا زمانہ ہے.... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی خالد کی معزولی کا حکم دیتے ہیں اور یہ حکم خالدؓ کو اس وقت پہنچتا ہے جبکہ وہ جنگ میں مصروف ہیں.... حضرت خالدؓ اتنا بڑا سپہ سالار کہ تمام بادشاہ اس کے نام سے کانپتے تھے بلاچون وچرا اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں....

حضرت خالدؓ نے حمص میں پہنچ کر ایک تقریر کے دوران میں کہا: امیر المومنین نے مجھے شام کا افسر مقرر کیا اور جب میں سارے شام کو زیر کر لیا تو مجھے معزول فرما دیا....

یہ سنتے ہی ایک شخص نے مجلس میں سے اٹھ کر کہا اے سردار خاموش کہ ان باتوں کے اظہار سے فتنہ کا اندیشہ ہے آپ نے کہا بے شک لیکن اس فتنہ کو دبانے کے لئے امیر المومنین عمرؓ کافی ہیں.... غرض جب حضرت خالدؓ مدینہ آئے تو عرض کیا امیر المومنین خدا کی قسم تم میرے معاملہ میں ناانصافی کرتے ہو (حضرت عمرؓ کو حضرت خالد سیف اللہ سے شکایت تھی کہ وہ باوجود تاکید کے فوج کے مصارف کا حساب کتاب نہیں بھیجتے تھے....

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تمہارے پاس اتنی دولت کہاں سے آئی عرض کیا: مال غنیمت سے (حصہ رسدی) اب بھی ۶۰ ہزار روپیہ سے جس قدر رقم زیادہ نکلے بیت المال میں داخل کر لی جائے.... چنانچہ ۲۰ ہزار زیادہ نکلے جو داخل خزانہ بیت المال ہو گئے....

پھر فرمایا: خالد تم مجھ کو محبوب بھی ہو اور میں تمہاری عزت بھی کرتا ہوں یہ کہہ کر تمام عمالان ملکی کو لکھ بھیجا کہ خالد کو کسی بدعنوانی یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا گیا بلکہ محض اس وجہ سے کہ ان کی شاندار فتوحات سے لوگ ان کے زیادہ مفتون ہوتے جاتے تھے اور میں نے یہ دکھانے کے لئے کہ جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے ان کو معزول کر دیا ہے.... ادھر یہ تابعداری کہ سپہ سالار کے عہدہ سے معزول ہونے میں کوئی عذر نہیں اور ادھر یہ صاف گوئی اور حریت کہ خلیفہ کے منہ پر کہہ دیا کہ آپ میرے معاملے میں ناانصافی کرتے ہیں اور اس کے اظہار میں شور وشر اور فتنہ وفساد کا نام نہیں بلکہ ایک شخص کو احتمال اندیشہ ہوتا ہے تو آپؓ خلیفہ کے رعب

وداب اور جاہ وجلال کو فتنہ سے فرو کرنے کے لئے کافی سمجھتے ہیں کیا اس پر اخلاص.... آزادانہ اور فرمان پذیر گفتگو کا زمانہ پھر کبھی نصیب نہ ہوگا.... (ناقابل فراموش واقعات)

غیر عربی میں گفتگو کرنا کوئی گناہ نہیں

فقیہ مرحوم فرماتے ہیں کہ اس سے عربی کا اہتمام بتانا مقصود تھا ورنہ اگر کوئی غیر عربی زبان میں گفتگو کرلے تو جائز ہے گناہ نہیں.... جبکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فارسی کلمات کا استعمال مروی ہے.... چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے غزوہ خندق میں کھانا تیار کرایا.... اور اطلاع کیلئے حاضر ہوا تو آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ جابر کے گھر چلو اس نے تمہارے لئے شوربا تیار کرایا ہے

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صدقہ کی کھجوریں آئیں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ پاس بیٹھے تھے ایک نے کھجور اٹھا کر منہ میں رکھ لی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کخ کخ فرماتے ہوئے اس کے منہ میں انگلی ڈالی اور کھجور منہ سے باہر نکال پھینکی....

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ انہیں پیٹ کی تکلیف تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا "شکم درد یعنی پیٹ کا درد ہے.... عرض کیا جی ہاں آپؐ نے ابوہریرہ کو نماز کا ارشاد فرمایا اور یہی مضمون حضرت سلمان فارسی بھی نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ اصح ہے.... (بستان العارفین)

رخصت وعزیمت

رخصت.... (آسانی) کے مواقع پر رخصت پر ضرور عمل کرنا چاہیے.... عزیمت (سختی) اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے.... تو رخصت اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ہے.... اس لیے رخصت پر عمل کرتے ہوئے.... کبھی دل تنگ نہ ہونا چاہیے.... حدیث میں بھی ہے کہ.... "ان اللہ یحب ان توتی رخصته کما یحب ان توتی عزائمه" (اللہ تعالیٰ جس طرح اپنی عزیمت پر عمل کو پسند فرماتے ہیں.... اسی طرح رخصتوں پر عمل کو بھی پسند فرماتے ہیں....) (یادگار باتیں)

مدرس کیلئے ضرورت اصلاح

ہمارے مدرسین کی تعداد ۱۶۰ ہے..... مگر ان کے شرائط تقرری میں ہے کہ.....ان کا اکابر سے کسی کے ساتھ اصلاحی تعلق ضرور ہو.....اس کا فائدہ اس وقت معلوم ہوتا ہے ..... جب کوئی استاد بغاوت اور بے تمیزی پر آمادہ ہو جاتا ہے.....فوراً اس کے مصلح اور مرشد کو اطلاع کر کے اس کا اخراج آسان ہوتا ہے.....اسی طرح ہمارے یہاں تقرر سے قبل ہر مدرس کو تین مہینہ مرکز میں تربیت دی جاتی ہے.....

اسی طرح ہر مدرس کا خواہ وہ عالم بھی ہو.....اس کا امتحان قاعدہ میں ضرور ہوتا ہے.....اس میں بعض عالم صاحب کو عار محسوس ہوئی اور کہا کہ.....میری سند دیکھ لیجئے کہ میں نے کتنی کتابیں پڑھی ہیں..... میں نے عرض کیا کہ مگر اس میں قاعدہ تو نہیں لکھا ہے..... پھر ان کے سامنے ایک قاعدہ پڑھنے والے بچے کو بلایا اور اس سے حروف ادا کرائے گئے .....تب انہوں نے اقرار کیا کہ یہ تو مجھ سے اچھا پڑھتا ہے.....پھر میں نے کہا کہ اگر آپ کو اس بچے کا امام بنا دوں تو آپ کی اس بچے کے قلب میں کیا وقعت ہو گی..... ماشاء اللہ اسی وقت نادم ہوئے اور قاعدہ شروع کر دیا.....(مجالس ابرار)

درستگی اخلاق

اپنا جائزہ لیتے رہا کرو..... "ہماری عبادت کیسی ہے.....ہمارا معاملہ کیسا ہے.....ہمارا اخلاق کیسا ہے....." فرمایا اخلاق کا جائزہ لینا ہو تو کراچی کی بس میں سوار ہو جاؤ.....سب معلوم ہو جائے گا.....(ارشادات عارفی)

آسان استخارہ

استخارہ کرنے کے بعد ندامت نہیں ہوتی..... میں تو چھوٹا سا استخارہ پڑھ لیتا ہوں .....نماز کے بعد یا سوتے وقت.....: "اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ"..... گیارہ مرتبہ پڑھ لیتا ہوں اور یہ حدیث میں آیا ہے.....(ارشادات مفتی اعظم)

قوائے جسمانی کی حکمتیں

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: چونکہ آدمی کا بدن مصالح کو حاصل کر کے اور موذی و مضر چیزوں کو دفع کر کے ہی درست رہ سکتا تھا اس لیے اس کے اندر ''شہوت'' رکھ دی تا کہ نافع کو حاصل کر سکے اور ''غضب'' رکھ دیا تا کہ مضر اور موذی کو دفع کر سکے....

اگر کھانے کی خواہش نہ ہوتی تو انسان کھانا نہ کھاتا اور اس کا جسم درست نہ رہ پاتا اس لیے کھانے کا میلان اور اس کی خواہش پیدا کر دی.... پھر جب اتنی مقدار حاصل ہو جاتی ہے جو اس کے بدن کو قائم رکھ سکے تو خواہش کی شدت ختم ہو جاتی ہے.... اسی طرح پینے کی چیزوں میں پہننے کے لباسوں میں اور نکاح کے لیے عورتوں میں رغبت ہوتی ہے....

اور نکاح کے دو فائدے ہیں ایک تو نسل انسانی کا بقاء ہے اور یہی اہم مقصود ہے.... دوسرا اس جمع شدہ فضلہ (منی) کا نکالنا جس کو روکے رکھنا مضر ہوتا ہے....

اگر وہ خواہش انسان کے اندر نہ رکھ دی گئی ہوتی جو اسے نکاح کی طرف مائل کرتی ہے تو کوئی شخص بھی نکاح کی طلب نہ رکھتا پھر نسل کا سلسلہ نہ چل پاتا اور جمع شدہ مادہ (منی) ضرر پہنچاتا....

اہل معرفت نے مقصود کو سمجھا ہے جبکہ اہل غفلت ان چیزوں کی طرف شہوت اور خواہش نفس کے ساتھ مائل ہوتے ہیں اور ان کی حکمت نہیں سمجھتے.... یہی وجہ ہے کہ ان کے اوقات ایسے کاموں میں ضائع ہو گئے جن میں کچھ فائدہ نہیں اور جس مقصود کے لیے یہ پیدا کیے گئے تھے وہ ان سے فوت ہو گیا.... گویا ان کی خواہش نفسانی نے ان کا مال و دولت بھی برباد کیا اور دین و آبرو کو بھی زائل کر دیا.... یعنی انہیں ضائع کر ڈالا....

ہم نے کتنے خوش عیشوں کو دیکھا ہے کہ وہ کثرت سے باندیاں خریدتے ہیں تا کہ اپنی طبیعت کو نئی نئی باندیوں کے ذریعے متحرک رکھیں جس کی وجہ سے جلد ہی ان کے قوی کمزور پڑ جاتے ہیں اور وہ بیکار ہو جاتے ہیں.... اسی طرح ہم نے غصہ کرنے والوں کو دیکھا کہ زیادہ غصہ کر کے حدود سے نکل گئے جس کی وجہ سے اپنے کو اور اپنے محبوب دونوں کو فنا کر ڈالا....

پس جس نے یہ سمجھا کہ یہ ساری چیزیں دنیا کی منازل طے کرنے میں بدن کی اعانت کے لیے پیدا کی گئی ہیں محض لذت کے لیے نہیں اور لذت کے ان میں رکھنے کی بس اتنی ہی حیثیت ہے

جواس تدبیر کی ہوتی ہے جس سے نفع اٹھانے میں مدد لی جائے وہ ٹھیک راستہ پر رہا... اس لیے کہ اگر ان چیزوں سے مقصود تنعم ہوتا تو جانوروں کو انسان سے زیادہ سہل الحصول نعمتیں نہ ملتیں....

مبارکباد ہے اس کے لیے جس نے اجسام میں ان قوتوں کے رکھے جانے کی حکمت کو سمجھا اور خواہشات کی وجہ سے مخلوقات کی حکمتوں کے سمجھنے سے محروم نہیں رہا.... (صید الخاطر)

خوف کے موانع

خوف سے روکنے والی چند چیزیں ہیں....۱....معاصی....۲....طلب دنیا....

۳....گناہ کو کم سمجھنا....۴....غفلت....۵....احساس کا ختم ہو جانا....

یہ چند اشیاء ایسی ہیں جو خوف سے مانع ہیں....

خوف سے مطلوب وہ خوف ہے جو دائمی ہو اور جو خوف دائمی نہ ہو وہ فائدہ مند نہیں....

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجر کی نماز کے بعد ہمیں نہایت بلیغ وعظ فرمایا جس سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل کانپنے لگے ایک شخص نے کہا کہ یہ تو رخصت ہونے والے شخص کے وعظ جیسا ہے.... یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہمیں کیا وصیت کرتے ہیں فرمایا میں تم لوگوں کو تقوی.... سننے اور ماننے کی وصیت کرتا ہوں خواہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا خبردار نئی باتوں سے بچنا کیونکہ یہ گمراہی کا راستہ ہے.... آگے لمبی حدیث ارشاد فرمائی.... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوف مستمرہ فائدہ مند ہے نہ کہ تھوڑے سے وقت کیلئے....

ایک اور حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم جان لو جو کچھ میں جانتا ہوں تو تم بہت کم سو داور زیادہ روؤ اور تم اپنے گھروں کو چھوڑ کر باہر راستوں میں نکل پڑو.... یہ خوف کا اعلیٰ درجہ ہے جس سے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے.... (اعمال القلوب)

بے پردہ عورت کو تنبیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں واپس جاتی ہے.... (رواہ مسلم)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک یہودی سے ملاقات

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت نے خوب مال دیا تھا لیکن ان کے دل میں مال کی محبت نہیں تھی.....وہ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کبھی دریغ نہیں کرتے تھے.....بئر رومہ ایک کنواں تھا جو ایک یہودی کی ملکیت میں تھا.....اس وقت مسلمانوں کو پانی حاصل کرنے میں کافی مشکل کا سامنا تھا.....وہ اس یہودی سے پانی خریدتے تھے.....جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسلمانوں کو پانی حاصل کرنے میں کافی دشواری کا سامنا ہے تو وہ یہودی کے پاس گئے اور فرمایا کہ یہ کنواں فروخت کردو.....اس نے کہا.....میری تو بڑی کمائی ہوتی ہے میں تو نہیں بیچوں گا.....یہودی کا جواب سن کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ آدھا بیچ دیں اور قیمت پوری لے لیں.....وہ یہودی نہ سمجھ سکا.....اللہ والوں کے پاس فراست ہوتی ہے.....یہودی نے کہا ہاں ٹھیک ہے آدھا حق دوں گا اور قیمت پوری لوں گا.....چنانچہ اس نے قیمت پوری لے لی اور آدھا حق دے دیا اور کہا کہ ایک دن آپ پانی نکالیں اور دوسرے دن ہم پانی نکالیں گے.....

جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے پیسے دے دیئے تو آپ نے اعلان کروا دیا کہ میری باری کے دن مسلمان اور کافر سب بغیر قیمت کے اللہ کیلئے پانی استعمال کریں..... جب لوگوں کو ایک دن مفت پانی ملنے لگا تو دوسرے دن خریدنے والا کون ہوتا تھا.....چنانچہ وہ یہودی چند مہینوں کے بعد آیا اور کہنے لگا جی آپ مجھ سے باقی آدھا بھی خرید لیں.....آپ نے باقی آدھا بھی خرید کر اللہ کیلئے وقف کر دیا.....(خطبات فقیر)

دل اور چہرے کی نورانیت کا عمل

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ. اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ. اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْلَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ. نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ. يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ. وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ. وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ (سورۃ النور۔۳۵)

دل میں اور چہرے پر نور پیدا کرنے کیلئے روزانہ ایک مرتبہ اپنے اوپر پڑھ کر پھونکیں.....

(قرآنی مستجاب دعائیں)

قابل رشک ازدواجی زندگی

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب قدس سرہ کبھی کبھی نصیحت کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ "آج میرے نکاح کو ۵۵ سال ہوگئے.... لیکن الحمدللہ کبھی اس عرصہ میں لہجہ بدل کر بات نہیں کی" میں کہتا ہوں کہ لوگ پانی پر تیرنے اور ہوا میں اڑنے کو کرامت سمجھتے ہیں...... اصل کرامت تو یہ ہے کہ پچپن سال بیوی کے ساتھ زندگی گزاری اور یہ تعلق ایسا ہوتا ہے کہ جس میں یقیناً ناگواریاں پیدا ہوتی ہیں.... یہ بات ناممکن ہے کہ ناگواری نہ ہوتی ہو لیکن فرماتے ہیں کہ "میں نے لہجہ بدل کر بات نہ کی" اور اس سے آگے بڑھ کر ان کی اہلیہ فرماتی ہیں کہ ساری عمر مجھ سے یہ نہیں کہا "مجھے پانی پلادو" یعنی اپنی طرف سے کسی کام کا حکم نہیں دیا کہ یہ کام کردو..... میں خود اپنے شوق اور جذبے سے سعادت سمجھ کر ان کا خیال رکھتی اور ان کا کام کرتی تھی لیکن ساری عمر زبان سے انہوں نے مجھے کسی چیز کا حکم نہیں دیا.... (اصلاحی خطبات)

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول

فرماتے ہیں کہ ہر شخص اللہ کی نافرمانی کرنے والا جاہل ہے اور جو شخص اللہ سے ڈرنے والا ہے وہ عالم فرمانبردار ہے.... اللہ سے ڈرنے والا نیکیوں کی طرف بڑھے گا مرنے سے پہلے پہلے اور ہر گھڑی کو غنیمت جانے گا اور وقت کو ضائع ہونے سے بچائے گا اور اللہ سے ڈرنے والا کثرت سے ذکر واذکار میں لگا رہے گا تاکہ اس سے اللہ ناراض نہ ہو....

ہم بارگاہ ازل سے سوال کرتے ہیں جو کہ ہر عیب سے پاک ہے کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنادے جو غیب سے اللہ سے ڈرتے ہیں اور وہ سوء حساب سے ڈرتے ہیں اور ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اپنی رحمت سے جنت میں ٹھکانہ عطا فرمائے.... بے شک وہی سننے والا قبول کرنے والا ہے.... (اعمال القلوب)

حصول نعمت کی دُعا

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (سورۂ آل عمران ۷۳-۷۴)

اللہ کی ہر نعمت حاصل کرنے کیلئے یہ دعا صبح و شام روزانہ ۷ دفعہ پڑھیں اور ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کریں.... (قرآنی مستجاب دُعائیں)

خواہش نفس اور اس پر قابو کے ثمرات

صاحب صید الخاطر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص بھی گناہوں کے نتائج کو سوچتا ہے وہ ان گناہوں کو قبیح پاتا ہے.... میں نے ایسے لوگوں کے بارے میں غور کیا جنہیں میں جانتا ہوں کہ زنا وغیرہ کا اقرار کرتے ہیں کہ باوجود اپنی جسمانی قوت کے دنیا ہی میں ان کے اندر ایسی مرعوبیت پیدا ہو جاتی ہے جس کی حد نہیں اور ایسا لگتا ہے جیسے انہوں نے ظلمت اور تاریکی کا لباس پہن رکھا ہے جس کی وجہ سے لوگوں کے دل ان سے نفرت کرنے لگتے ہیں... ایسے لوگوں کو اگر کچھ وسعت وفراخی حاصل ہوتی ہے تو زیادہ تر دوسروں کے مال سے اور تنگی ہوتی ہے تو تقدیر کو برا بھلا کہنے لگتے ہیں... ان سب خرابیوں کے ساتھ آخرت سے اعراض بھی کیے ہوئے ہیں....

پھر میں نے رُخ بدلا اور ان لوگوں کے بارے میں سوچا جو خواہشات پر قابو رکھنے والے ہیں اور حرام کاموں کو چھوڑنے والے ہیں تو ان میں کچھ ایسے ہیں جن کو دنیا میں بھی صلہ ملا یعنی پُر لطف روزی.... آرام دہ قیام گاہ.... خوش عیش زندگی اور لوگوں کے نزدیک وجاہت اور اگر ایسے لوگوں کو تنگی ہوئی تو صبر نے وسعت پیدا کر دی اور رضا بالقضاء (تقدیر کے فیصلوں پر دل سے راضی رہنا) نے ان کی زندگی خوشگوار بنا دی.... چنانچہ میں نے ان کی حالت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب سمجھا:

اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ....

"بیشک جس نے تقویٰ اختیار کیا اور صبر کو شعار بنایا تو اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کے اجر ضائع نہیں فرمائے گا".... (صید الخاطر)

وظیفہ برائے محبت واتفاق

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ، لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ، اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (سورۃ الانفال ۶۳)

جس شخص کے دل میں اپنی محبت ڈالنی ہو یا جس خاندان میں نا اتفاقی ہو تو اتفاق پیدا کرنے کیلئے یہ آیت ۱۱ دفعہ روزانہ پڑھے.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت انسؓ بن نضر ایک صحابی تھے جو بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہو سکے تھے...ان کو اس چیز کا صدمہ تھا اس پر اپنے نفس کو ملامت کرتے تھے کہ اسلام کی پہلی عظیم الشان لڑائی اور تو اس میں شریک نہ ہو سکا...ان کی تمنا تھی کہ کوئی دوسری لڑائی ہو تو حوصلے پورے کروں...اتفاق سے احد کی لڑائی پیش آ گئی...جس میں یہ بڑی بہادری اور دلیری سے شریک ہوئے...احد کی لڑائی میں اول اول تو مسلمانوں کو فتح ہوئی آخر میں ایک غلطی کی وجہ سے مسلمانوں کو شکست ہونے لگی...وہ غلطی یہ تھی کہ حضور اکرمؐ نے کچھ آدمیوں کو ایک خاص جگہ مقرر فرمایا تھا کہ تم لوگ اتنے میں نہ کہوں اس جگہ سے نہ ہٹنا کہ وہاں سے دشمن کے حملہ کرنے کا اندیشہ تھا...جب مسلمانوں کو شروع میں فتح ہوئی تو کافروں کو بھاگتا ہوا دیکھ کر یہ لوگ بھی اپنی جگہ سے یہ سمجھ کر ہٹ گئے کہ اب جنگ ختم ہو چکی اس لئے بھاگتے ہوئے کافروں کا پیچھا کیا جائے اور غنیمت کا مال حاصل کیا جائے...اس جماعت کے سردار نے منع بھی کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت تھی تم یہاں سے نہ ہٹو...مگر ان لوگوں نے یہ سمجھ کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صرف لڑائی کے وقت تک کیلئے واسطے تھا وہاں سے ہٹ کر میدان میں پہنچ گئے...بھاگتے ہوئے کافروں نے اس جگہ کو خالی دیکھ کر اس طرف سے آ کر حملہ کر دیا...مسلمان بے فکر تھے اس اچانک بے خبری کے حملہ سے مغلوب ہو گئے اور دونوں طرف سے کافروں کے بیچ میں آ گئے...جس کی وجہ سے ادھر ادھر پریشان بھاگ رہے تھے...حضرت انسؓ نے دیکھا کہ سامنے سے ایک دوسرے صحابی حضرت سعد بن معاذؓ آ رہے ہیں ان سے کہا کہ اے سعد کہاں جا رہے ہو...خدا کی قسم جنت کی خوشبو احد کے پہاڑ سے آ رہی ہے...یہ کہہ کر تلوار تو ہاتھ میں تھی ہی کافروں کے ہجوم میں گھس گئے اور جب تک شہید نہیں ہو گئے واپس نہیں ہوئے... شہادت کے بعد ان کے بدن کو دیکھا گیا تو چھلنی ہو گیا تھا اسی سے زیادہ زخم تیر اور تلوار کے بدن پر تھے...ان کی بہن نے انگلیوں کے پوروں سے ان کو پہچانا...

جو لوگ اخلاص اور سچی طلب کے ساتھ اللہ کے کام میں لگ جاتے ہیں ان کو دنیا ہی میں جنت کا مزہ آنے لگتا ہے....یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ زندگی ہی میں جنت کی خوشبو سونگھ رہے تھے....اگر اخلاص آدمی میں ہو جائے تو دنیا میں بھی جنت کا مزہ آنے لگتا ہے....(فضائل اعمال)

حضرت شاہ ولی اللہؒ اور حضرت تھانویؒ کی اکسیر کتب

موجودہ دور میں ..... اگر دین اور دینی محبت مطلوب ہو ..... تو تجربہ شاہد ہے کہ ..... حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ... حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ..... مترجم تصانیف کافی ہوسکتی ہیں ..... اور اکسیر کا حکم رکھتی ہیں ..... باقی اس دور کے عام موضوعات ..... جیسے قومی تنظیمات یا طبقاتی نصب العینیوں کی تحریکات ..... یا عام وقتی مقاصد کی ترغیبات ..... خواہ کسی حد تک ضروری بھی ہوں ..... اور اپنے دائرہ میں کچھ اثر بھی رکھتی ہوں ..... اطمینان قلب کا موجب نہیں بن سکتیں ..... مرچوں کی کثرت سے منہ کی ٹھنڈک نہیں حاصل کی جاسکتی ..... گو مرچ بقدر ضرورت ..... ترکاری کے لئے ضروری بھی سمجھی جائے .... (جواہر حکمت)

حقیقت دنیا

جس درجہ کی حب دنیا ہوگی ..... اسی درجہ فکر دین کم ہوگی ..... اگر کامل درجہ کی حب دنیا ہوگی ..... تو کامل درجہ کی دین سے ..... بے فکری ہوگی .... جیسی کہ ..... کفار میں ہے اور ..... مسلمانوں میں جس درجہ کی ..... حب دنیا ہوگی ..... اسی درجہ کی دین سے ..... بے فکری ہوگی .... مگر یہ بات ..... اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہئے کہ ..... حقیقت میں دنیا ..... مال و دولت زن و فرزند کا نام نہیں ..... بلکہ دنیا کسی ذی اختیار کے ایسے مذموم فعل یا حالت ..... کا نام ہے جو اللہ سے غافل ..... کرادے خواہ کچھ بھی ہو .....

اگر بچے کے سامنے ..... سانپ چھوڑ دیں تو وہ اس کی ..... ظاہری خوبصورتی کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ..... ہو جاتا ہے اور اس کو پکڑ لیتا ہے ..... چونکہ اسے کو یہ خبر نہیں کہ ..... اس کے اندر زہر بھرا ہوا ہے ..... اور اس کا انجام کیا ہوگا؟ ..... ہماری حالت بھی اس بچے کی سی ہے ..... کہ ہم دنیا کی ظاہری آب و تاب نقش و نگار اور رنگ و روپ پر ..... فریفتہ ہیں اور اندر کی خبر نہیں ..... اور یہ بھی تجربہ ہے کہ سانپ جس قدر خوبصورت ہوتا ہے ..... اسی قدر زہریلا ہوتا ہے ..... اسی لئے حقیقت شناس ..... اس کی طرف رغبت نہیں کرتے دنیا کی حقیقت معلوم نہ ہونے سے ..... لوگ اس پر فریفتہ ہو رہے ہیں ..... اگر اس کی حقیقت معلوم ہو جائے ..... تو سخت نفرت ہو جائے .... (خطبات مسیح الامت)

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی مثالی سخاوت

حضرت امام حسنؓ... امام حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ حج کے لئے تشریف لے جا رہے تھے... راستے میں ان کے سامان کے اونٹ ان سے جدا ہو گئے... یہ بھوکے پیاسے چل رہے تھے ایک خیمہ پر ان کا گزر ہوا اس میں ایک بوڑھی عورت تھی... ان حضرات نے اس سے پوچھا کہ ہمارے پینے کو کوئی چیز (پانی یا دودھ لسی وغیرہ) تمہارے پاس موجود ہے؟

اس نے کہا... ہے... یہ لوگ اپنی اونٹنیوں پر سے اترے... اس بڑھیا کے پاس ایک بہت معمولی سی بکری تھی اس کی طرف اشارہ کر کے اس نے کہا کہ اس کا دودھ نکال لو اور اس کو تھوڑا تھوڑا پی لو... ان حضرات نے اس کا دودھ نکالا اور پی لیا... پھر انہوں نے پوچھا کہ کوئی کھانے کی چیز بھی ہے؟

اس بڑھیا نے کہا کہ یہی بکری ہے اس کو تم میں سے کوئی ذبح کر لے تو میں پکا دوں گی... انہوں نے اس کو ذبح کیا اس نے پکایا... یہ حضرات کھا پی کر جب شام کو چلنے لگے تو انہوں نے اس بڑھیا سے کہا ہم ہاشمی لوگ ہیں اس وقت حج کے ارادہ سے جا رہے ہیں اگر ہم زندہ سلامت واپس مدینہ پہنچ گئے تو تُو ہمارے پاس آنا... تیرے اس احسان کا بدلہ دیں گے... یہ حضرات تو فرما کر چلے گئے شام کو جب اس کا خاوند (کہیں جنگل وغیرہ سے) آیا تو اس بڑھیا نے ہاشمی لوگوں کا قصہ سنایا... وہ بہت خفا ہوا کہ تُو نے اجنبی لوگوں کے واسطے بکری ذبح کر ڈالی... معلوم نہیں کون تھے کون نہیں تھے... پھر کہتی ہے کہ ہاشمی تھے... غرض وہ خفا ہو کر چپ ہو گیا... کچھ زمانہ کے بعد ان دونوں میاں بیوی کو غربت نے جب بہت ستایا تو یہ محنت مزدوری کی نیت سے مدینہ منورہ گئے... دن بھر مینگنیاں چگا کرتے اور ان کو بیچ کر گزر کیا کرتے... ایک دن وہ بڑھیا مینگنیاں چگ رہی تھی... حضرت حسنؓ اپنے دروازے کے آگے تشریف رکھتے تھے جب یہ وہاں کو گزری تو اس کو دیکھ کر حضرت حسنؓ نے اس کو پہچان لیا اور اپنے غلام کو بھیج کر اس کو اپنے پاس بلوایا اور فرمایا کہ اللہ کی بندی تُو مجھے بھی پہچانتی ہے؟

اس نے کہا میں نے تو نہیں پہچانا.... آپؓ نے فرمایا کہ میں تیرا وہی مہمان ہوں دودھ اور بکری والا.... بڑھیا نے پھر بھی نہ پہچانا اور کہا کیا خدا کی قسم تم وہی ہو.... حضرت حسنؓ نے فرمایا میں وہی ہوں اور یہ فرما کر آپؓ نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کے لئے ایک ہزار بکریاں خریدی جائیں.... چنانچہ فوراً خریدی گئیں اور ان بکریوں کے علاوہ ایک ہزار دینار (اشرفیاں) نقد بھی عطا فرمائے اور اپنے غلام کے ساتھ اس بڑھیا کو چھوٹے بھائی حضرت حسینؓ کے پاس بھیج دیا.... حضرت حسینؓ نے دریافت فرمایا کہ بھائی نے کیا بدلہ عطا فرمایا؟ اس نے کہا ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار دینار.... یہ سن کر اتنی ہی مقدار دونوں چیزوں کی حضرت حسینؓ نے عطا فرمائی.... اس کے بعد اس کو حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے پاس بھیج دیا انہوں نے تحقیق فرمایا کہ ان دونوں حضرات نے کیا کیا مرحمت فرمایا اور جب معلوم ہوا کہ یہ مقدار ہے تو انہوں نے دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار عطا فرمائے اور یہ فرمایا کہ اگر تو پہلے مجھ سے مل لیتی تو میں اس سے بہت زیادہ دیتا.... یہ بڑھیا چار ہزار بکریاں اور چار ہزار دینار (اشرفیاں) لے کر خاوند کے پاس پہنچی کہ یہ اس ضعیف اور کمزور بکری کا بدلہ ہے.... (احیاء العلوم)

قرآن میں دراصل عربی زبان کے علاوہ کی کچھ گنجائش نہیں

بعض حضرات کہتے ہیں کہ قرآن میں عربی زبان کے علاوہ کی کچھ گنجائش نہیں.... کیونکہ قرآن میں ہے بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ (صاف عربی زبان میں) اور ارشاد ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا (ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن بنایا ہے) اس قول کا دو طرح سے جواب دیا گیا ہے.... ایک تو یہ کہ الفاظ مذکورہ واقعی حبشی اور رومی زبان کے ہیں لیکن اہل عرب میں ان کا استعمال اس قدر عام تھا کہ یہ بمنزلہ لغت عربی ہی کے ہو گئے.... دوسرا جواب یہ ہے کہ مجموعی طور پر قرآن عربی ہی ہے.... گو بعض حروف غیر عربی بھی اس میں آ گئے ہیں.... اگر یہ شبہ کیا جائے کہ غیر عربی الفاظ کے ہوتے ہوئے یہ قرآن اہل عرب پر حجت کیسے بن سکے گا.... تو اس کا جواب یہ ہے کہ عام استعمال کی وجہ سے وہ لوگ ان غیر عربی الفاظ کو بھی خوب سمجھتے تھے جس سے اس کی حجت میں کوئی نقص نہیں آیا.... (بستان العارفین)

پُرسکون ازدواجی زندگی کیسے بن سکتی ہے؟

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی دو اہلیہ تھیں.... ایک بڑی اور ایک چھوٹی.... دونوں کو حضرت والا سے بہت تعلق تھا... لیکن بڑی پیرانی صاحبہ پرانے وقتوں کی تھیں اور حضرت والا کو زیادہ سے زیادہ آرام پہنچانے کی فکر میں رہتی تھیں.... عید آنے والی تھی.... حضرت پیرانی صاحبہ کے دل میں خیال آیا کہ حضرت والا کے لئے کسی عمدہ اور اچھے کپڑے کا اچکن بنایا جائے.... اس زمانے میں ایک کپڑا چلا کرتا تھا... جس کا نام تھا "آنکھ کا نشہ" یہ بڑا شوخ قسم کا کپڑا ہوتا تھا... اب حضرت والا سے پوچھے بغیر کپڑا خرید کر اس کا اچکن سینا شروع کر دیا... اور حضرت والا کو اس خیال سے نہیں بتایا کہ اچکن سلنے کے بعد اچانک میں ان کو پیش کروں گی تو اچانک ملنے کی خوشی زیادہ ہوگی.... اور سارا رمضان اس کے سینے میں مشغول رہیں.... اس لئے کہ اس زمانے میں مشین کا رواج تو تھا نہیں.... ہاتھ سے سلائی ہوتی تھی.... چنانچہ جب وہ سل کر تیار ہو گیا تو عید کی رات کو وہ اچکن حضرت والا کی خدمت میں پیش کر کے کہا کہ میں نے آپ کے لئے یہ اچکن تیار کیا ہے.... میرا دل چاہ رہا ہے کہ آپ اس کو پہن کر عیدگاہ جائیں اور عید کی نماز پڑھیں.... اب کہاں حضرت والا کا مزاج اور کہاں وہ شوخ اچکن.... وہ تو حضرت والا کے مزاج کے بالکل خلاف تھا... لیکن حضرت فرماتے ہیں کہ اگر میں پہننے سے انکار کروں تو ان کا دل ٹوٹ جائے گا.... اس لئے کہ انہوں نے تو پورا رمضان اس کے سینے میں محنت کی اور محبت سے محنت کی....

اس لئے آپ نے ان کا دل رکھنے کے لئے فرمایا تم نے تو یہ ماشاء اللہ بڑا اچھا اچکن بنایا ہے.... اور پھر آپ نے وہ اچکن پہنا اور عیدگاہ میں پہنچے.... اور نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور کہا حضرت! آپ نے یہ جو اچکن پہنا ہے یہ آپ کو زیب نہیں دیتا.... اس لئے کہ یہ بہت شوخ قسم کا اچکن ہے....

حضرت نے جواب میں فرمایا کہ ہاں بھائی تم بات تو ٹھیک کہہ رہے ہو.... اور یہ کہہ کر پھر آپ نے وہ اچکن اتارا.... اور اسی شخص کو دے دیا کہ یہ تمہیں ہدیہ ہے.... اس کو تم پہن لو....

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جس وقت میں یہ اچکن پہن کر عیدگاہ کی طرف جا رہا تھا.... تو کچھ نہ پوچھو کہ اس وقت میرا دل کتنا کٹ رہا تھا.... اس لئے کہ ساری عمر اس قسم کا

شوخ لباس کبھی نہیں پہنا.... لیکن دل میں اس وقت یہی نیت تھی کہ جس اللہ کی بندی نے محنت سے اس کو تیار کیا کہ اس کا دل خوش ہو جائے.... تو اس کا دل خوش کرنے کے لئے اپنے اوپر یہ مشقت برداشت کر لی.... اور اس کے پہننے پر طعنے بھی ہے.... اس لئے کہ لوگوں نے اس کے پہننے پر طعنے بھی دیئے کہ کیسا لباس پہن کر آ گئے.... لیکن گھر والوں کا دل خوش کرنے کے لئے یہ کام کر لیا.... (اصلاحی خطبات)

اہتمام تربیت

ہمارے یہاں موذنین اور ائمہ کی بھی تربیت کا نصاب ہے.... اور ہم ان کو اس کیلئے معقول وظیفہ دیتے ہیں.... آج کل عام طور پر اذان اور تکبیر غلط کہتے ہیں.... کوئی **حی علی الفلاح** کی حا پر زیر دیکر وصل کرتا ہے.... کوئی **قد قامت الصلوۃ** کے آخری حرف پر پیش پڑھ کر وصل کرتا ہے.... یہ سب اصول فقہ سے جہل کے سبب ہے.... ایک سانس میں اللہ اکبر کے چار کلمات کہے اور ہر کلمہ پر جزم کرے.... اسی طرح **حی علی الصلوۃ** کی تا نہ ظاہر کرے.... بلکہ جزم کرے.... اسی طرح **قد قامت الصلوۃ** کی تا بھی نہ ظاہر کرے بلکہ جزم کرے.... (مجالس ابرار)

حسن سلوک

ملازم کو حقیر مت سمجھو.... وہ تمہارے معاوضے میں کام کرتا ہے.... تنخواہ دینا تمہارا احسان نہیں ہے.... وہ اپنے کام کے پیسے لیتا ہے.... (ارشادات عارفی)

تقویٰ کا حاصل

تقویٰ کا حاصل یہ ہے.... کہ نفس کے ہاتھ میں..... اپنی نکیل نہ دی جائے.... اتباع سنت و شریعت کا اہتمام کیا جائے.... فتن سے بچا ؤ رکھا جائے.... خواہ فتن علمی رنگ کے ہوں.... جیسے عقیدہ و فکر کی بے قیدی اور خود رائی وغیرہ.... خواہ عملی ہوں.... جیسے فرائض و واجبات میں سستی.... اور کاہلی.... اور ممنوعات و مکروہات کی طرف میلان.... ورجحان.... دین کے بارے میں بجائے آزادی اور آزاد روشی کے تقید اصل ہے.... (جواہر حکمت)

طالب علم کو خوش آمدید کہنا اور بشارت سنانا

حضرت ابوہارونؒ کہتے ہیں کہ جب ہم حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاتے تو فرماتے خوش آمدید ہو ان لوگوں کو جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وصیت فرمائی تھی.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لوگ تمہارے تابع ہوں گے اور زمین کے آخری کناروں سے تمہارے پاس دین کی سمجھ حاصل کرنے کے لئے آئیں گے جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت مجھ سے قبول کرلو.... (اخرجہ الترمذی)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے پاس جب یہ نوعمر جوان آتے تو فرماتے خوش آمدید ہو ان لوگوں کو جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وصیت فرمائی تھی.... ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ ہم ان کے لئے مجلس میں گنجائش پیدا کریں اور ان کو حدیث سمجھائیں کیونکہ آپ لوگ ہی ہمارے بعد جگہ سنبھالنے والے ہیں اور احادیث دوسروں کو سنانے والے ہیں اور ان نوجوانوں سے فرمایا کرتے تھے اگر تمہیں کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو مجھ سے سمجھ لینا کیونکہ تم سمجھ کر اٹھو یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ تم بے سمجھے اٹھ جاؤ.... (حیاۃ الصحابہ جلد۳)

حصول اولاد کا عمل

الَّذِیْٓ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ○ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ○ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ○ (سورۃ السجدہ ۷تا۹)

جو اولاد کی نعمت سے محروم ہو وہ اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے کثرت سے ان آیات کا ورد کرے.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

حالت اعتکاف میں غسل

اعتکاف کی حالت میں اگر حالت طبعی.... یا شرعی کے لیے نکلے.... تو جیسے راستے میں وضو کر کے آ سکتے ہیں.... اسی طرح آتے ہوئے غسل جمعہ کر کے بھی آ سکتے ہیں.... ہاں غسل جمعہ کے لیے نکلنا درست نہیں.... (ارشادات مفتی اعظم)

دعاء کا دامن کبھی نہ چھوڑو

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سمجھ دار شخص کو ہر حال میں اپنے مولیٰ کا دامن تھامے رہنا چاہیے اور اس کے فضل کے دامن سے لپٹا رہنا چاہیے خواہ کسی نافرمانی کا صدور ہو جائے خواہ کوئی طاعت ہو..... خلوت میں اس سے انس حاصل کرنے کی کوشش کرے اور اگر وحشت معلوم ہو تو اس کے سبب کو ختم کرنے کی کوشش کرے..... جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

اَمُسْتَوْحِشٌ اَنْتَ مِمَّا جَنَیْتَ   فَاَحْسِنْ اِذَا شِئْتَ وَاسْتَاْنِسِ

''اگر تمہیں اپنی خطاؤں کی وجہ سے وحشت ہو رہی ہو تو اگر چاہو تو اچھے اعمال کر کے اس کی انسیت حاصل کر لو''.....

اگر اپنے نفس کو دنیا کی طرف مائل پاتا ہو تو خدا ہی سے دنیا بھی طلب کرے اور اگر آخرت کی طرف مائل دیکھتا ہو تو اسی سے اعمال آخرت کی توفیق کا سوال کرے اور اگر اس دنیا سے جس کی خواہش ہے کسی ضرر کا اندیشہ محسوس کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ سے اپنے دل کی اصلاح اور اپنے مرض کے علاج کی دعاء کرے کیونکہ جب دل ٹھیک ہو جائے گا تو کوئی ایسی چیز نہ طلب کرے گا جو مضر ہو.....

اور جس کی یہ حالت ہو جائے گی وہ ہمیشہ آرام کی زندگی میں رہے گا مگر اس کے حصول کے لیے ہمیشہ تقویٰ کا اہتمام ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر خدا تعالیٰ سے صحیح انس نہیں حاصل ہو سکتا.....

یہی وجہ ہے کہ ارباب تقویٰ ہر چیز سے بے رُخی کر سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے گریہ و زاری نہیں ترک کرتے..... تاریخ میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ قتیبہ بن مسلم نے جب ترک کے خلاف صف بندی کی اور ترکوں سے جنگ کرتے ہوئے کچھ دہشت محسوس کی تو پوچھا کہ محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کہاں ہیں؟ بتلایا گیا کہ میمنہ کے آخر میں اپنی کمان کے سرے پر بازو ٹیکے ہوئے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کر رہے ہیں..... (یعنی دعاء کر رہے ہیں) قتیبہ نے کہا:

''تنہا وہ ایک انگلی مجھے ایک لاکھ مشہور تلواروں اور تیز نیزوں سے زیادہ محبوب ہے''

پھر جب ترکوں پر فتح پالی تو محمد بن واسع سے پوچھا کہ آپ کیا کر رہے تھے؟

فرمایا: ''تمہاری کامیابی کیلئے سب سے بہتر ذریعہ اختیار کر رہا تھا''..... (صید الخاطر)

ایک شہید انصاری صحابی رضی اللہ عنہ

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا.... اس کا چہرہ آہنی اسلحہ (زرہ وغیرہ) سے ڈھکا ہوا تھا.... اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں لڑائی میں شامل ہو جاؤں یا پہلے اسلام قبول کرلوں؟ آپ نے فرمایا پہلے اسلام قبول کرلے اور پھر جہاد میں شامل ہو جا.... اس نے فوراً کلمہ پڑھ لیا.... پھر لڑائی میں شامل ہو گیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا.... آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس نے عمل تو تھوڑا کیا ہے ثواب بہت کما لیا ہے.... (صحیح بخاری ۳۹۴)

حقوق العباد کی معافی کا خدائی طریقہ

حقوق العباد توبہ سے معاف نہیں ہوں گے...... جب تک کہ صاحب حق خود معاف نہ کردے...... البتہ جن لوگوں کے اندر نیکی کا غلبہ ہے...... اور حقوق کی ادائیگی کی کوشش بھی کر رہے ہیں...... مگر ادائیگی سے پہلے انتقال ہو گیا...... ان کے بارے میں حق تعالیٰ چاہتے ہیں کہ...... فلاح ابدی پائے...... تو حقوق مانگنے والوں سے فرمائیں گے...... کہ اوپر دیکھو جب وہ لوگ اوپر دیکھیں گے تو بہت بڑا عظیم الشان محل نظر آئے گا...... جس کی وسعت کی انتہا نہ ہوگی...... تو خود ہی حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ...... جو لوگ اپنے حقوق معاف فرما دیں گے ان کو یہ محل دیدیا جائے گا...... تو سب لوگ کہیں گے کہ...... ہم نے اپنے حقوق معاف کر دیا...... یہ عدل خداوندی ہے کہ بندوں کے حقوق خود معاف نہیں فرمائیں گے...... صرف ان کی سفارش کر دیں گے...... اور ترکیب ایسی کریں گے کہ لوگ معاف کرنے پر مجبور ہو جائیں گے.... (جواہر حکمت)

اپنا قصوروار ہونا سمجھ نہیں آتا

مشہور ہے کہ ایک حبشی چلا جا رہا تھا راستہ میں ایک آئینہ پڑا ملا.... کبھی آئینہ دیکھنے کا اتفاق ہوا نہیں تھا اس کو اٹھا کر دیکھا تو اپنی کالی بھجنگ صورت پر نظر پڑی.... کہنے لگا کہ ایسا بدصورت تھا جب تو کسی نے نہ رکھا یہاں پھینک دیا.... یہی بعینہ حالت ہم لوگوں کی ہے کہ اپنے عیوب کو شریعت میں ثابت کرتے ہیں.... (مواعظ اشرفیہ)

اہل بیت سے فقراء کی ملاقات

حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ بہت بیمار ہو گئے تو حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما نے نذر (منت) مانی کہ اگر یہ تندرست ہو جائیں تو شکرانہ کے طور پر تین تین روزے رکھیں گے.... اللہ تعالیٰ شانہ کے فضل سے صاحبزادوں کو صحت ہو گئی.... ان حضرات نے شکرانے کے روزے رکھنے شروع فرما دیئے اگرچہ گھر میں نہ سحر کے لئے کچھ تھا نہ افطار کے لئے.... فاقہ پر روزہ شروع کر دیا.... صبح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک یہودی کے پاس تشریف لے گئے جس کا نام شمعون تھا کہ اگر تو کچھ اون دھاگا بنانے کے لئے اجرت پر دے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اس کام کو کر دے گی.... اس نے اون کا ایک گٹھر تین صاع جو کی اجرت طے کر کے دے دیا.... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس میں سے ایک تہائی کاتا اور ایک صاع جو اجرت کے لئے ان کو پیسا اور پانچ نان اس کے تیار کئے ایک ایک اپنا میاں بیوی کا دونوں صاحبزادوں کے اور ایک باندی کا.... جس کا نام فضہ تھا.... روزہ میں دن بھر کی مزدوری اور محنت کے بعد جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ کر لوٹے اور کھانا کھانے کے لئے دستر خوان بچھایا گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ٹکڑا توڑا ہی تھا کہ ایک فقیر نے دروازہ سے آواز دی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والو! میں ایک فقیر مسکین ہوں مجھے کھانا دو.... اللہ جل شانہ تمہیں جنت کے دستر خوان سے کھانا کھلائے.... حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ہاتھ روک لیا.... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کیا انہوں نے فرمایا ضرور دے دیجئے.... وہ سب روٹیاں اس کو دے دیں اور گھر والے سب کے سب فاقہ سے رہے اسی حال میں دوسرے دن کا روزہ شروع کر دیا.... دوسرے دن میں پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دوسری تہائی اون کی کاتی اور ایک صاع جو کا اجرت لے کر پیسا.... روٹیاں پکائیں اور جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ کر تشریف لائے اور سب کے سب کھانے کے لئے بیٹھے تو ایک یتیم نے دروازہ سے سوال کیا اور اپنی تنہائی اور فقر کا اظہار کیا.... ان حضرات نے اس دن کی روٹیاں اس کے حوالہ کر دیں اور خود پانی پی کر تیسرے دن کا روزہ شروع کر دیا اور صبح کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

نے اون کا باقی حصہ کاتا اور ایک صاع جو کا جورہ گیا تھا وہ لے کر پیسا.... روٹیاں پکائیں اور مغرب کی نماز کے بعد جب کھانے بیٹھے تو ایک قیدی نے آ کر آواز دے دی اور اپنی سخت حاجت اور پریشانی کا اظہار کیا.... ان حضرات نے اس دن کی روٹیاں بھی اس کو دے دیں اور خود فاقہ سے رہے.... چوتھے دن صبح کو روزہ تو تھا نہیں لیکن کھانے کو بھی کچھ نہیں تھا.... حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں صاحبزادوں کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے .... بھوک اور ضعف کی وجہ سے چلنا بھی مشکل ہو رہا تھا.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمہاری تکلیف اور تنگی کو دیکھ کر مجھے بہت ہی تکلیف ہوتی ہے چلو فاطمہؓ کے پاس چلیں.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے وہ نماز پڑھ رہی تھیں بھوک کی شدت سے آنکھیں گڑ گئی تھیں.... پیٹ کمر سے لگ رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے سینے سے لگایا اور حق تعالیٰ سے فریاد کی اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام سورہ دہر کی آیات وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○ (اور وہ لوگ (محض) خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں).... لے کر آئے اور اس پروانہ خوشنودی کی مبارک باد دی....'' (فضائل صدقات)

اثمد سرمہ کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اثمد (سرمہ) کا استعمال ضرور کیا کرو.... اس سے پلکوں کے بال اگتے ہیں .... اور نگاہ تیز ہوتی ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ نگاہ کو جلا بخشتا ہے.... (بستان العارفین)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ایک مہمان کی ملاقات

حضرت حسنؓ کے یہاں ایک مہمان آیا.... اس نے کھانا کھانے کے بعد شربت طلب کیا.... حضرت حسنؓ نے دریافت کیا آپ کو کون سا شربت درکار ہے.... مہمان نے جواب دیا کہ ''وہ شربت جو نہ ملنے کے وقت جان سے زیادہ قیمتی اور مل جانے کے وقت نہایت کم قیمت ہوتا ہے....'' حضرت حسنؓ نے نوکر سے فرمایا کہ ''مہمان پانی مانگتا ہے....''

حاضرین کو آپ کی ذہانت پر حیرانی ہوئی.... (در نایاب)

اخلاص کے فائدے

اخلاص کا اعلیٰ درجہ...... تو یہ ہے کہ محض خدا...... کیلئے کام کرے...... مخلوق کا اس میں تعلق ہی نہ ہو...... اس سے کم یہ ہے کہ...... مخلوق کو راضی کرنے کے لئے کام کرے...... مگر کوئی دنیوی غرض مطلوب نہ ہو...... صرف اس کا خوش کرنا مقصود ہو...... تو یہ بھی دنیوی غرض ہے...... تیسرا درجہ یہ ہے کہ...... کچھ نیت نہ ہو...... نہ دنیا مطلوب ہو نہ دین...... یوں ہی خالی الذہن ہو کر کوئی عمل کیا...... یہ بھی اخلاص یعنی عدمِ ریا ہے....(خطبات مسیح الامت)

مجلس علم یا وعظ کا ادب

جب وعظ ہو رہا ہو...... یا دینی کتاب سنائی جا رہی ہو...... تو تلاوت یا نفل نماز یا کوئی وظیفہ وہاں نہ پڑھنا چاہئے...... دین کا ایک مسئلہ سیکھنا سو رکعات نوافل سے بھی افضل ہے ...... اور ایسے وقت ایسے لوگوں کے ان اعمال سے واعظ کے مضامین کی آمد رک جاتی ہے ...... اس کا وبال الگ اس کی گردن پر ہوگا...... اسی طرح بعض لوگ سر جھکا کر آنکھ بند کر کے بیٹھتے ہیں...... خواہ وہ توجہ ڈالتے ہوں یا سوتے ہوں اس سے بھی واعظ کے قلب پر اثر پڑتا ہے...... اور مضامین کی آمد رک جاتی ہے...... لہٰذا توجہ ڈالنے والوں کو (یعنی سونے والوں کو) وعظ سے اٹھ جانا چاہئے...... کہیں اور جا کر سو رہنا چاہئے...... نیز پاس والوں کو بھی اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ...... کوئی آنکھ بند کرنے نہ پائے....(مجالس ابرار)

نوافل

اگرچہ فقہی طور پر نوافل کی قضا نہیں ہے...... لیکن ایک سالک کو ایسے مواقع پر تلافی کے طور پر جب موقع ملے...... معمول کے نوافل ضرور پڑھ لینے چاہئیں...... خواہ ان کا اصلی وقت گزر گیا ہو...... پھر اس پر فرمایا کہ حدیث میں ہے...... کہ اگر کوئی شخص کھانے کے آغاز میں...... بسم اللہ پڑھنا بھول جائے...... تو کھانے کے دوران بھی جب یاد آئے...... **بسم الله اوله و آخره** پڑھ لینا چاہیے...... بس اسی پر دوسری نوافل قیاس کر لینی چاہئیں....(ارشادات عارفی)

گھر کے انتظام میں بیوی کی اہمیت

بیوی کے بغیر گھر کا انتظام درست نہیں ہوسکتا.... بس مرد کا کام تو اتنا ہے کہ یہ مادہ (سامان) جمع کر دیتا ہے پھر ہیئت (صورت و ترتیب) عورتوں ہی سے بنتی ہے میں نے بعض روسا (مالداروں) کو دیکھا ہے کہ مال و دولت ان کے پاس بہت ہے مگر بیوی نہ تھی تو ان کے گھر کا کچھ بھی ڈھنگ نہ تھا... لاکھ باورچی رکھو.... نوکر رکھو وہ راحت کہاں جو بیوی سے ہوتی ہے.... باورچی تو تنخواہ کا ملازم ہے ذرا ایک دن تم نے کوئی سخت بات کہہ دی تو وہ ہاتھ جھاڑ کر چلا جائیگا پھر مصیبت کا سامنا ہے.... روٹی اپنے ہاتھ سے پکاؤ.... چولہا جھونکو.... برتن دھوؤ اور بیوی سے یہ کہاں ہوسکتا ہے کہ مرد کو اپنے ہاتھ سے پکانے دے....

بیوی کے بغیر گھر کا انتظام ہو ہی نہیں سکتا چاہے تم لاکھ خادم رکھو.... بعض لوگوں کو دیکھا ہے جن کی معقول تنخواہ تھی مگر بیوی نہ تھی نوکروں کے ہاتھوں میں خرچ تھا جس کی وجہ سے ان کا گھر کا خرچ بڑھا ہوا تھا جس کی کچھ حد نہیں نکاح ہی کے بعد پورا انتظام ہوا.... اگر بیوی کچھ بھی گھر کا کام نہ کرے صرف انتظام اور دیکھ بھال ہی کرے تو یہی بہت بڑا کام ہے جس کی دنیا میں بڑی بڑی تنخواہیں دی جاتی ہیں اور منتظم (انتظام کرنے والے) کی بڑی عزت و قدر کی جاتی ہے دیکھئے وائسرائے (گورنر) ظاہر میں کچھ کام نہیں کرتا کیونکہ اس کے ماتحت اتنا بڑا عملہ کام کرنے والا ہوتا ہے کہ اس کو خود کسی کام میں ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی.... مگر اس کی جو اتنی بڑی تنخواہ اور عزت ہے محض ذمہ داری اور انتظام کی وجہ سے ہے پس بیویوں کا یہی کام اتنا بڑا ہے جس کا عوض نان نفقہ (روٹی کپڑا) نہیں ہوسکتا مگر ہم تو (ان) شریف زادیوں کو دیکھتے ہیں کہ خود بھی اپنے ہاتھ سے گھر کا بہت کام کرتی ہیں خصوصاً بچوں کی بڑی محنت سے پرورش کرتی ہیں یہ وہ کام ہے کہ تنخواہ دار ماما کبھی بیوی کی برابری نہیں کرسکتی.... (پرسکون گھر)

برائے اصلاح نافرمان اولاد

اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ (سورۃ ہود: ۵۶)

جو اولاد والدین کی نافرمان ہو.... اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر ۱۱ مرتبہ پڑھ کر پھونکیں....

(قرآنی مستجاب دعائیں)

کثیر المنافع قرآنی آیات

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ○ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ○ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ○ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (سورۃ المومنون:۱۱تا۱)

رات کو سوتے وقت ضرور پڑھیں.... کیونکہ یہ آیتیں عزت کی حفاظت کرتی ہیں.... بے نمازیوں کو نماز کی رغبت دلاتی ہیں.... بے ہودہ اور بری باتوں سے روکتی ہیں اور جنت الفردوس کا وارث بنا دیتی ہیں.... (قرآنی مستجاب دُعائیں)

ٹائم ٹیبل کی خلاف ورزی کی کب گنجائش ہے؟

آدمی نظام الاوقات بنا کر اس کی پابندی کرے.... چاہے کچھ بھی ہو جائے.... اس کا مطلب یہ تھا کہ سستی کی وجہ سے یا کاہلی کی وجہ سے یا دل گھبرانے کی وجہ سے اپنے معمول کو ترک نہ کرے.... یہ جو میں نے کہا تھا کہ ''کچھ بھی ہو جائے نظام الاوقات پر عمل کرے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ چاہے دل پر آرے چل جائیں.... مشقت معلوم ہو یا محنت معلوم.... یا دل گھبرانے لگے تو اس گھبراہٹ.... سستی.... کاہلی اور مشقت کی وجہ سے اپنے نظام الاوقات کو نہ چھوڑے لیکن اگر کوئی ایسی بات پیش آ گئی جو عذر شرعی ہے یا جو وقت کا تقاضا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے تو اس کی بناء پر نظام الاوقات کے خلاف کرنے سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی اس لیے نظام الاوقات کا اصل مقصد یہ ہے کہ زندگی کے اوقات صحیح مصرف پر خرچ ہوں اور یہ اوقات زندگی ایسے کام میں صرف ہوں جس میں یا تو دنیا کا فائدہ ہو.... یا دین کا فائدہ ہو.... فضول وقت ضائع نہ ہو.... (وقت ایک عظیم نعمت)

اپنے احوال کو پوشیدہ رکھنا زیادہ مناسب ہے

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس شخص پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں زیادہ ہوں اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ ان میں سے اتنی ہی نعمتوں کا اظہار ہونے دے جتنی خود سے ظاہر ہو جائیں ساری نعمتیں نہ کھول کر رکھ دے.... اگر چہ نعمت و دولت کے اظہار میں بڑی لذت ہے لیکن حزم واحتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ ظاہر نہ کیا جائے کیوں کہ نظر بد کا لگنا حق ہے....

میں نے نعمتوں کے متعلق سوچا تو اندازہ ہوا کہ اس کا اظہار نفس کو بہت بھلا معلوم ہوتا ہے مگر دشواری یہ ہے کہ اگر دوستوں کے سامنے ان کا اظہار کیا جائے تو اس کے اندرونی انتشار کا اندیشہ ہے اور اگر دشمن سے ظاہر کیا جائے تو ظاہری بات ہے کہ نظر لگ جائے گی کیونکہ اسے حسد ہوتا ہے بلکہ میرے خیال میں حاسد کا شر تو ہر حال میں ضروری ہے کیونکہ مصیبت کی حالت میں اس کا دل ٹھنڈا ہوتا ہے اور خوش عیشی میں نظر لگا دیتا ہے اور یہ بھی واقعہ ہے کہ خوش عیش حضرات اپنے حاسدوں کی ناگواری دیکھنا چاہتے ہیں لیکن پھر انہیں اپنی نعمتوں پر اطمینان نہیں کرنا چاہیے کیونکہ عموماً ان نعمتوں پر حاسدوں کی نظر لگ ہی جاتی ہے....

اور اپنی ان نعمتوں کو جن سے حاسد کی ناگواری بڑھتی ہے ظاہر کر کے جو لذت حاصل ہوا سے اس خرابی کے برابر نہیں قرار دیا جا سکتا جو اس کی نظر لگ جانے سے ہوتی ہے....

اسی لیے ہر طرح کے معاملات کو چھپا کر رکھنا احتیاط لوگوں کا شیوہ ہے کیونکہ اگر کسی نے اپنی عمر لوگوں کے سامنے ظاہر کی اور وہ زیادہ عمر کا ہوا تو لوگ اسے جلجل بڈھا قرار دیں گے اور اگر کم عمر ہوا تو اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کریں گے اور اگر اپنے معتقدات لوگوں کے سامنے بیان کر دیے تو مخالفین عداوت کی وجہ سے بددین قرار دے بیٹھیں گے اور اگر اپنے مال کی مقدار ظاہر کی تو کم ہونے کی صورت میں حقیر سمجھیں گے اور زیادہ ہونے کی صورت میں حسد کرنے لگیں گے.... انہی تینوں کے سلسلے میں شاعر کہتا ہے:

اِحْفَظْ لِسَانَکَ لَا تَبُحْ بِثَلَاثَةٍ ۔۔۔ سِنٍّ وَّمَالٍ مَااسْتَطَعْتَ وَمَذْهَبٍ

”زبان پر قابو رکھو! اور تین باتیں (خصوصاً) حتی الامکان ظاہر نہ ہونے دو.... عمر.... مال اور مسلک و مشرب“

فَعَلَی الثَّلَاثَةِ تُبْتَلَی بِثَلَاثَةٍ ۔۔۔ بِمُمَوِّهٍ وَّمُمَخْرِقٍ وَّمُکَذِّبٍ

"کیونکہ ان تینوں کے ظاہر کرنے پر تین الزاموں میں مبتلا ہو گے....ایک یہ کہ باتیں بناتے ہو دوسرے گھڑ لیتے ہو تیسرے یہ کہ جھوٹے ہو"....

(میں نے تین چیزیں مثالاً ذکر کر دی ہیں) انہی پر بقیہ باتوں کو قیاس کر لو اور ان بھولے بھالے ہلکے پیٹ والوں جیسے نہ بنو جو اپنے راز سنبھال نہیں پاتے اور ایسے لوگوں کے سامنے اسے افشاء کر دیتے ہیں جن کے سامنے اس کا اظہار مناسب نہیں ہوتا....

"زبان سے بہت سے ایسے کلمے نکل جاتے ہیں جن سے انسان ہلاک ہو جاتے ہیں"... (صید الخاطر)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر کرنیکا ذوق وشوق

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں صبح سے لے کر شام تک سارا دن اللہ کا ذکر کرتا رہوں یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں صبح سے لے کر شام تک سارا دن لوگوں کو سواری کے لئے عمدہ گھوڑے دیتا رہوں....(اخرجہ الطبرانی)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا سو دفعہ اللہ اکبر کہنا مجھے سو دینار صدقہ کرنے سے زیادہ پسند ہے....(اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ۱/۲۱۹)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا صبح سے لے کر رات تک اللہ کا ذکر کرنا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں صبح سے لے کر رات تک اللہ کے راستہ میں (مجاہدوں کو) عمدہ گھوڑے سواری کے لئے دیتا رہوں....(اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ۱/۲۵۹)

حضرت جریریؒ کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ذات عرق مقام سے احرام باندھا اور پھر احرام کھولنے تک ہم نے انہیں اللہ کے ذکر کے علاوہ اور کوئی بات کرتے ہوئے نہیں سنا....احرام کھول کر مجھ سے فرمایا اے بھتیجے! احرام اس طرح ہوا کرتا ہے....(اخرجہ ابن سعد ۷/۲۲) (حیاۃ الصحابہ جلد ۳)

اولاد کی سلامتی کا وظیفہ

وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ (سورۃ الصافات ۷۶)

اگر کسی شخص کی اولاد مر جاتی ہو....زندہ نہ رہتی ہو یا وہ کسی سخت مصیبت میں مبتلا رہتا ہو تو اس دعا کو روزانہ صبح وشام ۱۱ دفعہ پڑھے....(قرآنی مستجاب دعائیں)

حقیقی متقی

دنیا کی زندگی کے ہر مرحلہ میں..... ذکر آخرت..... اسلام کا بنیادی اصول ہے اس لئے جتنی انواع اس زندگی کی ہیں..... اتنی ہی انواع ان کے ساتھ ذکر آخرت اور تقویٰ کی ہیں..... کھانے پینے میں حمد وشکر.....اجنبیات کے سامنے آنے پر غض بصر..... ترفع وتعلّی کے جذبات کے وقت کسر نفس اور تواضع..... دولت کے انبار اور حرص..... بھڑکنے کے وقت..... قناعت پسندی..... مصیبت کے وقت صبر ورضا..... مشکلات میں دل ڈانواڈول ہونے پر..... توکل واعتماد علی اللہ..... دوستوں کی ہم نشینی پر اخوۃ فی اللہ..... عمل آخرت کی تذکیر کے لئے تعاون..... بڑوں کے سامنے آنے پر ..... توقیر واحترام..... چھوٹوں کے سامنے ہونے پر ترحم وشفقت..... مظلوم کے سامنے آنے پر ممکنہ اعانت ودادرسی..... دین وآخرت کی بات سامنے آنے پر..... عقیدت وتفویض اور سرافگندگی..... اغیار سے..... ملنے ملانے کے وقت حکمت کے ساتھ دعوت دینے سے ان کی امداد..... وسائل عیش فراہم ہو جانے پر..... ان کی بے ثباتی اور فنائیت پر نظر..... رفعت وسربلندی مل جانے پر اپنی اصلیت کا استحضار..... دنیا کے ہر جزو سے استبعاد..... آخرت کی طلب وجستجو..... غرض جتنے دنیوی زندگی کے وسائل ہیں..... اتنے ہی ان میں اخروی زندگی کے تقوائی پہلو ہیں..... ان وسائل میں ان پہلوؤں کی رعایت رکھنے والا ہی متقی کہلایا جا سکتا ہے..... (خطبات حکیم الاسلام)

ذکر مقصود کا ذریعہ

اگر ہر وقت ذکر مقصود بالذات ہوتا..... تو تمام مسلمان جو یاد الٰہی سے خالی ہیں..... لیکن کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق کرتے ہیں..... ایسے تمام مسلمان گنہگار ہوں گے..... بھلا ایسی بات کون کہہ سکتا ہے..... مقصود تو ذات باری تعالیٰ کی صحیح طاعت پر لگا رہنا ہے..... ذکر اس مقصود کا ایک ذریعہ ہے..... (خطبات مسیح الامت)

حج بدل

مرد عورت کا..... اور عورت مرد کا حج بدل کر سکتے ہیں..... (ارشادات مفتی اعظم)

سات انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم

غزوہ احد میں جب پاسا پلٹا تو افراتفری میں پہلے تو صحابہ کرامؓ منتشر ہو گئے.... صرف چند ایک حضرات آپؐ کے قریب رہ گئے ایک روایت کے مطابق سات انصاری اور دو قریشی مہاجر.... کفار آپ کی طرف بڑھنے لگے تو فرمایا....

من یردھم عنا ولہ الجنۃ (کون ہے جوان کو ہم سے ہٹا کر بہشت کا حق دار بنتا ہے؟)

ایک انصاری آگے بڑھا اور مردانہ وار مقابلہ کرتا ہوا شہید ہو گیا.... کافروں نے پھر پیش قدمی شروع کی.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا....

من یردھم عنا وھو رفیقی فی الجنۃ (کون ان کو ہٹا کر بہشت میں میرا رفیق بننا چاہتا ہے؟)

تو دوسرا انصاری بڑھا وہ بھی شہید ہو گیا.... اس طرح یکے بعد دیگرے یکے بعد دیگرے ساتوں انصاری شہید ہو گئے.... تاریخ نے ان حضرات میں ایک کے سوا اوروں کے نام تو نہیں بتائے مگر ان کی جاں فروشی کے اس مثالی واقعہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے اوراق میں محفوظ کر لیا.... (مسلم شریف)

جلے.. جل کر بجھے بھی.. چشم صورت بین میں پروانے فروزاں کر گئے.... وہ نام لیکن شمع روشن کا

وہ ایک صحابیؓ جس کا نام حدیث اور سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے وہ حضرت زیاد بن السکن ہیں ان میں ابھی رمق باقی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق دوسرے صحابہؓ نے انہیں لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لٹا دیا.... انہوں نے اپنا سر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی....

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے یہی دل کی حسرت' یہی آرزو ہے

داغ مرحوم کیسے بروقت یاد آ گئے ہیں.... یوں معلوم ہوتا ہے کہ اسی واقعہ کی تصویر انہوں نے اس شعر میں کھینچی ہے....

دی کس خوشی سے جان تہ تیغ داغ نے لب پہ تبسم اور نظر یار کی طرف

رضی اللہ عنہ وارضاہ (کاروان جنت)

اے مسلسل لغزشیں کھانیوالے

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ہر اس شخص کو دیکھا جو کسی چیز سے لغزش کھاتا ہے یا بارش میں پھسل جاتا ہے کہ جس چیز سے پھسلا ہے اسے مڑ کر دیکھتا ہے اور یہ فطری اور طبعی جذبہ ہے تاکہ اگر دوبارہ اس پر سے گزر ہو تو اس سے بچ کر چلے اور اگر احتیاط کے ساتھ چلا ہو تو یہ دیکھتا ہے کہ اس سے احتیاط اور حزم کیونکر فوت ہوا.... (اس پر غور کر کے) میں نے اس سے ایک اشارہ نکالا اور کہا: ”اے وہ شخص! جو بار بار لغزشیں کر رہا ہے کیوں نہیں دیکھتا کہ وہ کیا بات ہے جو تیرے پھسلنے کا سبب بن رہی ہے کہ اس سے بچنے کی کوشش کرے یا اگر احتیاط کے باوجود پھسل گیا ہو تو نفس کے سامنے اس واقعہ کی قباحت کیوں نہیں بیان کرتا؟

کیونکہ عام طور پر مڑ کر دیکھنے والے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مجھ جیسا شخص باوجود اتنی احتیاط کے کیسے پھسل گیا.... پس تعجب ہے تجھ پر کہ کیسے تو فلاں فلاں گناہ کے سلسلے میں لغزش کھا گیا؟ اس چمکدار سنگریزے نے تجھے کیسے دھوکہ دے دیا جس کا باطن تو اپنی عقل سے سمجھ چکا ہے اور جس کا مال تو فکر کی نگاہ سے دیکھ چکا ہے؟ فانی کو باقی پر کیسے ترجیح دے دی؟ کم قیمت کے بدلے تو نے کیسے بیع کر لی؟ اور عبادت کی بیداری کے مقابلے میں نیند کی لذت کو کیونکر اختیار کر لیا؟

افسوس! تو نے جو کچھ بیچا اس کے عوض ندامت کے ایسے بوجھ خرید لیے جسے کوئی مددگار کم نہ کر سکے گا.... شام کے وقت (ندامت سے) سر جھکنے کا ایسا سامان کر لیا جس کا ختم ہونا بعید ہے.... اپنے فعل کی برائی پر غم کے ایسے آنسو خریدے جو کبھی تھم نہیں سکتے.... اس وقت کیا حال ہوگا جب تجھ سے بطور سرزنش کہا جائے گا کہ ایسا کیوں کیا؟ کس وجہ سے کیا؟ کس بھروسہ پہ کیا؟“

افسوس اس شخص پر ہے جس کے صحیفہ کو غرور اور دھوکہ نے پلٹ دیا اور جس کے اعمال تولے جا رہے ہیں اور ترازو چڑھی ہوئی ہے.... (صید الخاطر)

کاروبار کی ترقی کا وظیفہ

لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ ○ (سورۃ لقمان:۲۶)

رزق کی کشادگی کیلئے.... کاروبار کی ترقی کیلئے یا نیا کاروبار شروع کرنے سے پہلے اس آیت کو روزانہ ۱۳۱ دفعہ پڑھیں.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کی مثالی تبلیغ

''علامہ کردری رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نواسوں (حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما) نے ایک مرتبہ دریائے فرات کے کنارے ایک بوڑھے دیہاتی کو دیکھا کہ اس نے بڑی جلدی جلدی وضو کیا اور اسی طرح جلدی جلدی نماز پڑھی....اور جلد بازی میں وضو اور نماز کے مسنون طریقوں میں اس سے کوتاہی ہوگئی....حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے اسے سمجھانا چاہا....انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ یہ بوڑھا آدمی ہے اپنی غلطی سن کر کہیں مشتعل نہ ہو جائے .... چنانچہ دونوں حضرات اس بوڑھے کے قریب آئے اور کہا: ہم دونوں جوان ہیں اور آپ تجربہ کار آدمی ہیں آپ وضو اور نماز کا طریقہ ہم سے بہتر جانتے ہوں گے....ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو وضو کر کے اور نماز پڑھ کے دکھائیں اگر ہمارے طریقہ میں کوئی غلطی یا کوتاہی ہو تو آپ ہماری رہنمائی فرمائیں اس کے بعد دونوں نے سنت کے مطابق وضو کر کے نماز پڑھی....بڑے میاں نے دیکھا تو اپنی کوتاہی سے توبہ کی اور آئندہ یہ طریقہ چھوڑ دیا....'' (مناقب الامام الاعظم رحمہ اللہ)

تبلیغ کا یہ انداز وہی ہے جسے قرآن نے

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ سے تعبیر کیا ہے....

اس انداز تبلیغ کو جس نے بھی اپنایا وہ کامیاب رہا....یہ انداز ہمارے اسلاف سے منتقل ہو کر ہمارے اکابر تک پہنچا اور انہوں نے بھی اس انداز تبلیغ سے مخلوق کی رہنمائی کی....(یادگار ملاقاتیں)

عقل کی سلامتی کی دُعا

فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَکَ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف:۱۴۳)

ترجمہ: پس جب ہوش آیا کہا پاک ہے تو توبہ کرتا ہوں تیری طرف میں اول ایمان لانے والا ہوں....

کسی کے دماغ میں خرابی ہوگئی ہو یا کوئی بے ہوش ہوگیا ہو اس کو ۴۱ مرتبہ صبح و شام پڑھ کر پھونکیں ان شاء اللہ شفا ہوگی....(قرآنی مستجاب دعائیں)

نظر و دل کی حفاظت

بعض لوگ نگاہ کی حفاظت تو کر لیتے ہیں.... مگر دل میں خیالی پلاؤ اڑاتے رہتے ہیں ......یعنی قلب سے مطالعہ حسن کرتے ہیں......اس خیانت صدر سے بھی باطن کو بہت نقصان پہنچتا ہے......اور دل کے خراب ہونے سے پھر آنکھیں بھی خراب ہو جاتی ہیں......دل کا اور آنکھوں کا آپس میں خاص رابطہ ہے...... پس نگاہ چشمی کی جس طرح حفاظت واجب ہے ......اسی طرح نگاہ قلبی کی حفاظت بھی واجب ہے...... کیونکہ نص قرآن سے.... خیانت عین اور خیانت صدر دونوں کی حرمت ثابت ہے....(مجالس ابرار)

احساس کوتاہی

تشنگی اور چیز ہے......اور ناکارگی کا احساس اور چیز ہے...... تشنگی اچھی چیز ہے احساس ناکارگی خطرناک ہے...... گناہوں کا ارتکاب خطرناک ہے...... اعمال صالحہ میں کمی اور کوتاہی کا احساس پسندیدہ ہے...... یہ احساس کہ بن نہیں پڑتا یہ تشنگی ہے...... یہ تکمیل کی طلب ہے...... تکمیل کسی کی نہیں ہوتی....

تری شان بے نیازی کا مقام کس نے پایا
مری سجدہ گاہ حیرت ترا حسن آستانہ

(ارشادات عارفی)

دو سنگین گناہ

آج فیشن کے مارے......دو انچ کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر...... جنت کو کھوتے اور دوزخ خریدتے ہیں...... جو آدمی نیچا پاجامہ پہنتا ہے......اس کی مغفرت نہیں ہوتی...... اسی طرح جو آدمی طبلہ...... سارنگی اور گانے میں لگا ہے......اس کی بھی مغفرت نہیں ہوتی...... ذرا سوچو اتنے سے وقت کی لذت سے دوزخ خریدنا...... کیسی نادانی کی بات ہے...... آج گھروں میں ہر طرف گانا بجانا عام ہے....(ارشادات مفتی اعظم)

بیوی محسن ہے

بیوی کا ایک حق تو اس واسطے ہے کہ وہ بے کس و بے بس ہے دوسرے اس واسطے بھی حق ہے کہ وہ تمہاری دوست ہے اور دوستی کی وجہ سے حق بڑھ جاتا ہے....

بیوی اس لحاظ سے بھی قابل قدر ہے کہ اس سے دین کی حفاظت اور خیالات فاسدہ کی روک ہوتی ہے اس لئے وہ بڑی محسن ہے جو لوگ دین دار ہیں وہ اس احسان کی قدر کرتے ہیں.... بیوی دین و دنیا دونوں کی معین (مددگار) ہے اس لئے اس کی قدر کرنی چاہئے اور اس کے حقوق کی رعایت بھی ضروری ہے کیونکہ اس میں چند در چند خصوصیات (بہت زیادہ فوائد و صلاحیتیں) ہیں جن میں سے ہر ایک صفت کے بہت سے حقوق ہیں.... (پرسکون گھر)

پارسائی میں وضع قطع

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے..... اپنی کسی کتاب میں لکھا ہے..... کہ جو آدمی تصوف میں قدم رکھے..... اور اللہ کے راستے میں چلے..... اور اللہ تعالیٰ اسے ولی کامل بنا بھی دے اس کو چاہیے کہ..... اپنی خاندانی وضع کو نہ چھوڑے..... اپنی وضع نہ بدلے..... اگر کوئی شخص تاجر ہے..... تو تاجروں کا جو لباس ہوتا ہے..... وہی رکھے.... ہر ایک طبقے کا خاص لباس..... ایک خاص انداز کا ہوا کرتا ہے..... اسی کو اختیار کیے رکھو..... کیونکہ (بصورت دیگر) اس میں خواہ مخواہ ایک قسم کا عملی دعویٰ ہو جاتا ہے..... ہاں البتہ وہ وضع خلاف شریعت نہ ہو.... (ارشادات مفتی اعظم)

اولاد کی فرمانبرداری کیلئے

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○ (سورۃ الاحقاف۔ ۱۵)

اولاد کی فرمانبرداری کیلئے اور خدا کے پسندیدہ عمل کرنے کیلئے ۳ دفعہ روزانہ پڑھیں.... ان شاء اللہ مفید ثابت ہوگی.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

تقویٰ کا ثمرہ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں غور کیا:

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی....

''سو جس نے میری ہدایت کا اتباع کیا وہ نہ بھٹکے گا اور نہ بد بخت ہوگا''....

حضرات مفسرین فرماتے ہیں کہ "هُدَایَ" سے مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے.... میں نے اس تفسیر کو حقیقت پرمبنی پایا کہ جس شخص نے بھی قرآن وسنت کا اتباع کیا اور جو کچھ ان میں ہے اس پر عمل کیا تو بلاشبہ وہ گمراہی سے محفوظ ہو رہا اور یقیناً اس کے حق میں آخرت کی محرومیاں ختم ہوگئیں جبکہ وہ اسی حالت پر دنیا سے رخصت ہوا ہو....

اسی طرح ایسا شخص دنیا کی محرومیوں سے بھی محفوظ رہتا ہے جسے یہ آیت بیان کرتی ہے:

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا....

''اور جو اللہ سے ڈرا اللہ تعالیٰ اس کے لیے (ہر تنگی سے) نکلنے کی راہ پیدا فرمادیں گے''....

لہٰذا اگر اس کو مصیبت اور شدت میں دیکھو بھی تو کچھ حرج نہیں کیونکہ اس کو جزا کا ایسا یقین حاصل ہے جو شراب تلخ کو شیریں بنا دیتا ہے جبکہ ایسا شخص عموماً خوش عیش ہی ہوتا ہے اور عادت یہی ہے کہ اس پر اس وقت تک کوئی مصیبت نہیں اترتی جب تک کہ وہ جادۂ تقویٰ سے منحرف نہ ہو جائے۔

رہا وہ شخص جو ہر حال میں تقویٰ اختیار کرنے والا ہو تو اس پر کوئی آفت نہیں آتی اور اس تک کوئی مصیبت نہیں پہنچ پاتی (اکثر ایسا ہی ہوتا ہے)....

لہٰذا اگر تم کسی ایسے شخص کو پاؤ جس کے پاس تقویٰ کے باوجود بلائیں راہ یاب ہوں تو عموماً اس کا سبب پہلے کی کوئی غلطی ہوتی ہے جس کی سزا اب دی جارہی ہے اور اگر ہم فرض کرلیں کہ اس نے کوئی گناہ نہ کیا ہوگا تو پھر یہ بلاء و مصیبت اس کے صبر کے سونے کو آزمائشوں کی بھٹی میں ڈال کر تپانے کے لیے ہے تاکہ سرخ اور روشن پتر ابر آمد ہو.... چنانچہ اس وقت وہ شخص عذاب میں مٹھاس محسوس کرتا ہے کیونکہ اسے بلاؤں میں مبتلا کرنے والے کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے تکلیف پر نظر نہیں جاتی.... حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَحَبَّکَ النَّاسُ لِنَعْمَائِکَ　　　وَاَنَا اُحِبُّکَ لِبَلَائِکَ

''لوگ آپ سے آپ کی نعمتوں کے سبب محبت کرتے ہیں اور میں آپ سے آپ کی بلاؤں اور آزمائشوں کی وجہ سے (بھی) محبت کرتا ہوں''....(صید الخاطر)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا جذبہ شہادت

ایک بدوی بارگاہ رسالت (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) میں حاضر ہو کر مشرف با سلام ہوئے اور عرض کیا.... حضور! میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرتا ہوں.... آپؐ نے اپنے کسی صحابی کو اس کے بارے میں وصیت فرمادی.... جب غزوۂ خیبر کا موقع آیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سفر تھے.... اس غزوہ میں جو مال غنیمت ہاتھ آیا... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ صحابہ میں تقسیم فرمادیا.... اور اس بدوی کا بھی حصہ نکالا.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حصہ اس کے ساتھیوں کو دے دیا... جن کی وہ بکریاں چرایا کرتا تھا.... جب وہ آیا تو ان لوگوں نے اس کا حصہ اس کے حوالے کر دیا.... کہا: یہ کیا ہے؟ جواب دیا: یہ تیرا حصہ ہے.... جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے لئے نکال کر دیا.... وہ فوراً اسے لے کر بارگاہ اقدس میں حاضر ہو گیا اور عرض کیا: حضور یہ کیا ہے؟ فرمایا: غنیمت کے مال میں سے تیرا حصہ ہے.... کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس لئے تو ایمان نہیں لایا تھا (اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) میری تمنا تو یہ ہے کہ یہاں میرے تیر لگے اور میں مر کر سیدھا بہشت میں پہنچ جاؤں.... ارشاد فرمایا اگر تو نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا تو وہ بھی اپنا وعدہ سچ کر دکھائے گا.... پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم دشمن سے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے.... معرکہ ختم ہوا تو وہ شہید ہو چکا تھا.... صحابہ رضی اللہ عنہم اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لے آئے.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "یہ وہی ہے؟ عرض کیا جی حضور! وہی ہے.... ارشاد فرمایا اس نے اپنی بات سچ کر دکھائی تو اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے.... یعنی بہشت میں پہنچادیا ہے.... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جبہ مبارک میں اسے کفن دیا.... پھر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس میں جو دعا فرمائی اس میں یہ الفاظ شامل تھے.... " اے اللہ تیرا یہ بندہ تیرے راستے میں ہجرت کر کے نکلا تھا.... قتل ہو کر شہادت کا رتبہ حاصل کر چکا ہے اور میں اس کا گواہ ہوں".... (نسائی) زہے نصیب! اقبال مرحوم نے شاید اسی واقعہ کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی تھی....

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن — نہ مال غنیمت.... نہ کشور کشائی

رضی اللہ عنہ وارضاہ (کاروان جنت)

بالغہ عورت کی حفاظت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اسماء جب عورت بالغہ ہو جائے تو یہ جائز نہیں کہ مرد اس کے کسی عضو کو دیکھیں سوا اس کے.....اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرہ اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا کہ بس ان دونوں کو کھولنا جائز ہے.....(رواہ ابوداؤد)

ان آیات کا ورد حفاظت کی صحت کیلئے مجرب ہے

یہ آیات مبارکہ صبح اور رات سوتے وقت روزانہ باوضو پڑھنے والا ان شاء اللہ کبھی صاحب فراش نہ ہوگا.....یعنی کبھی ایسا بیمار نہ ہوگا کہ بستر پر لیٹ جائے بشرطیکہ کسی حال میں ناغہ نہ ہو.....

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ (سورۂ بقرہ آخری آیات) (۱۱ مرتبہ پڑھے)

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ (سورۂ توبہ کی آخری آیات)

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ (سورۂ حشر کی آخری آیات) (قرآنی مستجاب دعائیں)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ شاہ روم کے دربار میں

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جب رومیوں کے خیمے میں پہنچے تو ان کے زریں فرش کو دیکھ کر وہیں ٹھٹک کر رک گئے کہا "میں اس شاندار فرش پر قدم نہیں رکھوں گا مجھے اس میں غریبوں کے خون کی بو آتی ہے جو چیز غریبوں کا حق چھین کر تیار کی گئی میں اس پر قدم کیسے رکھ سکتا ہوں"؟

رومیوں نے کہا "افسوس ہم تو آپ کی عزت کرنا چاہتے تھے لیکن آپ خود ہی اس کو ٹھکرا رہے ہیں...." حضرت معاذؓ نے کہا "جس کو تم عزت کہتے ہو مسلمان کی نظر میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے" یہ کہہ کر وہ اس زریں فرش سے بچ کر زمین پر بیٹھ گئے.... جب ان کے اس بے تکلفی سے زمین پر بیٹھنے پر ایک رومی نے کہا "زمین پر بیٹھنا غلاموں کا شیوہ ہے...."

تو فرمایا "بیشک زمین پر بیٹھنا غلاموں کا شیوہ ہے اور میں اللہ کا حقیر ترین غلام ہوں"....

باہان نے کہا "تم ہمارے ملک پر کیوں حملہ آور ہوئے ہو؟

حبشہ کا ملک عرب کے قریب ہے.... فارس کا بادشاہ فوت ہو چکا ہے اور سلطنت کی باگ ایک عورت کے ہاتھ میں ہے.... حالانکہ ہمارا بادشاہ ہرقل اعظم دنیا کا سب سے بڑا بادشاہ ہے.... سلطنت روم دنیا کی پہلی عظیم طاقت ہے.... ہم تعداد میں آسمان کے ستاروں اور وزن میں زمین کے برابر ہیں.... اچھا ہے کہ تم ہمیں چھوڑ کر کسی اور طرف نکل جاؤ"....

حضرت معاذؓ بن جبل بھلا ان باتوں سے مرعوب ہونے والے کب تھے فوراً کھڑے ہو کر بولے "ہم تم سے تمہارا ملک چھیننے نہیں آئے ہیں.... ہم تو تم سے یہ کہنے آئے ہیں کہ تم اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن جاؤ.... شراب نوشی اور سود خوری چھوڑ دو.... اگر یہ منظور نہیں ہے تو جزیہ دو اور ہماری پناہ میں آ جاؤ ورنہ وہ سامنے قتل کے میدان میں ہماری تلواروں کو کل صبح تمہارا انتظار رہے گا.... رہی یہ بات کہ تم تعداد میں آسمان کے ستاروں اور وزن میں زمین کے برابر ہو تو ہمیں قلت و کثرت کی کبھی پرواہ نہیں ہوتی.... تمہیں اگر اس پر ناز ہے کہ تمہارا بادشاہ دنیا میں سب سے بڑا ہے تو ہمیں بھی اس بات پر فخر ہے کہ ہمارا خلیفہ عام مسلمانوں پر کوئی فوقیت نہیں رکھتا.... اگر وہ زنا کرے تو اس کو سنگسار کر دیا جائے.... اگر چوری کرے تو ہاتھ کاٹ ڈالا جائے اہل روم ذرا سوچو کہ کون سی بات فضیلت کی ہے؟

تم اپنے قیصر کو جو عام انسان ہوتا ہے خدا کا سا مرتبہ دیتے ہو وہ عام لوگوں سے برتر

سمجھا جاتا ہے ہم اپنے خلیفہ کو عام مسلمانوں پر کوئی فوقیت نہیں دیتے....''

رومی حضرت معاذؓ بن جبل کی یہ بیباکانہ باتیں سن کر حیران رہ گئے.... ایک رومی نے پوچھا'' کیا مسلمانوں میں تم سے بھی بڑھ کر نڈر اور بہادر کوئی اور ہے؟

فرمایا'' معاذ اللہ یہ ہی بہت ہے کہ میں سب سے بدتر نہیں ہوں'' (سیر انصار جلد دوم)

حضرت عمرو بن عاص.... حکیم بن حزام.... جریر اور آل بسر رضی اللہ عنہم کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا تین مرتبہ فرمائی اے اللہ! عمرو بن عاص کی مغفرت فرما کیونکہ جب بھی میں نے انہیں صدقہ دینے کے لئے بلایا وہ ہمیشہ میرے پاس صدقہ لے کر آئے.... (اخرجہ الطبرانی کذا فی المنتخب ۲۵۰۵)

حضرت حکیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے یہ دعا فرمائی اے اللہ! تو اس کے ہاتھ کے کاروبار میں برکت عطا فرما.... (اخرجہ الطبرانی)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا تھا نیچے گر جایا کرتا تھا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ (کی برکت) کا اثر میں نے اپنے سینے میں محسوس کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! اسے (گھوڑے پر) جما دے اور دوسروں کو ہدایت پر لانے والا اور خود ہدایت یافتہ بنا دے چنانچہ میں اس دعا کے بعد کبھی گھوڑے سے نہیں گرا.... (اخرجہ الطبرانی)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد ہم دونوں اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں سامنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر تشریف لائے میرے والد نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ ہمارے گھر نہیں آتے اور کھانا کھا کر ہمارے لئے برکت کی دعا نہیں کر دیتے؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لے گئے اور کھانا کھا کر یہ دعا فرمائی اے اللہ! ان پر رحمت فرما ان کی مغفرت فرما اور ان کے رزق میں برکت نصیب فرما.... (اخرجہ ابن مندہ)

آپ اچھے شوہر بن سکتے ہیں

بعض لوگ یہ شکایت کرتے ہیں کہ بیوی بدمزاج ہے کہنا نہیں مانتی بے ادب ہے خدمتگار نہیں ہے وغیرہ وغیرہ اور پھر ان باتوں کی وجہ سے وہ شوہر بھی بیوی سے بدسلوکی کرنے لگتا ہے یا مارنے لگتا ہے۔ جس کے نتیجے میں گھر گویا جہنم کا نمونہ بن جاتا ہے مگر اس طرح مسئلہ حل نہیں بلکہ بگڑتا چلا جاتا ہے لہٰذا ذیل میں علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ کا مضمون "دل کی دنیا" سے نقل کیا جاتا ہے اس پر عمل کرنے سے نہ یہ کہ صرف گھر میں امن ہوگا بلکہ آپ ایک مثالی شوہر بھی کہلائیں گے.... چنانچہ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے شکایت کہ مجھ کو اپنی بیوی سے بہت نفرت ہے جبکہ میرے اندر صبر کا مادہ کم ہے تو میں شکایت اور گفتگو میں زبان کی لغزشوں اور ایسے جملوں سے احتیاط نہیں کر پاتا ہوں.... جن سے اس کو میری نفرت کا پتہ چل جائے....

میں نے کہا کہ یہ طرز ٹھیک نہیں ہے.... "گھر میں دروازے سے آنا چاہئے".... بیٹھ کر سوچو کہ وہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے تم پر مسلط کی گئی ہے لہٰذا خوب توبہ اور معذرت کرو.... چیخنے چلانے اور تکلیف پہنچانے سے کیا فائدہ ملے گا؟ جیسا کہ حضرت حسن بن الحجاجؒ نے فرمایا ہے "بری بیوی اللہ تعالیٰ کی سزا ہے.... لہٰذا اس کا مقابلہ تلوار سے کرنے کے بجائے توبہ واستغفار سے کرو".... اور یہ سمجھو کہ تم آزمائش میں ڈالے گئے ہو.... لہٰذا صبر کرنے پر اجر پاؤ گے....

وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو.... جبکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو.... لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے فیصلہ پر صبر کا معاملہ کرو اور کشادگی کا سوال کرتے رہو.... اگر تم نے گناہوں سے توبہ واستغفار.... تقدیر پر صبر اور کشادگی کی دعاء کو جمع کر لیا تو تم کو تین طرح کی عبادت کی توفیق حاصل ہوگی.... جن میں سے ہر ایک پر ثواب پاؤ گے.... اور تمہارا وقت غیر مفید کام میں ضائع نہ ہوگا.... خبردار! اس گمان پر کہ تقدیر کا فیصلہ ٹال سکو گے.... کوئی چال مت چلو....

"وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ"

اور اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی نقصان پہنچادیں تو خود اس کے سوا کوئی بھی اس کا ازالہ نہیں کر سکتا ہے.... رہا اپنی بیوی کو ستانا اور تکلیف پہنچانا.... تو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تم پر

مسلط کی گئی ہے... لہٰذا ایسے وقت میں تم کو کچھ اور طرز عمل اختیار کرنا چاہئے... اس شخص نے کہا کہ میری بیوی مجھ سے محبت بھی کرتی ہے اور میری خدمت بھی بہت کرتی ہے... مگر میری طبیعت میں اس کی نفرت بھری ہوئی ہے... میں نے کہا تم اللہ تعالیٰ کے لئے اس پر صبر کئے رہو... یقیناً تم کو ثواب ملے گا...

حضرت ابو عثمان نیشاپوریؒ سے پوچھا گیا کہ آپ کو اپنے کس عمل سے سب سے زیادہ امید ہے؟ انہوں نے فرمایا: ''شروع جوانی میں میرے گھر کے لوگ بہت کوشش کرتے رہے کہ میں نکاح کرلوں.... مگر میں انکار کر دیتا تھا.... پھر میرے سامنے ایک رشتہ آیا اور مجھ سے نکاح کرنے کو کہا گیا چنانچہ میں نے نکاح کر لیا اس کے بعد جب (رات ہوئی اور) وہ عورت میرے پاس آئی تو میں نے دیکھا کہ کانی.... لنگڑی اور بدصورت تھی.... پھر مزید امتحان یہ تھا کہ اپنی محبت کی وجہ سے مجھ کو باہر نکلنے سے بھی منع کرتی تھی.... تو میں اس کے لحاظ میں بیٹھ جاتا تھا کبھی بھی اس سے نفرت کا اظہار نہ ہونے دیا.... حالانکہ نفرت کی وجہ سے میرا یہ حال تھا گویا میں جہاؤ کے انگارے پر بیٹھا ہوا ہوں.... اسی حالت میں پندرہ سال گذر گئے آخر کار وہ مر گئی.... میرے گمان میں اس کی دلداری سے زیادہ قابل ثواب کوئی عمل میرے پاس نہیں ہے''.... میں نے اس شخص سے کہا کہ دیکھو یہ ہے مردوں کا طریقہ! بھلا چیخ.... پکار اور اظہار نفرت سے کیا ہوسکتا ہے؟ بس اس کے لئے وہی طریقہ ہے جس کو میں ذکر کر چکا ہوں کہ توبہ و استغفار.... صبر اور دعاء کا دامن تھاما جائے اور ان گناہوں کو سوچا جائے.... جن کی یہ سزا ہے.... (پرسکون گھر)

طلباء کا اکرام

طلبائے کرام کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ضیف (مہمان) اور دین کا مجاہد سمجھ کر ان کے ساتھ اکرام کا معاملہ کیا جائے...... اور ان کو اپنا محسن بھی سمجھا جائے کہ...... انہوں نے اپنے قلوب کی تختی ہمارے حوالے کردی ہے...... جو کچھ دینی نقوش ہم ان پر ثبت کریں گے ...... ہمارے لئے وہ صدقہ جاریہ بنیں گے...... اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی مزاج پرسی اور تیمار داری کو اپنی سعادت سمجھنا چاہئے...... اساتذہ کو یہ شکایت ہے کہ وہ ہمارا خیال نہیں کرتے ہم تو ان سے ضابطہ کا تعلق رکھیں...... اور ان کی طرف سے رابطہ کی توقع رکھیں...... پہلے آپ رابطہ کا تعلق کر کے دیکھیں کہ...... وہ کس طرح پھر آپ کا اکرام کرتے ہیں.... (مجالس ابرار)

میری ایک اُلجھن کی سلجھن

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں: ہمارے حضرت عارفی قدس اللہ سرہ نے ایک مرتبہ میری ایک بڑی اُلجھن چند لمحوں میں دور فرمادی.... میں ''صحیح مسلم شریف'' کی شرح ''تکملہ فتح الملھم'' جس زمانے میں لکھ رہا تھا.... اس وقت میں نے روزانہ دو گھنٹے اس کام کے لیے مقرر کیے ہوئے تھے اور کتب خانے میں اوپر جا کر لکھا کرتا تھا.... بعض اوقات میرے ساتھ یہ ہوتا کہ میں کتب خانے میں جا کر اپنی جگہ پر بیٹھا اور کتابوں کا مطالعہ کیا اور لکھنے کے لیے ذہن بنالیا اور ہاتھ میں قلم اُٹھایا اور ابھی دو سطریں لکھی تھیں کہ ایک صاحب پہنچ گئے.... ''السلام علیکم'' کہا اور مصافحہ کیا اور کوئی مسئلہ پیش کر دیا کہ یہ میرا مسئلہ ہے.... نتیجہ یہ ہوا کہ مطالعہ کے بعد لکھنے کے لیے ذہن کو جو تیار کیا تھا وہ سب ختم ہوگیا.... بہرحال! ان صاحب کا مسئلہ حل کیا.... اتنے میں دوسرے صاحب آ گئے اور ''السلام علیکم'' کہہ کر مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھا دیا اور اپنا مسئلہ پیش کر دیا.... ایسا اکثر ہوتا رہتا تھا اس کے نتیجے میں ذہن میں بڑی اُلجھن اور پریشانی رہتی تھی.... (وقت ایک عظیم نعمت)

ایک دن میں حضرت عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ حضرت میرے ساتھ یہ قصہ رہتا ہے اور اس کی وجہ سے بڑی تکلیف اور کوفت ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے وقت ضائع ہو جاتا ہے اور تصنیف کا کام نہیں ہوتا.... حضرت والا نے فرمایا کہ: ارے بھائی! تم یہ جو تصنیف لکھ رہے ہو.... یہ کس کے لیے لکھ رہے ہو؟ کیا اپنے مزے کے لیے اور لذت حاصل کرنے کے لیے لکھ رہے ہو؟ یا اللہ کو راضی کرنے کے لیے لکھ رہے ہو؟ اگر مزے.... لذت اور اپنی شہرت حاصل کرنے کے لیے یہ تصنیف لکھ رہے ہو تو پھر ملاقات کے لیے آنے والوں کی وجہ تمہیں بے شک تکلیف ہونی چاہیے لیکن اس صورت میں اس تصنیف پر تمہیں اجر وثواب کچھ نہیں ملے گا اور اگر اللہ کو راضی کرنے کے لیے لکھ رہے ہو تو پھر اس وقت کا تقاضا یہ ہے کہ جو مہمان تمہارے پاس آیا ہے.... معقول حد تک اس کا اکرام کرنا چاہیے.... یہ اکرام کرنا بھی اللہ جل شانہ کی عبادت ہے جس طرح تصنیف کرنا عبادت ہے

یہ بھی ثواب کا کام ہے وہ بھی ثواب کا کام ہے جب اللہ تعالیٰ نے ہی اس مہمان کو تمہارے پاس بھیج دیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کو تمہارا تصنیف کا کام کرنا مطلوب نہیں بلکہ اس وقت مطلوب یہ ہے کہ یہ آدمی ہم تمہارے پاس بھیج رہے ہیں.... اس کا مسئلہ حل کرو.... لہٰذا چونکہ اس مہمان کا آنا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لیے اس پر راضی ہو جاؤ.... اگرچہ تم نے اپنی طرف سے یہ تجویز کیا تھا کہ اس وقت جا کر تصنیف کروں گا لیکن تم کیا اور تمہاری تجویز کیا.... اللہ تعالیٰ نے اس وقت دوسرا کام تمہارے ذمہ لگا دیا.... لہٰذا اس سے دلگیر اور پریشان مت ہو.... یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ایک شعبہ ہے.... اس جواب کے ذریعے حضرت عارفی رحمۃ اللہ علیہ نے دماغ کا دروازہ ہی کھول دیا.... اس کے بعد اگرچہ اب بھی کسی کے بے وقت آنے سے طبعی تکلیف تو ہوتی ہے لیکن عقلی طور پر الحمدللہ اب اطمینان رہتا ہے کہ اس کے آنے سے کوئی نقصان نہیں ہے.... (وقت ایک عظیم نعمت)

گناہ بقدر غفلت

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”گناہوں کی سچی لذت تو غفلت میں مدہوش شخص ہی پا سکتا ہے“.... مؤمن کو سچی لذت نہیں مل پاتی کیونکہ معصیت سے لطف اندوزی کے وقت ساتھ ساتھ اس کی حرمت کا علم اور سزا سے بچنے کا خیال بھی تصور میں آ جاتا ہے اور اگر اسے خدا کی معرفت حاصل ہو تو اپنے علم کی نگاہ سے خود روکنے والی ذات کو قریب دیکھتا ہے جس کی وجہ سے عین لطف اندوزی کے وقت اس کی خوش عیشی بے مزہ ہو جاتی ہے اور اگر خواہش نفسانی کا نشہ غالب رہا تو بھی ان مذکورہ مراقبات کی وجہ سے قلب مکدر ہو جاتا ہے.... اگرچہ طبیعت اپنی شہوت میں مشغول رہے....

اور یہ لذت بھی تھوڑی ہی دیر کی ہوتی ہے پھر اس کو ایسا نقصان اٹھانے والا سمجھو جس کو ہمیشہ کی ندامت.... مسلسل گریہ و بکاء اور طویل مدت گزر جانے کے باوجود بھی اپنی غلطی پر افسوس و ندامت لازم حال ہو جاتا ہے.... حتیٰ کہ اگر اسے اپنی معافی کا یقین بھی ہو جائے پھر بھی عتاب کا خوف لگا رہتا ہے.... تف ہے اس گناہ پر! جس کے آثار اتنے برے ہوں اور جس کی خبریں اس قدر خراب ہوں.... ”ناجائز شہوت کا حصول غفلت کے بقدر ہی ہو سکتا ہے“.... (صید الخاطر)

روحانیت و مادیت کا تلازم

اسلام نہ مادیت محض ہے..... کہ جس میں روحانیت کا دخل نہ ہو.....اور نہ روحانیت محض ہے..... جس میں مادیت شامل نہ ہو..... بلکہ وہ مادیت و روحانیت کا ایک معتدل ترین امتزاج ہے..... جسمیں مادیت و روحانیت دونوں اپنی اپنی نوعیت سے ملی جلی شامل ہیں.....اور وہ نوعیت یہ ہے کہ اسلام نے روحانیت کو اصل اور مادیت کو اس کا تابع..... یا اول کو مقصد اور ثانی کو وسیلہ..... قرار دیا ہے بالفاظ..... دیگر اسلام کا موضوع اور مقصد حقیقی تہذیب روحانی ہے..... مگر وہ چونکہ عمل اور کسب پر موقوف ہے.....اور عمل کا میدان بھی مادی اجزاء و وسائل ہیں..... جن میں مطلوبہ اکتساب و تصرف کرنے سے روحانیت کی تکمیل ہوتی ہے..... اس لئے اسلام نے اس نوعیت کے ماتحت مادیت کا ایک مستقل نظام اپنے رنگ کا پیش کیا ہے..... جس کو روحانیت کی تکمیل کے لئے استعمال کیا ہے.....(جواہر حکمت)

حقیقت محبت

طبیعت کا ایسی چیز کی طرف..... مائل ہونا جس سے لذت حاصل ہو..... محبت کہتے ہیں یہی میلان..... اگر قوی ہو جاتا ہے تو اس کو..... عشق کہتے ہیں.....(خطبات مسیح الامت)

صبر پر ثواب

ناگوار امور پر صبر کرنے سے اور ثواب کی امید رکھنے سے قلب پر پریشانی نہیں رہتی..... ڈاکٹر انجکشن لگاتا ہے..... اور اس کو فیس بھی دیتے ہیں..... کیونکہ اس کی حکمت پر نظر ہے.....اور اگر دوسرا آدمی سوئی چبھو کر فیس مانگے تو اس کو آپ کیا دیں گے.....(مجالس ابرار)

بڑا کام

جتنی عبادات پر نظر کریں گے..... اتنی ہی خامی پیدا ہو گی..... معصیت کی تاویل کرنا بھی معصیت ہے..... جس نے اپنے آپ کو لغویت سے بچالیا..... اس نے بڑا کام کیا..... غفلت صرف وہی بری ہے..... جو معصیت کی محرک ہے اور لغویت اس کام کو کہتے ہیں..... جس سے نہ دنیا کا نفع ہو نہ دین کا نفع ہو.....(ارشادات عارفی)

حضرت بشیر بن معاویہ رضی اللہ عنہ

اہل نجران کے پاس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک پہنچا تو انہوں نے ایک وفد آپؐ کی خدمت میں دریافت حال کے لئے بھیجا.... یہ وفد مدینہ سے نجران واپس ہوا تو راستے میں اسقف رئیس وفد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نامہ مبارک کو پڑھنا شروع کیا.... اتفاق سے اسی اثناء میں بشیر کی اونٹنی کو ٹھوکر لگی.... اس پر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کچھ ناملائم الفاظ استعمال کئے.... اسقف نے ڈانٹا اور کہا وہ نبی صادق ہیں.... حضرت بشیرؓ کے دل میں یہ بات گھر کر گئی.... انہوں نے فرمایا.... کہ جب وہ نبی صادق ہیں تو خدا کی قسم جب تک ان کی خدمت میں نہ پہنچ جاؤں اونٹنی کا کجاوہ نہ کھولوں گا.... چنانچہ شوق و وارفتگی میں یہ اشعار پڑھتے ہوئے وہاں سے پھر مدینہ واپس ہوئے....

الیک تغدوا قلقا وضینها   معترضا   فی   بطنهافیها

مخالفا دین النصاریٰ دینها

اور خدمت نبوی میں پہنچ کر اسلام قبول کیا اور ساری زندگی دربار رسول کی غلامی میں گزار دی... شہادت: غزوہ کی تصریح تو نہیں مل سکی لیکن کسی غزوہ ہی میں شہادت پائی....(سیر الصحابہ)

رجاء کے ثمرات

۱....امید اعمال کو بجالانے کا سبب بنتی ہے....

۲....یہ اعمال کے دوام پر دلالت کرتا ہے اور اس کا سبب بنتا ہے....

۳.... بندے کو اعمال میں لذت نصیب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے اور انعامات کا طلبگار بنتا ہے....

۴...بندے کی طرف سے اپنی عبودیت ظاہر ہوتی ہے اور اسکے فضل و احسان سے مستغنی نہیں ہوتا...

۵....رجا اللہ کی محبت میں زیادتی کا سبب بنتی ہے اور اسی سے اللہ کا شکر ادا کیا جاتا ہے....

۶....رجاء بندے کو اللہ کا شکر ادا کرنے کا سبب بنتی ہے....(اعمال القلوب)

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی رومی سفیر سے ملاقات

قیصر روم کی فوج جب مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بیسان میں پڑی ہوئی تھی تو مسلمانوں سے اتنی خائف تھی کہ کسی قیمت پر ان سے جنگ کرنا نہیں چاہتی تھی....اس کا سپہ سالار باہان کسی بھی طرح جنگ کو ٹالنا چاہتا تھا....اس لئے اپنے ایک بہت ذمہ دار کمانڈر کو اسلامی فوج کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح سے گفتگو کرنے کے لئے اسلامی فوجی پڑاؤ میں فحل بھیجا....رومی سفیر کا مقصد مسلمانوں کو مال و دولت کا لالچ دے کر اپنے وطن واپس کرنا تھا....اس نے حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح سے یہ پیشکش کی کہ ''اگر مسلمان ان پر حملہ نہ کریں اور واپس چلے جائیں تو قیصر روم کی طرف سے فی سپاہی دو دینار دیئے جائیں گے ایک ہزار دینار سپہ سالار کو ملیں گے اور دو ہزار دینار آپ کے خلیفہ کو مدینہ بھیج دیئے جائیں گے....اگر آپ اس کے لئے تیار نہیں ہیں تو جنگ میں آپ کے لوگ مارے جائیں گے اور اتنی بڑی مالی رعایت سے بھی ہاتھ دھوئیں گے'' ....حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح نے بڑی سنجیدگی سے رومی کمانڈر کی بات سنی پھر انتہائی متانت سے جواب دیا ''آپ لوگ شاید ہم کو اتنا ذلیل اور کم مایہ سمجھتے ہیں کہ ہم دولت کی خاطر آپ کے ملک میں آئے ہیں....میں آپ کو صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا یہاں آنے کا مقصد ملک و مال نہیں ہے نہ ہمیں ملک سے رغبت ہے نہ مال کا لالچ....آپ دو دینار کی بات کرتے ہیں آپ کے دو لاکھ دینار بھی ہمارے سپاہی کی نظر میں دھول کے برابر ہیں....ہم تو صرف کلمۃ الحق کا اعلان کرنے نکلے ہیں....توحید کا پیغام لے کر آپ کے ملک میں آئے ہیں یا تو آپ ایمان قبول کر کے ہمارے بھائی بن جائیں یا ہماری اطاعت قبول کر کے ہمیں جزیہ دیں نہیں تو جس خون خرابے سے تم ہمیں ڈراتے ہو اس سے ڈرنے والے ہم نہیں ہیں....یہ ہماری تلوار میدان میں یہ فیصلہ کر دے گی کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر اور اللہ یہ بتا دے گا کہ کون ذلیل اور کم مایہ ہے تم یا ہم؟'' (مہاجرین جلد اول)

ظالم شوہر آخرت میں نہ بچ سکے گا

اگر دنیا میں شوہر اپنی بیوی کا حق دبائے ظلم وزیادتی کرے اور ستائے تو یہاں خیر! اس کو قدرت نے پاور اور طاقت دی ہے.... وہ دبا سکتا ہے مگر اس سے سارے ظلم وستم کا قیامت میں بدلہ لیا جائے گا.... اور خدا کے دربار میں بیوی حاضر ہوگی تو زبان حال سے کہے گی....

وہ دنیا تھی جہاں تم بند کرتے تھے زباں میری
یہ محشر ہے یہاں سننا پڑے گی داستاں میری

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور اگر کسی وجہ سے وہ تم کو ناپسند بھی ہوں تو ممکن ہے کہ تم کو کوئی چیز ناپسند ہو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت سی بھلائیں رکھدیں".... ظاہر ہے کہ ناپسند ہونا کسی وجہ سے ہی ہوگا اور زیادہ تر عورتوں کے ناپسند ہونے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے اخلاق اچھے نہیں ہوتے اور یہ بات مرد کیلئے باعث اذیت ہے مگر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ عورتوں کی بداخلاقی وغیرہ کو بھی خیر کثیر کا سبب بنا دیں گے اللہ تعالیٰ حکیم ہیں وہ سب کچھ کر سکتے ہیں مثلاً اس سے اولاد ہی ہو جائے گی جو قیامت میں دستگیری کرے گی.... کیونکہ قیامت میں ایسا بھی ہوگا کہ کسی شخص کے گناہوں کی وجہ سے اس کے دوزخ میں ڈالنے کا فیصلہ ہوگا مگر اس کا کوئی بچہ چھوٹی عمر میں مر گیا ہوگا وہ اللہ تعالیٰ سے کہے گا کہ جب تک میرا باپ جنت میں نہ جائے گا میں نہیں جاؤں گا چنانچہ اس کی خاطر سے باپ کو بھی جنت مل جائے گی تو یہ جنت ملنے میں بیوی ہی سبب بن رہی ہے اگرچہ وہ بداخلاق ہی کیوں نہ ہو.... اسی طرح سے بعض عورتیں زبان دراز ہوتی ہیں جس کی وجہ سے شوہر کو تکلیف ہوتی ہے لیکن اس صورت میں بھی شوہر کو تھوڑا سا صبر سے کام لینا چاہئے اور صبر پر جنت کا وعدہ ہے جو خیر کثیر ہے.... بہرحال دنیا میں بیوی کی طرف سے شوہر کو جو تکلیف پہنچی وہ تھوڑی تھی اور چندروزہ تھی اس کے عوض آخرت میں جو جنت مل رہی ہے وہ یقیناً زیادہ بھی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بھی ہے.... پس اس سے عورتوں کا خیر کثیر کا سبب ہونا ظاہر ہوگیا لہٰذا جو مثالی شوہر بننا پسند کرے اور خیر کثیر یعنی جنت کو پسند کرے تو اس کی بیوی کی بداخلاقی اور زبان درازی برداشت کرنی چاہئے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بیوی

پر روک ٹوک بھی نہ کرے.... اصلاح تو ضرور کرے مگر نرمی کا دامن نہ چھوٹنے پائے اور کبھی کبھی دھمکانا بھی بُرا نہیں تاہم ستانا اور تکلیف پہنچانا.... اور حد سے زیادہ سختی کرنا مثالی شوہر کیلئے ہرگز زیبا نہیں اور بیوی کے ساتھ محبت اور شفقت سے پیش آنا اور ان کی دلجوئی کرنا یہ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں سے ہے.... (پرسکون گھر)

مجاہدہ کی ضرورت

اعمالِ صالحہ..... میں مشقت ہمیشہ رہتی ہے..... کیوں کہ اعمال نفس کی خواہش...... کے خلاف ہیں.... نفس ان کے بارے میں قلیل..... یا کثیر منازعت ضرور کرتا ہے..... اسی لئے مخالفت نفس کی عمر بھر ضرورت ہے.... مبتدی کو بھی..... اور منتہی کو بھی دونوں ہی کو بھی نہ کبھی..... اعمال میں منازعت کی وجہ سے..... کسل بھی پیش آتا ہے.... مبتدی کو زیادہ اور منتہی کو کم..... اس کسل ہی کو دفع کرنے کیلئے..... مجاہدہ کی ضرورت ہے..... نیز کسی وقت دونوں کا نفس اپنے اپنے..... مرتبہ کے اعتبار سے معاصی کا بھی تقاضا کرتا ہے..... اس کے مقابلے کیلئے بھی مجاہدہ کی دونوں کو ضرورت ہے.... (خطبات مسیح الامت)

مومن عورت کی ایک صفت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ اپنے شوہر کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو آنے دے.... (طبرانی حاکم بیہقی)

نیز عورت کو شوہر کی مرضی کے خلاف باہر نکلنا بھی جائز نہیں اور اس بارے میں کسی کی اطاعت بھی جائز نہیں....

جھوٹے مقدمات سے خلاصی کا عمل

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۞ (سورۃ یونس: ۸۲)

اگر کوئی جھوٹے مقدمے میں پھنس گیا ہو یا کسی نے کسی پر جھوٹی تہمت لگائی ہو یا کسی کی عزت پر کوئی حرف آیا ہو وہ اس دعا کو اٹھتے بیٹھتے کثرت سے پڑھے.... ان شاء اللہ اس سے کامیابی حاصل ہوگی.... (قرآنی مستجاب دعائیں)

گناہوں کے نتائج

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر سمجھدار شخص کے لیے ضروری ہے کہ گناہوں کے انجام سے بچنے کی کوشش کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور انسان کے درمیان کوئی قرابت اور رشتہ داری نہیں ہے وہ تو انصاف کی ترازو لگانے والا اور ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرنے والا ہے.... اگر چہ اس کا حلم گناہوں سے بڑھ کر ہے مگر وہ (قادر مطلق ہے) جب چاہے گا بڑے سے بڑے گناہ معاف کردے گا اور اگر گرفت کرنا چاہے گا تو معمولی گناہ پر گرفت فرمالے گا.... لہٰذا اس سے ڈرتے رہو....

میں نے بہت سے مالداروں کو دیکھا کہ وہ ظلم اور ظاہری و باطنی ہر طرح کے گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں پھر ایسے طریقوں سے برباد کردیے جاتے ہیں جن کا انہیں تصور بھی نہیں ہوتا.... ان کی جڑیں تک اُکھڑ گئیں اور وہ تعمیریں ٹوٹ پھوٹ گئیں جن کو انہوں نے اپنی آل اولاد کے لیے بنایا اور مضبوط کیا تھا.... یہ سب صرف اسی وجہ سے ہوا کہ انہوں نے حق تعالیٰ کے حقوق کو ضائع کردیا تھا اور گمان یہ باندھا تھا کہ جو کچھ وہ خیر خیرات کردیتے ہیں وہ ان کے گناہوں کو مٹانے کے لیے کافی ہے.... لہٰذا ان کے ان خیالات کی کشتی ایک طرف کو جھک گئی جس میں عذاب کا اتنا پانی داخل ہوگیا کہ وہ ڈوب گئے....

میں نے بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھا جو عالم کہلاتے ہیں کہ انہوں نے خلوتوں میں حق تعالیٰ کی اپنی طرف نظر و توجہ کو اہمیت نہ دی تو حق تعالیٰ نے جلوتوں میں ان کے تذکرے کی خوبیوں کو مٹادیا پھر ان کا وجود عدم کے برابر ہوگیا نہ ان کے دیدار اور زیارت میں کوئی لذت رہ گئی اور نہ کسی کے دل میں ان کی ملاقات کا شوق باقی رہا....

لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ ہر وقت نگراں ہے اور اس کے عدل کی ترازو میں ایک ایک ذرہ ظاہر ہوجائے گا اور اس کی سزا گنہگار پر تاک لگائے ہوئے ہے.... اگرچہ تاخیر سے آوے....

غافل شخص خدا تعالیٰ کی چشم پوشی سے (جو درحقیقت مہلت دینا ہے) گناہوں کے مہمل اور غیر مضر ہونے کا گمان کرلیتا ہے حالانکہ گناہوں کا برا انجام یقینی ہے....

پس خلوتوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اور اپنا باطن سنبھالو اور نیت کی طرف توجہ دو کیونکہ

تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک دیکھنے والی نگاہ نگراں ہے....

خبردار! اس کے علم وکرم سے دھوکہ میں نہ پڑنا.... کتنوں کو ڈھیل دی گئی تھی (پھر گرفت ہوگئی) اپنی خطاؤں کا مراقبہ کرتے رہو اور ان کو ختم کرنے کی کوشش میں لگے رہو....

گناہوں سے پرہیز کرتے ہوئے گریہ وزاری کرنے کے برابر کوئی چیز نافع نہیں ہوسکتی.... ممکن ہے (معاف کردیئے جاؤ)

یہ ایسی فصل ہے جس میں اگر عبادت گزار غور کرے گا تو اسے نفع ہوگا....

ایک ایسے بزرگ نے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا مراقبہ رکھتے تھے فرمایا کہ "ایک مرتبہ مجھے ایک ایسے فعل پر قدرت ملی جس میں لذت تھی اور لذت ہی مقصود بھی تھی اور وہ فعل گناہ کبیرہ بھی نہ تھا اس لیے میرا نفس اس کو صغیرہ خیال کرکے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی وسعت پر اعتماد کرکے اس کے کرلینے کا تقاضا کرنے لگا.... میں نے اپنے آپ سے کہا اگر تم اس موقع پر غالب رہو تو ظاہر ہے تم اپنے مقام پر رہو گے اور اگر تم نے وہ فعل کرلیا تو غور کرلو تمہارا کیا مقام رہ جائے گا؟ پھر میں نے اپنے نفس کو ایسے لوگوں کے احوال یاد دلائے جو سہل گیری میں بڑی وسعت کرتے تھے کہ کس طرح ان کے تذکرے ختم کردیئے گئے اور ان کی طرف سے بے توجہی برتی گئی تو ان کا تذکرہ سن کر میرا نفس رک گیا اور اپنے ارادے سے باز آ گیا جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے دی"....(صید الخاطر)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے گھر والوں کے لئے دعائیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں کو میرے پاس لے آؤ چنانچہ وہ ان تینوں کو لے آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والی چادر جو ہمیں خیبر میں ملی تھی اور میں اپنے نیچے بچھاتی تھی ان پر ڈالی اور پھر ان کے لئے یہ دعا فرمائی اے اللہ! یہ محمد (علیہ السلام) کی آل ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر اپنی رحمتیں اور برکتیں ایسے نازل فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر نازل فرمائی تھیں....

بیشک تو بہت تعریف والا اور بزرگی والا ہے....(اخرجہ ابو یعلی) (حیاۃ الصحابہ جلد ۳)

مہمانوں کے اعزاز میں جنگل خالی کر دیا گیا

حضرت عقبہ بن نافع افریقہ میں داخل ہوئے تیونس کے ساحل پر اور وہاں سے واپسی پر وہیں شہید ہوئے وہیں قبر بنی آج بھی الجزائر میں اس اللہ کے بندے کی قبر بتا رہی ہے کہ کہاں مکہ..... کہاں مدینہ.... کہاں حجاز..... وہاں سے نکل کر اپنی قبر یہاں بنوائی اللہ کے بندوں کو دین میں داخل کرنے کیلئے اور تیونس میں انہوں نے چھاؤنی بنائی....

جب یہ اللہ کے کام میں تھے تو اللہ ان کے ساتھ تھے.... تیونس میں چھاؤنی بنائی.... وہاں جنگل تھا.... ۱۱ کلومیٹر میں پھیلا ہوا تو وہاں چھاؤنی بنائی.... تو ان کے بارہ ہزار ساتھیوں میں ۱۹ صحابہ بھی تھے ان کو لیا اور ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر اعلان کیا....

اے جنگل کے جانورو! ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں تین دن کی مہلت ہے جنگل سے نکل جاؤ.... اس کے بعد جو جانور ملے گا ہم اس کو قتل کر دیں گے....

تین دن میں سارے افریقہ نے دیکھا کہ پورا جنگل خالی ہوا..... کتنے ہزار بربر لوگ اس منظر کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے.... (درنایاب)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالی معاشرت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دو مرتبہ دوڑ لگائی ہے ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے بڑھ گئیں اور دوسری مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور آپ نے فرمایا کہ یہ پہلی مرتبہ کا بدلہ ہو گیا.... ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چونکہ سب سے کم عمر تھیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دلجوئی ان کی عمر کے مطابق فرماتے تھے اس واقعہ کے متعلق حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ آج کل کے مدعیان تہذیب ایسی باتوں پر شاید حیرت کریں مگر ہمیں ان کی حیرت کی پرواہ نہیں ہم تو ان کی بیوقوفی پر ہنسیں گے ہم کسی کی نکتہ چینی کے خوف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو ہرگز مخفی نہ رکھیں گے کیونکہ دنیا میں سب لوگ بیوقوف نہیں بستے بہت سے اہل عقل بھی دنیا میں موجود ہیں جو ان باتوں کی قدر کریں گے.... (خطبات حکیم الامت)

دین نام ہے وقت کے تقاضے پر عمل کرنے کا

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ عارفی رحمہ اللہ نے فرمایا:

کہ دیکھو! ''دین'' نام ہے وقت کے تقاضے پر عمل کرنے کا اس وقت دین کا مجھ سے کیا مطالبہ ہے؟ اس مطالبے کو پورا کرنے کا نام ''دین'' اور ''اتباع'' ہے.... اپنا شوق پورا کرنے اور اپنی تجویز پر عمل کرنے کا نام دین نہیں.... مثلاً یہ کہ میں نے اپنا ایک معمول بنالیا ہے.... اب چاہے دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے اور وقت کا مطالبہ کچھ بھی ہو لیکن میں اپنے معمول کو پورا کروں گا.... یہ کوئی معقول بات نہیں....

☆.....حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے ''میں اس بات کو بہت معیوب سمجھتا ہوں کہ تم میں سے کوئی لایعنی زندگی بسر کرے نہ وہ دنیا کے لیے کوئی عمل کرے....نہ آخرت کے لیے''....

حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو زمانہ گزر چکا وہ تو ختم ہو چکا...اس کو یاد کرنا عبث ہے اور آئندہ زمانہ کی طرف اُمید کرنا...بس اُمید ہی ہے...تمہارے اختیار میں تو وہی تھوڑا وقت ہے، جو اس وقت تم پر گزر رہا ہے...بس اس کی قدر کرلو''....

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قیمتی جملہ لوح دل پر نقش کر لیجئے کہ:

''فرصت عمر نعمت مغتنم ہے....ضائع کوئی لحہ نہ ہونا چاہیے....ساری عمر تحصیل کمال یا تکمیل ہی میں بسر ہونا چاہیے''....(باتیں اُن کی یاد رہیں گی)

مرتے دم تک اعضاء کی درستگی کا عمل

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا. فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا. لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ. ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (سورۃ الروم ۳۰)

جو شخص چاہے کہ مرتے دم تک اس کے تمام اعضاء درست رہیں اور وہ تندرست رہے تو روزانہ ۳ دفعہ اپنے اوپر پڑھ کر پھونکے....(قرآنی مستجاب دُعائیں)

پاداشِ عمل ضروری ہے

صاحب صید الخاطر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ارباب مناصب اور امراء کے متعلق برابر سنتا رہتا ہوں کہ وہ شراب پیتے ہیں.... کھلے عام گناہ کرتے ہیں.... ظلم کرتے ہیں اور ایسے افعال کرتے ہیں جو حد یعنی شرعی سزاؤں کا سبب ہیں.... تو میں سوچتا تھا کہ ایسے مرتبے کے لوگوں پر کیسے وہ جرم ثابت کیا جا سکے گا جو حد کا سبب ہے؟ اور اگر ثابت ہو گیا تو حد کون لگائے گا میں اسے عادۃً ناممکن سمجھتا تھا کیونکہ وہ اپنے عہدوں اور منصب کی وجہ سے احترام کے مقام پر تھے....

بہت دنوں تک میں یہ سوچتا رہا کہ ان پر جو حد واجب ہے وہ ضائع اور رائیگاں ہو رہی ہے لیکن پھر میں نے دیکھا کہ وہ سزاؤں میں گرفتار کر لیے گئے اور پھر ان پر عجیب عجیب حالات آئے.... ان کے ظلم کا بدلہ یہ ملا کہ ان کے اموال چھین لیے گئے.... طرح طرح کی ذلتوں.... بھاری بیڑیوں اور لمبی قید کے بعد بھی ان پر کئی گنا زیادہ حدود قائم کی گئیں.... بہت سے تو سخت مصیبتیں دیئے جانے کے بعد قتل کر دیئے گئے.... تب میں نے یقین کر لیا کہ کسی کو بھی یونہی نہیں چھوڑ دیا جاتا.... پس بہت بچ کر رہو کیونکہ سزا گھات میں ہے.... (صید الخاطر)

حضرت صفوان بن بیضاء رضی اللہ عنہ

صفوان نام.... ابو عمرو کنیت نسب نامہ یہ ہے.... صفوان بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر فہری.... حضرت صفوانؓ حضرت سہلؓ اور سہیلؓ کے بھائی تھے....

حضرت سہلؓ ارض مکہ میں مشرف باسلام ہوئے اور اذن ہجرت کے بعد مدینہ آئے اور کلثوم بن ہدم کے یہاں اترے.... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور رافع بن معلیٰ میں مواخاۃ کرادی....

ہجرت کے بعد سب سے اول عبداللہ بن جحش کے ساتھ ایک سریہ میں بھی شریک ہوئے.... پھر بدر عظمیٰ میں شرکت کا شرف حاصل کیا.... ابن اسحاق کی روایت کی رو سے اسی غزوہ میں طعیمہ ابن عدی کے ہاتھ سے جام شہادت پیا.... (سیر صحابہؓ)

جذبہ خلوص کی قدر

جب خلوص کے ساتھ کوئی جذبہ پیدا ہو...... تو اس کو اول وقت ہی میں پورا کر لینا چاہیے...... کیونکہ اللہ تعالیٰ براہ راست وہ جذبہ پیدا فرماتے ...... اور وہی دل میں ڈال دیتے ہیں...... ایسا ارادہ دفعتاً وارد ہوتا ہے...... اگر اس کو نہ کیا جائے...... تو وہ جاتا رہے گا...... جذبہ خلوص کی قدر کرنی چاہیے...... وارد کی پہچان یہ ہے کہ وہ مکرر ہوتا ہے...... بار بار دل تقاضا کرتا ہے...... کہ نیک کام میں دیر نہ کرے....(ارشادات عارفی)

دنیوی مشکلات کیلئے وظائف

اگر اولاد نافرمان ہو یا بیوی نافرمان ہو یا شوہر ظالم ہو یا کسی ملازم کا افسر ظالم ہو یا کوئی محلہ کا دشمن ستا رہا ہو تو...... یہ وظیفہ نہایت مجرب ہے...... ۴۰ دن بعد نماز عشاء دو سو مرتبہ پڑھے اول آخر درود شریف ۱۱....۱۱.... مرتبہ پڑھے...... پھر بعد چلہ صرف ۲۱ مرتبہ ہر روز پڑھ لیا کرے.... وظیفہ یہ ہے....

یا مقلب القلوب والابصار یا خالق اللیل والنهار یا عزیز یالطیف یاغفار

کرایہ دار شرارت کر رہا ہو تو...... بھی یہی پڑھے اور جملہ مہمات اور مشکلات کیلئے **حسبنا اللہ ونعم الوکیل** ایک سو گیارہ مرتبہ...... اول آخر ۱۱ بار درود شریف کے ساتھ پڑھ کر دعا کر لیا کرے...... حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے اس عمل کی بہت تعریف لکھی ہے....

اسی طرح اپنا حق طلب کرتے وقت صاحب معاملہ کے سامنے جب جائے...... تو **یا سبوح یا قدوس یا غفور یا ودود** پڑھ کر جائے...... اور سامنے بھی آہستہ آہستہ پڑھتا رہے کہ...... کرایہ لینے جائے یا جس سے کام ہو...... اس کے سامنے اس کو پڑھنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا دل نرم ہوگا....(مجالس ابرار)

ظاہر کی اہمیت

انسان کا ظاہر اس کا باطن میں مؤثر ہوتا ہے...... اگر کوئی غم کی شکل بنائے...... تو تھوڑی دیر بعد دل میں حزن کی کیفیت محسوس ہوگی....(ارشادات مفتی اعظم)

امید خداوندی کے درجات

پہلا درجہ: یہ رجاء عبادت کی کثرت سے حاصل ہوتی ہے اور عبادت کے اندر لذت سے حاصل ہوتی ہے اسی طرح سچا محب اپنے رب کے حصول کیلئے فجر کی نماز بھی مشقت سے ادا کرتا ہے اور سردی میں وضو کی مشقت برداشت کرتا ہے اور دوسرے اوامر جہاد.... حج وغیرہ میں مشقتیں برداشت کرتا ہے صرف اللہ کی رضا کیلئے.... عام طور پر انسان اپنے محبوب کو نہیں چھوڑتا جبکہ بڑا محبوب اللہ رب العزت ہیں اس کو کیونکر چھوڑ سکتا ہے....

دوسرا درجہ: اپنی من پسند اشیاء کو چھوڑنے پر مجاہدہ کریں اور اس کے بدلے میں خیر کا طلبگار رہو ایسے حضرات اپنے مقاصد کو تب پہنچ سکیں گے جب ان کے پاس علم ہو اور یہ علم موقوف ہو علم دینیہ پر.... کیونکہ یہ مقصد ایسا ہے کہ بغیر معرفت اور تعلم کے اس کا حصول ناممکن ہے....

تیسرا درجہ: رجاء کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ اپنے خالق کی ملاقات کا مشتاق ہو اور یہ تب ممکن ہے جب انسان دنیا کو اللہ کی رضا میں لگا دے تو یہ تیسرا درجہ حاصل ہو جائے گا....

جب اللہ تعالیٰ نے ان کی کثرت عبادت اور شوق کو دیکھا اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے وعدہ کو بیان کیا تاکہ ان کے دلوں کو سکون حاصل ہو اور مزید اعمال صالحہ کی کوشش کریں.... جیسا کہ ارشاد باری ہے....

"مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ط وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○" (العنکبوت) (اعمال القلوب)

الفاظ کی تاثیر

ایک میاں جی تھے وہ لڑکوں کو بہت دق کرتے تھے.... لڑکوں نے آپس میں صلاح کی کہ جیسے یہ دق کرتے ہیں ان کو بھی دق کرنا چاہیے.... چنانچہ ایک لڑکا مکتب میں آیا اور السلام علیکم کہہ کر میاں جی سے کہا میاں جی! کیا بات ہے آج کچھ چہرہ اداس سا ہے.... دوسرا آیا حافظ جی کیا کیفیت ہے طبیعت تو اچھی ہے.... تیسرا آیا خیر تو ہے کچھ بخار کا سا اثر چہرہ سے نمایاں ہے.... غرض حافظ جی کو اس کہنے سننے سے یقین ہو گیا کہ میں یقیناً بیمار ہوں.... گھر آ کر لیٹ گئے بیوی سے لڑائی شروع کی کہ تمام لڑکوں نے عیادت کی مگر تو نے نہیں کی.... غرض خوب لڑائی ہوئی.... یہ حکایت مولانا لکھ کر فرماتے ہیں کہ ارے احمق! تو لوگوں کی تعظیم و تکریم سے اوہام میں مبتلا ہو گیا ہے.... (مواعظ اشرفیہ)

تفسیر کا اہل کون ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف انہی آیات کی تفسیر بیان فرماتے جن کا علم بذریعہ جبرائیل علیہ السلام آپ کو حاصل ہوتا تھا....

اگر یہ سوال پیدا ہو کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی آیت کی تفسیر نہیں کرتے تو کسی اور کیلئے تفسیر کرنے کی گنجائش ہی نہ رہی... تو ایسی آیت کی تفسیر معلوم ہونے کی کوئی صورت نہ رہی....

جواب یہ ہے کہ اپنی رائے سے تفسیر کرنے کی ممانعت متشابہات میں ہے تمام قرآن میں نہیں جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے.... **فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ** (سو جن لوگوں کے قلوب میں کجی ہے وہ اس کے اس حصے کے پیچھے ہو لیتے ہیں جس کی مراد مشتبہ ہو)....

نیز قرآن مخلوق کے حق میں حجت کے طور پر نازل ہوا ہے.... اگر کہیں بھی تفسیر جائز نہ ہو.... تو یہ حجت تامہ نہ بن سکے گا.... لہٰذا جو شخص لغات عرب سے واقف اور شان نزول سے تعارف رکھتا ہے.... اسے تفسیر کرنا جائز ہوگا.... (بستان العارفین)

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات

حضرت شعبیؒ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہما حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے.... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنی خاص مسند پر بٹھا کر فرمایا ایک آدمی کے علاوہ روئے زمین کا کوئی آدمی اس مسند پر بیٹھنے کا تم سے زیادہ حقدار نہیں ہے.... حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں وہ مجھ سے زیادہ حقدار نہیں (کیونکہ انہوں نے مجھ سے زیادہ تکلیفیں نہیں اٹھائی ہیں) کیونکہ مشرکوں میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے تعلق والے ایسے لوگ تھے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو بچا لیتے تھے.... میرا تو ان میں کوئی ایسا نہیں تھا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے بچاتے.... میں نے اپنا یہ حال دیکھا ہے کہ ایک دن مشرکوں نے مجھے پکڑا اور آگ جلا کر مجھے اس میں ڈال دیا.... پھر ایک آدمی نے اپنا پاؤں میرے سینے پر رکھا اور میں اس زمین سے صرف اپنی کمر کے ذریعہ ہی خود کو بچا سکا.... راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے اپنی کمر کھول کر دکھائی جس پر برص کے داغ جیسے نشان پڑے ہوئے تھے.... (اخرجہ ابن سعد ۳/۱۱۷ کذا فی کنز العمال ۷/۳۱)

ایک اہم مسئلہ

ایک عالم صاحب نے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے مشورہ لیا کہ میں مدرسہ میں پڑھاتا ہوں میری اہلیہ مکان میں میرے ماں باپ کے پاس ہے میں اہلیہ کو مدرسہ لانا چاہتا ہوں.... مدرسہ کی طرف سے مجھے مکان ملا ہے لیکن میری والدہ اور والد صاحب اس بات پر راضی نہیں.... وہ کہتے ہیں کہ بیوی کو نہ لے جاؤ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس کے چلے آنے سے میں گھر میں خرچ کم بھیج سکوں گا بیوی رہے گی تو زیادہ بھیجوں گا.... اور گھر میں مالی اعتبار سے تنگی و پریشانی بھی ہے ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے....

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیوی کے بہت سے حقوق ہیں ان میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ جہاں خود رہے اپنے پاس بیوی کو رکھے.... شریعت کا یہی حکم ہے شریعت کے حکم کے آگے سب کو جھک جانا چاہئے.... یہاں تک حکم ہے کہ اسکی اجازت کے بغیر دوسری جگہ لیٹے نہیں اسکے پاس ہی لیٹے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان باتوں کا کس قدر خیال فرماتے تھے.... ایک کی باری میں دوسری بیوی کے پاس ہرگز نہ جاتے اور جس کی باری ہوتی اس کے پاس ضرور جاتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رات میں بیوی کے پاس رہنا یہ اس کا حق ہے....

ان باتوں کو آدمی معمولی سمجھتا ہے حالانکہ اس کی بہت اہمیت ہے.... ان باتوں کا تعلق حقوق العباد سے ہے.... ایک صاحب تھے جو ہر وقت دین کے کاموں ہی میں رہتے تھے.... ہر وقت ان کا سفر ہی ہوا کرتا تھا.... جب دیکھو باہر سفر میں ہیں.... بیوی کے حقوق کی کچھ پرواہ نہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی بیوی کے دوسرے سے ناجائز تعلقات ہو گئے.... اس لئے دین کو اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر سیکھنا چاہیے.... دین جوش کا نام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ احکام کی تعمیل کا نام ہے کہ جس وقت جو حکم ہو وہی کرو.... (پرسکون گھر)

نظروں کی حفاظت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (عورت پر) اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق حکم دریافت کیا تو مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ فوراً نظر کو ہٹا لو (رواہ مسلم)

اسلام کیا ہے

ہماری زندگی کے روزمرہ کے افعال..... کھانا..... پینا..... سونا..... جاگنا..... اٹھنا..... بیٹھنا..... پہننا اوڑھنا..... چلنا..... پھرنا..... رہنا..... سہنا..... ملنا جلنا اور مرنا جینا..... وغیرہ بلاشبہ مادی افعال اور جسمانی خواص و آثار ہیں..... لیکن انہیں کو جب اسلام کے نظام کے ماتحت انجام دیا جائے..... تو یہی دنیا کے مادی افعال ہماری آخرت بن جاتے ہیں..... اور اس پر عبادت کا اطلاق آ جاتا ہے..... جس کا دوسرا نام اسلام ہے..... (خطبات حکیم الاسلام)

اسبابِ محبت

محبت کے تین سبب ہوا کرتے ہیں..... یا تو یہ کہ کوئی ہم پر احسان کرتا ہو..... اور اس کے احسان کی وجہ سے..... ہمیں اس سے محبت ہو..... یا یہ کہ وہ نہایت حسین و جمیل ہو..... اور اس کے حسن و جمال کی وجہ سے اس کی طرف..... میلانِ خاطر ہو یا یہ..... کہ اس میں کوئی کمال پایا جاتا ہو..... اور وہ کمال باعثِ محبت ہو.....

سو انعام و نوال..... و حسن و جمال..... و فضل و کمال علی وجہ الکمال..... خدا تعالیٰ ہی میں پائے جاتے ہیں..... تو جب تک یہ کمالات باقی ہیں..... اس وقت تک محبت بھی رہے گی..... اور محبوب حقیقی کے کمالات ختم نہیں ہو سکتے..... تو ان کی محبت بھی ختم نہ ہو گی..... اور چونکہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی..... میں بھی بالذات کمالات نہیں..... اس لیے کاملین کو خدا تعالیٰ..... کے سوائے کسی سے محبتِ عقلی نہیں ہو سکتی..... (خطبات مسیح الامت)

ترغیب سنت

میں کہا کرتا ہوں کہ..... سنت کا راستہ اسہل..... اجمل اور اکمل ہے..... مثلاً ہاتھ دھو کر کھانا یہ اجمل ہے..... سامنے سے کھاؤ یہ اسہل ہے..... بسم اللہ وعلی برکۃ اللہ کہہ کر کھاؤ یہ اکمل ہے..... کیونکہ اس سے تعلق مع اللہ پیدا ہوا..... یہ مضمون ایسی جگہ بیان ہوا جہاں کے لوگ ہمارے اکابر سے حسن ظن نہ رکھتے تھے اس عنوان سے ان پر بہت اچھا اثر ہوا..... الحمدللہ (مجالس ابرار)

وقت کا ضیاع خودکشی ہے

سچ یہ ہے کہ وقت ضائع کرنا ایک طرح کی خودکشی ہے.... فرق صرف اتنا ہے کہ خودکشی ہمیشہ کے لیے زندگی سے محروم کر دیتی ہے اور تضیع اوقات ایک محدود زمانے تک زندہ کو مردہ بنا دیتی ہے.... یہی منٹ.... گھنٹے اور دن جو غفلت اور بیکاری میں گزر جاتا ہے.... اگر انسان حساب کرے تو ان کی مجموعی تعداد مہینوں بلکہ برسوں تک پہنچتی ہے.... اگر کسی سے کہا جائے کہ آپ کی عمر میں سے دس پانچ سال کم کر دیئے گئے تو یقیناً اس کو سخت صدمہ ہوگا لیکن وہ معطل بیٹھا ہوا خود اپنی عمر عزیز کو ضائع کر رہا ہے مگر اس کے زوال پر اس کو کچھ افسوس نہیں ہوتا....

نیز وقت ضائع کرنے میں بہت نقصان اور خسارہ ہے کہ بیکار آدمی طرح طرح کے جسمانی و روحانی عوارض میں مبتلا ہو جاتا ہے.... حرص و طمع.... ظلم و ستم.... قمار بازی.... زنا کاری اور شراب نوشی عموماً وہی لوگ کرتے ہیں جو معطل اور بیکار رہتے ہیں.... جب تک انسان کی طبیعت.... دل و دماغ نیک اور مفید کام میں مشغول نہ ہوگا اس کا میلان ضرور بدی اور معصیت کی طرف رہے گا.... پس انسان اس وقت صحیح انسان بن سکتا ہے.... جب وہ اپنے وقت پر نگراں رہے.... ایک لمحہ بھی فضول نہ کھوئے.... ہر کام کے لیے ایک وقت اور ہر وقت کے لیے ایک کام مقرر کر دے....

وقت خام مسالے کی مانند ہے جس سے آپ جو کچھ چاہیں بنا سکتے ہیں.... وقت وہ سرمایہ ہے جو ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یکساں عطا کیا گیا ہے جو حضرات اس سرمایہ کو مناسب موقع پر کام میں لاتے ہیں ان ہی کو جسمانی راحت اور روحانی مسرت نصیب ہوتی ہے.... وقت کے صحیح استعمال سے ایک وحشی مہذب بن جاتا ہے اور اس کی برکت سے جاہل.... عالم.... مفلس.... توانگر.... نادان.... دانا بنتے ہیں....

وقت ایسی دولت ہے جو شاہ گدا.... امیر و غریب.... طاقت ور اور کمزور سب کو یکساں ملتی ہے جو اس کی قدر کرتا ہے وہ عزت پاتا ہے جو ناقدری کرتا ہے وہ رسوا ہوتا ہے....

اگر آپ غور کریں گے تو نوے فیصد لوگ صحیح طور پر یہ نہیں جانتے کہ وہ اپنے وقت کا زیادہ حصہ کہاں اور کیوں صرف کرتے ہیں؟ جو شخص دونوں ہاتھ اپنی جیبوں میں ڈال کر

وقت ضائع کرتا ہے تو وہ بہت جلد اپنے ہاتھ دوسروں کی جیب میں ڈالے گا....

آپ کی کامیابی کا واحد علاج یہ ہے کہ وقت کبھی فارغ نہیں ہونا چاہیے.... سستی نام کی کوئی چیز نہ ہو کیونکہ سستی نسوں (رگوں) کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح لوہے کو زنگ.... زندہ آدمی کے لیے بے کاری زندہ درگور ہونا ہے.... (وقت ایک عظیم نعمت)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جس سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنے پیچھے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ ذمہ دار بنا جاتے.... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور لوگوں کو تمام علاقوں میں تقسیم کر دیا تھا (حضرت زید رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس رکھا ہوا تھا) حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بہت ہی ضروری کام کی وجہ سے بھیجتے.... حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نام لے کر آدمیوں کے بھیجنے کا مطالبہ ہوتا اور یوں کہا جاتا کہ حضرت زید بن ثابت کو بھیج دیں تو فرماتے میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے مرتبہ سے ناواقف نہیں ہوں لیکن اس شہر (مدینہ) والوں کو حضرت زید رضی اللہ عنہ کی ضرورت ہے کیونکہ مدینہ والوں کو پیش آنے والے مسائل میں جیسا عمدہ جواب حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے ایسا کسی اور سے نہیں ملتا.... (اخرجہ ابن سعد ۲/۴/۱۷۵)

حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قرآن پڑھ کر سنایا.... اس پر انہوں نے مجھ سے فرمایا اس طرح تو تم مجھے لوگوں کے کاموں کے بارے میں غور و فکر کرنے سے ہٹا دو گے اس لئے تم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ کیونکہ انہیں اس کام کے لئے مجھ سے زیادہ فرصت ہے اور انہیں پڑھ کر سناؤ.... میری اور ان کی قرات ایک جیسی ہے کوئی فرق نہیں ہے.... (حیاۃ الصحابہ جلد ۳)

نماز

اگر ہم اپنے ایمان اور اسلام کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں.... اور دنیا و آخرت کے خسران سے بچنا چاہتے ہیں.... تو جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے.... ہمارے دین کی حفاظت کے لیے بتایا ہے.... اور اسے ہمارے لیے قوی و مستحکم قلعہ بنایا ہے.... اس کو عمل میں لاؤ.... اور وہ ہے نماز.... (ارشادات عارفی)

ہر مصیبت ختم ہونیوالی ہے

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مصیبت اور آلام کے ختم ہونے کی مدت اللہ تعالیٰ کے نزدیک متعین ہے.... لہٰذا ابتلاء مصیبت و آلام کو مصیبت کا وقت ختم ہونے تک صبر کرنا چاہیے اگر وقت سے پہلے چیخنا چلانا شروع کرے گا تو کچھ فائدہ نہ ہوگا....

جیسے کسی مرض کا مادہ جب کسی عضو پر اتر آتا ہے تو لوٹ نہیں سکتا.... لہٰذا اس کے اثر کے ختم ہونے تک صبر ضروری ہوگا....

''مصیبتوں کے جلد زائل ہو جانے کا مطالبہ جب کہ اس کی ایک متعین مدت ہے کچھ نافع نہیں ہے اس لیے صبر سے چارہ نہیں''....

اگرچہ دعاء بھی مشروع ہے اور نفع اسی سے ہوسکتا ہے مگر دعا کرنے والے کو جلدی نہیں مچانی چاہیے بلکہ صبر اور دُعاء کے ذریعہ بندگی اختیار کرے اور اپنے کو حکیم مطلق کے حوالہ کر دے اور ان گناہوں کو چھوڑنے کی کوشش کرے جو مصیبت کا سبب بن سکتے ہوں کیونکہ عامۃً بلاد مصیبت کسی گناہ کی سزا ہوا کرتی ہے....اور جلدی مچانے والا تو مدبر حقیقی سے مزاحمت کرنا چاہتا ہے حالانکہ یہ عبودیت اور بندگی کا مقام نہیں ہے.... ''بلند مقام تو رضاء ہے اور صبر واجب ہے''....

اور دعاء کی کثرت جو گریہ وزاری کے ساتھ ہو سب سے زیادہ اعتماد کی چیز ہے....

اعتراض کرنا حرام ہے اور جلد بازی کا مظاہرہ تدبیر خداوندی سے مزاحمت ہے....

ان باتوں کو خوب سمجھ لو! مصیبتیں اور بلائیں آسان ہو جائیں گی....(صید الخاطر)

اہل معانی کا مقام

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھ سے ایک شخص نے دیوبند میں پوچھا تھا کہ میاں حضرت حاجی صاحبؒ کے پاس کیا ہے جو تم لوگ باوجود علماء فضلاء ہونے کے ان کے پاس جاتے ہو....میں نے کہا کہ ہمارے پاس تو الفاظ ہی الفاظ ہیں اور ان کے پاس معانی ہیں وہ ہمارے محتاج نہیں اس لیے کہ ان کو مغز اور حقیقت حاصل ہے اور ہم ان کے محتاج ہیں....(مواعظ اشرفیہ)

خیالی دنیا

کہ چند باتیں تصوف کی مل گئی ہیں...... اور درویش بن گئے..... اس طرح درویش نہیں بنتے...... اگر ہلدی کی گانٹھ مل گئی...... تو پنسے ہی بن بیٹھے.... (ارشادات عارفی)

وسیع النظر

وسیع النظر آدمی ڈھیلا ہوتا ہے...... اس کی نظر سب طرف ہوتی ہے.... (ارشادات مفتی اعظم)

ختم نبوت کا معنیٰ

ختم نبوت کے معنیٰ تکمیل نبوت کے ہیں...... جس کی تشریح یہ ہے کہ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر آ کر تمام مراتب کے ساتھ ختم ہو گئی...... اور کوئی درجہ نبوت کا باقی نہیں رہا کہ...... اس کو دنیا میں لانے کے لئے...... کسی نبی کو مبعوث کیا جائے...... یہی کامل اور آخری نبوت قیامت تک کے لئے کافی ہو گئی ہے...... اور ابد تک باقی رہے گی...... جیسے سورج نکلنے کے بعد نور کا کوئی درجہ باقی نہیں رہتا کہ...... کسی ستارے کی ضرورت پڑے...... ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی ستارۂ نبوت کی ضرورت نہیں رہی.... (خطبات حکیم الاسلام)

حقیقت خوف

جو بندہ دنیا میں...... خدا تعالیٰ کا خوف رکھے گا...... وہ آخرت میں بے خوف ہو گا...... اور جو دنیا میں نڈر رہا...... اس کو آخرت میں امن واطمینان نصیب نہ ہو گا...... جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم...... نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر...... آنکھ روتی ہو گی بجز اس آنکھ کے...... جو اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کے...... دیکھنے سے روکی گئی...... اور وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستے میں...... پہرہ دیا اور وہ آنکھ...... جس میں خوف الٰہی کی وجہ سے...... مکھی کے سر کے برابر آنسو نکل آیا...... نیز مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث ہے...... کہ اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ...... حرام کر دیتا ہے...... ایک دوسری روایت میں ہے...... کہ خداوند تعالیٰ قیامت کے دن...... فرشتوں سے فرمائے گا کہ آگ میں سے...... اس شخص کو نکال دو...... جو کسی مقام پر مجھ سے ڈرا ہے.... (خطبات مسیح الامت)

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی شہادت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ مرتدین کی تحریک اٹھ کھڑی ہوئی جو کچھ قبائل نے شروع کی.... اس تحریک کا تقاضا تھا کہ فوج تیار کی جائے.... مدینہ منورہ کی جنگی اور نفسیاتی و معنوی لحاظ سے قوت میں اضافہ کیا جائے اور ضرورت اس بات کی تھی کہ مسلمان صورتحال کا حزم و احتیاط اور قوت کے ساتھ مقابلہ کریں.... خصوصاً ایسے وقت میں جب کہ مرتد قبائل میں سے بعض نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ بھی کیا تھا.... ان نازک حالات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہادری اور مردانگی کام آئی....

صورتحال یہ تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ آمادہ جہاد کوئی نہ دیکھا ہوگا....

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوجیں بھیجنا شروع کیں تاکہ ان دین سے مرتد قبائل کی سرکوبی کریں.... نبوت کے جھوٹے دعویداروں سے جنگ کریں اور انہیں عبرتناک سزا دیں.... مرتدین میں سب سے زیادہ سخت مسیلمہ کذاب تھا.... جس نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا تھا.... بنوحنفیہ اس کے طرف دار بن گئے.... اور لوگوں کی بڑی تعداد اور وہ لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے جو اسلام اور مسلمانوں سے مرتد ہو گئے تھے.... چنانچہ ۱۲ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سیف اللہ کو مسیلمہ کذاب اور اس کی قوم بنوحنیفہ کے خلاف لڑائی کے لئے روانہ کیا.... حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی فوج میں جو لوگ مسیلمہ کذاب کے ٹھکانے یمامہ کی طرف روانہ ہوئے ان میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے.... مہاجرین کا جھنڈا سالم مولی ابی حذیفہ نے تھا ماتھا.... اور حضرت ثابت بن قیس بن شماس انصار کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے....

دونوں فوجوں کے درمیان ایک خونریز معرکہ ہوا.... اہل ایمان اہل شرک سے ٹکرائے....

صورتحال ادلتی بدلتی رہی.... پہلی مڈبھیڑ میں مشرکوں کا پلہ بھاری رہا.... حتیٰ کہ بنوحنیفہ حضرت خالدؓ کے خیمے میں داخل ہو گئے.... انہوں نے حضرت خالدؓ کی بیوی ام تمیم کو قتل کرنے کی کوشش کی.... حضرت ثابت بن قیسؓ کو مسلمانوں کی پسپائی سخت ناگوار ہوئی.... انہوں نے

کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اس طرح جنگ نہیں کیا کرتے تھے.... اس کے بعد کہا کہ: تم نے اپنے ساتھیوں کی عادتیں بگاڑ دی ہیں....اے اللہ! ان مرتدین کے لائے ہوئے فتنے اور مسلمانوں کی کارگزاری سے میں برأت کرتا ہوں....

اس کے بعد مسلمانوں کے بہادر ہر طرف سے نعرے بلند کرتے ہوئے چل پڑے.... ان میں گرمجوشی عود کر آئی....صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کو وصیت کرنے لگے اور کہنے لگے....

اے سورۂ بقرہ والو! آج جادو باطل ہو گیا....

حضرت زید....بن خطابؓ نہایت بلند آواز سے کہنے لگے....

''اے لوگو! دانت مضبوط کر لو....اپنے دشمن کو مارتے ہوئے آگے بڑھو....

پھر کہا کہ: اللہ کی قسم! میں تب تک بات نہیں کروں گا جب تک یا تو اللہ تعالیٰ انہیں شکست دے یا پھر میں اللہ سے جا ملوں اور جا کر اپنی حجت پوری کر کے اللہ سے بات کروں گا....اس دوران حضرت عباد بن بشیر اور حضرت ابو دجانہؓ نے مشرکوں کو بری طرح کاٹنا شروع کیا....حضرت ثابت بن قیسؓ اور حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ نے اپنے لئے زمین میں ایک گڑھا کھود لیا....حضرت ثابتؓ نے اپنے جسم پر حنوط مل لیا تھا اور دو سفید کپڑے پہنے تھے اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ لڑائی کرتے رہے حتیٰ کہ سب شہید ہو گئے....

سیدنا حضرت ثابت بن قیسؓ جس دن شہید ہو گئے اس دن وہ بڑی عمدہ زرہ پہنے ہوئے تھے....مسلمانوں میں سے ایک شخص پاس سے گزرا....اس نے زرہ دیکھی اٹھالی اور لے لی....لیکن کیا یہ زرہ بے کار جائے گی....اور کیا حضرت ثابت بن قیسؓ اپنی قیمتی زرہ چھوڑ دیں گے....اگرچہ وہ فوت ہو گئے تھے تو پھر اس زرہ کا کیا ہوا؟ آیئے اس کے متعلق کتاب استیعاب میں اس زرہ کے بارے میں معلوم کریں....(شہدائے اسلام)

حافظہ کیلئے قرآنی عمل

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ؕ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ○ (سورۃ النساء:۱۱۳)

اگر کند ذہن بچے کو یا طالب علم کو ۱۲۱ مرتبہ پانی پر دم کر کے روزانہ پلائیں....ان شاء اللہ اس کی برکت سے عالم فاضل ہو جائے گا....(قرآنی مستجاب دعائیں)

پردہ کے دینی فائدے

❖ پردہ عورت کی عزت و آبرو کا محافظ ہے

❖ پردہ دار خاتون کا نسب محفوظ ہے

❖ پردہ سے شرمگاہ اور نظر کی حفاظت رہتی ہے

❖ پردہ نسوانی حسن کا محافظ ہے

❖ پردہ دلوں کی پاکیزگی اور طہارت کا ذریعہ ہے

❖ پردہ عورت کی فطری حیا کا تقاضا ہے

❖ پردہ چھوٹے بڑے کئی گناہوں سے رکاوٹ ہے

❖ پردہ مسلمان عورتوں کا شعار ہے

❖ باپردہ عورت اللہ کی حفاظت میں ہے

❖ پردہ عورت کیلئے افضل ترین اعمال میں سے ہے

❖ باپردہ عورت اپنے رب کے زیادہ قریب ہے

❖ پردہ شیطان اور اسکے آلہ کاروں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے

❖ پردہ تقویٰ کا لباس....عزت کا تمغہ اور حیا کی دلیل ہے

❖ پردہ عورت کو فاسقوں کی شرارت سے محفوظ رکھتا ہے

❖ پردہ انسان نما بھیڑیوں کی تیز نظروں سے بچاتا ہے

❖ پردہ....زنا....بدنظری اور ناجائز بات چیت سے مانع ہے

❖ پردہ ایسا شرعی حکم ہے جسمیں دین و دنیا کا فائدہ ہے

❖ پردہ معاشرتی امن کا ذریعہ ہے

❖ پردہ دار خاتون کیلئے جنت کے تمام دروازے کھلے ہیں

❖ پردہ عورت کے دل و دماغ کا محافظ ہے

❖ پردہ عورت کے نیک ہونے کی دلیل ہے....ایسی عورت ستر اولیاء کی عبادت کے برابر اجر کی مستحق ہے....

بے پردگی کے دینی ودنیاوی نقصانات

❖ بے پردگی........اللہ تعالیٰ سے بغاوت ہے

❖ بے پردگی جاہلیت اور مغربی تہذیب کی تقلید ہے

❖ بے پردہ عورت کا تہمت سے بچنا مشکل ہے

❖ بے پردہ عورت کا نسب اور آبرو کی کوئی گارنٹی نہیں

❖ عورت کا بے پردہ ہونا حیا کی کمی کی دلیل ہے

❖ بے پردہ عورت لوگوں کی بری نظر کا نشانہ بنتی ہے

❖ بدنظری کے یہ زہریلے تیر عورت کے جسم وروح کو چھلنی کر دیتے ہیں

❖ بے پردہ عورت اللہ تعالیٰ کی غیرت کو للکارنے والی ہے

❖ بے پردہ عورت شوہر کی حقیقی محبت سے محروم رہتی ہے

❖ بے پردہ عورت شیطان کے جال کا بسہولت شکار ہو جاتی ہے

❖ بے پردہ عورت باہر نکلتی ہے تو شیطانی عملہ حرکت میں آجاتا ہے

❖ بے پردگی نت نئی بیماریوں کا پیش خیمہ ہے

❖ بے پردہ عورت ہر وقت اللہ کی ناراضگی میں ہے

❖ بے پردہ عورت پورے معاشرہ اور ماحول کو خراب کرنے میں برابر کی شریک ہے

❖ بے پردہ عورت پر کسی بھی وقت....کوئی بھی تہمت لگانے کی جسارت کرسکتا ہے

❖ بے پردہ عورت اپنے والد....شوہر....بھائی اور بیٹے کیلئے باعث شرم ہے

❖ بے پردہ عورت کے تمام نیک اعمال بھی مشکوک ہیں کہ قبول ہوں یا نہ ہوں

❖ بے پردگی کی وجہ سے دینی ودنیاوی نقصانات رات دن ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں....

❖ خوش بختی یہ ہے کہ خود دوسروں کیلئے عبرت بننے کی بجائے دوسروں سے عبرت حاصل کر کے پردہ کا اہتمام کرلیا جائے....

اعمال کے مطابق اکرام

جیسا ٹکٹ ہوتا ہے..... اسی طرح کا اس کا ویٹنگ روم ہوتا ہے..... پس عالم برزخ ہر شخص کا اس کے اعمال کے مطابق ہوگا.... (مجالس ابرار)

لفظ و معنی کا فرق

ہمارے الفاظ فانی ہیں ..... لیکن الفاظ کے معنی غیر فانی ہیں..... جب ہم نے پڑھا "سبحانک اللّٰھم و بحمدک ..... استغفرک و اتوب الیک"..... تو الفاظ فنا ہو گئے لیکن الفاظ کی تاثیر جو تھی ..... وہ غیر فانی ہوگئی..... وہ ہمارا سرمایہ ہے..... آخرت تک..... اور جنت تک..... کیوں؟..... اس لیے کہ تاثیر عطائے الٰہی ہے..... اور عطائے الٰہی غیر فانی ہے..... ہمارا ہر عمل چاہے نماز ہو..... روزہ ہو..... حج ہو..... سب صورۃ عطاء فانی ہیں..... مگر ان کی حقیقت غیر فانی ہے..... کیونکہ وہ عطاء الٰہی ہے..... بھئی اچھے عمل کرتے رہو..... شکر ادا کرتے رہو..... توبہ کرتے رہو..... عمر بھر یہی کرتے رہو..... ایمان کامل ہو جائے گا.... (ارشادات عارفی)

اہتمام شریعت

خدا کی قسم!..... جو شخص شریعت کے موافق چل رہا ہو وہ بادشاہ ہے..... گو ظاہر میں سلطنت نہ ہو..... اور جو شخص شریعت سے ہٹا ہوا ہو..... وہ پنجرہ میں مقید ہے..... گو ظاہر میں بادشاہ ہو..... اور فرمایا رضا حق ہر حال میں مقدم ہے.... (ارشادات مفتی اعظم)

زوجہ کی اصلاح کے مراحل

خاوند بیوی میں ناچاقی ہو تو..... پہلے خاوند پر نصیحت کرنا لازم قرار دیا..... عورت نصیحت نہ مانے تو..... پھر تھوڑا بعد اور ہجر اختیار کرنے کی ہدایت کی..... اس کے پاس جانے آنے کو تنبیہاً ترک کر دیا جائے..... اس پر بھی اثر نہ ہو تو ذرا سخت تنبیہ کی ہدایت کی..... مثلاً اسکا دوپٹہ اینٹھ کر اسے مارا جائے..... جس کا مقصد ایذاء رسانی نہیں بلکہ ظاہر کرنا ہے کہ..... میں یہ صورت بھی اختیار کر سکتا ہوں..... ورنہ بیوی کو مارنے پیٹنے کی احادیث میں ممانعت فرمائی گئی ہے..... کوئی کوڑ مغز عورت اس سے بھی باز نہ آئے ..... اور ناچاقی جاری رکھے تو پھر تحکیم بتلائی گئی ہے..... ایک حکم خاوند کی طرف سے ..... اور ایک بیوی کی طرف سے اور دونوں حکم دونوں کے حالات سن کر فیصلہ دیں جب یہ بھی کارگر نہ ہو تو آخر کار طلاق کی اجازت دی گئی ہے.... (خطبات حکیم الاسلام)

باجماعت نماز کی تاثیر

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے اپنے خطبات میں ایک واقعہ نقل فرمایا ہے کہ ایک لڑکے کو ایک لڑکی سے محبت ہوگئی مگر اس لڑکی کی کسی اور جگہ شادی ہوگئی.... لڑکا بڑا پریشان ہوا.... لڑکی کو خط لکھا کہ بی بی! میں تمہارے ساتھ شادی کی کوشش میں تھا مگر قسمت میں نہیں تھی.... اب آپ میرے ساتھ ایک مرتبہ ملاقات کر لیں اس کے لئے جو بھی فرمائش ہوگی میں پوری کروں گا.... لڑکی نیک تھی اس نے کہا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پیچھے چالیس دن تک نماز باجماعت پڑھ لو.... پھر جہاں بلائیں گے حاضر ہو جاؤں گی.... پہلے لڑکا اس لڑکی کے مکان کی طرف چکر لگاتا تھا مگر چالیس دن کے بعد اس نے جانا ختم کر دیا.... لڑکی نے پیغام بھجوایا کہ اگر میری فرمائش پوری کی ہے تو میں حاضر ہوں.... لڑکے نے کہا پہلے میرے دل میں آپ کی محبت تھی مگر اب اللہ تعالیٰ کی محبت بیٹھ گئی ہے اب تمہارا اور میرا راستہ جدا ہے.... لڑکی نے خاوند کو یہ بات بتلادی اس کے خاوند نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتلائی .... تو آپ نے فرمایا کہ اللہ نے سچ فرمایا: ''کہ بے شک نماز لوگوں کو بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے....'' (خطبات مدنی)

شادی شوہر سے ہوتی ہے نہ کہ ساس سسر سے

شادی شوہر سے ہوتی ہے یا شوہر کے ماں باپ سے.... عورت شوہر کی خدمت کے لئے آئی ہے نہ کہ ساس سسر کی خدمت کے لئے.... بعض لوگ زبردستی عورت سے ماں باپ کی خدمت کراتے ہیں یہ ظلم اور ناجائز ہے.... اسی واسطے حکم ہے کہ شادی کے بعد علیحدہ رہنا چاہیے.... ساتھ رہنے میں بڑے فتنے ہوتے ہیں....

صاحب بدائع وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ عورت اگر شوہر کے ماں باپ کے ساتھ رہنے پر راضی نہیں تو شوہر کو علیحدہ رہنے کا انتظام کرنا ضروری ہے.... (پرسکون گھر)

فرصت کے لمحات غنیمت ہیں

حدیث پاک کا مفہوم ہے ''فرصت کو غنیمت جانو مصروفیت سے پہلے''

آج یہ وقت ہے کہ لوگ اپنا وقت گزارنے کے لیے فضول قسم کی مصروفیات ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہ وقت کٹ جائے جو سچا مسلمان ہوتا ہے وہ نیکی کے کام کر کے اپنے آپ کو تھکاتا ہے وہ تو ہر وقت آخرت کے کاموں میں مصروف دکھائی دیتا ہے.... حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا وقت کھانے پینے میں مصروف ہوتا ہو اس پر بھی افسوس ہوتا ہے کہ اس وقت میں مطالعہ نہیں کر سکتا.... ہمارے سلف صالحین کی مصروفیات ایسی ہوتی تھیں کہ وہ اپنے ہر لمحے سے فائدہ اُٹھاتے تھے.... وہ سمجھتے تھے کہ جو وقت گزر گیا وہ دوبارہ کسی صورت میں نہیں مل سکتا اس لیے وہ وقت کو سب سے قیمتی متاع سمجھتے تھے.... وہ اپنی زندگی کے ہر لمحے کو آخرت کا سرمایہ سمجھتے تھے اور اس سے فائدہ اُٹھاتے تھے اور کوئی نہ کوئی نیکی کا کام کرتے رہتے تھے....

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے ۔۔۔ پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

(وقت ایک عظیم نعمت)

عورت کے بے پردہ ہونے پر شیطانی عملہ متحرک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے جب کوئی عورت (اپنے پردہ سے باہر) نکلتی ہے تو شیطان اسکو مردوں کی نظروں میں اچھا کر کے دکھاتا ہے''....(مشکوۃ)

عورت ستر ہے اور ستر چھپانے والی چیز کو کہا جاتا ہے عورت جب تک چھپی ہوئی ہے تو عورت ہے اس میں حیاء ہے پاکدامنی ہے اور اپنے مرد کیساتھ وفاداری اور نباہ کا جذبہ ہے لیکن یہی عورت جب کالج دفتر کے ماحول میں قدم رکھتی ہے اور مختلف نظروں کا نشانہ بنتی ہے تو پھر اسکے اندر سے خاوند کی محبت اور وفاداری کا جذبہ نکل کر ہر مرد کیلئے پرکشش بننے کا جذبہ بیدار ہوتا ہے....(پردہ ضرور کرونگی)

زہد کی تشریح

زُہد کا ثمر یہ ہے..... کہ بقدرِ ضرورت وکفایت..... دنیا پر قناعت حاصل ہو جائے.....
پس زاہد اتنی مقدار پر کفایت کیا کرتا ہے..... جتنا کہ مسافر کو سفر کا توشہ..... اپنے پاس رکھنا ضروری ہوتا ہے..... نیز زُہد ترکِ لذات..... کا نام نہیں بلکہ..... محض تقلیلِ لذات زُہد کے لئے کافی ہے..... یعنی لذات میں انہماک نہ ہو..... نفیس نفیس کھانوں اور..... کپڑوں کے فکر میں رہنا..... زُہد کے منافی ہے..... ورنہ بلا تکلف و بلا اہتمام خاص کے..... لذات میسر ہو جائیں..... تو حق تعالیٰ کی نعمت ہیں..... شکر کرنا چاہیے..... نفس کو خوب آرام سے رکھے ..... اور اس سے کام بھی لے..... (خطبات مسیح الامت)

ایمان کا ٹکٹ

ایک شخص صرف لنگوٹی باندھے فرسٹ کلاس میں گھسے..... تو لوگ اس کو دھکے دیں گے ..... اور جب وہ زبردستی طاقت سے بیٹھ جائے گا..... تو ٹی ٹی کو بلائیں گے..... ٹی ٹی نے آتے ہی ٹکٹ کا سوال کیا اور اس نے لنگوٹی سے ٹکٹ فرسٹ کلاس کا نکال کر دکھا دیا..... تو اب سب مجبور ہو گئے..... مگر سردی گرمی کھانے کی تکلیف ذلت و رسوائی سے یہ منزل وطن تک پہنچے گا ..... اسی طرح جس کے پاس ایمان کا ٹکٹ ہوگا..... اور اعمال صالحہ کا سامان نہ ہوگا تو جنت تک پہنچے گا مگر ذلت و پریشانی سے اور سزا کی تکالیف برداشت کر کے داخل ہوگا..... (مجالس ابرار)

فرض ونوافل کا فرق

ہم لوگ..... نوافل پرست ہیں..... نوافل ادا کرنے سے بزرگی ذہن میں بستی ہے ..... فرائض میں تقدیس کا پتہ بھی نہیں ہوتا..... (ارشادات عارفی)

باطن کے گناہ

یہ جو ہم چوری..... شراب وغیرہ سے بچ جاتے ہیں..... دراصل ہم کو یہ ڈاڑھی..... کرتہ..... ٹوپی نہیں کرنے دیتے..... مگر اس سے زیادہ ذلیل گناہ اور عیوب ہمارے اندر ہیں..... اصل تو ان سے بچنا تھا..... (ارشادات مفتی اعظم)

دعا کیسے کریں اور کیا مانگیں؟

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اپنے نفس کی میں نے ایک عجیب حالت دیکھی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتوں کا سوال کرتا ہے اور اپنی نافرمانیاں بھولا رہتا ہے تو میں نے کہا! اے گندے نفس! کہیں تیرے جیسے لوگ بھی سوال کرنے کے لائق ہیں؟ اور اگر کچھ سوال کرنا بھی ہو تو صرف عفو ودرگزر کا سوال کرنا چاہیے.....

اس نے پوچھا! پھر میں اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کا سوال کس سے کروں؟ میں نے کہا میں تجھے اپنی حاجتوں کے مانگنے سے نہیں منع کرتا بلکہ میرے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ پہلے اچھی طرح توبہ کر لے پھر کچھ مانگ.....جیسے ہم (شوافع وحنابلہ) سفر معصیت کرنے والے مسافر کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر مردار کھانے پر مجبور ہو جائے تو بھی اس کے لیے کھانا جائز نہیں ہے.... اگر ہم سے پوچھا جائے گا کہ کیا پھر وہ مر جائے؟ ہم کہیں گے نہیں بلکہ توبہ کرے اور کھائے....

پس اپنے ان گزشتہ گناہوں کو بھلا کر جن کا نتیجہ ندامت وشرمندگی ہے.... اپنی حاجتوں کو مانگنے کی جرأت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کچھ لحاظ کرو....

اور اگر تم سچی ندامت کے ساتھ اپنے گزشتہ گناہوں کی اصلاح میں لگ گئے تو تمہاری حاجات وضروریات خود بخود پوری ہونے لگیں گی کیونکہ حدیث قدسی میں ہے:

مَنْ شَغَلَهٗ ذِكْرِىْ عَنْ مَسْأَلَتِىْ اَعْطَيْتُهٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِى السَّائِلِيْنَ....

”جسے میرے ذکر نے مجھ سے مانگنے سے روک دیا اسے میں اس سے بہتر نعمتیں عطا کروں گا جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں“....

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ دعا کے لیے اپنے ہاتھ پھیلاتے پھر سمیٹ لیتے اور فرماتے کہ مجھ جیسے شخص کو کچھ مانگنے کا حق نہیں ہے لیکن یہ حال حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ ہی کے ساتھ ان کے قوی المعرفت ہونے کی وجہ سے.... خاص ہے وہ دعاء کے وقت اس حال میں ہوتے تھے جیسے آمنے سامنے مخاطب ہوں اسی لیے اپنی غلطیوں اور لغزشوں کے خیال سے شرم کرتے تھے جبکہ اہل غفلت کا سوال اور ان کی دعائیں خدا تعالیٰ سے بُعد اور

دوری کے ساتھ ہوتی ہیں....

لہٰذا جو کچھ میں نے ذکر کیا ہے اسے سمجھو اور لغزشوں سے توبہ کرنے میں لگو اور اے نفس! مجھے تیری دعاؤں پر بھی تعجب ہوتا ہے کیونکہ تو دنیا کی بھی کسی اہم چیز کا سوال نہیں کرتا بلکہ ضرورت سے زائد فضول چیزیں مانگتا ہے اور کبھی دل اور دین کی درستگی کے لیے ویسی دعا نہیں کرتا جیسی دنیا کی درستگی اور اصلاح کے لیے کرتا ہے....

اپنے حال کو سمجھو! کیونکہ تم غفلت اور خوش عیشی کی وجہ سے ہلاکت کے قریب ہو....

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اپنی غلطیوں اور لغزشوں کی ندامت تمہیں اپنی ضرورتوں کے سوال سے روک لیتی.... چنانچہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بہت ڈرنے والے تھے.... جب ان سے اس خوف کی شدت کے متعلق پوچھا جاتا تو فرماتے ''مجھے یہ خیال اطمینان نہیں ہونے دیتا کہ کہیں میرے بعض گناہوں کی بناء پر مجھ سے یہ کہہ دیا جائے کہ جاؤ میں نے تمہاری مغفرت نہیں کی''.... (صید الخاطر)

واقعہ کربلا کا رنج والم

ہر کلمہ گو خواہ وہ شیعہ ہو یا سنی اس وحشتناک اور دردانگیز واقعہ سے بے انتہا رنج والم ہے.... کوئی نہیں جو امام حسینؓ کی مظلومیت سے مغموم نہ ہو اور اس کا دل ان مظالم کو سن کر مضطرب اور پریشان نہ ہو تقریباً تیرہ سو سال گزرنے کے باوجود اس اندوہناک دردانگیز مصیبت خیز پریشان کن دل ہلا دینے والے واقعہ کو بھول نہیں پائے.... شیعہ صاحبان کے علاوہ سنیوں کی کتابیں بھی اس خونی واقعہ کی یاد تازہ اپنے سینوں میں رکھتی ہیں اور ہر پڑھنے والے کے دل کو غم کدہ بنا دیتی ہیں.... (شہادت حسین)

ضدی نافرمان بچے کیلئے وظیفہ

اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ (سورۃ الشوریٰ:۱۳)

اگر کسی کا بچہ ضدی ہو یا نافرمان ہو تو اس دعا کو ۱۱ مرتبہ بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر دم کریں.... (قرآنی مستجاب دُعائیں)

سنتوں پر عمل کا آسان طریقہ

جن سنتوں پر......خاندان یا معاشرہ مزاحمت نہیں کرتا......ان پر عمل فوراً شروع کر دیں......جیسے کھانے پینے کی سنتیں......سونے جاگنے کی سنتیں وغیرہ......تو اس سے نور پیدا ہوگا......اور نور سے روح میں قوت میں پیدا ہوگی......اور پھر ان سنتوں پر عمل کی توفیق ہونے لگے گی......جو نفس پر مشکل ہیں اور معاشرہ اور ماحول اس میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے....(مجالس ابرار)

مقام کی تعریف

کسی عمل کی عادت ہو جانے کا نام مقام ہے......مثلاً شکر کا اہتمام کرتے کرتے عادت ہو گئی تو مقام شکر حاصل ہوگا....(ارشادات عارفی)

دور فساد میں عمل

اس فتنے کے زمانے میں جو شخص نیکی پر قائم رہے......اس کا اجر پچاس ابو بکرؓ و عمرؓ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے برابر ملے گا......اس زمانہ میں نیکی پر قائم رہنا......انگارے کو ہاتھ میں محفوظ رکھنے کی طرح مشکل ہے....(ارشادات مفتی اعظم)

تخلیق کائنات

اسلام میں مایوسی کفر ہے......مایوس ہرگز نہ ہو جئے......کوئی مرض ایسا نہیں جس کا علاج اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو......اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے مرض پیدا کئے......تو علاج بھی پیدا کئے ہیں......تا کہ بندوں کی عزیمت عمل اور اندرونی جوہر ہمت قوی......عزیمت اور مدافعت وغیرہ کا ظہور ہو......اگر آپ کے خیال کے مطابق امراض پیدا ہی نہ کئے جاتے......باطنی امراض میں کفر وفسق کا نام ونشان ہی نہ ہوتا......اور امراض باطن کے اسباب......شیاطین اور کفار وفساق کا ماحول پیدا ہی نہ کیا جاتا......تو علاج اور اس کے اسباب......یعنی اچھے اعمال اچھے اشخاص کے پیدا کرنے کی بھی ضرورت نہ ہوتی اور جب نہ اچھے ہوتے اور نہ برے......اچھائی ہوتی اور نہ برائی......تو دنیا آخر کس چیز کا نام ہوتا...... جسے پیدا کیا جاتا....(خطبات حکیم الاسلام)

جب آرزو عمل سے بڑھ گئی

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو لیٹے اور شیطان نے کچھ اثرات پھیلا کر قلب اور دماغ میں پہنچائے.... تہجد کے وقت آنکھ نہ کھل سکی اور تہجد چھوٹ گیا حالانکہ ترک تہجد کوئی معصیت نہیں اس لئے کہ امتی کے اوپر نہ فرض ہے نہ واجب.... مگر جو اہل اللہ تہجد کے عادی ہوتے ہیں ان کا اگر ایک تہجد بھی قضا ہو جائے تو سمجھتے ہیں کہ ساری عمر اکارت ہو گئی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ سر پر آ پڑا.... تو حضرت معاویہؓ اس تہجد کے قضا ہونے پر تمام دن روئے.... استغفار کیا اور دعائیں مانگیں اور کہا کہ یہ پہلی بار قضا ہوا ہے.... غرض اگلے دن جب سوئے ہیں تو عین تہجد کے وقت ایک شخص نے انگوٹھا ہلایا کہ حضرت امیر! تہجد کا وقت ہو گیا ہے اٹھئے تہجد پڑھ لیجئے.... حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجنبی آواز محسوس کر کے اس کا ہاتھ پکڑ لیا کہ میرے محل سرائے میں تو کون اجنبی ہے جو مجھے میرے زنانہ خانہ میں تہجد کے لئے اٹھانے آیا ہے.... اس نے کہا کہ میں شیطان ہوں.... تہجد کے لئے اٹھانے آیا ہوں.... فرمایا کہ کمبخت تو اور تہجد کے لئے اٹھائے اس نے کہا کہ جی ہاں! خیر خواہی کا جذبہ ابھرا اور مجھے گوارا نہ ہوا کہ آپ کا تہجد قضا نہ ہو.... فرمایا کہ تو اور خیر خواہی کرے.... اللہ نے فرمایا ہے اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ط شیطان تمہارا دشمن ہے تم اسے دشمن ہی سمجھو.... وہ کبھی دوست نہیں بن سکتا.... اس لئے تو اور دوستی کرے.... یہ ناممکن ہے.... سچ سچ بتا کہ تو کیوں آیا ہے ورنہ میں بھی صحابی ہوں اور اتنی قوت رکھتا ہوں.... تیری گردن مروڑوں گا اور اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا تب وہ اصلیت کھلی.... اس نے کہا کہ اصل قصہ یہ ہے کہ کل میں نے ہی ایسی ہی حرکت کی تھی کہ آپ کی تہجد قضا ہو گئی.... میں نے کچھ ایسے وساوس اور آثار دماغ اور قلب پر ڈالے کہ آپ کو گہری نیند آ گئی اور وقت پر آنکھ نہ کھلی.... آپ نے سارے دن استغفار کیا اور توبہ کیا تو اتنے درجے بلند ہوئے آپ کے کہ سو برس بھی تہجد پڑھتے تو شاید اتنے درجے بلند نہ ہوتے جتنے اس توبہ سے بلند ہوئے اسی لئے میں نے آپ کو اٹھایا کہ اگر آج تہجد کی قضا

ہوگئی تو پھر توبہ کریں گے اور پھر درجے بلند ہوں گے تو سو درجوں کے بجائے ایک ہی درجہ بلند ہو.... یہی اچھا ہے.... کچھ تو درجات میں کمی ہوگی.... جب یہ اتنی بات اس نے سچ کہہ دی تب حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو چھوڑا.... فرمایا کہ صحیح ہے یہ خباثت تیرے دل میں چھپی ہوئی تھی.... بہرحال اولیاء کاملین سے گناہ کے سرزد ہونے کا امکان بھی ہے اور عادۃً بھی ممکن ہے اور وہ تقویٰ کے منافی بھی نہیں ہے اس لئے کہ تقویٰ جڑ پکڑے ہوئے ہے.... گناہ جڑ پکڑے ہوئے نہیں.... وہ کچھ بیرونی اثرات سے گھر گھرا کر شاذ و نادر واقع ہوسکتا ہے لیکن انبیاء علیہم السلام سے یہ چیز ممکن نہیں.... (مجالس حکیم الاسلام جلد دوم)

پانچوں نمازوں کے بعد مسنون اذکار

۱- شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

ترجمہ: اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی بندگی نہیں اسکے سوا.... زبردست ہے حکمت والا.

۲- لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ

۳- عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝

ترجمہ: آیا ہے تمہارے پاس رسول تم میں کا.... بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے.... حریص ہے تمہاری بھلائی پر ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے.... پھر بھی اگر منہ پھیریں تو کہہ دے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ.... کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا.... اسی پر بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا....

۴-۵-۱ سکے بعد

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد - قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق - قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس.

ہر نماز کے بعد ایک بار اور فجر اور مغرب کے بعد تین تین بار پڑھے....

(بکھرے موتی)

قرآنی پیغام اور ہماری حالت

حق تعالیٰ کے دو ہی عظیم پیغام قرآن نے دیئے ہیں ... ایک توحید ایک اتحاد پہلے کے بغیر دین باقی نہیں رہتا ...... اور دوسرے کے بغیر دنیا قائم نہیں ہو سکتی ...... آج مسلمانوں میں توحید بھی صفر کے درجہ میں آ گئی ہے ...... شرک در شرک میں مبتلا ہیں ...... ان کے حق میں صرف اسباب کارفرما رہ گئے ہیں ...... اور اتحاد کے درجہ میں بھی صفر ہی ہیں کہ گروہ بندی و تخریب ان کا شعار ہو گیا ہے ...... گویا دو مسلمان کے معنی ہی یہ ہو گئے ہیں ...... کہ وہ کسی نقطہ پر جمع نہ ہو سکیں .... (خطبات حکیم الاسلام)

تجویز و تفویض کی تشریح

تجویز ...... ہی تمام پریشانیوں کا سبب ہے ...... کہ ہم نے ہر چیز کا ایک نظام خاص ...... اپنے ذہن میں قائم ...... کر رکھا ہے کہ یہ کام ...... اس طرح ہونا چاہئے ...... پھر اس نظام کے خلاف واقع ...... ہونے سے کلفت ہوتی ہے ...... اور زیادہ حصہ اس نظام کا ...... جو ہماری طرف سے تجویز ہوتا ہے ...... غیر اختیاری ہوتا ہے ...... تو غیر اختیاری امور کے لئے ...... نظام تجویز کرنا حماقت ...... نہیں تو کیا ہے ... اسی لئے اہل اللہ نے تجویز قطع کر کے ...... یہ مذہب اختیار کر لیا ہے ......

زندہ کنی عطائے تو ور بکشی فدائے تو ‌ ‌ ‌ ‌ دل شدہ مبتلائے تو ہر چہ کنی رضائے تو

یعنی زندہ کریں ...... تو آپکی عطا ہے ...... اور اگر موت دیں ...... تو بھی آپ پر فدا ...... چونکہ جب دل ہی ...... آپ پر آ گیا ہے ...... تو اب جو بھی آپ کی مرضی ہو ...... تسلیم ہے .... (خطبات مسیح الامت)

اہتمام نہی عن المنکر

جس طرح امر بالمعروف کا اہتمام سے جگہ جگہ کام ہو رہا ہے ...... نہی عن المنکر کا بھی تو اہتمام سے کام ہونا چاہئے ...... دونوں ہی فرض کفایہ ہیں ...... آج کل برائیوں پر روک ٹوک نہ ہونے سے ...... برائیاں تیزی سے پھیلتی جارہی ہیں ...... جماعتی حیثیت سے اسکا کام بھی ہونا چاہئے .... (مجالس ابرار)

بیوی کو علیحدہ رکھ کر ماں باپ کی خدمت کرے

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے لکھنو میں ایک بزرگ تھے ان کی بیوی نہایت بری اور بدمزاج تھی ایک دن انہوں نے جھلا کر کہا تو بڑی کم بخت ہے کہ باوجود ایسے سامان اصلاح کے تیری اصلاح نہ ہوئی.... اس نے کہا میں نہیں کم بخت تم ہو گے کہ تم کو ایسی بی بی ملی.... میں تو بڑی خوش نصیب ہوں کہ مجھے ایسا خاوند ملا....

اسی طرح ایک ایسے ہی میاں بی بی تھے کہ میاں خوبصورت تھے اور بی بی بدصورت تھی میاں ظریف بھی تھے.... ایک دن بولے کہ ہم دونوں جنتی ہیں کیونکہ میں جب تمہیں دیکھتا ہوں صبر کرتا ہوں.... اور تم مجھے دیکھتی ہو تو شکر کرتی ہو اور صابر اور شاکر دونوں جنتی ہوتے ہیں....

تو اصل حکایت یہ تھی کہ ان بزرگ کی بیوی بہت تیز مزاج تھی اکثر اوقات بے چارے تنگ ہوا کرتے ایک دفعہ بعض لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ کو بہت تکلیف ہوتی ہے.... اس کو طلاق دیدیجئے؟ فرمایا.... بھائی دل میں تو بہت دفعہ آیا لیکن یہ سوچا کہ میں نے اس کو طلاق دے دی تو شاید یہ کسی سے نکاح کرے وہ دوسرا اس بلا میں پھنسے گا بجائے اس کے کہ دوسرے کو تکلیف ہو مجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ میں ہی اس تکلیف میں مبتلا رہوں اور دوسروں کے لئے سپر بنوں....

قرآن کریم میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے کہ: وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
''اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح زندگی بسر کرو''.... (سورۃ النساء ۱۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے اور میں اپنے گھر والوں کیلئے بہتر ہوں''....

اس سے معلوم ہوا کہ بیویوں سے حسن سلوک اور ان کے ساتھ خوش اسلوبی سے رہن سہن کرنا قرآن وسنت کی رو سے ہم پر لازم ہے.... خالص عقلی اور سماجی نکتہ نظر سے دیکھیں تو بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ سکون وراحت کی زندگی وہی ہو سکتی ہے جس میں میاں بیوی کا معاملہ باہم حسن سلوک کا ہو.... (ملفوظات حکیم الامت)

اللہ تعالیٰ کی رضا

زندگی جہد مسلسل کا نام ہے جو وقت یاد الٰہی میں گزر گیا وہ زندگی ہے ورنہ تو سراسر شرمندگی ہے زندگی کو شرمندگی بنانے سے بچایئے....زندگی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے دی گئی ہے.... اگر اس زندگی میں سب کو راضی کرلیا....ماں باپ.... بیوی بچوں کو راضی کرلیا لیکن اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوئی فکر نہ کی تو زندگی عذاب بن جائے گی....سوچیں کہ ہمیں سب کو راضی کرنے کی فکر ہے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوئی فکر نہیں ہے....اللہ تعالیٰ کا مقام و مرتبہ سب سے بلند ہے اور اسے اتنی کم اہمیت دے رہے ہیں اس بات کا قیامت میں کیا جواب دیں گے....زندگی وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور یاد میں گزر جائے....

دن وہی دن ہے شب وہی شب ہے   جو تیری یاد میں گزر جائے

(مجالس فقیر)

جہاد اعظم

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے تصور کیا کہ سارے لوگ جنگ کے میدان میں ہیں اور سارے شیطان ان کے اوپر خواہشات کے تیر چلا رہے ہیں اور لذت کی تلواریں مار رہے ہیں.... بد پرہیز لوگ تو پہلے ہی دن سے چت پڑے ہوئے ہیں اور بچاؤ کی کوشش کرنے والے مجاہدہ کی وجہ سے سخت مشقتوں میں ہیں اور چونکہ طویل مدت تک میدان جنگ میں رہنے سے زخم لگنا ضروری ہے....لہٰذا وہ زخمی بھی ہوتے ہیں اور علاج بھی کرتے ہیں....البتہ قتل سے محفوظ رہتے ہیں.... ہاں چہرے کا زخم ہمیشہ کے لیے عیب ہو جاتا ہے اس لیے مجاہدوں کو اس سے بچنا چاہیے....(یعنی ظاہری گناہوں کا اثر دیرپا ہوتا ہے) (صید الخاطر)

نماز کی قدر

نماز دین کا ستون ہے......نماز ہی ایسی چیز ہے......جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت رکھی ہے......جس سے تقاضائے ایمانی پیدا ہوتے ہیں......اور شرف انسانیت کا شعور پیدا ہوتا ہے......مگر ہم لوگوں نے اسے روزمرہ کا ایک معمول سمجھ لیا ہے......اور اس کی کوئی قدر اور اہمیت ہماری نظر میں نہیں ہے......اور یہ ہماری بڑی محرومی ہے....(ارشادات عارفی)

تبلیغ کا مطلب

ایک لمحے کے لیے کسی سے دین کا مخاطب ہو جائے..... تو غنیمت ہے..... سارے زمانے کے ہم مکلف نہیں..... کہ کائنات عالم کا کہاں حق ادا ہو سکتا ہے..... اس لیے صرف استغفار ہے ہر کوتاہی کا علاج استغفار ہے.... (ارشادات عارفی)

معیار شیخ کامل

لوگ اسلاف اُمت..... اور اکابر اولیاء اللہ کے حالات..... جو کتابوں میں مدون ہیں ان کو پڑھ کر..... وہ اپنے زمانے میں بھی اسی معیار کے لوگوں کو تلاش کرتے ہیں..... اور جب وہ نظر نہیں آتے..... تو مایوس ہو کر اصلاح کا خیال ہی چھوڑ بیٹھتے ہیں..... ولی کامل کے لیے جو کم سے کم شرائط ہیں..... ان کو تلاش کرتے تو ہر زمانے میں..... اور ہر جگہ..... ان شاء اللہ صادقین کاملین مل جائیں گے.... (ارشادات مفتی اعظم)

عملی و نظری مفاسد کا علاج

عملی و نظری..... مفاسد سے بچنے کا ایک بڑا ذریعہ ذکر اللہ کی کثرت ہے..... زبان کو ذکر سے تر رکھا جائے..... صبح و شام ذکر کا کوئی معمول کر لیا جائے..... مثلاً صبح و شام سو سو مرتبہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل..... اور کلمہ "لا الہ الا اللہ" کا ذکر کیا جائے..... یعنی ایک تسبیح حسبنا کی اور ایک تسبیح کلمہ توحید کی صبح..... اور ایک شام کو..... اس کے خلاف خیالات فاسدہ آ دیں تو لاحول پڑھی جائے.... (خطبات حکیم الاسلام)

اطمینان ذکر اللہ میں ہے

تم کسی اور چیز کے اندر..... دنیوی مال و دولت کے اندر..... سکون کی زندگی کے طالب ہو رہے ہو..... کما لو ہزار بیگھے زمین کے مالک ہو کر کما لو..... اونچی سے اونچی تجارت کر کے کروڑوں کما لو..... وزیر اعظم اور بادشاہ بن کر کما لو لیکن یاد رکھو تمہارے قلب کے اندر جس کو طمانیت..... اور سکون کہتے ہیں..... وہ حاصل نہیں ہو سکتا..... اس کا طریق تو ذکر اللہ ہے.... (خطبات مسیح الامت)

حضرت ثمامہ بن آثال رضی اللہ عنہ

فتح مکہ کے کچھ دنوں پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمامہ کی طرف سے ایک مختصر لشکر جس میں چند سوار تھے بھیجا تھا ان لوگوں نے لوٹتے وقت ثمامہ کو گرفتار کر لیا اور لا کر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ستون میں باندھ دیئے گئے.... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس آ کر پوچھا کیوں ثمامہ کیا ہوا؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت اچھا ہوا اگر تم مجھ کو قتل کرو گے تو ایک جاندار کو قتل کرو گے اور اگر احسان کر کے چھوڑ دو گے تو ایک احسان شناس پر احسان کرو گے.... دوسرے دن پھر یہی سوال و جواب ہوا.... تیسرے دن بھی یہی واقعہ پیش آیا.... تیسری مرتبہ سوال و جواب کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رہا کر دیا.... ثمامہ پر اس رحم و کرم کا یہ اثر ہوا کہ رہائی پانے کے بعد اسلام کے اسیر ہو گئے.... مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ایک نخلستان میں گئے اور نہا دھو کر مسجد میں آئے اور کلمہ شہادت پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ خدا کی قسم آپ کی ذات آپ کے مذہب اور آپ کے شہر سے زیادہ روئے زمین پر مجھے کسی سے بغض نہیں تھا لیکن اب آپ کی ذات آپ کے مذہب اور آپ کے شہر سے زیادہ کوئی مذہب اور کوئی شہر محبوب نہیں ہے.... میں عمرہ کا قصد کر رہا تھا کہ آپ کے سواروں نے مجھے پکڑ لیا اب کیا حکم ہوتا ہے؟ آپ نے بشارت دی اور عمرہ پورا کرنے کا حکم دیا.... چنانچہ وہ عمرہ کے لئے مکہ گئے کسی نے پوچھا تم بے دین ہو گئے کہا نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام لایا.... یاد رکھو اب بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے گیہوں کا ایک دانہ بھی یمامہ سے مکہ نہیں آ سکتا.... (کتاب المغازی)

عمرہ پورا کرنے کے بعد یمامہ نے جا کر غلہ رکوا دیا.... مکہ والوں کا دارومدار یمامہ کے غلہ پر تھا.... اس لئے وہاں آفت بپا ہو گئی اہل مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لکھ بھیجا کہ تم صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہو لیکن تمہارا عمل اس کے برعکس ہے تم نے سن رسیدہ لوگوں کو تلواروں سے اور بچوں کو بھوک سے مار ڈالا.... ان کی اس تحریر پر آپ نے حکم دیا کہ غلہ نہ روکا جائے.... (سیرۃ ابن ہشام.... جلد ۲ ص ۴۳۰)

ملاقات میں حُسن خُلق کی ضرورت

طلحہ بن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے عطاؒ سے کہا تیرے پاس لوگوں کی آمد ورفت رہتی ہے جن کی اغراض مختلف ہوتی ہیں اور میری طبیعت میں ذرا تیزی ہے جس سے بعض دفعہ سخت بات کہہ جاتا ہوں .... تو انہوں نے کہا ایسا نہ کیا کرو کیونکہ اللہ پاک کا ارشاد ہے **وقولوا للناس حسنا** (اور عام لوگوں سے بات اچھی طرح کہنا) آیت کے عموم میں تو یہود ونصاریٰ تک داخل ہیں مسلمان کیونکر داخل نہ ہونگے ....

حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اگر تم تمام لوگوں پر اپنا مال صرف نہیں کر سکتے تو خندہ پیشانی اور حسن خلق سے تو پیش آہی سکتے ہو .... (بستان العارفین)

ولایت کی تعریف

روحانیت ..... کیفیات .... تصرف .... محبوبیت ...... کشف اور کرامت کا نام نہیں ...... بلکہ انہی گناہوں سے بچنے کا نام ہے ..... اگر پانچوں وقت کی نمازیں پڑھ لیں ..... گناہوں سے بچ گئے ..... تو آپ سے بڑھ کر کوئی مادرزاد ولی نہیں .... (ارشادات عارفی)

بیوی کی دلجوئی

بیوی کے ساتھ بدخلقی نہ کرو ..... مگر یہ بھی نہیں کہ اس کو میاں بنالو ..... تھوڑی بہت بدخلقی کو گوارا کر لینا چاہیے ..... کیا عجیب بات ہے ..... کہ وہ شادی ہوتے ہی سارے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر شوہر کے لیے وقف ہو جاتی ہے .... (ارشادات مفتی اعظم)

بے قصور کی نجات کا عمل

فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

(سورۃ یوسف: ۳۴)

اگر کوئی شخص کسی کے مکروفریب اور جال میں پھنس گیا ہو وہ بے قصور ہو تو وہ مذکورہ بالا آیت کو کثرت سے پڑھے .... (قرآنی مستجاب دعائیں)

قبر کی کشادگی

حدیث میں ہے کہ...... مومن جب سوال و جواب میں پورا اترتا ہے...... تو اس کی قبر وسیع کی جاتی ہے...... اتنی وسیع کہ تا حد نظر وہ میدان ہی میدان نظر آتا ہے...... باغ و بہار..... تو تنگ جگہ کو اتنا وسیع بنا دیا...... کہ حد نظر تک وہ وسعت محسوس ہوتی ہے...... اور حد نظر حسی تو یہ ہے کہ آدمی جب لیٹتا ہے تو ایک دم اس کی نگاہ آسمان تک پہنچ جاتی ہے...... یہ آسمان ہو نہ ہو اس کے اوپر ہو آسمان...... بہرحال وسعت نظر اتنی ہے کہ وہاں تک پہنچتی ہے...... یہ حسی نظر ہے اور وہاں کی نظر ہوتی ہے...... روحانی جو اس سے بھی زیادہ دور تک پہنچتی ہوگی...... تو قبر کو اتنا بڑا عالم بنا دیتے ہیں کہ وہ دنیا سے بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے.... (خطبات حکیم الاسلام)

اللہ تعالیٰ پر نظر

جو کوئی چیز بھی ہمارے پاس ہے...... وہ تو کیا ہم خود بھی ذاتی طور سے اپنے نہیں...... کسی اور ذات کی ملکیت ہیں...... تو اب جو چیز ہمارے پاس ہے...... وہ بالذات ہماری نہیں...... کسی اور کی ہے...... چنانچہ جس شخص کی فہم سلیم اور عقل مستقیم اس بات پر جم جاوے گی...... اس کو کسی بھی کمال ظاہری و باطنی خواہ مالی ہو یا جاہی ہو...... جسمانی ہو...... روحانی طاقت ہو...... دولتی قوت ہو یا شاہی و ملکی قوت ہو یا گروہ بندی کی طاقت ہو...... کہ ایسی ایسی جماعتیں (پارٹیاں) ہمارے ساتھ ہیں...... ان کی قوتوں کے حاصل ہونے پر...... بھی فخر و اختیال نخوت و اترانا پن کبھی نہیں آسکتا...... اسی لیے اہل اللہ جن کو حقیقتاً اہل اللہ کہتے ہیں...... ان کے اندر کبھی تکبر کا نام نہیں آسکتا ہے...... وہ تو ہر چیز کو ادھر ہی منسوب کرتے ہیں.... (خطبات مسیح الامت)